سلسلۂ مطبوعات : ۶۱

سخنِ شعرا

عبدالغفور نساخ

اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

سخنِ شعرا

عبدالغفور نساخ

SUKHAN-E-SHOARA
BY
ABDULGHFOOR NASSAKH
PRICE Rs.22/50

پہلا فوٹو آفسیٹ ایڈیشن: ۱۹۸۲ء

تعداد: ۱۰۰۰

قیمت: ۲۲/۵۰ روپے

عزیز الحسن خاں، سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے میسر آئل آفسیٹ ورکس۔ نئی دہلی۔ ۲۸ میں چھپوا کر اکادمی کے دفتر قیصر باغ، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱ سے شائع کی۔

پیش لفظ

آجکل اردو میں جس رفتار سے ریسرچ کا کام آگے بڑھ رہا ہے، اس پر اظہار اطمینان کیا جا سکتا ہے، لیکن کبھی کبھی بعض تحقیقی مقالات میں کیفیت کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کا شائد ایک سبب یہ بھی ہے کہ تحقیق کرنے والوں کو بنیادی مآخذ سے استفادے کا موقعہ نہیں ملتا۔

اردو شعرا کے تذکروں کا شمار بنیادی مآخذ میں ہوتا ہے مگر اب یہ نایاب ہوتے جا رہے ہیں۔ اتر پردیش اردو اکادمی کے منصوبوں میں یہ امر بھی شامل ہے کہ کم یاب تذکروں کا عکس شائع کیا جائے۔ زیر نظر تذکرہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

عبدالغفور نساخ کا "سخن شعرا" انیسویں صدی میں اردو شاعروں کا اردو میں لکھا جانے والا آخری ضخیم تذکرہ ہے۔ اس میں چوبیس سو سے زیادہ شعرا اور شاعرات کا ذکر اور ان کے کلام کا انتخاب شامل ہے۔ "سخن شعرا" تاریخی نام ہے جس سے ۱۲۸۱ھ برآمد ہوتا ہے، لیکن اس میں بعض ایسے حقایق کا بیان ہے جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اس میں ۱۲۸۱ھ کے بعد اضافے ہوئے۔ اس کی پہلی اشاعت ۱۲۹۱ھ (اکتوبر ۱۸۷۴ء) میں عمل میں آئی تھی، اسی کا عکس پیش کیا جا رہا ہے۔

امید ہے کہ اکادمی کی دوسری مطبوعات کی طرح اسے بھی حسن قبول حاصل ہوگا۔

محمود الٰہی
چیرمین، مجلس انتظامیہ

اتر پردیش اردو اکادمی
قیصر باغ، لکھنؤ
۲۰ ستمبر ۱۹۸۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس نخلبند گلستان جہانکی رونق افروز چمنستان معانی ہے اور ثنا اوس گلین ارائے زمین وزمان کی بہار افزائے ریاض نکتہ دانی ہے جسنے عرائس معانی کو رہا جلین بیانی سے پیراستہ اور ابکار افکار کو روائح ازہار بلاغت اور فوائح گلہاے فصاحت سے آراستہ فرما اور نونہالان گلشن لطائف کو عمائل ظرائف سے مزین فرماکے حجب بطون سے منصۂ شہود پر جلوہ نما کیا اور اپنے سحاب لطف وکرم کی آبیاری سے شورستان عدم استعداد کو روضۂ رضوان بنایا سرو قدان باغچہ احسن تقویم اوسکے بہار خلق کی تعلیم سے مالامال اور نوباوہ ہاے گلشن تکریم برگ و بار حسن تنظیم سے چمن چمن نہال ہوئے شعر

اے موج نسیم کرم الطاف تیرے ۔۔۔ دیکھا نہین اس گلشن بیخار مین کھٹکا

اور گلدستۂ درود نامحدود وصلواۃ غیر معدود پیشکش بہار گلستان رسالت رونق بوستان نبوت آفتاب دوسرا آسمان اہتدا تاجدار لی مع اللہ خدیو انجم سپاہ ہے جسکی نکہت مرحمت سے معطر ہر دماغ اور نسیم مکرمت سے ہر غنچۂ دل باغ باغ ہے خاک پا اوسکا غرہ شان گلشن صنائع کو غازہ ہے اور چمن زار فضاے بدائع اوسکی آبیاری سے تر و تازہ و در پاے علوم

اوس منبع جود و احسان سے اپنی موجون مین لہراتا ہے اور محیط شرایع اوس گوہر بے بہا
ہتمنان سے آب و تاب مین چشمۂ خورشید کا پہلو دباتا ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
الاتقیاء الابرار ماطمی البحر الذخار وعب العجاج التیار بعد اسکے ہیچ میرزا ابو محمد عبد الغفور
خاندی متخلص بہ نساخ ڈپوٹی مجسٹریٹ وڈپوٹی کلکٹر ضلع راجشاہی معروف بہ رامپور بولیہ
ابن منشی قاضی فقیر محمد مرحوم صاحب جامع التواریخ وکیل عدالت عالیہ صدر دیوانی کلکتہ
ابن قاضی محمد رضا منصور متوطن ضلع فرید پور باشندۂ گرین دارالامارۃ کلکتہ تکمۃ فہان سخن سنجان
زمن کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ بیان ہنوز باغچۂ عمر مین نسیم شعور کی آمد آمد اور فرش سبزہ
رشاد فضای سن و سال مین ممتد بھی نتھا کہ سر مین سودائے گلریزیان مضامین پیدا ہوا دل
غنچہ لبان معانی کا شیدا ہوا کلام اساتذہ کا شوق رہا غیرون کے سخن سے ذوق رہا تھوڑے
دنون مین بہت سی دواوین نظر سے گذرے عرصۂ قلیل مین تذکرہ ہاے کثیر دیکھے سبھون نے
داد سخن کی دی ہے جانفشانی وجانکاہی کی ہے ہر مضمون شیرۂ حیات ہے ہر معنی شاخ نبات
ہے ہر انداز شیرین غیرت شان انگبین ہے ہر طرز نمکین رشک لب شیرین ہر مینے بھی
چاہا کہ شربت تالیف سے کوزے بھرون اور اس قند کو مکرر کرون یعنی اس طرح کا
تذکرہ لکھون جسمین اشعار آبدار مین اطناب و اعجاز ہو اور احوال شعرا مین اختصار و ایجاز
اور حالات ابناے زمان کو بقدر طاقت بشری جامع اور مشوز و زائد کو مانع ہو بحمد اللہ
کہ یہ ناوک عزم ہدف مراد مین دوسار ہوا کہ بارہ برس کی محنت مین یہ تذکرہ شعراے
ریختہ سے بنام نامی سخن شعرا تیار ہوا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ردیف الالف

آباد تخلص محمد یعقوب علی خان خلف محمد اسحاق خان باشندۂ دھلی

ان خرابا تیون کی صحبت نے	مجھکو آباد کیا خراب کیا

آباد تخلص مہدی حسن خان ولد غلام جعفر خان باشندۂ لکھنؤ شیخ سے اصلاح لیتے تھے
سال تولد انکا ۱۱۷۵ بارہ سو اٹھائیس ہجری ہے انکے تین دواوین اور ہر بحر مین
غزل کے ایک ایک دیوان ہے بعض دیوان اور دواوین نظر راقم سے گذرے

ہمیشہ تذکرہ ہے مصحفِ رخسارِ جانان کا
کتابِ عشق نے حافظ کیا ہے مجھکو قرآن کا

کوئی ثروت مین بھی انداز غربت بسر جاتی ہے
نہ بھولا تخت پر یوسف کو صدمہ چاہ کنعان کا

ہجر مین ای رشک شیرین جان شیرین تلخ ہے
کام نالے کر رہے ہین تیشۂ فرہاد کا

کیا عجب شوقِ اسیری مین اگر منقار سے
بلبلین دامن پکڑلین دوڑ کر صیاد کا

روشنی پائے سخاوت سے جہان مین نام ہے
ہر درم گویا چراغ مرقدِ حاتم ہوا

پائیگا اکدن کمال سربلندی شکل بدر
ماہ نو کی طرح جو ہر تواضع خم ہوا

ہے بجا اے گل اگر کہیے تجھے رشکِ بہار
پھول مرجھاتا نہین تیرے گلے کے ہار کا

رکھ لیا پردہ مرا قاتل تری تلوار نے
جسم عریان پر ہے احسان زخم دامن دار کا

بجلیان روشن کرینگی قبر پر میرے چراغ
کشتہ ہون اک برق وش کی مین نگاہ ناز کا

تیرے ہر ایک سخن مین ہین بہم دو پہلو
کبھی اقرار سے ہوتا نہین انکار جدا

فوراً تڑپ کے حرف سے ہر حرف ہو جدا
لکھدون جو خط مین حال کبھی اضطراب کا

گر سکندر کی طرح ہوتے میرے بخت رسا
ہفت کشور چھوڑکر مین کج عزلت مانگتا

طور کم کر نہ مرے بعد جفا کاری کا +
حوصلہ تا کسی دشمن کو نہو یاری کا

زلف دلدار و ابرو رخسار و چشم و لب
مارا ہوا ہون مین تو انھین تین چار کا

واللہ کیا ہے حسن بت پر غرور کا
بندون کو شک ہوا ہے خدا کے ظہور کا

بگڑ گیا جو نکلتے ہی روح کے نقشا +
طلسم تھا کوئی یا اپنا خانۂ تن تھا

شعبدے دکھلائے حسن یار نے ہر دم نئے
سامنے آنکھون کے یہان کیا کیا تماشا ہو گیا

بیتاب وہ ہون چین نہ آئے لحد مین بھی
میرے جنازے کو نہو آرام دوش پر

ہاتھ کیا اونے اوٹھایا سیکڑون بسمل ہوئے
دے رہا ہے عاشقونکو موت کا پیغام رقص

خون گرفتہ نہ کوئی عشق مین ہما ہو گا
دمبدم منتِ جلاد کیا کرتے ہین

فقط امید ہے بخشش کی تیری رحمت سے
وگرنہ عفو کے قابل مرے گناہ نہین

مثالِ قصرِ گردون جنکے لاکھون قصر عالی تھے
اب اونکی خاک اوڑتی پھرتی ہے دشت بیابان مین

مجھے یاد آگیا سجدہ بتون کی آستانے کا
کسی مسجد مین جب دیکھا کسی نے نمازی کو

دل لگانے مین تو ہے جراو ٹھانے کا مزا
لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو

لطف جینے کا یہ ہے جان کسی پر نکلے
نہ جیے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو

کہین فرقت مین جائین اشک ہین بیرنگ آنکھون مین
تماشا ہی لیے پھرتے ہین ہم کشتی مین طوفانکو

در سے اونکے لگ گئی تقدیر پشت آئنہ
مہر سے الا ہوئی توقیع پشت آئنہ

خیاط قطع کر تو سمجھکر لباس یار
رشتہ مری حیات کا اوس پیرہن مین ہے

ا بر تخلص تفضل حسین شاگرد اسیر

خاکساری کا اگر مرتبہ حاصل ہو جاے
ہے دلا پھر طلب نسخۂ اکسیر عبث

آبرو تخلص نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک باشندۂ دہلی شاگرد دوغزیز سراج الدین علیخان آرزو حضرت محمد غوث گوالیاری کے بیرون مین تھے محمد شاہ جنت آرامگاہ کے عہد مین وفات پائی بیشتر صنعت ایہام مین شعر کہتے تھے

کیون چھپا ظلمت مین گر اوس لب سے شرمندہ ہوا
جان کچھ پانی مرے ہے چشمۂ حیوان کے بیچ

سر سے لگا کے پاون تلک دل ہوا ہون مین
یہان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین

دور خاموش بیٹھ رہتا ہون
اسطرح حال دل کا کہتا ہون

شور ہے اوسکی اشکباری کا
آبرو چشم تر قیامت ہے

نہ دیوے لیکے دل وہ جعد مشکین
اگر باور نہ ہو تو مانگ دیکھو

وا ابن رضا تخلص و نام سید ابن رضا لکھنوی کاکتہ مین آئے تھے راقم نے انکو دیکھا ہے

تجھے رقیبون کے دل مین ہزارون ہی کانٹے
گلون کے گجرے جو ہم یار کو بنانے لگے

آتش تخلص مرزا غلام حسین ولد مرزا اکریم اللہ بیگ باشندۂ ٹوھاکہ شاگرد دوادا دیر جہان طپش عدالت دیوانی ڈھاکہ مین وکالت کرتے تھے

آپ تو محو فنا تھے جس طرح کانٹے کی اوس
جنبش باد صبا کا اک بہانہ ہو گیا

آلش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی شاگرد مصحفی ۱۲۶۳ھ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا دیوان اونکے نظر راقم سے گذرے سوے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے اشعار انکے پر مضمون و بامزہ ہوتے ہین

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا

وصال یار کا وعدہ ہے فردای قیامت پر
یقین مجھکو نہین ہے گور تک اپنی رسائی کا

نہین مٹتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
رہے گا پاے بت پر نقش اپنی جبہہ سائی کا

نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پیچا ہے آتش نے
بجا ہے اے صنم گر تجھکو دعوی ہو خدائی کا

حسن پری اک جلوہ مستانہ ہے اوسکا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اوسکا

وہ یاد ہے اوسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اوسکا

لیجاے خط شوق کبوتر غریب کیا
وہان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا

آتش یہی دعا ہے خداے کریم سے
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا

کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کی منزل
شکوہ کس منہ سے کرون مین بت ہرجائیکا

کیا قتل اوسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا

عالم منطق مصور ہے تری تصویر کا
منہ کتابی قطبی ہے خط حاشیہ ہے میر کا

کس خوشی سے دوڑکر عاشق کٹاتی ہین گلے
نقش خنجر ای ترک جوہر ہے تری شمشیر کا

حیف کی جاہے نہووے نرم و چرب اوسکی زبان
پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا

دہن اوس روے کتابی مین ہے پر نا پیدا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا

گھڑی بھر روکے کوی یار مین یون رنگ دل کھویا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھڑے گھاٹ جا کر کلپایا

آئے تھے لوگ بیٹھے بھی اوٹھہ بھی کھڑے ہوئے
مین جا ہی ڈھونڈ ہتا تری محفل مین رہگیا

حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا کچھ
ساربان آج ہی کیون چہرہ لیلی اوترا

دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے
رقیبون نے محل باقی نرکھا عذر خواہی کا

سامنے ہوتی نہین اوس شمع رو کے اپنی آنکھ
اے صبا محفل سے پروانہ کے خاکستر اوٹھا

اسقدر نازان نہوا ے شیخ اپنی زہد پر
بندگی کرتے سے تو شاید خدا ہو جاے گا

کسی کے محرم آب روان کی یاد آئے
حباب کی جو برابر کوئی حباب آیا

شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
جگایا مینے جو افسانہ گو کو خواب آیا

عذاب گور سے واعظ نہایت ہے ڈراتا ہے
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

اے صنم تیری کرنجی آنکھ سے ثابت ہوا
بلبل و علم ہے پاس نہ اپنے نہ ملک و مال
یار کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
تکیہ تک پہلو مین اوس گل نے نہ رکھا آتش
سیل گریہ سے مرے نیند اوڑی مردم کی
آہ و نالہ سے سوا چرچا خموشی کا ہوا *
چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
خط دیکے کبوا بکی زبانی یہ نامہ بر
جو کہ شاکر ہوا مقدر پر *
خط نے غرور حسن کو کھویا ہے مہربان
تار تار پیرہن مین بس رہی ہے بوے دوست
واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
قاصد وان کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مرے
دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت ہی ہزار
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
اوس بلاے جانسے آتش دیکھیے کیونکر بچے
اللہ ری صبح عید کی اوس حور کو خوشی
اے ماہ چاردہ یہ گریباں نہین ہے خوب
گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا *
جو پہنے اوسکو جامہ عریانی ٹھیک ہو
جانب شیشہ جو دیکھون تو مغان کہتے ہین
میرے مرنے کی دعا مانگی وہ بت پڑھکر نماز

رنگ اوڑ جاتا ہے روے مردم بیمار کا
ہم سے خلاف ہوکے کرے گا زمانہ کیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا
پاس رسوائی نے ہمکو اور رسوا کر دیا
ہر قدم پر ہے یقین یہان رہگیا وہان رہگیا
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب
خط پیشانی کا پڑھا مطلب
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ
مثل تصویر نہانی مین ہون با پہلوے دوست
پنجہ شل سے کھلینگے عقدہاے مو بدوست
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
چار تلوارون مین شل ہو جائینگے بازو بدوست
خشت زیر سر نہین بانکیہ تھا زانو بدوست
دل ہوا شیشے سے نازک دلسے نازک خو بدوست
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات
پہلے کیا تھا کس لیے خوگر تمام رات
کٹتی ہے ہجر یار مین کیونکر تمام رات
اندام پر ہر اک کے ہے یہ پیرہن درست
آنکھون مین دختر رز کو پیے جاتے ہو عبث
کسطرف جاکر کرون مین سجدہ شکرانہ آج

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا
کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ بن کی شاخ

پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
باندھی ہے اس پر کمر کھولون ترا شلوار بند

پاتا نہین بن یار کو میسل سخن ہنوز
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز

کوچہ یار مین سائے کی طرح رہتا ہون
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس

کرتے ہین عبث یار سراغ پر طاؤس
رنگی کو نہین اوسکے دماغ پر طاؤس

حرص دنیا حسن خار نگر کو کرتی ہے خراب
بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص

حسرت جلوۂ دیدار عبث ہے مجھکو
چاہیے میرے لیے آئنہ خانہ شب وصل

مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل

لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا اوسنے وصف
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

جوش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
شہر ہستی سے ہے صحرائے عدم چار قدم

یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کسکی دیکھیے
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون

برابر جان کے رکھتا ہے اوسکو مرتے مرتے تک
ہماری قبر پر رویا کریگی آرزو برسون

عطر گلاب ملکر حلقہ مین یار بیٹھا
بلبل بکرنے آیا صیاد انجمن مین

خضر و مسیح کانپتے ہین رشک سے گلا
تو بھی تو کر شہیدون کی اپنی زیارتین

یہ کیکے گشت گلپیرا ون کو ابھارتے ہین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتی ہین

مرے ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون

دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
پریون نے کھڑکیون کے پردے اوٹھا دیے ہین

دیدار عام کیجے پردہ اوٹھا دیجے
تا چند بند ہائے خدا آرزو کرین

رخ انور دیکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
حسین ہونے سے طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین

برہمن آنکھونکو ملتا ہے جو پاے بت پہ
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار کہو

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
نیلگون گنڈا نچھا یا مردم بیمار کو

دست رنگین سے تری بیعت اوسے کرواتا
ہاتھ آجاتا اگر پنجہ مرجان مجھکو

تمھین دیکھے تو مجنون سے ہوا لیلی ہو دیوانی
تمھاری دلفریبی ہمین نے خسرو سے شیرین کو

چال وہ چلتے ہو دل پہ ستتے ہین جسپر ہر قدم
کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسیکا کام ہو

کہتا ہے وہ شوخ آئنہ مین عکس سے آتش
تم مجھسے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ

بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہون بیزار
تو لیلی مجھسے ترازو مین تو ہو تل بھاری

شمع روئے مرے اوتا سر مجلس جو نقاب
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری

آدمی کے واسطے کچھ اور ہووے یا نہو
ساقی وے سبزہ و آب روان درکار ہے

پیامبر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا ؛
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

کوچۂ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے

کرینگے بار کو عریان شب وصل
عیان ہو جائے گا راز نہانی

جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
کسی پردہ نشین کی نشتر آنی

میہمان ہون مین جگہ دین مجھے تکلیف کرین
اوسکے اصحاب یسار اور یمین تھوڑی سی

بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ چہار دہ
سنکر مقر ہوتے ہین تمھاری کمال کے

تصویر کھینچی اوسکے رخ سبز فام کی
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی

یہ صدا دیتی ہے خلخال اونکی ہنگام خرام
خاک مین ملجائے جسکو حسرت پابوس ہے

اکیلا پا کے نہین چھوڑنے کا مین تم کو
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے

جہاں حور و پری پر ہے طعنہ زن مٹی
بلائے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی

ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی

مشتاق اس قدر ہون خدا کے حضور کا
سجدہ کردن جو بت بھی ملے کوہ طور کا

چنکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
کشتہ ہی دل مرا شرف امتیاز کا

شب کو دم دید کے لیجاتا ہے کوئے یار مین
مین تو تھا ہی مجھسے بھی مرشد مرا دل ہو گیا

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
پاؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
بھیڑ سے ہے بھیڑ میخانے کے در پر اندنون

کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے
مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے

کچھ عشق مین مجنون ہے سوا ہے نہ تو فرہاد
لیلی ہے نہ چھوٹی ہے نہ شیرین ہی بڑی ہے

نیرنگی زمانہ سے آتش عجب نہین | جھلا اوتارے زردخا دست بارسے

اکمل تخلص میر عبد الجلیل باشندۂ دھلی شاگرد مصنوی جعفر زٹلی

زلف ہے چہرے پہ یا جنجال ہے | جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

اثر تخلص حسین علیخان لکھنوی خلف اسیر الدولہ حیدر بیگ خان نائب آصف الدولہ بہادر ناسخ کے شاگرد ہین شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی گذری مکہ مین بھی آئے تھے

گر تصور مین وہ رشک مہ کنعان ہوتا | دل مرا یوسف یعقوب کا زندان ہوتا

نہین چلتا صنم پرزور اپنی سینہ زوری کا | نہ ٹوٹا وصل کی شب ایک تار انگیا کی ڈوری کا

کسیکی گوری گوری چھاتیون پر مر گیا ہو نہین | پیالہ ہو مرے پہلو مین انگیا کی کٹوری کا

دلا سونے مین قند لب کا خاطر خواہ بوسہ لے | مثل مشہور ہے دنیا مین گڑ میٹھا ہے چوری کا

تعجب کا محل کیا ہے جو اڑ سکتی نہین چڑیا | یہ طائر رشتہ بر پا ہے تری انگیا کی ڈوری کا

بسکہ ورد آٹھون پہر نام اوس مہ تابان کا ہی | بنگیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا

سنکے غل شب نادر زندان وہ آکر پھر گیا | شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا

عالم بالا پہ کس خود بین کی رہتی ہے نظر | نصب ہے جو مہر کا چشم کہن مین آئینہ

کیا دین دہن کو نقطۂ موہوم سے مثال | عنقا کا ذکر کیا کرین عنقا کے سامنے

اثر تخلص سید محمد میر برادر خورد حضرت خواجہ میر درد دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اشعار انکے پر درد ہوتے ہین

بیوفا تیری کچھ نہین تقصیر | مجھکو میری وفا ہے راس نہین

مر تو چلے کہان تلک اب در گذر کرین | یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین

نہ لگائے گیا جہان دل کو | آہ لے جایئے کہان دل کو

صرف غم ہم نے نوجوانی کے | واہ کیا خوب زندگانی کے

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا | دشمنی پر تو پیار آتا ہے

ہر دم فرون ہین کجرویان روزگار کی | کچھ سیکھتا چلا ہے روش میری بانکی

اور تو کوئی نہین دام و قفس و اسنگیر | تنگ آیا ہون فقط دل کی گرفتاری سے

چھپ چھپ کے دیکھنے کے مزے سب یہ ہے اثر
معلوم ہونگے جو کبھی اوسنے نگاہ کی

ہمین حیرت ہی آہی مجھکو دیوین کیا جواب اسکا
کہ تجھہ بن اب تلک کسطرح تھے زندگانی کی

اثر تخلص عبد الرزاق ولد عبد الرحمن تمنا مقیم دہلی

ترا ہر ایک سے ملنا بت وفا دشمن
کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا مجھکو

گر چال کا نام آتا ہے آتی ہے قیامت
مضمون تری رفتار کا باندھا نکرین گے

کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے عور کیا
باتین یہ سب ہین اس دل الفت شعار کی

مین اور یار اور شب ماہتاب ہے
یارب مجھے خیال ہے یا کہ خواب ہے

پامال غیر ہے مری نعش اوس گلی مین آج
مر کر بھی میری خاک پہ کیا کیا عذاب ہے

عشق بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر
دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے

ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پہ وہ
حیلہ اک اور بھی باقی ہے سو مر دیکھینگے

اکم تخلص سید غلام مصطفے زمیندار موضع مصطفے آباد متعلقہ الہ آباد

کب تصور مین تری زلف گرہگیر نہین
مجھسے سودائی کو کچھ حاجت زنجیر نہین

آکم تخلص شیخ مہر حسین ولد میر اللہ بلا رامی

انکار مین بوسے کے کہین صبح نہ ہو یارب
کیا وصل کی شب آہ یہ تکرار لگا لی

اجمل تخلص شاہ محمد اجمل الہ آبادی برادر غلام قطب الدین مصیبت نبیرہ شاہ خوب اللہ
سنہ ۱۱۳۶ بارہ سو چھتیس ہجری مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

ہو گیا تھا کہتے کہتے اندنون مین ہوشیار
پھر جو دیکھا کل مین اجمل کو وہی دیوانہ تھا

احسان تخلص حافظ عبد الرحمن خان خلف حافظ غلام رسول خان استاد و مختار
مرزا فرخندہ بخت بہادر ابن شاہ عالم بادشاہ باشندہ دہلی سنہ ۱۱۶۷ بارہ سو ستسٹھ
ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

کبھی شادی کبھی غم ہے یہی عالم ہے عالم کا
مہ عید الضحے گذرا تو چاند آیا محرم کا

سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا

کہان وہ گریہ و نالہ وہ جان بلب رہنا
کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

موے پہ کون سے اپنا گرہ سنگ فرار — برائے نام فقط اب سرِ مزار رہا
مجھ پر نہ پیک یار ہی کچھ خشمگین ہوا — نامہ بھی وا کیا تو وہ چین برجبین ہوا
سیاہ بختون کے رہنے کو اہل دید سے پوچھ — کہ مثل سرمہ رکھے ہین وہ چشم یار مین جا
گلے سے لگتے ہی جنسے گلے تھے بھول گئے — وگرنہ یاد تھین ہم کو شکایتین کیا کیا
ہماری جان پہ گرتی ہے برق غم ظالم — تجھے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا
یہ شام ہجر آئی شامت زدہ کہان سے — ہو روسیاہ ایسے ناخواندہ میہمان کا
مجھکو مت ٹھکراو بس چلتے سمجھکر دیکھکر — چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھکر
فائدہ تم جو مجھے نزع مین یار آئے نظر — ہے نہ یار اے سخن اور نہ یار اے نظر
مین جو مے پینے پہ آؤن تو سبو پی جاؤن — گر عسس منع کرے اوسکا لہو پی جاؤن
بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی — تجھے یاد کا فر بہانے بہت ہین
اوسے پوچھے ہے جو احسان و وفا پیشہ کبھی — بیوفا کون ہے کہتا ہے وہ عیار کہ تو
کچھ سانس رکا آئے ہی رہ رہ کے یہ در سے — قاصد نہ کہین راہ مین کمبخت رکا ہو
مرنے کے بعد آن کے کٹوائین بٹیریان — آج آپ اپنے کشتے کی سنت بڑھا چلے
کہتے ہین لپٹ گیا وہ رہ سے — تقدیر اولٹ گئی ہماری
چین تجھکو بھی نہو مجھکو ستانے والے — تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے
آشنا کس کے ہین بے دید ہین یہ دیدہ دل — ہین یہی دیدہ و دانستہ ڈبوانے والے
اونکے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان — دوڑے پانی کو ہین کیا آگ لگانے والے

احسن تخلص مولوی محمد احسن ولد مولوی حسن بخش متوطن کاکوری مقیم بین پوری

تجھسے دشمن کو دوست سمجھا — دل نے مرے ساتھ دشمنی کی
خال ابرو نے مار ڈالا — کعبہ والون نے رہزنی کی
رونے پر آگے ہنستے تھے ہم — اب روتے ہین بات پر ہنسی کی
احسن کیون چشم ہو کسی کی مشتاق یاد — کچھ ہمسے کہو تو اپنے جی کی

احسن تخلص شیخ فرزند حسن ولد شیخ حسین الدین ساکن قصبہ پانی

موباف جب پڑے گا تو کیا حال ہوگا
باتونکی بوجھ ہی سے وہ بل کھائے جاتے ہین
قربان جاؤن اونکے مین اللہ ری نازکی
پڑتی ہے چاندنی تو وہ کمھلائے جاتے ہین

احسن تخلص محمد احسن اللہ ہمعصر آبرو کے تھے

نازک بدن پہ اپنے کرتے ہو تم جو غصہ
موہنی کرنے تم کو فرعون سا بنایا
آگ سی میرے دل کو لگتی ہے
جل گیا ہون حنا کے ہاتھون سے
یہی مضمون خط سے ہے احسن اللہ
کہ حسن خوبرویان عارضی ہے

احسن تخلص میرزا احسن علی خوشنویس دہلوی تلمیذ سودا و ضیا نواب آصف الدولہ مرحوم کی سرکار مین صیغۂ شاعری مین ملازم تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا
گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
ٹکڑے اوڑ جائینگے سینہ مین جگر کے احسن
تیرے نالون کا کوئی دن جو یہ انداز رہا
اشک گلگون کو نہین لعل و گہر سے پیوند
یہ رکھے سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند
جو دل وہان گیا سو وہ مٹی مین مل گیا
تیری گلی مین خاک کرون جستجو ے دل
کل جو اوس ترک ستمگر نے دکھائین آنکھین
برق نی ابر کی چادر مین چھپائین آنکھین
مل گئے خاک مین ہم پھر بھی تو اوس ظالم نے
نہ ملائین آ ملائین نہ ملائین آنکھین
بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی
دل دھڑکتا ہے کہ میرا کھین ند کور نہو
بوٹا سا قد اوسکا ہے اور چال مین جھل مل ہے
ہو کیون نہ بہار اوسپر اوٹھتی ہوئی کوپل ہے

احسن تخلص حسین علیخان خواجہ سرا مخاطب بہ احسن الدولہ شاگرد محمد رضا برق باشندۂ لکھنو

راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب سراپا سخن نے انکا تخلص حصین لکھا ہے

صنم کی آنکھون کی ڈورون کی خلق بسمل ہے
برش مین رکھتی ہے تلوار کا اثر رگ سنگ
صنم کو دیکھ کے پتھر اگئین مری آنکھین
عجب نہین ہے جو ہو رشتۂ نظر رگ سنگ

بتون کے ہجر مین وہ سخت جان ہون عالم مین
سجا ہے رشتۂ جان کو کہون اگر رگ سنگ

احسن تخلص احسن اللہ دہلوی شاگرد قاسم صاحب تذکرہ

اوسکی گلی مین احسن شب چور ہی جاتا | یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احقر تخلص سید غلام نبی باشندہ دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

جسوقت فاتحہ کو اٹھے دلربا کے ہاتھ | ماتم سے شل ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ
زور بازار جنون سب پوچھتے ہو حال کیا | کر دیا شہری غزالون نے بیابانی مجھے

احقر تخلص بابو پرشاد دلہ مہاسکھ راے فرخ آبادی

فراق یار مین اس درجہ ضعف و ناتوانی ہے | کہ اے دل سخت مشکل ہے بدلنا ہمکو کروٹ کا

احقر تخلص مرزا جواد علی قزلباش باشندہ لکھنؤ میر حسن سے اصلاح لی تھی کربلا اور نجف اشرف کی زیارت کی تھی

بزم مین اوسکے جو شب چاند کا ذکر چلا | اوٹھ کے مجلس سے وہین وہ بت نازک چلا
ہووے نصیب جلد کہین وصل یار کا + | احوال بے طرح ہے دل بیقرار کا

احمد تخلص صمصام الدین خلف انعام اللہ خان یقین مقیم دہلی سپاہی پیشہ تھے

تن کو جلاے یا کہ تو آنسو بہاے شمع | بنتی نہین یہان تجھے بن سر کٹاے شمع
فراق گلرخان مین کھاکے داغ آہستہ آہستہ | کیا سینے کو اپنے مین نے باغ آہستہ آہستہ

احمد تخلص حافظ میر احمد علی شاگرد میر عزت اللہ عشق مقیم دہلی

ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے | وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیون
کیا غضب ہے کہ تو نے احمد کو | اسقدر دل سے ہے بھلایا کیون

احمد تخلص احمد بیگ قزلباش باشندہ دہلی قواعد سپاہگری مین خوب دخل رکھتے تھے

غضب سے ہاتھ مین جب تو نے تیغ کین گہری | نہ اوٹھ سکا تری بسمل نے یہ زمین پکڑی
دل نہین وہ شے کہ جو کافر بنے اور ٹوٹ جاے | ہم نہ مانینگے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جاے

احمد تخلص حافظ غلام احمد باشندہ پنجاب

گر ہی ہین دست اپنے نارسا | اون کے دامن تک رسائی ہوچکی
نہ مجھکو رسائی ہے نہ خواہش ہے تمھین کچھ | پھر کون سی صورت جو ملاقات کی ٹھہرے

احمد تخلص مولوی احمد خان باشندۂ شاہجہان پور

کیا پریشانی مین ڈالا دل کو آج
مین نہ جانون کسکے کی تقریر زلف
مار ڈالے چاہنے والون کو وہ
دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف

احمد تخلص احمد علی سررشتہ دار سرسری مقام الہ آباد باشندۂ سکندرہ

روبرو آئینہ رویون کے رہے ہے رات دن
بل بے قسمت واہ ری تقدیر روبے آئینہ

احمد تخلص شیخ غلام احمد ولد شیخ امام بخش خان برادرزادۂ کرنیل محمد زمان خان شاگرد الٰہی بخش خان عشقی والد انکے شیخ امام بخش ٹیپو سلطان کی فوج مین کپتان تھے انکا مولد و مسکن کانپور ہے صاحب دیوان ہین

ورد دوئی سے صاف رہی کیون نہ عشق مین
پہلو مین شیشۂ مے وحدت ہی جاے دل

احمد تخلص نواب احمد علیخان بہادر مرحوم مسند نشین رامپور حالات انکے مشہور ہین حاجت بیان نہین کبھی رند تخلص بھی کرتے تھے

شوق میخواری تو دیکھو کہ مین بیخود ہو کر
رات دو ڑانے لگا ساغر مہتاب پہ ہاتھ

احمد تخلص مرزا احمد شاہ دہلوی چھوٹے بھائی مرزا جمعیت شاہ ماہر کے

بہاے بلبل بیدل کا جب لہو صیاد
تو کیون نہ سامنے گل کے ہو سرخرو صیاد
بچاے جان کدھر عندلیب زار اے گل
پھرین تلاش مین جب اوسکے چار سو صیاد

احمد تخلص مرزا احمد بیگ عم زادۂ مرزا فاضل بیگ مقیم دہلی تسخیر اچھے مین مشہور تھے احمد بیگ قزلباش متخلص بہ احمد اور یہ ایک ہین یا نہین معلوم نہ ہوا اسلیے انکا نام جداگانہ لکھا گیا

ہوئی جو خاک اوس کوچے مین تو یہ آبرو پائی
لگی سو بار قدمون سے لگے سو بار دامن سے

احمدی تخلص مولوی نور الدین حسین ولد مولوی نصیر الدین حیدر وطن انکا اٹھیہی مسکن الہ آباد

باغ مین زلفون کو اپنے تم نے جو شانہ کیا
سنبل تر رشک عنبر سے پریشان ہو گیا

احمدی تخلص شیخ احمد باشندہ قصبۂ زمانیہ

عالم کی تیری چشم نے حالت تباہ کی
دور فلک سے کم نہین گردش نگاہ کی
حیران کر گئی آئینہ رویون کی دوستی
صورت کوئی نظر نہین آتی نباہ کی

احمدی تخلص خواجہ احمد علی مرحوم دہلوی شاگرد جرأت

جاتے ہی بزم مین جو اوسنے جھکائین آنکھین
جب تلک بیٹھے رہے ہم نہ اوٹھائین آنکھین

اختر تخلص میر اکبر علی خلف میر عبداللہ سرہندی میرزادے تھے صنعت آتشبازی مین ید بیضا رکھتے تھے جرأت سے اصلاح لیتے تھے

تماشے کی ہے جا تر گانپہ جو لخت جگر نکلا
عجب یہ نخل ہے جسمین نہ کل گل نہ ثمر نکلا

خواب راحت مین دلا اوسکو نہ تو ہاتھ لگا
ہونگے اوٹھے گا ابھی وہ جو کبھو ہاتھ لگا

اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم
نہ لگی گرد کو بھی جسکی پری کا عالم

بزم مین کس کے رات جاگے تھے
ہے جواب تک خمار آنکھون مین

اختر تخلص خواجہ عبدالغفار رئیس اعظم شہر ڈھاکہ خلف خواجہ عبدالغفور مرحوم شاگرد حافظ اکرام ضیغم متوطن کشمیر الکا مولد و مسکن ڈھاکہ اشعار فارسی و اردو خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

حیرت ہے اوسکے آنے پہ کیا پیشکش کرون
سینے مین دل رہا ہے نہ جان پیرہن مین ہے

پھولا ہوا خوشی سے ہر اک گل ہے اے نسیم
کس نوبہار حسن کی آمد چمن مین ہے

شمع روشن نہ سیہ خانہ عاشق مین ہوئی
جلوہ گر وہ نہوا کلبۂ احزان مین کبھی

اختر تخلص واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اندرون کلکتہ کے موچی کھولیمین تشریف رکھتے ہین

داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب
مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب

حلقہ چشم کو پابوسی کی حسرت ہے بہت
آنکھ مین بھی مع پاپوش سماؤ صاحب

طفل غنچہ کے تو یون کان مڑوڑا نکرو
خندہ زن ہوکے گلستان کو ہنساؤ صاحب

میکدے مین تن لاغر مرا لیلو ساقی
بادبان کشتی مے کا جو بناؤ صاحب

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا نے مارا
ناتوان ایک یہ چور رنگ ہوا چار کے ہاتھ

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان بہادر مرحوم ولد قاضی محمد اعلیٰ مرحوم باشندہ ہوگلی شاگرد مرزا قتیل لکھنؤ حال وارد لکھنؤ مین ہمیشہ عہدۂ عمدہ پر مامور رہے تذکرہ آفتاب لقا

و محامد حیدری و دیوان فارسی و ریختہ و گنج نیرنج وغیرہ بہت سی تالیفات انکی مشہور ہین
زبان فارسی خوب جانتے تھے فن شعبدہ مین کمال تھا کیمیا گر مشہور تھے اور بہت سے
فنون مین دخل رکھتے تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری تھوڑا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا

سوز دل دیوان کل اپنی باعث تنظیم تھا
صفحہ رنگین خیالی باغ ابراہیم تھا

کر لیا بند ادا سنے در کو دیکھتے ہی میری شکل
کھولتا تھا بند مین جسکے قبائے ناز کا

اے مے تو سرخرو ہے اس بزم مین مدام
تونے اوٹھایا یار سے پردہ حجاب کا

لخت دل بہم ہو آتے ہین چلے اشکونکے ساتھ
اشک کا ہر تار اک تسبیح مرجان ہو گیا

لطف بیحد سے ترے سب دشمن جان ہو گئے
ابر رحمت ہاے میرے حق مین طوفان ہو گیا

قطعہ

کل شیخ سنکے مجتہد عصر سا قیا
دکھلا کے باغ سبز تواب و عذاب کا

کہنے لگا زراہ تبختر مجھے بطنز
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا
پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا

گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون
لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا

مے ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش
اور کوئی بھی مخل نہو باعث حجاب کا

گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیحجاب
یہ ریش جس پہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا

کھینچ اسکو اور اپنے ملا کر وہ منھ سے منھ
دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا

منت سے یہ کہے کہ ہمارا لہو پیے
گر پی نجائے جلد یہ پیالہ شراب کا

اوس وقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو
گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا

اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا کلام
قائل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

مستی و ہوش کسی نے کہین یکجا دیکھا
ہان تری آنکھون مین ہم پاتے ہین ہشیاری و خواب

نیند بیمار کو ہرگز نہین آتی ہے مگر
مردم چشم تری رکھتے ہین بیماری و خواب

جگر آتش دل آتش دیدہ تر شعلہ آتش
ہوا ہون سوز الفت سے سراسر شعلہ آتش

تہمت سے قبا لاکھ ہو پیراہن یوسف
ہے جامہ عصمت سے مزین تن یوسف

ہر سیر مو مرا فوارۂ خون ہے اختر — نہ فقط دیدۂ پرنم ہے مرا حشر اشک
ہے سوز دل کہ وہ مین بھی لب سے جو تیرے — ہر سنگ سے نکلی ہے شرار شفقی رنگ
کوچے مین پر نیاز دون کے جاتا ہے تو اختر — اوس راہ مین ہم سنتے ہین اکثر خط دل
دیا بوسہ دہن کا اوسنے ہمت اسکو کہتے ہین — یہ تنگی اور بخشش سخاوت اسکو کہتے ہین
ڈر ہے بیگانے نہ میرے بعد اوسکے پاس ہون — ورنہ جی دے بیٹھنا کچھ عشق مین مشکل نہین
آہ آتشدم جو شمع خانہ زنجیر ہو — اشک کا ہر قطرہ وہان پروانہ زنجیر ہو
عمر جو گذری سو گذری فکر باقی کیجیے — ہے یہ آتش یادگار کاروان سوختہ
بسکہ اوسکا جلوۂ چین جبین آنکھون مین ہے — ہر نگہ اک مدحیرت آفرین آنکھون مین ہے
کیون نہ سوجھا حیف یہ نمرود اور فرعون کو — اوسکے بندے ہوکے عالم مین خدائی کیجیے
وزر عاشق کو ترے اندیشہ پائی ہے — شب کو بے چینی ہے بیخوابی ہے تنہائی ہے
کیا تاسف سے تڑپتے ہین اسیران قفس — کچھ جو اوڑتی سی سنی ہے کہ بہار آئی ہے
ہون نالہ کش اون مژگی آنکھون کا جو اختر — دود نفس سوختہ سینے مین فغان ہے
ہاتھ سے دل لے گئے تب سے قرار آنکھون سے جو — چشم جادو بھی تری کیا صاحب تسخیر ہے
عجب ڈھب کی یہ تعمیر خراب آباد بستی ہے — کہ پستی یہان بلندی ہے بلندی یہانکی پستی ہے
حصول جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہین — ہماری سعی باطل دیکھکر تقدیر ہنستی ہے
دور اب وہ ہے کہ اختر جایئے جس بزم مین — ہے شراب دشمنی سے پر ایاغ دوستی
جگر ہے حائل سوز آنکھ بھی رونے سے ہے قاصر — الٰہی کیا کرون یہ سخت کار آب و آتش ہے
ہم آغوشی میسر کسکو ہو اے سیمبر تیری — ولی اس فیض پر نازان ترا ملبوس زرکش ہے
قلق ہے درد ہے کاہش ہے غم ہے ناتوانی ہے — فراق یار ہے یہ یا بلائے آسمانی ہے
ادھر قاصد گیا ہے اور ادھر جاتا ہے جی اپنا — جواب نامہ تک کسکو امید زندگانی ہے

اختر تخلص مرزا وحید الدین دہلوی نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ بہادر یہ شعر اونکے ایام نابالغی کے ہین

وان اوسنے بلایا ہے کہ تو رات کو آنا — یہان ونکو نکلنا بھی میسر نہین آتا
یہ عمر اور عشق کا آزار دیکھنا — اور دل پہ پھر یہ صدمہ شب انتظار کا

اخگر تخلص حکیم اصغر حسین فرخ آبادی ولد منشی غلام غوث وکیل ملازم نواب سکندر بیگم فرمانروائے بھوپال

نہ پڑھا اوسنے کبھی مثل خط پیشانی | نامۂ شوق کو تحریر مقدر جانا

اخگر تخلص سید محمد عسکری عرف حیدری باشندہ آمادہ

رفتار کی ٹھوکر سے جگر تھا تہ و بالا | بجلی جو کمر اوڑ گئی اوسان ہمارے
جان عشق نے لی ہے حیدری کی | سوگند ہے مرتضے علی کی +

اخگر تخلص منشی فرزند علی وکیل عدالت مرزا پور باشندہ عظیم آباد

خود نما تھا سب حسینان زمن مین آئنہ | ہے مگر حیران تیری انجمن مین آئنہ

اخگر تخلص احمد نور خان کوتوال مہوبا متعلقہ بوندیل کھنڈ ولد نور محمد خان امیوری صاحب دیوان ہین

کیا خاک ناتوانی مین خط اوسکو لکھ سکون | باقی نہین ہے قدرت تحریر ہاتھ مین

اخگر تخلص مرزا آغا جان باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان عطش

ہواہون ہجر مین تیرے وہ ناتوان صیاد | کہ ایکسان ہے مرا جسم اور جان صیاد

ادب تخلص سید احمد حسین خان خلف سید رمضان علی خان شاگرد اصغر علیخان نسیم

ابتدا مین نہ یہہ سمجھے تھے کہ رسوا ہونگے | آخر کار مرے قتل سے بچتا ہے بہت
صبح تک جوش تمنا مین رہا مین گستاخ | بیقراری سے مرے رات وہ جھنجھلایا بہت

ادراک تخلص مرزا باقر ولد مرزا انور علی اوستاد نواب محسن الدولہ بہادر باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

ہے عشق نشتر مژگان جو مشعلہ دل کا | تو پھوٹ پھوٹ کے روئے گا آبلہ دل کا

آدم تخلص جہانگیر خان فرخ آبادی تلمیذ قوت

گرمی صحبت اغیار سے کر دل ٹھنڈا | مجھکو بھاتا نہین جھوٹا یہ ترا پیار نجھیڑا

آذر تخلص ذوالفقار علیخان ابن حیات علیخان ابن معتمد الدولہ احمد علیخان ابن نواب یعقوب علیخان قلعہ دار دہلی برادر شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب

شکر پر دہان زبان کلتی ہے | شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمین +
مرے ستانے نے کام اوس سے اک جہان کے لیے | جو مین نہون تو نہو گردش آسمان کے لیے

آرام تخلص خیر اللہ خان تبر گرباشندۂ دہلی ملازم نواب مظفر یاب خان صاحب تخلص شروع جوانی مین انتقال کیا

جی مین رکھنا تو جا ہای رشک گلشن چھوڑ دے | خاک عاشق پر جھٹکنا کیون ہی دامن چھوڑ دے

آرام تخلص پریم ناتھ رائے کھتری باشندۂ دہلی تیر اندازی اور خوشنویسی مین اچھا دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا | دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا

آرام تخلص لچھمن لال کایتھ شاگرد اللہ خان باشندۂ دہلی

ہمدم مجھسے یہ کہتے ہو نہ تو یار سے مل | اوسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل
تری سلک در دندان کے ایسی آبدار ہی ہے | کہ جسکے سامنے پانی در خوش آب بھرتے ہین

آرزو تخلص سراج الدین علیخان اکبر آبادی شاگرد میر عبد الصمد سخن مقیم دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے ریختہ کہتے ۱۱۶۹ گیارہ سو اوٹھتر ہجری مین لکھنؤ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

اوس تند خو صنم سے ملنے لگا ہون جب سے | ہر کوئی مانتا ہے میری دلاوری کو
جان تجھپر کچھ اعتماد نہین ++ | زندگانی کا کیا بھروسا ہے
میخانہ بیچ جاکر شیشے تمام توڑے | زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے
رکھے سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبون کے | چمن مین آج گویا پھول ہین تیرے شہیدون کے

آرزو تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا ابو جعفر تحصیلدار آدریہ ضلع کانپور باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

زاہد ہین نوجوان ہون بھلا کسطرح نہ لون | دے جام مے جو پیر خرابات ہاتھ مین

آرزو تخلص مرزا علاء الدین عرف مرزا کالی خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

پھنکے ہے آگ سے ہر دم یہ آسمان کیسا | چڑھا ہے نیر یہ اب نالہ و فغان کیسا
کرے ہے پند ہمین پند گو خدا کی ہے شان | کہان کا آج ہمارا یہ غمگسار آیا

وہان بے نیازیون سے نہین کچھ فیال بھی
ہم لب کو کس امید پہ کھولین دعا کے ساتھ

محفل مین تو اعدا کو بلایا مرے آگے
اور باتین بنانے لگے کیا کیا مرے آگے

آرزو کو بھی نہ افسوس قضا نے چھوڑا
عاشقون مین ترے اک یہ ہی رہا تھا باقی

آرزو تخلص سید طالب حسین

کبھی سنے آنکھ مین یہ حسن گلبدن کی بہار
کہ دل پسند نہین ہے کسی چمن کی بہار

ارشد تخلص مفتی ارشد علی خان بہادر وکیل نواب ناظم مرشد آباد کلکتے مین رہتے تھے
تھوڑے دن ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

نزدیک اپنے یار ہے اور ہے وہ دور بھی
ہے قلب مین ہمارے سیاہی بھی نور بھی

ارشد تخلص مرزا عبد الغنی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

صاحب ہماری جان بھی صدقے ہے دل تو کیا
بندہ کچھ ان اٹھون سے اٹھایا نہ جائے گا

دل کیا ملائین دل مین کدورت ہے آپ کے
دل ہم سے خاک مین تو ملایا نہ جائے گا

غم ہجر اور اوس پہ رشک رقیب
مرض مین مرض دوسرا ہو گیا

ارمان تخلص شاہ علی برادر سیادت جعفر علی حسرت شاگرد جرأت

کون کہتا ہے اجی تم سے نہ گھر جاؤ تم
پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم

تا سر بالین اوسے آنا قیامت شاق ہے
یہ دل بیمار جسکا نزع مین مشتاق ہے

دلا تو بستر غم پر جو یون کراہے ہے
بتا تو چاہے ہے وہ بھی جسے تو چاہے ہے

ارمان تخلص راجہ جنم جی مترنبیرہ راجہ تمبر متر شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم حوالی شہر کلکتہ
مین سوتڑی مین رہتے ہین راقم سے انسے ملاقات ہے انکا ایک تذکرہ شعرا اردو نظر سے گذرا

کام اپنا نہ کبھی تجھسے مری جان نکلا
تن سے جان نکلی مگر دل کا نہ ارمان نکلا

رات بھر نالے کیا کرتا ہون گر یہ دن کو
پوچھتے کیا ہین حقیقت مری اوقات کی آپ

آزاد تخلص خواجہ ضیاء الدین دہلوی

کہتے ہین نعش پر ترے آیا نہ جائے گا
لو خاک مین بھی اون سے ملایا نہ جائے گا

دعوی آب و تاب اور اوس پہ شک تمہارے
منہ بھی تو آئنی سے دکھایا نہ جائے گا

شام وصال کم نہین روز وداع سے | کہتے ہین ابکی جاکے پھر آیا نہ جائے گا

آزاد تخلص غلام علیخان مرحوم نگرامی معاصر خان آرزو بیشتر فارسی و عربی کہتے تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

کیا دھوان دھارا دس مسی ہے اوسکی ہر تحریر لب | دل جلون کا یہ ہے دود آہ دامنگیر لب

آزاد تخلص محمد امیر الدین باشندہ بریلی شاگرد عشرت

بن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ | خندۂ گل نے ہمین خوب رولایا ہوتا
غفلت مین آپ کی مین گیا اپنی جان سے | فرمائیے تو آپ کا کیا مہربان گیا
وصل دلبر نہوا سیکڑون تدبیرین کین | سچ کہا ہے کہ ہر اک کام ہے تقدیر کے ہاتھ

آزاد تخلص سید محمد امین

پھیلا کے پاؤن قبر مین آزاد سو رہین | درکار ہے ہوا ہمین دو گز زمین بس

آزاد تخلص مرزا اعظم شاہ دہلوی ولد مرزا عادل ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر سلیمان تخلص

ہم یہ سمجھے تھے چھپائے گا گنہگارون کو | پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا
آزاد چپکا رہنا آٹھون پہر برا ہے | سہٹ جائیگا کلیجہ کچھ بات بھی کیا کر
وہ بن سنورکے ترا بیٹھنا وہ شرمانا | وہ دیکھ آئینہ کہنا کہ ذرا دیکھ مجھے

آزاد تخلص رام سنگھ باشندۂ دہلی بعد تحصیل کے اونکی بصارت زائل ہوگئی تھی

اندنون پیارے تری طرز تکلم اور ہے | طور چشمک اور ہے وضع تبسم اور ہے

آزاد تخلص کپتان الگزنڈر ہیڈرلی خلف مسٹر جیمس ہیڈرلی شاگرد زین العابدین خان عارف سرکار الور مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے سنہ ۱۱۸۶ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین بتیس ۳۲ برس کی عمر مین قضا کی دیوان انکا نظر سے گذرا

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے | خود نقص آپ مین نہ مری جان لگا لیے
ابرو نہو تو تیغ ستم ریز کھینچیے | مژگان نہ ہو تو خنجر مژگان لگا لیے

آزاد تخلص پیر نقیر اللہ دکھنی

سب صنعتین جہان کی آزاد ہم کو آئین | پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ مخلص مخدوم اعظم جناب مولانا محمد صدرالدین خان بہادر دہلوی متوطن کشمیر
صدالصدور دہلی خلف مولوی لطف اللہ راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی صحبتین
نیاز حاصل ہوا تھا حضرت کے علم وفضل کا حال مشہور ہے حاجت بیان نہین ۱۲۸۵ھ مین انتقال کیا

مرکر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا — کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا
پرزے پرزے نہ کرو نامہ مرا بن دیکھے — یہ بھی چھاتی سے لپٹنا ہے کہ منظور نہین
کاشکہ مقبول ہو دعاے عدو — کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین
تیری آنکھون کے دور مین کیا کیا — سحر رسوا نہین خراب نہین
مختصر حال چشم و دل یہ ہے — اسکو آرام اوسکو خواب نہین
عشقبازی کا متہ چڑانا ہے — اب وہ موسم نہین شباب نہین
گھر سے گھبرا کے کھلی ہاتون ہر اک کھٹکے پر — کیون نکل آتے ہو دھوکے مین جو بیتاب نہین
اوسی کے سے کہنے لگے اہل حشر — کہین پرسش داد خواہان نہین
فلک نے بھی سیکھے ہین تیرے سے طور — کہ اپنے کیے سے پشیمان نہین
اے بلبلان شعلہ دم اک نالہ اور بھی — گم کردہ راہ باغ ہون یا آشیان نہین
اے دل تمام نفع ہے سودا ے عشق مین — اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین
اچھا ہوا نکل گئی آہ حزین کے ساتھ — اک مہر تھی بلا تھی قیامت تھی جان نہین
کٹتی کسی طرح سے نہین یہ شب فراق — شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین
مین اور ذوق بادہ کشی لیکن اے مجھے — یہ کم نگاہیان تری بزم شراب مین
تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا — لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین
یہ عمر اور عشق ہے آزردہ جاے شرم — حضرت یہ باتین ہستی ہین عہد شباب مین
تری مجروح کے سینے مین کچھ گرمی سی باقی تھی — وہین بس ہو گیا ٹھنڈا جو کھینچا تیر پیکان کو
اد لجھنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خیر ہے صاحب — لگایا ہاتھ کسنے آپ کی زلف پریشان کو
مصر مین آج تجھے دیکھکے بیچا تے ہین — سادہ لوحی سے جو یوسف کے خریدار ہوے
عالم خراب ہے نہ نکلنے سے آپ کے — نکلو تو دیکھو خاک مین کیا گھر کے گھر ملے

دل نے ملا دین خاک مین سب وضعداریان
جون جون رکے وہ ملنے سے ہم شیر ملے
باہم ملاپ تھا یہ ترے دورِ حسن مین
یہ رسم اوٹھگئی کہ بشر سے بشر ملے

ازل تخلص مرزا آغا حسن خلف مرزا عباس لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

او گل بغیر تیرے جو رہتا ہون باغ مین
روتی ہے میرے حال پہ شبنم تمام شب
آسمان تخلص لالہ سیج رام باشندہ الہ آباد
مرنے کے بعد تا بہ حشر آنکھین مری جو وا رہین
مجھکو تو کچھ خبر نہین کسکا یہ انتظار تھا

اسحاق تخلص اسحاق علیخان لکھنوی ولد فدا علیخان شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر اولاد مین نواب سالار جنگ کی صاحب دیوان ہین

باریک بین کو آئینگی کیونکر نظر کمر
تارِ نگہ ہے اوبتِ نازک کمر کمر
آبِ روان کی پٹکے نے طوفان اوٹھادیا
اے بحرِ حسن آگئی کیا موج پر کمر
مشتاق قتل سمجھے اوسے چاند عید کا
تیغِ ہلالی سے جو ہوئی جلوہ گر کمر
نہ کوئی گل ہے نہ بلبل نہ باغبان نہ صبا
خزان کے ہاتھ سے برباد ہے چمن کی بہار

اسد تخلص میر امانی باشندۂ دہلی شاگرد سودا شاہ عالم بادشاہ کی عہد مین لکھنؤ کی راہ مین رہزنون کے ہاتھ سے مارے گئے

ٹک تو نے ہی گرم کی بغل رات
ہم سرد ہوئے تھے ورنہ کل رات
بزم بتان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس
کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ڈر کرون
مانے ہی کوئی وہ بتِ گمراہ کسو کے
گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی
اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی
مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار تخلص مرزا سپہر شکوہ دہلوی ابن مرزا الطاف حسین ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر ساری عمر تلاش و صحبت اہل کمال مین بسر کی پندرہ سولہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ جب ہنستے ہین مین کہتا ہون یارب
یہ بجلی دیکھیے گرتی کہان ہے
پھر محوِ خیالِ رخِ جانانہ ہوا ہے
پھر شیشۂ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

اسرار تخلص مرزا بندہ متوفی فحش گو ولد مرزا مغل لکھنوی شاگرد صاحبقران

صاحب دیوان گذرے

بعد فنا ہے دیو بیسے قرار پر | اِن کمبخت سے کوئی نہ اپنا لگائے دل

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

تو اسود غضب ہے کہ ہاتھون سے تیرے | نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسلام تخلص شیخ الاسلام باشندۂ سہارنپور

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا | ہین یہ بازوے عقاب اب جو بنی تیر کے پر

اسیر تخلص تلمیذ از نصرانی مقیم دہلی شاگرد شاد نصیر ثم آرزو آور تھا

شمع فانوس مین در پردہ جلی ہے دیکھو | شعلۂ آہ نکالی ہے جگر سے ہاہا

ہم اوس آئینہ رو کی ہجر مین یون زیست کرتے ہین | کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

اسیر تخلص خلیفہ گلزار علی خلف و شاگرد نظیر اکبر آبادی صاحب دیوان ہین —

ہم لے گئے وہ ہڈیون کی ڈھیر لحد مین | کرمان زمین بھی نہوے سیر لحد مین

خط کبوتر کو دیے لاکھ طرح کے ہین خیال | خاطر وسوسہ پرداز کا دیوانہ ہون

اک مین ہے نہین زخمی ابروے ستمگار | خورشید بھی تر خون مین نکلا ہے سحر کو

اسیر تخلص ہدایت علی وکیل عدالت دیوانی میرٹھ خلف سید امیر علی باشندۂ زیدپور
توابع لکھنؤ شاگرد مصحفی و حسین علیخان اثر فارسی مین اسیری تخلص کرتے ہین

ہر بن مو سے اڑاتے ہین شرارے ہاتھ پاؤن | چار مخل آتشین ہین اب ہمارے ہاتھ پاؤن

گوہر مقصود ہاتھ آیا نہ پایا آشنا | بحر الفت مین دلا لاکھون ہی مارے ہاتھ پاؤن

اسیر تخلص منشی مظفر علی خان مخاطب بہ تدبیر الدولہ ولد میر مدد علی باشندۂ ایٹھی مقیم لکھنؤ
شاگرد مصحفی دیوان اِکّا نظر سے گذرا

ازل سے سلسلہ ہے اس جنون فتنہ سامان کا | شکاف خامۂ کن چاک ہے میرے گریبان کا

نشان کیا پوچھتے ہو تم ہمارے جسم لاغر کا | کہ رفتہ رفتہ سایہ بنگیا قدِ پیمبر کا

کم شرر سے نہ تھی مری ہستی | آنکھ کھلتے ہی مین تمام ہوا

موت شاطہ کو آئی تو ملا بوسۂ زلف | نرد ہا پیچ مین دلال تو سودا ٹھہرا

خوف سے بہا گتے پھرتے ہین پریہ وجو ہیں — ابن آدم مین نہ تجھسا کوئی حوا نکلا
شیشہ ہاتھ آیا نہ ہنسنے کوئی ساغر پایا — ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا
بام پر چڑھتے اترتے ہو بہت کیا باعث — سچ بتاؤ ہے کلیجا نہ دہلا اپنا
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ اوٹھا — سچ ہے صاحب روش اولٹی ہے زمانہ اولٹا
عالم کو معجز بدیعنا دکھاؤن مین + — لا ابھر دے ساقیا مرے چلو مین آفتاب
کہنے کو یون جہان مین ہزارون ہین یار دوست — مشکل کے وقت ایک ہے پروردگار دوست
مست ایسا کر دیا مجھکو شراب شوق نے — محتسب سے پوچھتا ہون مین رہ میخانہ آج
ملا جسدن وہ تنہا بوسہ لینگے ہم زبردستی — ہمارا دانت ہے مدت سے اوس سیب زنخدان پر
قد سرو اگر خمیدہ تو لازم ہے تا راشک — لازم ہے اس کمان پہ چلا چڑھاؤن مین
اللہ مجھکو طائر رنگ حنا کرے — ماتم سرا مین ہاتھ کسیکے نہ آؤن مین
ترقی کچھ جوانی مین نہین ہے بیقراری کی — بلا کرتا تھا گہوارہ ہمارا خود لڑکپن مین
نہ سہی گر تمہین منظور ملاقات نہین — کعبہ گھر آپ کا اے قبلۂ حاجات نہین
خدجو دونون کے خمیدہ صورت شمشیر ہین — ابرو سے پیوستہ قاتل بھی کشتی گیر ہین
چاندنی مین کون آیا پاؤن مین ملکر حنا — جابجا ہین سرخ بوٹے چادر مہتاب مین
الفت دندان جانان مین کٹی جاتی ہے عمر — ہے روان کشتی ہماری موتیون کے آب مین
گل تازہ ہے جو تن پر ہمارے زخم کاری ہے — مگر شمشیر قاتل موجۂ باد بہاری ہے
جسکہ آنکھون مین روشنائی ہے — خار مژگان دیا سلائی ہے
چین سے سوئے شاہد مضمون + — جو رباعی ہے چار پائی ہے +
پینگے ہم ملاکر بادہ انگور تاڑی مین — اسے تاکا ہے ہمنے ساقیا اور اوسکو تاڑا ہے

اسیر تخلص میر کرم علی ولد میر کرم علی باشندہ بریلی مقیم دہلی شعر بہت کم کہتے ہین

یہ بھی کوئی ادا ہے کہ سو خوبیون کے ساتھ — باتین ہین ہم سے اور نظر اغیار کی طرف

اسیر تخلص سید غلام نبی برادر خورد سید آل نبی الاغر خلف غلام نبی احقر باشندہ دہلی اپنے برادر کلان سے کسب سخن کرتے ہین —

ہچکیان بے وقت آتی ہین اسیر | رفتہ فرون مین کسے یاد آگیا +
جواب نامہ نہ لکھنے سے یہ ہوا ثابت | ارادہ رکھتے ہین شاید وہ آپ آنے کا
خون اسی ہاتھ سے کتنون کا ہوا اسیر سے بعد | رنگ لائی تری ہاتھون کی حنا میرے بعد
خط غیر کا اوس شوخ کو آیا مرے آگے | آیا مری تقدیر کا لکھا مرے آگے
قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط + | ایسا نہو وہ جواب دے دے

اسیر تخلص مولوی محمد حسن خان بہادر صدر الصدور مراد آباد ولد مفتی ابو الحسن باشندہ بریلی

اب جس دامی کا گلہ کس لیے اسیر | زلفون مین کیون پھنسا تھا ہی ہر اے دل

اشتیاق تخلص شاہ ولی اللہ ولد شاہ محمد گل باشندہ سرہند

چھوڑ کر تجھکو ہین اور سے جو لاگ لگی | نہین منہدی یہ ترے تلوونسے ہے آگ لگی

اشراق تخلص حکیم محمد رضا خان لکھنوی ولد رضا علیخان ابن آلہ یار بیگ خان رسالہ دار خواہر زادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان لکھنوی شاگرد بحر صاحب دیوان مبین

صید کرنا ہے کسے بلبل دل کا منظور | تنے پھولون سے جو گلدام بنائے گیسو

اشرف تخلص شیخ اشرف علی خوش نویس ولد شیخ مظہر علی باشندہ قصبہ مصطفے آباد عرف کسمندی مقیم لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی صاحب دیوان ہین راقم نے انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے

سودا نہ اوسکا بعد فنا سر سے جائیگا | اشرف بلای جان رکھا ہم نے نام زلف
جواب تک بھی نہین یار مہربان منہ مین | یہ خامشی ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین
بسان آسیا گردش ہے بخت کوہر دم | پھونچے دلیگانہ دانا بھی آسمان منہ مین
کچھ ایسی آپ کو بھائی ہے لذت انکار | نہین کی جا بھی آتا نہین ہے ہان منہ مین

اشرف تخلص اشرف حسین خان متوطن الہ آباد شاگرد مہدی حسین خان تصدیق عدالت دیوانی شہر بنارس مین عہدہ نظارت پر مامور تھے

ہے چرخ پر کبھی تو کبھی کوہ و دشت مین | ایک جا نہین مقام ہمارے غبار کا

اشرف تخلص اشرف حسین باشندہ بنارس شاگرد ہادی علی نجو دعزیزون مین ہم جاحسن بیگ

اعلیٰ صدر امین کا پنور کے ہین

اوس سرو کا قامت تو بلا خیز ہے اشرف | اسواسطے ہے رنج و بلا دے دل کا

اشرف تخلص حافظ غلام اشرف دہلوی شاگرد میر قدرت اللہ خان قاسم موسیقی مین کمال رکھتے تھے

مطلب ہے لامکان سے نہ کچھ کائنات سے | ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشرف تخلص محمد اشرف ولد امام الدین باشندۂ کاندھلہ

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا | کہ مرے سینہ مین ہوتے نہ سمندر پیدا

اشرف تخلص میر اشرف علی خلف میر سبز علی سب اسسٹنٹ سرجن اکبرآباد باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم راقم کے دوستون مین ہین ۔

تو تا ہے بیڑا اوٹھا نامہ لیجانے کو وہان | گر ہو سچ تو سرخرو یہ سبز پر ہو جائے گا

اشفت تخلص عظیم الدین خان مرحوم عرف بہورنجان افغان باشندۂ دہلی میر محمدی مائل اور فرزند علی مضمون سے اصلاح لیتے تھے بشیر مقطع مین انکے زلف کا مضمون ہوتا ہے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کر کے کسب باطن کی طرف مشغول ہوئے تھے صاحب دیوان گذرے

ناخواندہ مرے خط کو اوٹھا ہے پھر لایا | قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا

پنڈت پوچھو ہاتھ دکھاؤ فال کھلاؤ کوئی پر | بخت جو ہون برگشتہ اپنے کسکے پھیرے پھرے ہین

پاؤن کو توڑ جو بیٹھے ترے در کے آگے | سر دیا پر اک گام نہ سر کے آگے

برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہین کم کسی نے | جب ہم ہوئے مقابل وہ منہ کو موڑ بیٹھے

نبی کو خاطر اصحاب کیون نہو منظور | کہ زیب و زینت مجلس ہے چار یار و نسے

آشفتہ تخلص منشی محمد علی خان راجہ پٹیالہ کی سرکار مین متعلق ہین راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

خوب کرتے ہو عیادت اہی مری رشک مسیح | آئے تب بالین پہ جب بیمار کا قائل ہو گیا

آشفتہ تخلص حکیم مرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر سوز

جی تھا آنکھون مین یار تھا دل مین
اس قدر انتظار تھا دل مین

دم آخر جو آپکی آتی تھی
وہ فراموش کار تھا دل مین

جلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر
خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے

مرگیا اک صنم پر آشفتہ
موت ایسی خدا نصیب کرے

ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے
الٰہی دوست دے گذرا مین ایسے جینے سے

آشفتہ تخلص گلاب سنگھ ہ باشندہ دہلی مونامی ایک زن خانگی پر عاشق تھا جب جور فلک سے تنگ آیا خنجر آبدار سے اپنا سر کاٹکر مرگیا اس واقعہ کو چونتیس ۳۴ برس کا زمانہ گذرا

پوچھتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مرگیا
اوسمین کیا باقی رہا تھا بندہ پرور مرگیا

جان دی عاشق نے تیرہ ہی شب کو اک بار کہا
آدمی تھا آخر شش صد مہ اوٹھا کر مرگیا

ہے جدائی مین زبس آشفتہ بینے سے بنگ
سن ہی لوگے اک نہ اک دن پھوٹکر سر مرگیا

ای ہمہ غیرون سے کہنا اوسکا رک رک کر گلا
مجھکو مت چھیڑو کہین آشفتہ یہان آجائیگا

زلفون سے بھی زیادہ کیا تنگ نے دل پہ جور
کافر جو تھے ہوتے ہے مسلمان کو کیا کرون

اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم
شکوے سو سو زبان پہ آتے ہین

دم کا مہمان ہے اور آشفتہ
بیخبر تجھکو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ تخلص امرناتھ پنڈت باشندہ دہلی شاگرد تنویر

اندنون تم جو ہو آشفتہ پریشان خاطر
کس پہ ہوش آپ نے کھوئے ہین کہان جی آیا

آشفتہ بزم یار مین ساقی بنا ہے غیر
کیونکر پیون کہ کرتی ہے مکرے جگر شراب

کی ہوگی اوسنے بادہ کشی بزم غیر مین
تلخی رہی جو میری زبان پہ تمام رات

دل مین آشفتہ ہے بتون کا خیال
لب پہ باتین ہین پارسائی کی

آشفتہ تخلص حکیم سید منور علی خان سررشتہ دار ضلع میرٹھ ولد سید علی نواز رضوی شاگرد مومن خان و نواب مصطفے خان شیفتہ وطن اکنا بارہ مولد دہلی

ہم وحشیون کا گھر ہے کہ ذرون کا کھیل ہے
دن مین ہزار بار بنا اور بگڑ گیا

پرسش حال نے پھر یاد دلائی اونکی
گور مین بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا

جو نامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہان ۔ اب جی مین ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ہے وصل مین بھی فراق کا غم ظاہر مین ہون پاس پر خدا ہون
تم غیر سے ملے مین کبھی سے ملا نہین سچ ہے کہ بیوفا ہون مین تم بیوفا نہین
نے قتل کا خیال انھین اور نہ موت کو قسمت مین کیا خدا مرے مرنا لکھا نہین
ابھی دلزبانی کو کیا جانتا ہے ستم کو وہ ہر خوادا جانتا ہے
غش ہونگے ہم آشفتہ تاب رخ جانان سے پوچھے گا قیامت مین بیہوشون سے کیا کوئی
میرا ہی کیا قصور ہے بیتاب و بیقرار جز غیر اور کون نہین تیرے واسطے
سنا تھا ہم نے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے کئی دن ہوگئے اوسکو نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے

آشفتہ تخلص حاجی منشی عبداللہ باشندہ سلہٹ خلف عبدالحمید شاگرد حافظ فیض فارسی واردو خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین بہ نسبت اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

دیکھنا شوق شہادت عاشق دلگیر کا کیا تڑپ کر چوم لیتا ہے گلا شمشیر کا
تبرکی کیون بناتے لوگ ہین حیران ہون مین کیا تن بیجان کو بھی ہے حوصلہ تعمیر کا
آج کل مائل ادھر ہے دل مرا بے پیر کا یہ اثر کب تھا الٰہی نالہ شبگیر کا
وادی وحشت مین ایسا پاؤن پھیلا ہے مرا دیدہ نخل بیابان حلقہ ہے زنجیر کا
ہوا نہ حور مین انداز گریشہ کا سا تو رنج خلد مین ہوگا ہمین سقر کا سا
مکمل گیا ہے میکشی مین جوہر انوار قدس ہے تماشا گاہ بزم قدس کی مظہر شراب
رکھے ز انور بت بے پیر پشت آئینہ ہون مین حیران پانی پانی یہ تو قیر پشت آئینہ

آشفتہ تخلص حزار الدولہ نصیر الملک ہادی علیخان بہادر قائم جنگ خلف نواب حیدر علیخان بہادر برادر مختلف البطن نواب محسن الدولہ بہادر باشندہ لکھنؤ شاگرد امانعلی سحر

خون سے میرے حنا بندی بسی فیلہ رہے چشم ناخن سے جو کرتے ہین شکاری ہاتھ پاؤن

آشک تخلص مولوی ہادی علی خلف مولوی شیخ حسین علی باشندہ لکھنؤ شاگرد برق لکھنوی بھی آئے تھے بیت اللہ شریف کی زیارت بھی کی ہے راقم کے دوستون مین ہین اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے ہین

چاند سورج تیری بالون مین نہین بالا سر
ہوگئے ہین مہر و مہ شب کو قرین بالائے سر

چلے وہ چال کہ دل سیکڑون ہوے پامال
لگائے آپ نے کیا عالم شباب مین پاؤن

وہ رند ہون کہ جہان ہون وہین گزک پہونچے
لگین شراب مین پر ساقیا کباب مین پاؤن

انھین یہ سوجھی فلک سیر کی ترنگ مین آج
کہ چلکے دھوئیے اب طشت آفتاب مین پاؤن

ہجر کے صدمے سے کل جان نکل ہی جاتی
گر خیال لب جان بخش نہ ہوتا دل مین

در بدر پھرتے ہی اب بنت عنب قدر نہین
پوچھتا کوئی نہین دور شہ عادل مین

جنبش لب سے تری کشتہ نے جب جان پائی
دم بخود رہ گئی شرما کے مسیحا دل مین

ہماری آہ سے ڈر ہی رقیب لازم ہے
نہ ہو یہ تیر ہوائی دو سار پہلو مین

دل ستمزدہ و یاس و حسرت و حرمان
انیس ہین یہی دو تین چار پہلو مین

سنی نہ ایک مری بات ہاے صد افسوس
سنا یا حال دل اوسکو ہزار پہلو مین

اشک تخلص سید علی حسن ولد سید آغا میر لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید سلسلہ انکی نسب کا حسن الاصغر بن حضرت امام زین العابدین سے ملتا ہے اولاد مین میر عاد خوشنویس کے ہین

اب کیا ہوئی وہ آپ کی آنکھون کی موہنی
باتون مین تھا جو سحر کا عالم کہان گیا

ترک چشمان سیہ مست کو ہم کیا چھیڑین
قہر ہو جاے اوٹھائین جو کبھی سر بلکین

افسوس تخلص مرزا غلام محی الدین عرف مرزا ممن خلف مرزا غلام حیدر نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد میر نظام الدین ممنون و مفتی محمد صدر الدین خان بہادر آزردہ

کیا یاس کسی کا ہے کہ مرتا ہون ولیکن
شکوہ نہین کرتا شب ہجران کی جفا کا

قسمت کو تو دیکھو کہ پھرا نامہ بر اوس دم
جسوقت مرے سر پہ تقاضا ہے قضا کا

آئے تو نہ دشمن کے خطر سے مرے گھر مین
اور مفت مین بد نام کیا نام خدا کا

کچھ وجد نہین نغمۂ مطرب ہی پہ موقوف
کافی ہے بیان نالۂ بلبل درا کا

آتش تخلص میر امیر علی ولد میر ضامن دہلی شہر شاہ آبادی شاگرد مرزا غلام حسین آتش بیش برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا۔

وہ حسن جلوہ گر ہے وہ رخ بے نقاب ہے
لیکن کچھ اپنی آنکھون کا پردہ حجاب ہے

مجھکو فوہات کل کی نہین یاد آشنا
لکھے ہین روز حشر کو دینا حساب سے

آشنا تخلص سید محمد مرحوم خلف اکبر سید حافظ وارث علی مرحوم لکھنوی شاگرد ناسخ

کیونکر نہ رگڑون آنکھین مین ہر بار پاؤن مین
ای دل لگی ہے خاکِ دربار پاؤن مین
زنجیر در سے باندھے دست گناہ گار
چوکھٹ کا کاٹ ڈال دی دلدار پاؤن مین

آشنا تخلص میرزین العابدین عرف میرزا نواب متوطن گجرات باشندۂ دہلی خلف حکیم اصلح الدین خان آرزو کے معاصر تھے

ہم سے بندون پہ ظلم کرتے ہین
ان بتون کا کوئی خدا بھی ہے

آشنا تخلص مولوی عبدالکریم خان منشی فورٹ ولیم کالج باشندۂ کشن نگر کلکتے مین رہتے تھے شعر بہت کم کہتے تھے لیکن جو کہتے تھے نہایت پاکیزہ کہتے تھے سات آٹھ برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

جو قطرہ خون کا مرے دل کے داغ سے ٹپکا
تو گویا شعلۂ تراک چراغ سے ٹپکا
چھاتی اودھی تری دل خلق کا خورسند ہوا
خشک لبد شجر حسن برومند ہوا
ضبط نالہ باعث چاک گریبان ہو گیا
کام یون دست جنون کا اپنے آسان ہو گیا

آشوب تخلص میر امداد علی فرزند میر روشن علیخان فروغ باشندۂ دہلی شاگرد میر نظام الدین ممنون

ناوک غم سے چھنا سہان تک تن اس ناکام کا
استخوان پر ہے گمان میری ہما کو دام کا
گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہونچ نہ سکے
اسی مین پردہ رہا ہم گناہ گارون کا
پوچھا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق
شوخی سے شب چراغ کو اوسنے بجھا دیا
دل کو سمجھے تھے کہ اوس بزم سے آئینگے
ہائے اپنا بھی ہوا وہان سے جانا مشکل
عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کرین
وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین
دل کہین دیدہ کہین صبر کہین تاب کہین
ہای کتنا شب ہجران مین پریشان ہونمین

اصالت تخلص سید فضل علی ولد سید وارث علی لکھنوی شاگرد امانت

بوسہ جو مانگتا ہون تو انداز و ناز سے
مجھکو دکھاتے ہین وہ انگوٹھا ہلا کے ہاتھ

اصغر تخلص میر امجد علی مرحوم باشندۂ اکبرآباد

شاید کہ شوخ دیدے کا دیدار ہو نصیب — پھڑکے ہے آج میری سب بار بار چشم
ہوا ہون بسکہ خفا اب تو اپنے جینے سے — لگا ہی لونگا مین تیغ اوس زن کو سینے سے

اصغر تخلص سید اصغر علی وطن انکا بارہ ولد الہ آباد آگرہ کی عدالت منصفی مین وکالت کرتے تھے

جوڑے پہ ہو اشک کہ یہ ہے نافۂ تاتار — مین زلف کو سمجھا کہ یہ مشک ختنی ہے

اصغر تخلص ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ وزیر ابو ظفر بہادر شاہ جنت آرامگاہ بادشاہ دہلی خلف رشید مولوی علی اکبر شاگرد خواجہ آتش داماد نواب ظہیر الدولہ غلام یحیی خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ اودھ وطن انکا کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ کلکتہ مین اکثر بہت روز رہے آخر ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری کے ۱۱ گیارہوین ذیقعدہ کو انتقال کیا ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر بہت خوب کہتے تھے راقم کے دوستون مین تھے صاحب مثنوی و دیوان اگرچہ راقم نے انکا انتقال کی تاریخ کہی

قطعہ تاریخ

چون علی اصغر شد از دنیا سوئی ملک عدم — شد دل نساخ مخزون راز بس رنج و الم
شد بیک مصرع دو تاریخ این چنین آحان نذار — تسنبہ ذیقعدہ ہے ہے آہ دردا ہائے غم

۱۲۷۶ — ۱۲۷۶

الف

قضا کی جو علی اصغر نے اے نساخ — غمین ہے یہ دل مانوس صد حیف آج
کہی ہے آہ مین نے عیسوی تاریخ — علی اصغر موے افسوس صد حیف آج

پتا نہ کوچۂ گیسو مین ہے نہ پہلو مین — تمھین بتاؤ تجھے پھر کہان ہے دل میرا
منڈائے آپ نے منت کے بال جب سے — برنگ طائر بے آشیان ہے دل میرا
شکستگی سے ہمیشہ درست ہوتا ہے — خدا کی شان عجائب مکان ہے دل میرا
وہ رند ہون مجھے دست سبو سے بیعت ہے — مرید حضرت پیر مغان ہے دل میرا
آتا ہے جب کہ یاد مرا اضطراب کا — سینے پہ ہاتھ مار کے کہتا ہون ہائے دل
کیون جا کے زلف خم بخم یار مین پھنسا — اپنی بلا سے پیچ پہ گر پیچ کھائے دل

نہین دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین — وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دل کی جہان نکلے
جنون انگیز پھر فصل بہار عاشقی آئی — دل سودا زدہ پھر رنگ لایا ہے رسوائی
یہ کس پردہ نشین نے جھانک کر شکل اپنی دکھلائی — بنی ہے روزن دیوار جو چشم تماشائی
تجرد باعث سرسبزی کونین ہوتا ہے — خضر کی دل سے پوچھے کوئی لطف فیض تنہائی
نہ کھینچا ہاتھ ترک چشم نے قتل غریبان سے — ہزارون بار سمجھانے کو پیرون مین حیا آئی
دہان و چشم نے کسکے کیا خاموش و نابینا — نہ غنچہ مین ہے گویائی نہ نرگس مین ہے بینائی
بجا ہے اضطراب روح وقت نزع اے اصغر — کیا ہی یاد حاکم نے بلانے کو قضا آئی

اصغر تخلص اصغر علی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے

تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے — شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

اصف تخلص وزیر الممالک نواب یحییٰ خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مدفن لکھنؤ سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین انتقال کیا تیر اندازی مین کمال رکھتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

یاد تجھے تیرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا — یا حوصلہ میرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چھیڑ ہی چلیے — ظاہر مین یہ کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
یہان تیغ اوسکی علم دیکھتے ہین — وہان اپنا سر ہم قلم دیکھتے ہین
تمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال — ترے چہرے کا عالم رہے ہے روز بروز

اطفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلوی کچھ روز دن مرر اس ہے وہانسے کلکتہ مین آکر پھر دہلی کو چلے گئے

کئی دن ہین کہ یار نے مجھ سے + ق ربط بار دگر کیا پیدا
شکر للہ آہ نے میرے — اطفرے کچھ اثر کیا پیدا
تیرے حسن وصفا کو جو دیکھا + آرسی اس مین لاجواب ہوئے

اظہر تخلص میر غلام علی مرحوم شاگرد شمس الدین فقیر ساکنہ دہلی ترک وطن کرکے عظیم آباد مین سکونت کی تھی وہین وفات پائی صاحب دیوان فارسی و پختہ گذرے

نہین ہے مردمک چشم ساتھ آنسو کے | نکل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھون مین

اطہر تخلص سید علی حسین ولد مولوی ارشاد علی لکھنوی ناظم عدالت دیوانی لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

خیال ہے انھین کس گل کے خار مژگان کا | کھٹک سی رہتی ہے میل دہنا آنکھون مین

اطہر تخلص غلام محی الدین دہلوی شاگرد غلام حسین سروری شاعر فارسی گو و فرزند علی موزون معلمی کرتے تھے

رکھتی ہے مری جان کو مضطر طپش دل | دکھلائیگی ہنگامۂ محشر طپش دل

اطہر تخلص سردار مرزا شاگرد مرزا علیجان متفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ اشعار مرقومۂ ذیل اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کونسے دل کو صبا تمھاری غم نہین | کونسی وہ آنکھ ہے فرقت مین جو پرنم نہین
یہ آہ و شیون نے سردار ہمارا کہ ہجر کی رہ نہ تاب لائے | کلیجہ پکڑے ہوئے خود آئے ہماری ناؤ مین یہ آج
تمھارے کوچہ مین آج کی شب گئی ہے ہمکو فریب کر کے | خبر بھی تمنے نہ لی ہماری یہ کوئی تمھری جا گہ ہے

اطہر تخلص مولوی امامت علی ولد مولوی امانت علی باشندۂ شیخپور نواح فرخ آباد مقیم لکھنؤ شاگرد وقیر دہلوی صاحب دیوان گذرے تاریخ گوئی مین مثل دلانی تھی

نہ کیونکر اشک مسلسل ہو رہنما دل کا | طریق عشق مین جاری ہے سلسلہ دل کا
بہشت پہونچے ہی زاہد کب اوسکی وسعت کو | عجب روش کا ہے یہ باغ دلکشا دل کا
لگائی کس بت مے نوش نے ہو تاک اسپر | سبو بدوش ہے ساقی جو آبلہ دل کا
کہینگے ہم یہ سراسر جو کوئی پوچھے گا | سواد ہند مین لٹتا ہے قافلہ دل کا
روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل | اے شمس عکس مہر نبوت ہی داغ دل
ناشیر حاضرات رکھے ہے چراغ دل | اپنا یہ از نگین سلیمان ہے داغ دل

اعجاز تخلص نواب اصغر علیخان لکھنوی خلف نواب نجابت علیخان بن نواب شجاع الدولہ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

شعلۂ حسن پہ دن رات نظر رہتی ہے | نور ہی آنکھین مین ہین سو اب ہو کہین تاری ہی

اعظم تخلص از تخلص میر باقر علی لکھنوی ولد میر اسد صبر شاگرد رشک

تری چشم سیہ کچھ کم نہ تھی مجھ تیرہ بختون کو
جگھ سرمہ کو دی بیکار اے طناز آنکھون مین

اعظم تخلص محمد اعظم ملازم نواب آصف الدولہ بہادر

ہے قد کے سبب عالم بالا پہ تری زلف
رکھتی ہے دماغ اپنا یہہ زنجیر فلک پر

اعظم تخلص مرزا اعظم بیگ دہلوی

جھپتا ہے کوئی شمع صفت سوز دل اپنا
سر کاٹی اگر تو ہو نمودار گلی سے

اعظم تخلص مرزا اعظم شاہ رسالہ دار خلف مرزا محمد اشرف ابن خلیفہ عبد الکریم متوطن ترکستان باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

ترک فلک سے بھی نرکی چوٹ یار کی
کہائی وہ ہچکی جو اوٹھائی سر کا ہاتھ
مردون سے وقت جنگ وغا ہو بعید ہے
سر کی کبھی بتا کے نہ ماری کمر کا ہاتھ
مجھکو سلا کے ساتھ کل آزردہ وہ ہوے
کیا جانے پڑ گیا کہان مجھ بیخبر کا ہاتھ
مٹی کے مول بھی تو کوئی پوچھتا نہین
بگڑی ہوئی ہے آج کل اعظم ہوے دل

اعظم تخلص سید اعظم علی الہ آبادی منشی مدرسہ اکبر آباد شاگرد آتش دیوان انکا نظر سے گذرا

خنجر کا نہ بسمل ہون نہ شمشیر جفا کا
انداز کا مقتول ہون کشتہ ہون ادا کا
خرمے کا بوسہ لب شیرین مین ہے مرا
گالی مین تیرے لطف ہے کھٹی انار کا
چھوڑ کر کے مجھے رونا نہ کرو عزم سفر
جان من موسم بارش تو نکل جانے دو
کچھ مفت نہین وعدۂ دیدار کیا ہے
جب لاکھ قسم دی ہے تو اقرار کیا ہے
جلوہ ہو کوہ طور کا موسیٰ کے سامنے
مٹھی جو کھول دو ید بیضا کے سامنے

اعظم تخلص مولوی عبد الصمد عرف محبوب جان برادر خورد مولوی وجہ اللہ خان بہادر متخلص بہ دانع ولد مولانا مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اوّل مدرسہ عالیہ کلکتہ باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم الحروف

ساکن ارض و فلک تک تجھہ پہ شیدا ہو گیا
جسنے دیکھا تجھ کو وہ محو تماشا ہو گیا
شکوہ کس کس کے عداوت کا مین اے اعظم کرون
ایک عالم اوس جہان آرا کا شیدا ہو گیا

لاکھ صورت سے بنائین آئینہ گر آئینہ — دل سے ہرگز ہو صفائی مین نہ بڑھکر آئینہ
روی آتش رنگ کی دیکھی جھلک گر آئینہ — صورت سیماب ہو بیتاب و مضطر آئینہ
ہے دل نالان کو میرے عشق روی صاف سے — کھل گئی قلعی فدا اے آئینہ پر آئینہ

اعظم تخلص اعظم خان افغان باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی اس فن کو ترک کرکے کسب علوم کیطرف متوجہ ہوئے تھے

اسی مضمون سے معلوم اوسکی سیر دھری ہے — جو اوسنے محبکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا
سوز دل از بس طبیبون سے نہان رکھتی ہین ہم — شمع آسا نبض پر استخوان رکھتے ہین ہم
کیا یہ عکس دام کم ہے جوشن فولاد سے — ہے اسیری مین رہائی صید کو صیاد سے

اعلی تخلص اعلے خلف میر ولایت اللہ خان باشندہ دہلی ملازم شجاع الدولہ بہادر

جو ہاتھ اوسکے بند قبا کھولتے تھے — وہ مشغول ہین اب بکار گریبان
مرے دیوانہ دل کو شور طفلان آشنا ہے — اونھونکے ہاتھ کا پتھر اسے سنگ جراحت ہے

اغا تخلص آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم متوکت باشندہ کانپور

کل اوس تلک پہنچ تو گیا تھا یہ ہمدمو — کچھ مجھلو جیسے لگ گئی ایسی کہ کیا کہون

اغا تخلص آغا حسن ولد مرزا امیر باشندہ لکھنو شاگرد میر صبا متوفی ۱۲۱۱ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین تجارت کرتے تھے رامپور کے ملاقاتی اور صاحب دیوان ہین

وصل کی شب یہی کرتا ہون دعا اے آغا — حشر تک اب نظر آئی نہ سحر کی صورت
تپ فرقت سے ایسا بڑھ گیا ہے ضعف اے آغا — کہان کروٹ بدلنا سانس بھی لیتا ہون مشکل سے

اغا تخلص سید آغا ولد سید صاحب علی جایسی مقیم لکھنو شاگرد نسیم دہلوی

ہو جلے ابھی زیر نگین ملک سلیمان — پر دے سے جو آغا کو دکھائے وہ پری آنکھ

آفاق تخلص میر حسین علی ولد میر احسان علی مخلوق ریختی گو باشندہ لکھنو شاگرد آباد

خوب بل کھاتے ہین رخ پر زرہی دلبر گیسو — ہے یقین پیچ کوئی ڈالین گے ہم پر گیسو

آفاق تخلص میر فرید الدین ابن بہاء الدین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق حضرت شاہ سلیمان کے قرابت دار تھے

اوس گل سے ملکے پیونگے جام شراب ہم
لالے کا دل جلا کے کرینگے کباب ہم

اشک تر چشم سے جسدم کہ ہمارے نکلے
مرزبان کہنے لگے دن کو یہ تارے نکلے

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر جلد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی بادشاہ دہلی صاحب

سلسلہ ۱۲ بارہ ہوا کہین ہجری مین ہوا ہے حال انکا مانند آفتاب عالمتاب کے روشن ہے محتاج بیان نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

محب سا سید ھلتے گا دیکھا اے سرو چمن
اوسکی رعنائی سے تھت تو اپی رعنائی بلا

صبح اوٹھ جام سے گذرتی ہے
شب دل آرام سے گذرتی ہے

عاقبت کی خبر خدا جانے
ابتو آرام سے گذرتی ہے

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش صاحب تخلص باشندہ سہارنپور حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہین

رہا چمن مین تو اب آفرین کہ جون غنچہ
لبون مین اوسکے نہان ہے بہار خندۂ گل

بہت ہین گرچہ تمھین اور ناز کرنے کو
بُری تو ہم بھی نہین دل نیاز کرنے کو

افسر تخلص نصرت خان مرحوم خلف فتح خان قوم افغان باشندہ لکھنؤ دکن مین جاکے انتقال کیا

بلبلو ایک ہزار دن مین ہے اوس یار کی آنکھ
جس پہ پڑتی ہے سدا نرگس بیمار کی آنکھ

افسر تخلص مولوی محمد علی فرید پوری شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم و حشت اندر کلاں تیونس مین ہین

سلسلہ دل نے کیا زلف دوتا سے پیدا
بھیڑ سودا مین ہوئی شام بلا سے پیدا

عشق گیسو مین اوجھتی ہے طبیعت پہ رون
خاک مضمون ہو کوئی فکر رسا سے پیدا

افسر تخلص شاہ تاج الدین ولد شاہ محمد اعلی باشندہ اکبر آباد

ہے سیب کے مانند جو خوشبو دہن اوسکا
غنچے سے نزاکت مین ہے افزون دہن اوسکا

افسر تخلص مرزا محمد دہوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

کل کل سے نامہ بر کے مرا نام مین ہے دم
کیا آج بھی وہ یار خدا یاد نہ جائے گا

محبت مین صبر و شکیب و قرار
ہر اک رفتہ رفتہ جدا ہو گیا

افسر تخلص غلام اشرف مرتبہ گوے دہلوی خلف شیخ غلام رسول شاگرد مصحفی

جب دیکھے ہے وہ داغ سیہ اپنی جبین پر
آتا ہے اوسے رشک ترے روی حسین پر

معلوم نہین کیا ہے خاک تماشا
نرگس کی جو رہتی ہے جھکی آنکھ زمین پر

افسو

افسردہ تخلص مظفر علی فرید پوری شاگرد مولوی رشید النبی وحشت راقم الحروف کے ملاقاتیون مین ہین +

سرد مہری بتانِ ہند کا لکھنا ہے حال
چاہیے کاغذ دمِ فکرِ سخن کشمیر کا

نرگسِ خوبان کبھی اوس سے جدا ہوتی نہین
جالی غرفہ کی تری ہے دمِ آہو گیر کا

ہوتی ہین مفلس غنی وصفِ طلائی رنگ مین
کاغذ اشعار بھی نسخہ ہے اکسیر کا

افسوس تخلص غفور بیگ وطن انکا تورانی سپاہی پیشہ تھے نثار اللہ خان فراق اور قاسم دہلوی صاحب تذکرہ سے اصلاح لیتے تھے

یار در برسے خدا خیر کرے
خانہ بیدر ہے خدا خیر کرے

کفِ پا سے جو ظالم مَل رہا ہے
کسی کا خون ہے یہ یا حنا ہے

افسوس تخلص میر خیر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان عالیجاہ باشندہ نارنول شاگرد میر حیدر علی حیران و میر سوز ملازم مرزا جوان بخت بہادر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے آخر ایام مین کلکتہ مین فورٹ ولیم کالج کی منشی گری مین مقرر ہوئے تھے حضرت شیخ سعدی شیرازی کی گلستان کو اردو مین ترجمہ کیا ہے ترجمہ گلستان و دیوان انکا نظر سے گذرا

نزع مین زرد تھا رخ افسوس
چینیٔ رنگ نے اوسے مارا

یہان تلک ہے نزاکت گلون کی گجری سے
لچکنے لگتا ہے اوس گلعذار کا بیوجا

قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس
حصول کیا ہے جو فروہ بہار کا بیوجا

پاؤن یہ کاڑے کہ جون نقش قدم پھر نہ اوٹھے
خاک مین مل گئے بیٹھے جو ترے در پر ہم

کیا لکھون اوسکو مین احوال یہ کہتا قاصد
بیجو اسی کے سبب طاقت تحریر نہین

اشک گرم اپنے سے یہ دیدۂ تر جلتے ہین
دیکھلو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہین

ہو مرا کیونکہ گذر اوسکی گلی مین وہان تو
طائر سدرہ کے اوڑتے ہوئے پر جلتے ہین

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانے کو
وہی احباب جو یہان آئے تھے سمجھانیکو

کچھ بات تم سے کرنہین سکتے ہزار حیف
مدت مین تم ملے بھی تو غیرون کے گھر ملے

پوچھے ہی کیا لگائے اگر سر مین درد ہے — اوس خاک پا کی آگے تو صندل بھی گرد ہے
نہین جائینگے اس مجلس سے ہم بے اوسکی اجازت — قدم اب کب اوٹھاتے ہین کہ ہمنے پاؤن جلائے
آدمی کیا ہے فرشتہ لوٹ جائے دیکھکر — چاندسی شکل اوسکی اور چھاتی وہ گدرائی ہوئی

افسوں تخلص مرزا آغا حیدر لکھنوی

آگئی جان بدن مین دل شہید اٹھرا — آکے بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا
فرصت ملی تلاش بت مہ جبین سے کب — ٹھہرا دل اپنا گردش چرخ برین سے کب

افسوں تخلص سید احسان حسین خان نبیرۂ نواب بہار الدولہ باشندۂ لکھنؤ

جلتا ہون روز ہجر مین خورشید کی طرح — ہوگا وصال دیکھئے اوس مہ جبین سے کب

افصح تخلص شاہ فصیح شاگرد مرزا بیدل سنہ ۱۱۹۲ گیارہ سو بیانوے ہجری مین انتقال کیا

شام و سحر خیال قد یار ہو گیا — پھر زلف و رخ سے مجھکو سروکار ہو گیا

افضل تخلص سید افضل علی خان عرف سید صاحب خلف الرشید سید قاسم علی خان قاسم باشندۂ لکھنؤ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہے وصف روے یار علو نام ماہ کا — کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا
روشن ہمارا نام زمانے مین کب ہوا — یہان گل چراغ زیست سر شام ہو گیا
اوسوقت اپنے بام پہ آیا وہ رشک ماہ — افضل جب آفتاب لب بام ہو گیا
مانی نہ ایک بات نہ ٹھہرے وہ دو گھڑی — منت کی لاکھ ہمنے خوشامد ہزار رات
اتنے خط بھیجے ہین لکھ لکھکر کہ ہین کہ یہ — نامہ بر کے پاؤن مجھ خستہ جگر کی اوسکلیان
افضل مین کیونکہ زانو نہ پیٹون کہ یاد ہے — باتین وہ کرنا یار کا زانو پہ دھر کے ہاتھ
مجھانکتے ہین وہ رخ روزن در سے — نقش دیوار ہم ہین شش در سے
دا سے شکوہ زبان تک آکر — بنگیا شکر آپ کے ڈر سے +
ہم وہ رند بادہ کش ہین ساقیا تو دیکھ لے — مے ٹپکتی ہے ہمارے زخم کے انگور سے
کل سے بیکل ہون بھلا خاک مجھے کل آئے — کل سے وعدہ تھا نہ آج آئے نہ وہ کل آئے

کیا مزا ہو کہ وہ دربان سے اپنے کہدیں — کوئی مہمان آئے نہ پائے مگر افضل آئے
شوخی غضب اوس شوخ کی خلقت مین بھری ہے — بجلی ہے شعلہ ہے چھپاوا ہی بری ہے

افضل تخلص افضل بیگ حیدرآبادی

بہان نہ آنا ہی غرض ہے عذر ورد سر سب — مستفق من اک نہ اک تمکو بہانہ چاہیے

افضل تخلص منشی حسن یار خان بہادر مخاطب بہ اسد الدولہ ولد نامدار علی خان بن محمد یار خان رسالہ دار باشندہ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش اونسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

وہ دیوانہ ہون جس پر رشک فرزانون کو آتا ہے — فسانہ ہے پریستان مین مری زنجیر کی غل کا
خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے — لیتے نہین مین نام چھری کا کٹار کا
یہ بیہانکی فکر مین ہے وہ دہان کے خیال مین — دیکھو جسے وہ مست ہے اپنی ہی دھن مین
موسے کی طرح تاب نظارہ نہ ہو سکے — غش آگیا جمال ہو دیکھا جلال مین
آخر یہ حب مال وبال بخیل ہے — انصاف ہو تو قطعۂ تارون دلیل ہے
کیونکر خدا کرے نہ حسینون سے دوستی — خود عاشق جمال ہے خود بھی جمیل ہے
کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر — غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل تخلص منشی تفضل حسین لکھنوی

دم رکا گیا نہ ہجر کا وصلت مین اسی پری — شادی مین بھی رہا یہ مجھے غم تمام شب

افضل تخلص افضل علیخان ولد داروغہ اعظم علیخان

پہلو مین بیٹھکر مرا دل شاد کیجیے + — بندہ ہون سیخ سے مجھے آزاد کیجیے

افضل تخلص شاہ غلام اعظم خلف شاہ ابو المعالی عالی بن حضرت شاہ محمد اجمل صاحب دائرہ الہ آباد شاگرد ناسخ اونسے دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار ہین +

ہے یقین نور بصارت ہو زیادہ افضل — سرمۂ خاک مدینہ لگے گر آنکھون مین
جھوٹ مین مری آنکھین جو کسی اور کو دیکھون — ناحق نہ سنا کیجیے افواہ کسی کی +
جی جاے جگر ٹکڑے ہو پھٹ جاے کلیجا — کیا تجھکو خبر اے بت گمراہ کسی کی

افغان تخلص الف خان درویش خصلت تھے

پہلے قدم مین عشق کے میرا تو جی گیا | مجنون یہ چند روز بھلا کیونکہ جی گیا

اکبر تخلص نواب محمد اکبر خان دہلوی برادر خورد جناب نواب مصطفے خان شیفتہ
شاگرد مومن خان صاحب دیوان گذرے

ہوا نہ شوق سے اوس کوچے مین گذر اپنا | ہمیشہ ہم سے رہا پیچھے نامہ بر اپنا
جنون عشق کا درمان نہ ہو کسی سے کبھی | کہو علاج کرے جاکے چارہ گر اپنا
عدو کے ذکر سے وہان ہوش جا بجا ہے یہان | مزاج اون سے بھی نازک ہے کسقدر اپنا
خانۂ غیر مین گر لگنے لگا دل تیرا | مجھکو بھی اور سے آتا ہے لگانا دل کا
قتل کرلاتہ اکبر کو چھپایا گھر مین | بارے اوسنے مجھے جانے نہ دیا اور کہین
وہان رسم اختلاط سے انکار و غدر تھا | یہان جان ہی نکل گئی اپنے نہین کے ساتھ

اکبر تخلص مرزا بھجو دہلوی شاگرد حاتم بڑے ظریف تھے

چھیڑا جو تک اوسے تو بگڑکر کہا کہ واہ | تم کون ہو کہ ہاتھ لگانے ہو گات کو

اکبر تخلص مکرم الدولہ سید اکبر علیخان مرحوم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

طوفان سے کم نہین ہے اکبر کا دیدۂ تر | دیکھہ اوسکو ابر بھی یہان پانی بھر کرے ہے

اکرام تخلص حکیم اکرام اللہ خان ولد حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی

آرزو وصل کی مٹانی تھی | کیا ہوا گر مٹا دیا دل کو

اکرام تخلص منشی محمد اکرام باشندۂ لکھنؤ

اعجاز بر لبۂ لب جان بخش آگئے | مردون کو زندہ کرکے تماشا دکھا دیا

اکرم تخلص خواجہ محمد اکرم دہلوی تاریخ خوب کہتے تھے

اکبار ترے ڈیرے مین زاہد اگر آوے | مین جانون جو مسجد کیطرف پھر نظر آوے

آگاہ تخلص سید محمد رضا معروف بہ احمد مرزا باشندۂ دہلی شاگرد اسداللہ خان غالب

ہجر کے ہاتھون کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا | مرنے کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین طیار تھا
اوسی کی یاد مین سب عمر ہم نے کاٹی ہے | جسے خیال ہمارا نہ ایک بار آیا

گھر غیر کا ہو راہ مین یہ بھی مری قسمت	لایا تو اسے جذبہ محبت کا یہین تھا

آگاہ تخلص محمد صلاح دہلوی محمد شاہ جنت آرامگاہ کی عہد مین تھے

پیری مین کردن سیر جہان کی تو بجا ہے	دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

آگاہ تخلص سید حسین علی افسانہ خوان شاہی باشندہ دہلی

ہان مغ بچہ آئے بت نازک مزاج تو	مرتے ہے آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ تخلص نور خان افغان قصہ خوان شاگرد ضیا

حلقہ چشم مین کیون آج ہے دم پر کتاب	ہے کہان کا ہمین درپیش سفر دیکھین تو
منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم جادہ کی	باتین بنا بنا کے نہ کیجے بنا دلی

آگہ تخلص پنڈت جوالا ناتھ خلف دانا رام برہمن فارسی بھی کہتے ہین کلکتہ مین رہتے ہین

جان جانی ہے بڑھتا ہون پڑا	دیکھتے کیا ہو تماشا کیا ہے
تیرا دیدار میسر ہو مرے	اس سوا اور تمنا کیا ہے

الفت تخلص منگل سین کایتھ باشندہ عظیم آباد شاگرد جرأت دہلی کی سیر بھی کی تھی

ہر قدم پر یہان تلک آنے مین ہو سو ہو	کیونکہ گھر جائے لگے شام و سحر دو چار کے

الفت تخلص ایک شخص باشندہ مظفر نگر کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب	سو آج کوچہ مین تیرے ہوا بست نصیب

الفتی تخلص راجہ پیارے لعل عظیم آبادی ولد رای سکھن جی زبان پارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

خاکساری سے مثال نقش پا	جس جگہ بیٹھے وہین کے ہو گئے

الم تخلص آغا مہدی ولد آغا مرزا لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر صاحب دیوان مین

چوستے ہین مین نے کب لب شکر فشان پایہ	آگاہ اس مزے سے کہان ہے مری زبان
چکھی کبھی نہ نعمت دنیا سوائے خون	گویا الم زبان سنان ہے مری زبان

الم تخلص محمد حسین خان غازی پوری شاگرد [illegible]

کیا ان سنتا ہون مین تیرے ہی منہ ورنہ	مجھکو اک بات تو کہنا یہ دہن کیسا تھا

الم تخلص محمد علی شاگرد محمد ابراہیم ذوق باشندۂ دہلی

نہ تھا تحمل اگر اوسکے ناز کا تو کھینچ	الم فریفتہ کیون ایسے نازنین کے ہوئے

الم تخلص صاحب میر دہلوی خلف خواجہ میر درد مرحوم ۱۱۹۴ھ گیارہ سو چورانوے ہجری مین مرشد آباد مین تھے

اب تو اوس بت کو ہمنے رام کیا	بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

الہام تخلص شیخ شرف الدین عرف شاہ ملول باشندۂ لکھنؤ فارسی بیشتر کہتے تھے ملول بھی تخلص کرتے تھے

تری جدائی نے یہان تک ہمین ملول کیا	کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا
نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے	مژہ وہ تیز کہ خنجر کو دھار پر مارے
ارے بیکسی تیرے قربان ہو ن	بُرے وقت مین ایک تو رہ گئی

الہام تخلص فضائل بیگ شاگرد غربت سورتی

چاہتے ہی وہ کرے رخصت تری بیمار کو	اب گلے ملنے دے اے قاتل ذرا تلوار کو

امامی تخلص خواجہ امام بخش عظیم آبادی

اے چشم تو تھام اسکو ہی اشک تو جوش اوپر	مژگان نہین رکھ سکتی اس طفل کو دوش اوپر

امامی تخلص خواجہ امامی مرتبہ گو ولد خواجہ آتمی دہلوی ۱۱۷۵ھ گیارہ سو ستتر ہجری مین مرشد آباد مین شدت گریہ سے مجلس عزا مین بیہوش ہو کر راہی ملک بقا ہوئے صاحب تذکرہ نے انکا تخلص امانی لکھا ہے

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہجر کا	اے نالۂ دل وقت ہے فریاد رسی کا
کف افسوس ملتے ہو	کیون امامی گیا نہ آخر دل

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنؤ میر ببر علی کی انداز مین شعر اچھا کہتے تھے ۱۲۱۲ بارہ سو بچھتر ہجری مین قضا کی انکا دیوان مرتب و ساخت نظر سے گذرا

نادان کی محبت مین ہے سودا جگر کا دھڑکا	دل دون کسی نادان کو مین ایسا نہین رکھتا
وہ دم حسینون کا بھرتا ہے ہو چکی مری بیت	جو خود مرتا کسیکو جلائے گا بھید گیا

مرکبی

مرکی بھی بار خاطر نازکبدن رہا | تابوت میرا یار نے رکھا نہ دوش پر
نے کرم نے مہر نی دین نے مروت نے وفا | ای امانت دل دیا تم نے اوسے کیا دیکھکر
محشر کا کیا وعدہ یہان فضل نہ دکھلائی | اقرار اسے کہتے ہین انکار اسے کہتے ہین
باغ مین جاتی ہوا دس گل کی سوا ی اندنون | دم خرا کے پھرتی ہے باد بہاری اندنون
جی چاہتا ہے صنعت صانع پہ ہون نثار | بت کو بجھا کے سامنے بادِ فنا کرون
آئنہ دکھلانے مین دیکھی جو وہ رخسار صاف | بنگیا حیرت سے مین تصویر پشت آئنہ
بیداد مجھے یاد ہے واللہ تمھاری | یوسف کی قسم اب نہ کرون چاہ تمھاری
رفتار کی چلن سے غضب دل لیا بھالے | چھوٹے سے سن مین بار بڑے تم ہو جالبے
گردون کے دور مین اونھین کل نہین نصیب | جو لوگ اوڑھتے تھے دوشالے نئے نئے
حظ اوٹھا دیکھ مجھکو نامہبری بیٹھا اک گالے | کہا سینے یہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے

امانت تخلص امانت رائے باشندۂ دہلی

تشریف یہان لاو پر نامہ بر تو بھیجو | مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

امانت تخلص میر امانت علی خلعت میر کرامت علی ناگوری مقیم دہلی حیدرمین انتقال کی

بہار بھی نہین آئی کہ جوش وحشت سے | ہمارے پاؤن کو ہے ربط خار صحرا سے
اللہ رے رسائی دستِ جنون کہ ابھی | دامن کی راہ لی ہے گریبان چاک نے

امانی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کسکے یہ خار مژگان دل مین کھٹک رہے ہین | جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

امجد تخلص مولوی محمد امجد دہلوی ولد مولوی محمد ارشد عالمگیر ثانی کے عہد مین تھے

جس گھڑی آپ کو دیکھون ہون مین جس قطرۂ اشک | اپنی نظرون سے بھی امجد مین گرا جاتا ہون

امجد تخلص امجد حسین متوطن بلدۂ ایلچپور علاقہ صوبہ دکھن

اوس لب لعل کی صفات امجد | کیا کہے ناطقہ تو لال ہوا

امداد تخلص حافظ سید امداد علی ولد حافظ سید مہدی علی باشندۂ فرخ آباد

بیکسی منزل مقصود کو پہونچاتی ہے | آہ کیا بے سر و پا عرش تلک جاتی ہے

امداد تخلص مرزا امداد علی شاگرد علیجان شفق باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ یہ شعر اس نے ذکر ایک بچہ کے

فراق مین حلف اوٹھا چکے ہین کسی سے ہم رو لاگ مین ۔ اثر یہ نالے دکھا چلے ہین کہ دل تو ٹوٹے ہوا ہوا ہے
سچ تو یہ ہے گر پسند خاطر عالی نہ ہو ۔ پھیر دیجے آپ دل امداد کا امداد کو
پڑھتے ہی نامہ مرا کہنے لگا وہ رشک گل ۔ مجھکو بوسے عاشقی آتی ہے اس تحریر سے

امراؤ علی نام و تخلص امراد علی خان ساکن کول مقیم اکبر آباد ہر چند حروف آشنا نہ تھا مگر ٹراذہین اور ذکی تھا شتر برس کی عمر مین انتقال کیا

رو دیجو گر کسی نے پڑھانے اڑا دیئے ۔ باد صبا کو گوز عنبر بیان سے لاگ ہے

امی تخلص روشن بیگ دہلوی برادر خورد حمید الدولہ شاگرد نصیر مرد جاہل تھا شروع جوانی مین انتقال کیا

دل دھڑکتا تھا کہ پہنچے ہین نہ آجای لیک ۔ ہاتھ سے چھوڑ دیا مین نے ترا جان کے ہاتھ

امید تخلص مولوی فرحت علی ولد غلام شاہ غازی پوری

ششدر نہ ای امید ہو ہرگز فراق مین ۔ آخر دو چار ہو نینگے ہمدم صنم سے ہم

امیر تخلص قزلباش خان محمد رضا ے ہمدانی امرا ے محمد شاہی مین تھی ہندی موسیقی مین انکو کمال تھا فصلا گیارہ سو انسٹھ ہجری مین دہلی مین وفات پائی اشعار فارسی انکے اچھے ہوتے ہین

یار بن گھر مین عجب صحبت ہے ۔ در و دیوار سے اب صحبت ہے

امیر تخلص امیر علی خان خلف نواب خان جہان خان ہوگلوی

معلوم نہین شیخ کا ایمان کہان ہے ۔ زاہد کی تو تسبیح مین زنار نہان ہے

امیر تخلص نواب حسین علیخان خلف نواب امانت علیخان لکھنوی شاگرد احمد جنخان جوش

بے تکلف کیے دیتی ہے جوانی کی امنگ ۔ سر پہ اونکے نہ کسی وقت دوپٹا ٹھہرا
لگتے آنکھون ہی آنکھون مین جرا کے دلکو ۔ دیکھیے دیدہ و دانستہ مین اندھا ٹھہرا
بوسہ طلب کیا تو وہ چین بر جبین ہوا ۔ دل کی ہوس بر آئی بت شہر نگین سے کب

امیر تخلص نواب امیر الدولہ ناصر جنگ عرف مرزا امینڈو فرزند وزیر الممالک نواب

نواب شجاع الدولہ بہادر صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزری دہلی مین اپنے مکان پر مجلس مشاعرہ ترتیب دیتے تھے

یاس و غم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے | بلبلی ترا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے
کل جو ہم نے تبسم کے ساتھ سیر دیر کی | لب بکھڑایا تھا ہے پا لیکن خدا نے خیر کی

امیر تخلص منشی امیر احمد شاگرد اسیر خلف مولوی کریم احمد لکھنوی حضرت شاہ بینا قدس سرہ کی اولاد مین ہین اور صاحب دیوان ہین

قتل عشاق سے باز آئینگی کھاتی ہین قسم | طاق ابرو کی طرف ہاتھ اوٹھا کر یلکین

امیر تخلص مرزا امیر بیگ دہلوی مقیم گوالیار

آنکھ وہ کافر کہ قتل عام جسکی اک ادا | لب وہ روح افزا جسے مردے جلانا بات ہے
کب تلک روکے کہو کوئی کہ تم کو تو امیر | مار مرنا سہل ہے اور زہر کھانا بات ہے

امیر تخلص میر امیر علی ولد میر مومن دہلوی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

ہم کو حاصل کیونکہ ہو تیری قد بالا کی سیر | کب میسر ہو سکی ہے عالم بالا کی سیر

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد قاضی روشن شوطن بلگرام

گل سامنے ای گل تری مرجھائے ہوئے ہین | کیا ہمسری عارض گلفام کرینگے

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد شیخ محمد عاشوری باشندہ سکندر پور مقیم ایٹھی۔

جو اوس غنی کے در کا دل و جان سے ہے فقیر | کیا حاجت سوال ہے او سکو امیر ہے

امیر تخلص نواب علی محمد خان قوم افغان باشندہ دہلی شاگرد قیام الدین علی قائم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکی فرزند محمد یار خان کا امیر تخلص لکھا ہے

تھر تھراتا ہے اب تلک خورشید | سامنے تیرے آگیا ہوگا
اوس ستمگار انداز سے لگ کر کوئی بیٹھتی ہے آنکھ | کیون نہ سوے قضا نہ وقت رم نخچیر گا
ہای سرخی تری حنا کی ہنگام عتاب | جتنا بگڑی ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے
بس مین آیا جو تمھاری اوسی چاہو سو کرو | کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری سے

امیر تخلص امیر اللہ باشندہ دہلی شاگرد نصیر رمل مین اچھی مہارت رکھتے تھے۔

اس بستہ گلو پر ہی پھرا دیکھیو قاتل | بے آب ترا خنجر بران نہ ہوا ہو

امین تخلص امین الدین خان فرزند قاضی وحید الدین خان جو نجیب الدولہ نواب نجیب خان مرحوم کے عہد مین دہلی کے قاضی تھے صاحب دیوان گذرے ہے

سخت کاوش مین ہون ہر رنگ نگین | ایسے نام آوری کا منہ کالا
کون آتا ہے یہ کسکے پاؤن کی آواز ہے | ہر صدا ہی یا مین جسکے سو طرح کا ناز ہے

امین تخلص خواجہ امین الدین باشندہ عظیم آباد نواب مظفر جنگ میر محمد رضا خان کے رفیقون مین تھے صاحب دیوان گذرے ہے

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا | مہ چادر مہتاب مین منہ ڈھانپ کے نکلا
ڈر سے ترے نالہ بھی نکلتا نہین لب سے | ظالم ہی ترے ظلم کی تاثیر ہوا پر
بوسہ دیا ہے جی مین جو آوے تو پھیر لو | اتنا خفا ہو کس لیے اس خاکسار پر
یہ نہین جوہر نمایان تیغ تیز یار پر * | کندہ رہا ہے نام مقتولون کا اس تلوار پر
دل خیال زلف مین بیخواب و بے آرام ہے | رات ہوتی ہے امین بھاری ہر اک پہر پر
کس سے تشبیہ دین بھلا تجھکو | ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

امین تخلص محمد اسمعیل پہلے وحشی تخلص کرتے تھے

گلشن مین جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا | کیا جانیے بلبل کی پھر جان پہ کیا ہو
اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم | نکلا وہ نظر آئے لب بام کسی کا
کیا غضب تیری آن ہے پیارے | میری اوس مین تو جان ہے پیارے

امین تخلص میر محمد امین باشندہ بنارس شاگرد غلام علی آزاد بلگرامی فارسی بیشتر کہتے تھے

کیون شعلہ رخو مجھکو جلاتے ہو کہ سینہ | رکھتا ہون مین گل خوردہ بر رنگ پر طاؤس
جی سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ | ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

انتظار تخلص علی نقی خان بلوی ولد علی اکبر خان نواب علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین آکر رہے تھے

جون ہی بہار گل کی قفس تک خبر گئی | سنتے ہی بلبل ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی

انجام تخلص عمدۃ الملک نواب امیر خان دہلوی شاگرد مرزا بیدل حال اونکے خاندان کا کتب تواریخ سے مانند شمس نصف النہار کے روشن ہے حاجت بیان نہین ۱۲۵۱ھ گیارہ سو اونسٹھ ہجری مین دہلی کے دیوان عام مین کٹاری کے زخم سے وفات پائی

ساتھ اسپنے سر کے تہا انجام پاس سلطنت
شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم

بعش میری دیکھ کے مقتل مین بولن کہنے لگے
کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انجم تخلص مرزا بندہ رضا عرف جہن مرزا شاگرد میر کلو عرش

شام سے ہجر مین مرنے کا یقین ہے انجم
نہین امید کہ دیکھون مین سحر کی صورت

انداز تخلص مرزا غلام حسین دہلوی خلف مرزا ہدایت علی مرحوم شاگرد شیخ ابراہیم ذوق موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے خاندان گورکانی سے تھے

دیکھیے آگے آگے کیا ہووے
دل تنگی مین تو ہے ابھی سے رنج

جور و جفا کی اوسکے شکایت کرین تو کیا
سو شوخیان نکلتی ہون جسکے حجاب مین

نیم بسمل رکھنے سے تمھین کیا حاصل
ایک ہاتھ اور بھی خنجر کا لگائے جاتے

تیور آج اور نظر آتے ہین اونکے ہمدم
غیر کچھ چپکے ہی چپکے ہین پڑھاتے جاتے

اندوہ تخلص علی حسین خان مرحوم خلف شمس الدولہ بارگاہ قلیخان دہلوی شاگرد مصحفی

صیاد نے رکھے گل پژمردہ قفس پر
اچھی ہوس مرغ گرفتار نکالے

بارا تھا ہمین عشق نے اک پردہ نشین کے
کیون نقش ہماری سہ بازار نکالی

انس تخلص سید محمد مرزا خلف مرزا فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

طول مین ہین جو تری قد کے برابر گیسو
کہین برپا نہ کرین فتنۂ محشر گیسو

واہ ری مہر و وفا عاشق گیسو جو ہوا
پھر نہ چھوڑی کبھی اوس شوخ نے منہ پر گیسو

انس تخلص میر مہر علی مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق باشندۂ لکھنؤ

دیکھو دکھلاؤ خفا ہو کے نہ ہر بار آنکھین
اب کبھی بزم مین روئین تو گنہگار آنکھین

انسان تخلص اسد اللہ اسد یار خان اکبر آبادی امرائے محمد شاہی مین تھے ۱۱۵۸ھ گیارہ سو اٹھاون ہجری مین دہلی مین انتقال کیا اور اکبر آباد مین مدفون ہوئے

زمین و آسمان و دہر و سب قبہ ہین ہو انسان | نظر کر دیکھ مشت خاک مین کیا کیا جھکتا ہے

افسب تخلص میر آنولی غالب بعد لقب میر اکرام علی لکھنوی شاگرد رعنی

سبے فرط داغ سے افسب کا سینہ تختۂ باغ | ہر رنگ گل ہے گل زخم سے بدن کی بہار
آئی نہ شمع مرکز عالم نظر کہیں | ڈھونڈھا کیا مین شام سے لے تا سحر کہیں

افسخ تخلص سید ابو تراب عرف منجھو صاحب مخاطب بہ سیف الدولہ ولد سید اکرم علی لکھنوی شاگرد رعنی شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے مین راقم سے دوستانہ

باغ مین عکس رخ دلدار سے یہ گل کھلا | بنگئی بلبل پہ جم کر دھوپ سے کاورنگ
ہے یہ تصور بت بے پیر آنکھہ مین | پتلی کی شکل پھرتی ہے تصویر آنکھہ مین
آیہ رو جمال یہ افسخ کو ہے ترا | پھرتی ہے رات دن تری تصویر آنکھہ مین

افسخ تخلص مولوی عصمت اللہ دولہ چودھری رحمت اللہ مرحوم باشندہ قصبہ پنڈوہ متعلق ضلع ہوگلی سال تولد انکا ۱۲۵۳ بارہ سو ترپن ہجری ہے طبع سلیم رکھتے ہین ذہن مستقیم رکھتے ہین شعر و سخن سے بہت شوق ہے اردو ہندی سے نہایت ذوق ہے شعرا اچھا کہتے ہین ایام سیاحت دار السلطنت کلکتہ مین رہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین پیشتر مجبور تخلص کرتے تھے

روشن ہو چراغ اپنے اگر داغ جگر کا | خورشید پہ ہووے گمان شمع سحر کا
ایک ہی صیاد زیر دام سے تڑپے ہزار | سجدہ صد دانہ گویا دام ہے تزویر کا
کیا جاے رعب کو پیچ قاتل ہے عاشقو | تھرا رہا ہے بانوک ار دشات کا
پاؤن تک پہنچی ہے کاکل سر سے دہان تک | عرش تک پہونچا دھوان یہان آہ آتش بار کا
نو مجھہ حال تو اے عشق کا افسخ | یہ مبتدا وہی جسکی نہین خبر پیدا
رکھے نہ کام نیستی و ہستی سے صاف دل | محتاج شرمہ ہووے نہ دیدہ حباب کا
کس بادہ نوش کو ہے سبوحی کی احتیاج | دست سحر مین ہے جو قدح آفتاب کا
پیدا نہین ہے اوس رخ پر نور پر عرق | دیکھو کھنچا ہے عطر گل آفتاب کا
ہاتھ ملکر رہ گئے ہم فصل گل مین اے جنون | پاؤن جب زندان مین پابند سلاسل ہوگیا

ہوگیا

ہو گیا جو تجھسے دربانوش کو ذوق شراب
آسمان شیشہ بنا اور مہ ساغر ہو گیا

ہین جو اے طفل مجوسی لالہ عارض ترے
تیرا کوچہ آج خمکے برابر ہو گیا

کام لے آبرو کی جنبش سے جو تیغ تیز کا
کب ہو وہ سفاک ممنون خنجر خونریز کا

نمایان سبزۂ خط کب ہے گرد عارض جانان
اثر افسونگر دیھپا ہے زہر مار گیسو کا

دیکھ پائے گر ترا روے منور آفتاب
زرد ہو جائے شہر نیلگون پر آفتاب

ہے تلاش ان روز دن کس نو مجسم کی ادا
صورت مشاطہ پوتا ہے جو گھر گھر آفتاب کا

آزاد باغ دہر مین سرسبز ہین مدام
کس دن نہین ہے سر لب جویبار سبز

فیض بہار عام ہے اے دل عجب نہین
دریا مین مچھلیون کے بھی ہو جائین خار سبز

کیا خطا صیاد کی ہے دام کا ہے کیا قصور
آب و دانہ نے کیا مجھکو گرفتار قفس

سر بلند دنکو کیا ہے کہنے عالم مین اسیر
طائر سدرہ ہوا ہے کب گرفتار قفس

روے روشن سا نہو گا بزم عالم مین چراغ
کر رہی ہے یہ زبان حال سے تقریر شمع

ایک دن یہ ہے کہ پابند سلاسل ہون جنون
ایک شب وہ تھی کہ تھی زلف معنبر ہاتھ مین

ہوے کمر کی طرح سے معدوم ہو گئے
تیرے دہن کی طرح سے گویا کہ ہم نہین

وہ دست و دل ضعف نے حدت بڑھایا ہاے
نقش قدم کی طرح سے اوٹھتے قدم نہین

تھی در پہ کھڑے ہونے کی جنکو نہ اجازت
اب اونکو بٹھاتا ہے مصنف کا رحل مین

گلہ پارسا اب جمع عشاق ہوا ہے
دو چار مقابل ہین تو دہ چار بغل مین

بڑھی ہین نخوت اغیار سے اہل عروج ادبی
نہ ہو دست ہوس جب روبرو جھاڑ دامن کو

نہ ہو پھر تشنہ ماندہ شنگین دلونسے خلق کو ہرگز
بجھاتے پیاس کب دیکھی کسی نے آب آئینہ کو

روے صافی کی جدائی کا بیان کیا کیجیے
آئینہ رو ہے مرا حال دل زار آئینہ

چاند تلوا بڑ پان انگاری ہین پوش کبک
خط ہے طوطی لب ہے شکر صاف رخسار آئینہ

ہے دل صافی کو ہر دم روے صافی کا خیال
آئینہ کے روبرو رکھا ہے اے یار آئینہ

بھڑکی ہوئی ہو عشق کی آتش بدن مین جسکے
مانند شمع جسم مرا سر بسر ہے

کہتا ہون کچھ تو کچھ ہے نکلتا زبان سے — جو شخص جنون مین اپنے طبیعت ہا کھتی
مخاطب جس سے ہو قاتل شہید ہو احل وہ ہو — زبان تیز کیا چلتی ہے گویا تیغ چلتی ہے

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم ماشاء اللہ خان مصدر الخلافہ مولد مرشد آباد
مسکن لکھنؤ وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے مقربون مین تھے دست کی
زبانون سے واقف تھے اور بہت سی فنون مین دخل رکھتے تھے مشکل قافیہ ایسا
لطف عاشقانہ اچھا کہتے تھے مشہور ہے کہ کچھ روزون میان مصحفی سے ملال لیکر
منحرف ہوگئے ہجو لکھی تھی میان مظفر نے اوسکا جواب لکھا ہے کہ یا سے انکا
نظر سے اقسم سے گذرا

صنما رب کریم بہان تری ہین ہر ایک بلا — کہ اگر ایست بر کہم تو ابھی کہے تو ہین بلا
وہ جو محو دست نظارہ مین بھی آہ بھر کہین ہو وہ — کہ اسی تجلی نور نے ہمین مثل طور دیا جلا
بہ مجھ ہی تو دی دو سہ جام بادہ نور وہ — کہ نہین مجھے سر مین ساقیا تجھے کچھ بھی پاس حیا ذرا
بر وان صاف کو شراب خم کو پیر مغان ملا — سبھی اہل وجد کو مے ملا کے تو نے وجد کیا بھلا
یہ جو کثرت کہ ہین ہمہ نقط سو غلط ہی محض اے نمط — جدھر آنکھ اٹھا کے نظر کرون نظر مجھے وہ مچک رہا
تجھے انتہا نہ کیا کہون دو جہان مین کوئی بھی نہ ہوا — ہو خدا کے نور سے پر نہو کہ محال ہو یہ بھلا
وہان جھوٹ جھوٹ تم نے بنا وٹ سے عشق کیا — ہم سچ مچ ایسا روئے کہ یہان حیا سے عشق کیا
اوسے خلوت کی ٹھہر جاتی تو ہین اندسے — واسطے دو دن کے عرش کبریائی انگمتا
ٹک آنکھ ملاتے ہی کیا کام ہمارا — تس پر یہ غضب پوچھتے ہو نام ہمارا
جھڑکون کے کہنے لگے چلے ہٹ اب تم — کبھی جو بھول کے اوسنے کلام ہمسے کیا
ہر چند کہ تیور تو اڑھاتے ہین آپس مین — پر اپنا ہین اگلا سا کچھ پیار نہین پاتا
کیون جی کیون آپ کی خاطر مین بھلا کیا آیا — کہ خفا ہو گئے کل ذکر جو میرا آیا
اوسکی بن پوچھے جو ہونٹون کی ہنسی یاد آئی — سامنے آنکھون کے اک بار اندھیرا آیا
اوسکی سادی وضع کی تعریف تم سے کیا کرون — جیسا ہی پڑتا ہے وہان جوبن وہ گدرایا ہوا
اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا — لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

اس سنی موہوم سے مین تنگ ہون انشا
واللہ کہ اس سے بر اتب عدم اچھا

کچھ اشارہ جو کیا ہم نے ملاقات کو وقت
تاڑ کر کہنے لگے دن ہی ابھی رات کیو کہ

جو بات تجھسے چاہیے ہے میرا فرانچ آج
قربان تیرے کل پہ نہ ٹال آج آج آج

جب گڑگڑاتے ہین تجھے کچھ اور بڑھتے تب
سنتے ہین گالیان تری ناچار چار پانچ

لگ جاتو مے پینے سے دروازے کو کر بند
دے کھول قبا اپنی کی بیخوف و خطر بند

گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھے ایک چونچ
بلبل ہماری زخم جگر کے گھمنڈ پر

بولے وہ جب ہاتھ رکھا مین نے اونکی ران پر
خیر ہے تمکو اجی لعنت کرو شیطان پر

کیون ساقیا نہ لال ہو اتنا یہ رنگ فرش
شیشے شراب سرخ کے ہین جامی سنگ فرش

بسکہ تھا تیرے شب ہجر مین بے نور یہ رنگ
مین نے لین کر دیئے مہمان تک ہوا چور یہ رنگ

کیسی ہی کیون نہ ہم مین تم مین رکھائیان ہون
جب کھلکھلا کے ہنس دیئے دو ہو صفائیان ہوئین

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے
تراہ نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

یا وصل مین رکھیے مجھے یا اپنی ہوس مین
جو چاہیے سو کیجیے ہون آپ کے بس مین

ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
تمھاری چیزون کے آگے آگے یہ کرتی ہین ہتھیار اجل

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
ہر گھڑی دن یکطرح ہم تو ڈھلے جاتے ہین

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

غصہ مین تری ہم نے بڑا لطف اوٹھایا
اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی

دیکھ انگیا مین اوسکے گوٹ لگی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی

آج تو کپڑے نہ بدلو تم کو میری ہی قسم
آپ کا میلا کچیلا پن ہے کچھ بیداد سے

کیا منہ بنا رہے ہو اللہ رے رکاوٹ
گویا کہ آشنائی کا ہے نہ تھی کسی سے

پھبتی ترے نکھڑے پہ مجھے حور کی سوجھی
لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور کی سوجھی

صاحب کے ہر زہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے
مین جو بنا ہتا ہون میرا ہی حوصلہ ہے

دین گالیان ہزارون سن مطلع اس غزل کا
کہنے لگے کہ انشا اسکا یہی صلہ ہے

دو گھڑی دن سے کہا میں نے کہ کیا ارشاد ہے — سن کے بولے اب ہوا کہا بات تیری یاد ہے

دو بوسون میں راضی نہ ہوا میں تو وہ — تیری تو کسیطرح سے نیت نہیں بھرتی

غیر کے اک اشارے پر اٹھ گئے میری پاس سے — تس پہ یہ مجھسے پوچھتا بیٹھے ہو کیوں اودھر سے

یہ پیاس اپنی نہ بجھے برف سے نہ شوربے سے — بجھے تو نرگس ساقی کے انجورے سے

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار میں ہے — کہ لاکھ برق نہاں جسکی ہر شرار میں ہے

عجیب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں ہے — کہان ملاپ میں وہ بات جو لگاڑ میں ہے

کہنچ گئی آنکھوں میں کل جلوہ نمائی تیری — مجھکو کیا جانیے کیا بات خوش آئی تیری

چمن ہے جام و صہبا ہے گھٹا ہے اور خلوت ہے — اگر ایسے میں آجاؤ تو صاحب وقت فرصت ہے

رنجیتی

بن بیٹھے ہیں دولہ دولہن اسوقت ہم تم — تو لاکھ روپے کا تو بندھے مہر دکھانا

اپنا جو جتانا ہو ہمیں زور نگوڑا — صدقے دادے سے کڈالیے در گور نگوڑا

چبھتی ہے یہ تو نگوڑنی مجھے بھاری انگیا — کوئی سادی سی مرے واسطے لادی انگیا

سمجھے کچھ شرم بھی ہے بیٹھ پڑی اوکم بخت — تاڑ جاوینگے بڑے لوگ ارے اوکم بخت

پھول کی ایک کلی چونچ میں اپنی لیکر — دم یہ بلبل نے بھلائے کہ الٰہی تو نہ

گٹھ گئی مجھسے دوکانگی ہیں جو جھپٹکی — تو بس ان جاو بھرے لوگون سی مجھسے کھٹکی

رات بھر اتنا ترستا ہی رہا جی باجی — اب تو نوبت بجی اٹھوا جی باجی باجی

دیلو اس کوٹھری میں میرے ڈرانیکے لیے — اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھی ہیں جا جی باجی

کیا کہیں بات ہم اوس مردے کی مستی کی — آج تو اوسنے بہت ہمسے زبردستی کی

انصاف

تخلص عبدالرحمن خان ولد سالار بخش اکبرآبادی وارد غازیپور اصطبل آبدولان سنگھ بہادر

حسد کی آگ سے غیر و فلک دل کباب ہوا — ہمارے ساتھ جو کی اوسنے بادہ خواری رہی

کہاں نادم ہوئے ہیں اے انصاف — بے وفاؤں سے ہم وفا کر کے

انوار

تخلص شیخ عبداللہ قنوجی

کیون طلوع آفتاب حشر نو ہوتا نہین
ہم پہ اک دن مہربان وہ ماہرو ہوتا نہین

انور تخلص غلام علی باشندہ کانپی

ہووے دہن پہ تیرے جو شرط ہی مسی کی
تیرے لبون کا بوسہ مصری ہے کانپی کی

انور تخلص میر آغا ولد میر اب علی شاگرد مہدی علیخان کوثر باشندہ لکھنؤ

لکھیو انکا حال اگر ضعف و ناتوانی کا
کہیت خامہ نہ قرطاس پر رواں ہوگا
بیان کرے گا نکیرین سے فراق کا حال
دہان قبر کو لاشہ مرا زبان ہوگا

انور تخلص سید محمد علی خان عرف نواب دولہ رئیس شمس آباد

یارب کبھی کسی کا بتون پر نہ آئے دل
اور آئے تو نہ ہجر کے صدمے اوٹھائے دل

انور تخلص حاجی حسین خان لکھنوی

دل کسی زلف کے پھندے مین مقرر الجھا
اے مری جان جو تم پھرتے ہو گھبرائے بہت

انور تخلص پنڈت بشمبھر ناتھ لکھنوی ولد کیشو ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق و معصوم علی خاکی

مجھپر جو کچھ گذرتی ہے روشن ہے یار پر
خود حال آینہ ہے کوئی کیا خبر کرے
کیون سر شام سے گھبراتے ہو ٹھہرو صاحب
شوق سے گھر کو چلے جائیو کچھ رات رہے

انور تخلص ولے محمد خان باشندہ دہلی جد آبا اونکے داروغہ عدالت شاہی تھے فارسی بھی کہتے تھے

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی
قصد پرواز مین ہین بلبل تصویر کے پر
انتظاری مین ترے چشم ہوا گوش ہوا
مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا
ہوا اشک خونی بہار گریبان
رگ گل بنے تار تار گریبان
روبرو آئینہ رو کے کیون نہ ہین دلگیر ہون
حیرت نظارہ سے جون فنچہ تصویر ہون

انور تخلص مرزا علی حسین باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد علیجان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے ٭

وعدہ تو کر دیا پہ خیال وفا بھی ہے
دینے کو کہتے ہین کوئی بوسہ دیا بھی ہے
کیون منت اپنی جان تمھارے لیے اٹھاؤن
نقصان کے سوا ہین کچھ فائدہ بھی ہے

کیا پوچھتے ہو قسمت دل کا معاملہ — تم سے بھلا کبھی کوئی سودا بنا بھی ہے

انور تخلص سید شجاع الدین عرف امراد مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین مشہور بہ استاد محمد بادشاہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم سے انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

مرجا ینگے پر درد اوٹھایا نہ جاے گا — الفت کو مرتبہ سے گرایا نہ جائے گا
نالہ نہ آئی منہ سے گو تابہ نہ آئی — کیا آسمان کو بھی ہلایا نہ جاے گا
ہے روز عید تم نہ ملو کے تو کیا بہان — خنجر کو بھی گلے سے لگایا نہ جائے گا
پردہ رخ وفا سے اوٹھایا نہ جاے گا — داغ اوسنے جو دیا ہے دکھایا نہ جائیگا
وہ آنکھین نہین ہاے کیا ہو گیا — وہ کافر تو اب کچھ نیا ہو گیا
مرا جب سے ہند کا کہ تو مجھسے مل — فلک یار اغیار کا ہو گیا
تمھین یہان تک آنا قیامت ہے — ہمین جی سے جانے مین کیا ہو گیا
مجھکو آئینہ دکھاتے ہین دم عرض وصال — جرم سے میرے ہوئی توبہ پشت آئنہ

انور تخلص سید مہدی حسن ولد سید احمد علی لکھنوی شاگرد مرزا مہدی کوثر

تیر نثار ہو دلبر جو ہین کھٹکا دل مین — روح کی طرح اوسے مینے چھپا یا دل مین
نہ ہوا ایک خیال آئے تھے کیا کیا دل مین — رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین

انیس تخلص میر ببر علی ولد میر مستحسن تخلص بہ خلیق خلف میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر متوطن دہلی مقیم لکھنؤ مرثیہ گویون مین ممتاز ہین اور تحت لفظ پڑہنے مین کمال رکھتے ہین سوائے مرثیہ کے اور کسی صنف سخن مین مطلق دخل نہین رکھتے بلکہ مرثیہ بھی انکا ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو

ہوا ہے ابر ہے ساقی شب مے ہے — پر اک تو ہی نہین افسوس سب ہے
کس سے اے شوخ ہوئی بات کو اٹھا لی — نور تن آج جو ڈھلکا ہے ترے بازو سے
کل تو آغوش مین شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا — آج کی شب تو نکل جاے مرے قابو سے

انیس تخلص امیر الدولہ نوازش خان ہمشیرہ زادہ شاہ نواز خان دہلوی شاگرد میر ممنون شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین خدمت مختاری رکھتے تھے آخر عمر مین

سخن گوئی ترک کی تھی بعض صاحب تذکرہ نے انکی والد کا نام شاہ نواز خان لکھا ہے

پر کالۂ آتش ہے وہ رخسار انیس آہ — چہرہ جو غضناک ہوا اور بھی چمکا +
کشتی سے اپنے چرخ خبردار رہ کہ آج — رکھتے سر شک دیدۂ طوفان فشاں نہین
آہ یہ کسکی یادگاری ہے — آج جو دل کو بے قراری ہے

آوارہ تخلص محمد کاظم برادر حقیقی میر زین العابدین

اے عندلیب جا کے کریگی چمن مین کیا — باد خزان سے سب گل گلزار جھڑ گئے

او باشش تخلص امیر اقربان پیرزادہ لکھنو شاگرد میان مصحفی

قطعہ

یار بخت وہ مہ جبین نہ ہوا — میری خواہش پہ آسمان نہ پھرا
رہ گئے ہیر انتظار رے مین گر — تو بھی او ماہش وہ جوان نہ پھرا
دل و دیدہ اپنے جو بانجھی سو وہ رنج و غم مین پھنسا — ہمین جنسے چشم امید تھی وہی آنکھ سے چرا گئے

اوج تخلص نواب اشرف علی خان شاگرد اشرف

زندگی ہو گئی فرقت مین قضا آنے سے — ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا
بندہ بے تیرا لکھ چڑھے آسمان پہ چاند — ملتا ہے یہ کلنگ کا ٹیکا جبین سے کب

اوج تخلص شیخ عبدالکریم برادر کوچک شیخ عبدالصمد فوق خلف شیخ محمد روح اللہ

باشندہ دہیر ٹھہ

قتل پہ مین نہ وصل پہ راضی — رنگ بگڑا ہے کیا مقدر کا
فلک دون سے کیا مدد چاہین — اوس سے مانگین جو ہو برابر کا

اوج تخلص میر محمود خان ولد میر خواجہ شاہ بنوی باشندہ لکھنو شاگرد رشک

صاحب دیوان ہین

ابرو بال بہ جبین خال سے زحل — کیونکر نہ ہو فلک پہ تمہارا بھلا دماغ
دو چار چیز ہین جہان مین معشوق ہین ضرور — انداز غمزہ عشوہ شرارت ادا دماغ

اوج تخلص مولوی علی حسین خلف مرزا عسکری منجم باشندہ لکھنو شاگرد آتش صاحب دیوان گذرے

نرگس سے چشم سرو سے قد غنچے سے دہن رخ رشک گل سے غیرت ابر بہار زلف

اوج تخلص مولوی امام الدین باشندۂ قصبۂ بہانی توابع لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

اے اوج اوسکو جان وسیلہ نجات کا | دل کو ترے لگی ہے جو خیر البشر کی لو

اوج تخلص عبد اللہ خان باشندۂ دھنا مقیم دہلی انکو عارضہ فلج دماغ کا تھا

بھاتا ہے جوش عشق شیرین دہان مین وا | ہے آب شور گریہ آب زلال اپنا

اوج تخلص قاضی عنایت حسین خان بہادر صدر الصدور متوطن غازی پور

گنہگار رحمت اوج ہین اوسکے چشم پوشی کے | ہمین اس جرم پر آنکھین دکھائے جسکا جی چاہے

اوصاف تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

لغزش سہت ہے پاؤن کو دے ہاتھ ساقیا | ہوتے نہین ہین مست شراب کہن کے پاہین

اولی تخلص نام میر اولاد علی

بتان ہر چند بہلاتے ہین میرے دل کو پر اولے | ادا کہیں ہے مجھکو دس پری رخسار کی تیرے

اولیا تخلص میر اولیا لکھنوی مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی

رخ اپنا بادہ گلگون سے تم نے لال کیا | چراغ تن کو پانی سے استعمال کیا

سمجھتی آتی ہے مجھکو اولیا کی یاد سائی ہا | ادھر تو ہاتھ مین ہے اور ادھر زنار پہلو مین

اویسی تخلص غلام محی الدین خان باشندۂ بریلی اشعار فارسی اوسکے نہایت مطبوع ومرغوب ہوتے ہین

لگتی ہے تن کو جو باد سحر تازہ | ہے آب سے اب میری ہر زخم جگر تازہ

اہ تخلص میر اکبر علیخان لکھنوی ولد سید ولایت علی خان بن محمد حسین خان مخاطب بہ مرصع رقم خان صاحب نوطرز مرصع صاحب دیوان ہین

ہیں خانہ ساز ہاون تن مین دو چشم مست تیرے | ہیں خانہ ساز نیچہ مژگان ترکی او لگانیان

آہی تخلص میر عبد الرحمن خلف میر حسین مسکین باشندۂ دہلی شاگرد مومن خان مومن معاصرین اچھا

دخل رکھتے تھے

تن سے جن مین گرمی نہین ہے | اگر ہے تو وا بند قبا ہونے

کھل گیا دروازۂ جنت بھی اپنے گور مین
پر دلِ وحشی یہ کہتا ہے بیابان چاہیے

اوٹھ کہین ہے آمد آمد اوس ستمگر کی رہان
اہل محشر مجھکو یہ مژدہ سنا کر لے گئے

شکوہ کہان کا کیا گلہ جی نکل گیا
شرما کے یار نے جو ہین نیچے نگاہ کی

ایجاد تخلص مرزا رحیم الدین دہلوی خلف شاہزادۂ حسین بخش شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و مرزا قادر بخش صابر

بتخانے مین تھا یا کہ مین کعبہ کے قرین تھا
اے زاہد نادان تجھے کیا مین کہین تھا

دیکھو تو مری ضد کہ کسی شب وہ ستمگر
آیا بھی تصور مین تو دشمن کے قرین تھا

یہ کس خلش کا تقاضا رہا کہ تا دم صبح
کچھ آپ ہی آپ رہی دلکو بیقراری رات

یہ باتون مین بھلائی وہ دل چھین کے لیجانے
کیا یاد ہین ڈھب لب کو تری اور نظر کو

لگے ہمسے نظر اپنی چرانے
وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو

سبب سمجھا جو بیماری کا وہ شوخ
نہ آیا پھر کبھی میری خبر کو

ایما تخلص حکیم واحد علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد مولوی رشید النبی وحشت

دیدۂ گریان ہے اپنا ابر باران کیطرح
شعلہ زن ہے آہ سوزان برق خندان کیطرح

دیدۂ گریان کو ہے جو زلف پرخم کا خیال
تار اشکون کے بنے ہین مار پیچان کیطرح

ایمان تخلص سید تیر محمد خان حیدرآباد دکن کے شعرائے مشاہیر مین تھے

جو داغ ہے دل کا سو بزنگ پرطاؤس
ہو کیون نہ جل دیدۂ تنگ پرطاؤس

ہے موسم رنگا رکا دشمن دل پر داغ
یہان شہپر طوطی سے ہے جنگ پرطاؤس

روا ہے کونسی مشرب مین یہ اے عشق نامنصف
دل پرویز خوش ہو فاختہ فریاد و فغان کرے

مے گلگون کا جسدم بزم مین ساغر چھلکتا ہے
ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا ایمان آنکھ سے

قدر یاقوت نہین لعل جگر کے آگے
ابر بھی پانی بھرے دیدۂ تر کے آگے

ہے بناگوش سے شرمندہ ترے آب گہر
شمع کو تاب نہین نور سحر کے آگے

حرف باے موحدہ

باطن تخلص حکیم میر قطب الدین اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

گئی ہے آنکھون کی رہ تیری انتظار مین روح | رہی نہ نام کو اب جسم خاکسار مین روح

باقر تخلص میر باقر علی برادر خورد و شاگرد میر فرزند علی موزون

جو رہتا ہے سینے مین کیا کیا خراش ہے | دل ٹکڑے ٹکڑے سب ہی جگر پاش پاش ہے

باقر تخلص باقر علی خان ناظم صوبہ حیدرآباد شاگرد شاہ کمال کمال

رونی کی سن صدا مری بولا وہ دیکھیو | خانہ خراب یہان پس دیوار کون ہے

باقر تخلص نواب محمد باقر خان خلف نواب ظہیر الدولہ غلام یحییٰ خان بہادر وزیر محمد علیشاہ
بادشاہ اودھ شاگرد خواجہ وزیر وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ

غیر کے کہنے سے گو اونسے جرائین آنکھین | ہوگئی صلح جو اکبار لڑائین آنکھین
بوسۂ چشم کبھی ہم نے جو مانگا باقر | یار نے چین بہ جبین ہوکے دکھائین آنکھین

باقر تخلص باقر خان ولد اصالت خان باشندۂ الہ آباد

ہاے افسوس چھٹا موسم گل ہی مین چمن | مجھ سے ناکام کوئی باغ مین صیاد نہین

باقر تخلص میر باقر علی باشندۂ جون پور ولد میر علی حسین پیشتر پنجاب کیطرف
رہتے تھے

چکھائینگے تجھے نازک مزاجیون کا مزا | اگر ذرا ہمین دل پر کچھ اختیار رہا
تجھے تو مشغلہ اغیار سے رہا تا صبح | تری بلا سے کسی کو گر انتظار رہا

باقر تخلص منشی باقر رضا ولد قاضی اکبر علی منصف پٹنہ باشندۂ عظیم آباد شاگرد
مولوی عصمت اللہ انسنج مقیم کلکتہ

بروز وعدہ کرتے ہو انکا پر آتے نہین | قول کب پورا ہو صاحب تمسے فقرہ باز کا
لکھتا ہون حال جدائی کا جو تیری ای جان | حرف از خود مرے نامہ سے جدا ہوتا ہے
کسطرح دل سے بخار اپنا نکالون باقر | میرے رونے سے مرا یار خفا ہوتا ہے

باقر تخلص سید محمد باقر علیخان مخاطب بہ اعتضاد الدولہ برادر کوچک ذوالفقار الدولہ
ولد سید محمد نقی علی خان شاگرد مرزا مظفر علی ہنر باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ صاحب دیوان اور
راقم کے دوستون مین ہین اشعار مرقومۂ ذیل جو تحفۃً کرکے میرے بھیجے تھے

خاک پر دانون کی تھی بس اور لگن مین کچھ نہ تھا
صبح کے ہوتے ہی ہوتے انجمن مین کچھ نہ تھا

کسی طرح سے نہ کم ظرف ہونگے عالی ظرف
حباب لاکھ بڑھے آسمان نہین ہوتا

نیش غم نے اسقدر رگ رگ مین میری کی خلش
مغز بنکر درد ہر اک استخوان مین رہ گیا

نزاکت سے کمر دوہری ہوئی جاتی ہے چلنے مین
وبال دوش ہے اوسنازنین کو بار کاکل کا

عرش اعلی تک گزرتا ہے نالہ شبگیر کا
دیکھ اے پیر فلک کیا توڑ ہے اس تیر کا

جھپ سائی کے بہانا تک آستان یار پر
مٹ گیا سنگ در جانان سے خط تقدیر کا

نہ مرتا ہجر مین تو عاشق دلگیر کیا کرتا
سوا اسکی وصال یار کی تدبیر کیا کرتا

بوسے یہ اور نسے وصل مین کیا تجنین رہین
گذری تمام رات سوال و جواب مین

باقر تخلص باقر علی خان ولد امجد علی خان خویش سبحان علی خان کمبوہ باشندہ لکھنؤ انکا تمام کلام اسی طرز کا ہے

حادث ہو کیون نہ صورت عالم ترا دہن
لب بھی نئے نئے ہین ترے اور نیا دہن

کف لاتا ہے عدو کف مار سیاہ سا
ہے صورت دہانۂ مار قضا دہن

اے بحر حسن دانت ہین سلک گہر تری
موجین ہین گال لب ہے حباب آشنا دہن

آگے تو گالی دے کے زبان خوب صاف تھی
اب منہ چڑا کے بگڑا ہے کیا آپکا دہن

باقر ریاض شہ مین جو مدفن کی ہے طلب
وا کر نماز فجر مین بھر دعا دہن

باقی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

یہ مال کیا ہی گیا تو گیا بلا سے دل
چھپائین کا ہے کو ہم اپنی دلربا سے دل

ببر علی تخلص و نام شاہ ببر علی مرید و تلمیذ شاہ محمد نبی مائل تخلص انکا انکی غزلون مین بہت کم آتا ہے

سیر گلشن کی کرے اب بلبل
پھر کہان آشیان کہان یہ باغ

بحر تخلص نواب علی احمد خان شاگرد ناسخ باشندہ عظیم آباد

کشتی نوح بھی آئے تو نہ ساحل ہو نصیب
دیدۂ تر نے کیا میرے وہ طوفان پیدا

بحر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ عروض و قوافی مین

اچھا دخل رکھتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا تو سہی لیکن کہون کیا لکھا ہوا تھا شعرائے زرد رنگ ہیں

بتو خدا یہ نہ رکھو معاملہ دل کا
برا کھلا نہین ہوجائے فیصلہ دل کا

خدا یہ نالہ و فریاد سازوار کرے
کہ دل لگی ہے ہماری یہ مشغلہ دل کا

کچھ ریاضت سے نہین پشت خمیدہ زاہد
بار عصیان وہ اوٹھایا کہ ہوئی چور کمر

پردہ بھی روز وصل نہ اوٹھا کسیطرح
سرکا نہ سینہ پر سے دوپٹا کسی طرح

کیا کیا نہ مجھسے سنگدلی دلبرون نے کی
پتھر پڑین سمجھ پہ نہ سمجھا کسی طرح

آنکھ کہلتے ہی میسّر ہوا دیدار قفس
موے مژگان مری قسمت سے ہوئی تار قفس

ہم اسیرون کی اگر تیرہ نظر کاری ہین
ہوگی دیوار چمن صورت دیوار قفس

کہے دیتی ہے بنائے قفس تابوتے
مرگئے پر بھی نہ چھوٹینگے گرفتار قفس

ہمصفیرو کوئی کیا جانے اسیری کا مزا
ہین چمن بیچ کے ہوتا ہون خریدار قفس

پر خدا دی تو نہ اوڑ چل کر اسی مین ہی نجات
کب ہوا بلبل تصویر گرفتار قفس

بیان ہر اک عیش کے انجام کا آغاز ہے کم
راحت باغ کو بلبل سمجھ آزار قفس

رو بصحت ہوے زندان سے جو مر کر نکلے
گور مین نقل مکان کرتے ہین بیمار قفس

ایسے عمامے سے تو انگوچھا ہی خوب ہے
زاہد کے ہاتھ چھوڑ کے لین برہمن کے پاون

مجھسے بنتے ہین تو منہ سرخ ہوا جاتا ہے
خوش ہین نیلا ہر مین دی آگ بگولا دل مین

آج کل اونکی حزیداری ہے میٹھا سا ہے
بیچتے ہین کوزہ قند مکرر چھاتا ن

ایک دن بھی کا پہنسا نینگی مقرر پلکین
آنکھین صیاد مین ٹٹی ہین سنگر پلکین

تو نے دیدے دیدے جو قت پھیری نظر
تل بھر آنکھین نہ کرین رحم نہ جو بھر پلکین

جان نکلے ہجوم غم مین کیون کر
کچھ بھیڑ چھٹے تو راستا ہو

جسکو چاہو اوسکو بھر دو
ماہ کو نقرہ مہر کو زر دو

خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
گہن مین چاند ہے تاری ہے دوپہر کی

دوستو ہین ایسے مجھے زندگی کے دن بھاری
کسی سے لاش بھی اوٹھے نہ اوٹھائی جائے

جو اس مقام پہ آیا ہے ہاتھ ملتا ہے
ہتیلیون مین کسی آدمی کے بال نہین

ہماری سوز دروں کا نہ پوچھیے عالم
وہ ہوان دماغ ہے اوٹھتا ہو سر کے بال نہین

جو منچلے ہین سپاہی کسی سے دبتے ہین
جہان مین سبزۂ شمشیر پایمال نہین

ہوائے عیش کو سر سے نکال ہوش مین آ
سحر ہی شام جوانی سپید بال نہین

ہر ایک لاف زنی کرے اپنی گھر مین بیٹھ
نکل گئے منہ سے جو بولے زبان مجال نہین

محل مین بیٹھکر یہ اشارے بھلی نہین
فتنے اوٹھینگے یار اس آفت کی آنکھ سے

بخشی تخلص حسین بخش پارچہ فروش اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا بزاز تخلص لکھا ہے

کہون ہون جس سے مین اونکو بلا وہ یہ کہتا ہے
مجھے بیہودہ مت دوڑا نہ آئینگے نہ آئینگے

بدر تخلص مرزا بلاقی ابن شاہزادۂ نصیر الدین بہادر دہلوی شاگرد مرزا سودا کے رفعت

سن لینا اک دن کہ ادھر سے غم نے کہا لیا
غم کہا نیگا یونہین جو یہ مخوار آپ کا

اپنے ہی پرسش مین ہوگا ختم وہ ہنگامہ سب
گر قیامت مین ہمارے حال کا دفتر کھلا

اک کشتی طوفان زدہ گردون کو بنا یا
اللہ رے گریہ مرے اس دیدۂ تر کا

گھٹا نہ خاک ہوے پر بھی کچھ وقار اپنا
ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا

مین اگر جاؤن تو نکلے مطلب دل کچھ نہ کچھ
میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

بدر تخلص سید آغا علی خان خلف میر عباس سوختہ ہی باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

پروانہ شمع طور بھی ہے جنکی حسن پر
ایسی ہین گوری گوری تمہاری کلایان

بدر تخلص میر بدر الدین باشندۂ کربال مقیم دہلی

کس مزہ کی یاد تھی ہمدم کہ شب تا صبح یہان
ہر نفس کے ساتھ دل مین خار سا کھٹکا کیا

کسکا خواہان ہے کہ دل قافلہ اشک کے ساتھ
دمبدم سینے سے آنکھون مین چلا آتا ہے

بدر تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد مہدی علیخان نفیس

نفس نصیب ہوا جبکہ فصل گل آئی
نہ دیکھی بلبل ناشاد نے چمن کی بہار

برشتہ تخلص شرف الدین تلمیذ بھوری خان آشفتہ باشندۂ دہلی

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا
دیکھ اوسنے شکستہ حال مجھے

برشتہ تخلص آغا حسین علی مرحوم لکھنوی شاگرد میر تقی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے

ہر وقت ہم سے کرتا ہے وہ نوجوان دماغ — اتنا دماغ اوٹھانے کا ہمکو کہان دماغ
بوے عنبر سے جو سارا بھر گیا میرا دماغ — کوئی زلف یار سے بادِ صبا آئی نہ ہو

برق تخلص میان شاہ جی شاگرد مصحفی

کیا دھوم سے آندی ہے گھٹا ایسی ہوا مین — افسوس کہ ساقی دمے و جام نہین ہے

برق تخلص فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر خلف مرزا کاظم علی صالح شاگرد ناسخ و امد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے ۱۲۵۸ھ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین یہین وفات پائی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

یاد قرکان آشنا کی بحر فرقت ہے مجھے — مغتنم دریا مین تنکے کا سہارا ہو گیا
مین تو کیا پیچ سے بالون کے نکلنا ہی محال — پیر بھی آئین اگر اے مہ تابان سر پر
کچھ پستی نصیب سے اپنے عجب نہین — بدلے جبین کے ہو خطِ تقدیر پاؤن مین
قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو — دیکھ لینا مجھے تم موسم گل آنے دو
مسکنتو آیہ رحمت ہون غنیمت سمجھو — سال بھر روزہ لگاتی ہے جھڑی میری آنکھ
چشم پوشی نہ کرو مجھکو دکھا دو صورت — آپ سے رکھتی ہے امید بڑی میری آنکھ
پردہ تو پردہ اور سنو لنترانیان — آتے نہین ہین خواب مین شرما کے سامنے
یکسان ہین پادشاہ و گدا جوش عشق مین — پست و بلند ایک ہے دریا کے سامنے
ہم تو اپنون سے بھی بیگانہ ہوئے الفت مین — تم جو غیرون سے ملے تم کو نہ غیرت آئی
دیکھیے حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے — روح نام شب فرقت سے فنا ہوتی ہے
مین جو روتا ہون تو کہتے ہین مجھے منس منس کے — جو کرے عشق یہی اوسکی سزا ہوتی ہے
اودی کرتی لال نجین اور اودا سہرا گوٹا لگی — ابر سے نکلا چاند کا ٹکڑا برق کی دلکو چوٹ لگی

برق تخلص محمد نجم الدین باشندہ سکندر آباد مقیم اکبر آباد ولد قاضی سراج الدین شاگرد مومن

کیا کیا اوڑے ہین جیب و گریبان کے پرزے | ہاتھ سے جب کہ یار کا دامن نکل گیا
کیا لگی پھرتی ہے اوس بادی نگار مین ہوا | جس جگہ اوسنے قدم رکھا گلستان ہوگیا
صورت گل چاک چاک اپنا جگر ہے برق بیتاب | چارہ گر کو فکر ہے ٹکڑے گریبان ہوگیا
رشک عدو و حسرت وصل آرزو ہی مرگ | صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین
دیکھ لین ہم بھی تو دل لیتا ہے کیونکر کوئی | ہان اشارہ تو کرے چشم فسون گر کوئی
ہون وہ ناکام مجھے وصل بتان تو کیا | سر کے ٹکرانے کو ملتا نہین پتھر کوئی

برق تخلص ابو علی باشندہ ڈھاکہ خلف میر محمد علی فاضل

ہے گھٹا یہ یا کہ ناگن یا کہ کالی رات ہے | زلف مشکین ہے یہ یا کہ پردہ ظلمات ہے

برکت تخلص برکت اللہ خان باشندہ کوتانہ بیشتر فارسی کہتے تھے

چلا ہیانک تب غم سے دل غمناک سینے مین | اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پائے خاک سینے مین

برکت تخلص منشی برکت علی خان باشندہ خیر آباد راجہ بٹیالہ کے مختار تھے اشعار سے نہایت شوق رکھتے تھے اور خوب کہتے تھے

پہونچے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو | نالہ شب مین الٰہی مری تاثیر نہو
دل بیتاب کسیطرح سے ٹھہرائے کوئی | مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی
غم اوٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جائے | ایک دم کے لیے بھی پاس جو بٹھائے کوئی
تصور مین تری گر کوئی چھیڑ ہے تو کہتا ہون | ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے
خط کی نمود چہرے پہ معلوم ہوگئی | قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہے
مجھکو رکا رکا سا جو پایا تو یہ کہا | پائے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان کے

برہان تخلص نواب برہان الدین حیدر خان نبیرہ صمصام الدولہ بہادر

جب آہ پیچی پلے سرے بس پہونچ گئی | کوتہ کمند نکلی یہ عرش برین سے کب

بسمل تخلص سید جبار علی رئیس چنار گڈھ راجہ بنارس کی سرکار مین کچھ علاقہ رکھتے تھے مدت تک عظیم آباد مین بھی رہے تھے

اک ہر ساعت پرستی ہے نہ تنہا چشم سے | ہے تماشا استخوان مین مرے گلزار کا

ہر دم تجھے نیاز اصے ناز ہی رہا — انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا
باد اگنی تشت خاک اپنی — اوڑتی جو کہین غبار دیکھا
تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے — گویا کہ اسلیے مرے منہ مین زبان ہے

بسمل تخلص محمد عبد الحکیم خلف حکیم پیر بخش برادر زادۂ مولوی امام بخش صہبائی مصحح دہلی

مرے تابین یہ وقت نزع کا دو ایک دم اوسکو — رہے گا حشر تک سینے مین نرمہ داغ ارمان کا
مین کیا کہ خبر اوسکو اپنی بھی نہین ہمدم — کم بخت یہ دل اپنا آیا تو کہان آیا
وحشت ہی پرستی سے آوارہ سے پھرتے ہو — دل آپ کا اے بسمل سچ کہیے کہان آیا
حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس — پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا
شیخ سے کو بُرا بتاتے ہو — اسکا تم کو مزا چکھائینگے ہم
ناصحا توبہ لے وخدا کا نام — دل لگانے سے باز آئینگے ہم
ہر ہر نگہ مین ناز فروشی ہے کس لیے — اپنا تو اب وہ دل ہے نہین وہ جگر نہین
قاصد پھرا ہے یون کہ خدا خیر ہی کرے — میری طرح سے کچھ اوسی اپنی خبر نہین
کھلے گا جس جگہ حق ہم وہین سر کو جھکائینگے — نہ ہم کو ربط کچھ کافر سے نے نسبت مسلمان سے

بسمل تخلص حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو دہلوی شاگرد مرزا نوشہ صاحب

نہ آوے گا یہانتک اور نہ مطلب دل کے ہووینگے — نہ سمجھے گا قیامت تک کبھی دان تمنا کا
دل تو نے ہم سے اوبت کافر اوٹھا لیا — اس نازکی مین وجہ ہے کیونکر اوٹھا لیا
تم سے دل کی ناز برداری نہ ہوگی دل نہ لو — جان من یہ دل بڑی ناز کا ہے پالا ہوا

بسمل تخلص مولوی محمدی عرف میان صاحب دہلوی مولانا فخر الدین قدس سرہ کے یاران خاص مین تھے

اوس لب کی صدا باد مین پنجہ مین مژہ کے — کب اشک ہے تسبیح عقیق جگری کے

بسمل تخلص محمدی بیگ عرف مرزا آلہ یار بیگ لکھنوی خلف و شاگرد مرزا محمد امین طاہر صاحب دیوان ہین

مژگان و خال و ابرو و زلف معنبرین — اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچاے دل

عشوہ کرشمہ شوخی وغمزہ ادا و ناز — قاتل یہ ایک ایک ہی بسمل برائے دل
کرم جو شی غیر سے کرتا ہے جو وہ بیوفا — سرد ہو جاتے ہین غیرت سے ہوا ہی ہاتھ پانو

بسمل تخلص امیر حسن خان خلف عاشق علی خان سفیر شاہ اودہ باشندہ کاکوری کلکتہ مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے اور یہین انتقال کیا

ہاے کیا دیوانہ دل نے کام یہ بیجا کیا — آپ تو دیوانہ تھا ہی مجھکو بھی رسوا کیا
دریا مین رات کو جو نہانے لگا وہ شوخ — خانو سین گرد ہو گئین روشن حباب کے

بسمل تخلص پنڈت سندر لال سررشتہ دار پرمٹ کانپور ولد بخشی ٹیکا رام شاگرد ناسخ وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گذرا ہے

یہ نہین ناقوس اے طفل برہمن ہاتھ مین — کر رہا ہے مرغ دل اپنا یہ شیون ہاتھ مین
گوری گوری اونگلیان جو ان شب کو آتی ہین نظر — شمعین ہین کافور کی گویا کہ روشن ہاتھ مین
آئنہ سے بھی کہین شفاف تیرا ہاتھ ہے — آرسی پہنے ہے کیون اے شوخ پرفن ہاتھ مین
دانتون کے نیچے دبائین اونگلیان اغیار نے — مین جو چیخا نے لگا اوس سیمبر کی اونگلیان

بسمل تخلص مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی شاگرد آتش باشندہ فیض آباد مقیم بنارس دیوان انکا نظر سے گذرا

گناہ میری خطائین مرے قصور مرا — وہی کہین ہم انھین کو گواہ کرتے ہین
بھلائین سہتے ہین جور و ستم اوٹھاتے ہین — ہمین ہین یار جو تجھسے نباہ کرتے ہین
کرتے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت دل سے — کہ لگ جاتا ہی آسانی سے اور چھٹنا ہی مشکل سے
محبت ترک کرتے ہو تو پہلے ذبح کر ڈالو — جدائی آپ کی دیکھی نہین جائیگی بسمل سے

بشاش تخلص کلب عابد خان ولد کلب حسین خان نادر بن کلب علی خان بنارسی

نہ میرے در پے ایذا ہے آسمان تنہا — ہزار دشمن جان ہین اور ایک جان تنہا

بشیر تخلص بشیر اللہ باشندہ کڑہ مانک پور

کہہ رہی ہی موت ہر دم ہر زمان بالاے سر — غافلو آتا ہے وقت ناگہان بالاے سر

بشیر تخلص میر بشارت علی دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون لکھنؤ کی راہ مین وفات پائی

دلِ بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہین — دیکھتے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین
یارب نہ کھلی زلف گرہ گیر کسی کی — وابستہ ہے وہان خاطر دلگیر کسی کی
شاید دلِ بیتاب کو تسکین ہوا پھر — کمخواب کے رکھون سینے پہ تصویر کسی کی

بقا تخلص شیخ محمد بقاء اللہ اکبر آبادی خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس معاصر سودا و میر وطن انکا اکبر آباد مولد دہلی مسکن لکھنؤ بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکے والد کا نام سیف اللہ لکھا ہے ریختی مین شاہ حاتم اور حضرت میر درد سے اصلاح لیتے تھے اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے شعر مکین کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

جیب ناصح جو مرے ہاتھ کو اکبار لگا — پھاڑون ایسا کہ پھر اوسمین نہ ہے تار لگا
سرسری مل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا — راہ بس نا پنے آئی تھی یہ آنا کیا تھا
آئنہ دیکھ کے کہتا ہے جو اللہ رے مین — اوس پری زاد پہ مین غش ہون بقا واہ رے مین
اے عشق تو بہر چند مراد دشمن جان ہے — مرنے کا نہین نام کا اپنے مین بقا ہون
مجھسے کب تک اس دلِ صد چاک کا پیوند ہو — اب یہ دیوانہ الٰہی خاک کا پیوند ہو
شب گزری ہے اے سحر کے نالو — پھر عرش پہ برچھیان سنبھالو
گر قتل کیا بھا کو خوں بلو — اس بات کو منہ سے مت نکالو
پنہان ہے بھلا ہے خون عاشق — بس جانے دو اوس پہ خاک ڈالو
تو نے اسطرحسے اے چرخ گرایا مجھکو — کہ موئے پر بھی کسی نے نہ اوٹھایا مجھکو
گر دو گے بقا کو تم آنزع کے دم بوسہ — تو اوسکے تئین گو با تم آب بقا دو گے
کیا خط تجھے لکھے حرکت ہاتھ سے کم ہے — خامہ بھی مرے ہاتھ مین انگشت شکم ہے
ترے جو خال سیہ لب پہ آشکارا ہے — کسی کے بخت سیہ کا یہ ستارہ ہے
یہ رخ یار نہین زلف پریشان کے تلے — ہے نہان صبح وطن شام غریبان کے تلے
آہ کے برق جو سینے مین چمکتی دیکھی — طفل اشک آن چھپے دامن مژگان کے تلے
شیخ ڈرتا ہون کہین بیٹھ نہ جائے یہ کنوان — مت کھڑا ہو تو عصا رکھ کے زنخدان کے تلے
یاد مین تڑپے ہے یہ کس ابرو خمدار کے — آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اس بیمار کے

ہوتا ہے شیشہ دل چور اوسکی گفتگو سے | یارب یہ ناصح یا سنگ محتسب ہے
عشق مین بو ہے کبریائی کی | عاشقی جس نے کی خدائی کی
ہمسری مت صبا سے کر اے آہ | تونے بھی کچھ گرہ کشائی کی

بلند تخلص صفدر علی بیگ ولد مرزا فضل علی بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر علم حساب مین اچھا دخل رکھتے تھے

بیوفا پیمان گسل دیر آشنا دزد دو رنج | جو تجھے مینے کہا اے یار زیبا ہو گیا
کچھ دہل کا سا حسرت پنہان مین ملا لطف | شب میرے تصور مین جو اک پردہ نشین تھا
روز رہے اوسکو میرے قتل کی فکر | غیر سے دہیان ہے سوا اپنا

بہادر تخلص رن بہادر سنگ ولد فتح بہادر سنگ اکبرآبادی شاگرد حاتم علی مہر

ایک دم بھی جدا نہین ہوتا | کیا محبت ہے درد کو دل سے
اے بہادر نہ چھوڑیو میدان | نہ اوٹھے لاش کوے قاتل سے

بہادر تخلص راجہ منہ بہادر بہار کے راجون مین تھے

سیاہی سو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی | ہماری جامہ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بہادر تخلص مرزا نصیر الدین

کب تلک دل کو کری عاشق دلگیر کڑا | گر دن جان کا آخر ہوا زنجیر کڑا

بہار تخلص منشی ٹیکچند دہلوی مصنف نعت بہار عجم حاضر خان آرزو

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہین | کہین تسبیح کا رشتہ کہین زنار کہتے ہین
اگر جلوہ نہین ہے کفر کا اسلام مین ظاہر | سلیمانی کے خط کو دیکھ کیون زنار کہتے ہین

بہار تخلص مرزا علی مرثیہ گو خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی شاگرد رشک کربلا زیارت بھی کی ہے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

روکون حضور کو مین یا تھام لون کلیجہ | پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر مین
مژگان جتنی چڑھی تھین وہ نظر سے اوتر گین | ڈبڈبا کر جو ہین اشکون سے بھر آئین آنکھین
یاد کرتے ہین مرے قافلہ والے مجھکو | مین جو بچھڑا ہون تو آواز درا آتی ہے
ایک مین ہون سر بازار ذلیل و رسوا | ایک وہ ہین جنھین گھر بیٹھے حیا آتی ہے

بہار تخلص لالہ کاکا پرشاد ولد بہاری لال فرخ آبادی شاگرد صفد

وہ میرے گھر آئین تو کہون حال دل اپنا | تقدیر سے نکلی کوئی صورت اگر ایسی

بہجت تخلص عبد المجید

خورشید ہے شرمندہ ترے منہ سے مقابل | ہے مشک بھی گیسو سے خجل صبح کی بدلی

بھید تخلص نوارش خان خلف سید مرتضے خان صفہ ایران

لبکہ ہے آتش غم تیرے مرے سینے مین | ناوک ناز ترا دل سے بھی پیکان نکلے

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ باشندہ دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان

و مرید حضرت مولانا فخر الدین حیدرآباد مین نظام الملک کی سرکار مین متعلق تھے

اور وہین فرقت کی کلام اونکا بہت شیرین ہے

قفس مین مین رہائی کے لیے کیا کیا نہین کرتا | تڑپتا ہون پھڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا

کہتا نہین مین سر شوخ اے نالہ جا پہونچ | کانون تلک تو اوسکے تو اے نارسا پہونچ

باتون مین آ کے تنے لگایا وے بیان | رکھتا تھا کان تک مرے فریاد کی طرف

کافر ہون گر زیادہ کہے اس سے آرزو ہو | اک بے خلل مکان ہو بس مین ہون اور تو ہو

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجھسے ہمنشین | شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین رہی

رخصت ہے چشم و عقل جہان چاہے جا رہی | اے ساکنان کوے بتان ہم تو بہان رہے

بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو | تغافل کی قربان تجاہل کے صدقے

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی | جسطرح کٹا روز گذر جائے گی شب بھی

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی + ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی

ملنا ہر مین وصل کا نہین اسباب کچھ بیان | نومید بھی نہ ہو کہ خدا کارساز ہے

بیان تخلص سید محمد مرتضے باشندہ میرٹھ شاگرد احمد حسن فرقانی

دل مرا گم ہے ایک مدت سے | نہین ملتا نشان ترے گھر کا

مر کر بھی ہون ستم کش آزار بے سبب | اوس کوچہ کی زمین بھی کم از آسمان نہین

بیباک تخلص میان وشیر احمد رام پوری کلکتہ مین بھی آئے تھے سر ہند سے پیر زادے تھے

وحشت مین اگر پاؤن کا پھیلانا ہے منظور | بیباک اوٹھا ہاتھ تو آرام سے پہلے

بیباک تخلص حکیم میر نجف علی شاگرد مصحفی وطن اکبرآباد سبز ولد قعیدہ کول امام موسی کاظم جنی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے وہی مین بھی گئے تھے

ہم کو لیل و نہار نے مارا | گردش روزگار نے مارا
ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے | روز کے انتظار نے مارا
داد خواہون کی گھر گئے رستے | اوسکا جس کو پتہ ہے گزرا ہوا

بیتاب تخلص شاہ حاتم کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بیتاب بھی کیا جوان تھا اے وائے | ہو خانہ خراب اس اجل کا

بیتاب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گل خون کی گلی مین اے بیتاب | خاک پا ہے گدا ان کے پا کی

بیتاب تخلص خدا وردی خان دہلوی برادر خورد سعادت یار خان رنگین شاگرد نظام الدین ممنون کبھی کبھی ظریف بھی تخلص کرتے تھے

آپ کا قصد ہے پھر غیر کے گھر جانے کا | فایدہ کیا ہے اجی ہمسے قسم کھانے کا
مجھسے وہ کہتا ہے ہر دم اپنا خنجر دیکھکر | قتل کیجے تجھکو جی چاہے ہے اکثر دیکھکر

بیتاب تخلص دوست محمد خان دہلوی خلف عبدالرسول خان شاگرد امراو مرزا انور

مراد سکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا | تقدیر کا لکھا ہے مٹایا نہ جائے گا
بگڑا وہ بت تو ہمسے منایا نہ جائے گا | یہ فتنہ گر اوٹھا تو بٹھایا نہ جائے گا
میری شکست رنگ سے پیدا ہے رنگ عشق | کچھ درد دل نہین کہ دلایا نہ جائے گا

بیتاب تخلص سیوک رائے شاگرد محمد بقا

محبت کی بھی کچھ ہوتی ہین کیا اے ہمنشین راہین | کہ خوبان یون ہمین دیکھا کرین ہم اونکو اسطرح چاہین
ادھر نالہ کیا ادھر وہ مضطر ہو چلا آیا | عجب دن تھے کہ جن و زر نہین رکھتے تھے تراہین

بیتاب تخلص حسن نرائن کھتری باشندہ بنارس

تیلیان آنکھونکی کب خالف ہین بحر اشک سے | مردم آبی کو کیا خطرہ نہین سیلاب کا

بیتاب تخلص محمد جعفر علی باشندۂ اکبر آباد گوالیار مین منشی گری مین نوکر تھے

حضرت بیتاب اور فکرِ سخن | دل لگا کے ہو تو سب کچھ ہو سکے

بیتاب تخلص عباس علی خان خلف نواب عبد العلی خان بن نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور شاگرد مومن خان مدت تک لکھنؤ و دہلی مین تھے

بھا گیا اپنی زبس قتل کا ایما مجھکو | بعد مرون بھی ہے مرنے کی تمنا مجھکو
داد سے روز جزا کے بھی رہونگا محروم | یہ نظر آتی ہے طولِ شبِ ہجران مجھکو
آخر فریب کھا کے کیا اوسنے مجھکو قتل | مینے کہا تھا تم سے اوٹھائینگے مرکے ہاتھ

بیتاب تخلص شاہ محمد اسمعیل شاگرد مصطفےٰ خان یکرنگ

تڑپ کر مر گئے بلبل قفس مین | پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس مین

بیتاب تخلص محمد علیم الدین الہ آبادی برادر خورد قاضی فخر الدین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے

رفتہ رفتہ بتِ خوش قد مرا آفت ہو گا | قد م آگے جو رکھیگا تو قیامت ہو گا
جی کیون کہ بچے جب کہ جلا دے جگر آتش | سب بستی کو ڈر ہے جو لگی ایک گھر آتش

بیتاب تخلص منشی ولی اللہ ولد شیخ فضل علی باشندۂ قلندر آباد عرف کرنال انگریزی پلٹن کے منشی تھے فارسی بھی کہتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

بڑا ہے عکس قطرون مین ہوا دسکی روی تابا | گمان ہوتا ہے فوارے پہ اب موجِ چراغان کا
ہوئی ہین قتل میرے ساتھ لاکھون حسرتین دلکی | مرے گنج لحد پہ حکم ہے گنجِ شہیدان کا
شاہدِ معرکۂ عشق ہین محبوب دو بازو | غالب اس جنگ مین سلطان پہ نہلام آتا ہے
نہ آنکھون سے نہ دیکھا دہن تنگ اوسکا | ہان فقط کان سے سننے مین کلام آتا ہے

بیتاب تخلص افضل الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم باشندۂ دہلی مقیم کندورہ ضلع ملیہ عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر کے عزیزون مین تھے صاحب دیوان گذرے

ہمارے مُنہ سے نہ نکلی گی اف کبھی قاتل | لگائی گن کے جو خنجر ہزار پہلو مین

بیجان تخلص شیوک سنگھ رمال باشندہ دہلی

آسمان گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر | جب کہین آہ ہماری مین اثر ہوئے گا

بیجان تخلص غرز خان افغان باشندہ رام پور

ایسے نادان نہین ہم تم کو نہ بھاجائینگے | ہم سخن غیر سے ہوتے ہو جو آواز بدل

بیجان تخلص شیخ آلہی بخش باشندہ دانا پور شاگرد حافظ ضیغم بالفعل ڈاکٹری کرتے ہین
راقم الحروف کے ملاقاتی ہین

شاعرون کی ہمت پر آسمان بھی حیران ہے | یعنے وہ بدلتے ہین جب زمین پرانی ہو

بیخواب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

مرعا تم کو یہان نہ آنا تھا | روٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا

بیخود تخلص نراین داس باشندہ دہلی شاگرد حضرت خواجہ میر درد

ہی گلگون کو چشم کم سے تو مت دیکھ اے زاہد | بنایا ہے یہ اعجاز مغان نے آب آتش کا

بیخود تخلص محمد نظام الدین خلف و شاگرد محمد حیات خان اسسٹنٹ مقیم دہلی

رہگیا پیکان جو پہلو مین ترا اچھا ہوا | دل لگی کو اور دل پیدا ہوا اچھا ہوا
تھی ہمین مدت سے اے بیخود اسیری کی ہوس | ہوگیا دل مائل زلف دوتا اچھا ہوا

بیخود تخلص ہادی علی خلف میر ناصر علی سحر زمیندار ہری براون مقیم لکھنؤ شاگرد
خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

آنکھین پھوٹین جو دوبارا بھی تمھین دیکھا ہو | ہان مگر ایک نگہ کا تو گنہگار ہے دل
نہ تمھین رحم کی عادت نہ اسے صبر کی خو | تم بھی مجبور ہو بندے کا بھی لاچار ہے دل
اذن نظارہ کا کس روز ملے گا ہم کو | دیکھین کب توڑینگی پرہیز ہماری آنکھین
ایک بوسہ پہ ہوئین مثل ثمرہ برگشتہ | آدمیت نہین رکھتین وہ برادر آنکھین
آگیا سلوانے کو بھیجی تو یہ کہلا بھیجا | بھیجو اسکو کسی محرم اسرار کے ہاتھ
جدا ہو نہ پہلو سے اے درد عشق | بہلتے ہی تجھ سے طبیعت مری

کیا مین نے شکوہ تو برہم نہ ہو | تمھین نے بگاڑی ہے عادت مری
چشم حیاتی پر ہوا آکر فدا | بیخود اپنے کام مین ہشیار ہے

بیخود تخلص میر ہدایت علی دہلوی خلف میر مہدی غزنیدون مین شیخ محمد خوشنویس کے تھے

جنبش نہین ہے سایۂ دیوار سے مجھے | حلقہ بنا ہے روزن دیوار پاؤن مین

بیخود تخلص مولوی فرجام علی باشندہ مینا چوک ضلع سلہٹ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

پوچھے اگر کوئی کہ وہ بیخود کدھر گیا | تو دیجیو جواب کہ کمبخت مر گیا
کہانے کو غم ہے پینے کو ہے اشک تر مجھے | نکلا ہون گھر سے خوب ہی زاد سفر کیا

بیخود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کعبہ سے اور دیر سے ہم نے فراغ پا | کی آ بیٹھے تیرے کوچے مین تیرا سراغ پا

بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی دہلوی شاگرد مرتضی قلی خان فراق دھریہ حضرت مولانا فخرالدین شعر گوئی مین اچھی مشق پیدا کی تھی اکبر آباد مین دبا کر رای ملک بقا ہوے صاحب دیوان گزرے سعادت خان ناصر نے جو انکو میر محمدی متخلص بہ قربان کے دھوکے مین ثناء اللہ خان فراق کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے

ہم خاک بھی ہو گئے ولیکن | جی سے نہ ترے غبار نکلا
تیرے رخسار قد و چشم کے ہین عاشق زار | گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا
پھرا نہ مثل نگین زخم یہ مرے دل کا | کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا
ناتوانی سے مرے دیکھیو ای دست جنون | رہ گیا ہو نہ کوئی تار گریبان مین چھپا
واہ وا اے قاتل کج فہم یون ہی چاہیے | ہم سے ہونا آشنا غیرون سے ہونا آشنا
دامن کو ترے نہ پہونچے اب تک | ہر چند غبار ہو گئے ہم
خرقہ رہن شراب کرتا ہون | دل زاہد کباب کرتا ہون
جانین مشتاقون کی لب پر آئین | بل بے ظالم تیری بے پروائیان

ہم تیرا

ہم ترے خاطر نازک سے خطر کرتے ہین ۔۔۔ ورنہ یہ نالی تو پتھر مین اثر کرتے ہین
جو ہم کلام اوس لب جان بخش سے ہوئے ۔۔۔ کس سے اونمین دماغ کہ پھر گفتگو کرین
آج لگتی ہے کچھ بغل خالی ۔۔۔ کون سینے سے لے گیا دل کو
دیکھ اوس گیسوئے مشکین کی ادائین شانہ ۔۔۔ دونون ہاتھونسے یہ لیتا ہے بلائین شانہ
ہے زمانے سے خدا روز و شب سوختگان ۔۔۔ شام کہتے ہو جسے ہے سحر پروانہ
شکوۂ کم نگہی آنکھونسے اوسکی نہ کرو ۔۔۔ گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھ
آئنہ دیکھ تو اس منہ سے مجھے ای طوطی ۔۔۔ دعوی ہم سخنی اوس لب و گفتار کے ساتھ
ابتک مرے احوال سے وہان بیخبری ہے ۔۔۔ اے نالۂ جانسوز یہ کیا بے اثری ہے
ربط جو چاہیے بیدار سو اوس سے معلوم ۔۔۔ مگر آہنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل تخلص محمد عبدالرحیم خان خلف مولوی محمد تقی خان دہلوی شاگرد امراد مرزا انور

بوسے کے دینے مین یہ تامل ہے کیلیے ۔۔۔ مین غیر تو نہین کہ چھپایا نہ جائے گا
عشق صنم وہ شے ہے کہ بیدل اگر کبھی ۔۔۔ کعبہ بھی جائینگے تو چھپایا نہ جائے گا

بیدل تخلص خواجہ غلام حسین خلف خواجہ محمدی خان نبیرہ خواجہ رحمت اللہ خان لائق تخلص شاگرد عبدالرحمن خان احسان باشندۂ دہلی طبابت کرتے ہین راقم کی ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

جان تو ہو کے خفا جب مرے گھر سے نکلا ۔۔۔ ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا
آہ اوسکو دم ناوک فگنی ۔۔۔ گاہ دل گاہ جگر یاد آیا
دل پر غم کے رہنے کے یہی دونون ٹھکانے ہین ۔۔۔ کبھی چاہ زنخدان مین کبھی زلف پریشان مین
نگہ کی چشم کی زلف دوتا کے ۔۔۔ سہی اک دل جفا کس کس بلا کے
بتون سے ملتے ہو راتون کو بیدل ۔۔۔ تمھین بھی دن لگے قدرت خدا کی

بیدل تخلص مرزا عبدالقادر وطن انکا توران مولد بخارا کم سنی مین ہندوستان مین آئے تھے اوصاف حمیدہ اونکے مشہور جہانیان ہین احیانا وقتنا شعر سنجتہ بھی

کہتے تھے سنہ ۱۱۳۳ گیارہ سو تینتیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

اس دل کے آستان پر جب عشق آ پکارا | پردے سے یار بولا بیدل کہان ہے ہم ہین

بیدل تخلص مستی عنایت علی ولد مستی حسن علی حسن باشندہ ہوگلی مقیم ٹالی گنج مضافات کلکتہ راقم کے ملاقاتی ہین

سر مین سودا زلف کا تیرے بت پر سر ہے | طوق الفت ہی گلے مین پاؤن مین زنجیر ہے

بیرنگ تخلص دلاور خان دہلوی شاگرد مصطفے خان یکرنگ معاصر سودا سپاہی پیشہ تھے

مفلس کی خبر کب ہے اے سیم بدن مجھکو | افشان سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ

فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی | شیرین کا جو اک بوسہ ملتا شکر آلودہ

بے صبر تخلص بال مکند ولد لالہ کانجی مل باشندہ سکندر آباد شاگرد ہرگوپال تفتہ بیشتر فارسی کہتے ہین

بیخودان عشق کو کیا حاجت ترک لباس | تن سے پیراہن جدا ہوتا نہین تصویر کا

بیقرار تخلص میر قمر دہلوی ہمشیرزادہ سید رضا خان شاگرد شاہ نصیر

جسطرف پھرتا رہا یار وہ رشک آفتاب | جون گل خورشید دل اپنا مقابل رہگیا

رخ سے گر زلفین اڈھین تو چھوڑی اونسے نقاب | اک نہ اک پردہ ہمارے اوسکے حائل رہگیا

بیکس تخلص مرزا محمد باشندہ عظیم آباد ایک رباعی اونکی کہ غالباً میر ماشاء اللہ اور میر انشاء اللہ کی ہجو مین کہی ہو مرقوم ہوتی ہے کیونکہ اور کوئی شعر انکا ملا نہین

ظاہر مین تو ایسی ہین کہ ماشاء اللہ | سب کہتے ہین زیادہ ہونگے انشاء اللہ

باطن مین جو دیکھا اونھین اتنے ہین عیوب | لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بیکل تخلص سید عبدالوہاب دولت آبادی شاگرد میر عبدالولی عزلت مرشدآبادی نواب سراج الدولہ کے ملازمون مین تھے

عالم کو لعل و گوہر و تاج و لوا دیا | اے آسمان بتا تو مجھے تونے کیا دیا

بیمار تخلص سید زین العابدین باشندہ الہ آباد عدالت آباد مین سررشتہ دار تھے

تعویذ بیمار پہ قاتل بھی گلا رکھتا تھا | لب نازک کو دبائے ہوئے دندان کے تلے

بیمار تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد غفلت باشندۂ رام پور ملازم نواب محمد سعید خان بہادر والی رام پور صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام علی بخش لکھا ہے

کون پرسان ہے حال بسمل کا — خلق منہ دیکھتی ہے قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار — ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
تیر قاتل سے مہر شکوہ کہان رکھتے ہین — بیزبان صورت سوفار دہان رکھتے ہین
موت سے بھاگنے لگے بیمار — کیا اوسے تم شکستہ پا سمجھے
ہر روز وہ چھڑ جاتے ہین دم تک مرے اکر — کچھ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی
حال دل بیمار نہین منبط کے قابل — لیکن وہ زبان مجھکو ہلانے نہین دیتے
یا تو دنیا سے الٰہی دل شیدا اوٹھ جاے — وصل معشوق کی یاد اسے تمنا اوٹھ جاے

حرف بائے فارسی

پارسا تخلص حافظ منشی فیض پارسا مدرس مدرسۂ دہلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے

کوی الفت کے خاکسار اے دل — مثل آئینہ پاک طینت ہین

پارسا تخلص غلام علی دہلوی وضع رندانہ رکھتے تھے

نام کو پارسا ہون مین لیکن — مست ہون نرگس خمار ی سے

پاکباز تخلص میر صلاح الدین عرف مکھن میان خلف سید شاہ کمال شاگرد مصطفے خان یکرنگ صاحب دیوان گذرے

مجھے درد دل رہتا ہے نت گھیرے میاں صاحب — خبر لیتے نہین کیسے ہو تم میرے میاں صاحب

پدیر تخلص خلف گلزار علی اسیر اکبر آبادی نام انکا معلوم نہوا

دیوانہ اپنے جامہ سے باہر ہین سب پدیر — اب فصل گل ہے چاک گریبان ضرور ہے

پروانہ تخلص علی شاہ مراد آبادی تلمیذ فیام الدین علی قائم شاہ عالم بادشاہ کے

عہد مین تھے

آج ثابت نرہی دل نہ کوئی جان درست | اوسکے مژگان نے کیے پھر دہ پیکان درست

پروانہ تخلص محمد بیگ خیرآبادی

قتل کرمان مت کسو کی قسم | تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگھ عرف کاکا جی خلف راجہ بینی بہادر بہادر تخلص شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ شعر فارسی بھی کہتے تھے سنہ ۱۲۳۹ بارہ سو انتالیس ہجری مین انتقال کیا نہایت شکیل جوان تھے جن تذکرہ والون نے جو انکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکھا ہے اس پر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کیا جانے ہمدم کہ اوسے دیکھ کے ہم تو | ہر چند سنبھالے رہے پر دل کو غش آیا
آئینہ سان ہے صاحب جوہر کو زنگ غم | اس دور مین کہ عیب ہنر دونون ایک ہین
سدا ہے جام مے شرمندہ خم ست سی ترے | مرا جی بھی مخجل ہے اس تری تصویر گردن سے
نسیم آہ نے شاید کسی کی کی تاثیر | شگفتگی سے ترے غنچہ دہان کو ہے
کہتی ہے عندلیب چمن مین پکار کے | اپنے بھی دن پھرین جو پھرین دن بہار کے
صادق نہ سمجھ اوسکو محبت مین ہے کاذب | جو صبح نمط چاک گریبان نہین ہے

پری تخلص جھمن ریختی گو باشندہ دہلی شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

اب کی تو مرد وے ہین دغا باز بیوفا | اگلے تماش مین خدا جانے کیا ہوئے
ذکوہی آنا تھا تجھے ماہ صیام مین | در گور مردوے مرے روزے قضا ہوئے

پریشان تخلص محمد خان باشندہ الہ آباد

مین اوس کان ملاحت کے لیے ہر لحظہ رقت ہون | عجب کیا لحت دل آنکھون سے میرے بہ نمک نکلے

پریشان تخلص عبدالرحیم آینہ ساز دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

دیتے ہو بوسہ دو نہین دیتے نہ دو مگر | اتنی نہین پسند جانان اور چنین سہی

پریشان تخلص منولال برہمن شاگرد شاہ نصیر دہلوی

خوبون کی ادا کوئی کب ناز سے خالی ہے | ہر بات پہ جھڑکی ہے ہر حرف پہ گالی ہے

ہم آئین تو اوٹھ جاؤ غیر آئے تو آ بیٹھو | یہ وضع نئی جانان کیا تمنے نکالی ہے

پریشان تخلص میر محمد واحد دانا پور کے پیرزادے ہین مولوی فاکر علی ذاکر سے اصلاح لیتے تھے بہت دنون سے کلکتہ مین رہتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے عنایت فرمائے تھے

دل بنا ہے سنگ مقناطیس مجھ ناشاد کا | تا نہ طرف غیر جائے تیر اوس صیاد کا
خوب اے شیخ ریاکار بنا ہے تو بہ | دل مین وہ نیت ہے زبان پر ہے الٰہی توبہ

پریشان تخلص واحد علی ساکن اٹاوہ

تھا شک جو اوس کمر کے عدم اور وجود مین | اک خط وہمی فرض کیا لاکے سامنے

پریشان تخلص نیاز علی باشندہ سندیلہ

جہان مین آپ کی شیرین کلامی کا ہوا شہرہ | بلاشبہ کہتا ہون تم اپنے دم سے عیسیٰ ہو

پناہ تخلص محمد پناہ نور باف دہلوی مرید حضرت شاہ آفاق قدس سرہٗ ہیں اکیس برس عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

موسے کو نظر طور پر آیا تھا وگرنہ | دیکھا تو ہر اک سنگ مین وہ ایک شرر تھا

پورن تخلص پورن سنگھ کایتھ دہلوی شاگرد سعادت یار خان رنگین سنسکرت اور طب بت ہندی مین اچھا دخل رکھتے تھے سترہ اٹھارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

ہم نام رہائی سے بیزار ہین ہمدم | دل چاہ زنخدان مین ہے جب سے اسیر اپنا

پیام تخلص مولوی امین اللہ مفتی دہلی مصنف عربی رسالہ فرضیت جہاد

جب کہ اپنی خبر نہ ہو اوس کو | اوسکو اوروں کی کیا خبر ہووے
پھونکتا ہے مجھی کو نالۂ دل | یار مین بھی تو کچھ اثر ہووے

پیام تخلص مرزا حیدر رنگ دہلوی

اس آہ بے اثر نے کیا کچھ نہ کچھ اثر | کل پوچھتا تھا سیری گلی کا تو وہ شوخ
مرجائے بھی کوئی تو تاسف نہ ہووے | پایا اڑا شب آن سے کس سنگدل کے ساتھ

پیام تخلص شرف الدین علی خان اکبر آبادی شعر فارسی خوب کہتے تھے محمد شاہ کے عہد مین تھے

بات منصور کو فضولی ہے | | ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

پیر تخلص مہاراج سنگھ برہمن خوشنویس باشندۂ متھرا مقیم دہلی جوانی مین جوان تخلص کرتے تھے

رات دن کا ہے ترا مشغلہ آرائش زلف | | اس سے کیا تجھ کو ہے حال پریشان میرا

پیرا تخلص ونام ایک سقۂ دہلوی کا ہے وہ اپنے کو مجرم کا شاگرد کہتا تھا

شوق گریہ کو کہو رو دے کسی پاس کہ اب | | نام کو بھی نہ رہا آنکھ مین قطرہ باقی

پیک تخلص کرم اللہ چوبدار دہلوی نامہ بری کرتا تھا

شوق سے جب کہ مین آتا ہون تری کوچہ مین | | مجھ سے لیتی ہے صبا تیزیِ رفتار کو دام

حرف تای فوقانی

تاب تخلص میر محبت علی باشندۂ پانی پت مقیم دہلی موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

مین تو تھا عاقل زمانہ کا پر الفت کی طفیل | | کوئی سودائی کہے ہے کوئی دیوانہ مجھے

تاب تخلص مرزا الطاف اشرف دہلوی خلف شاہزادۂ امداد بخت بہادر

دیا ہے ہمنے دل اے تاب کس بے مہر کو دیکھو | | کہ پروانہ ہوا وسکو اور اوس پر اپنا دم نکلے

تاب تخلص مہتاب رائے وطن انکا کشمیر مولد ومنشا دہلی

خو ہوتی ہمیشہ سے تمہاری اگر ایسی | | تو کاہیکو ہنتی مرے اے فتنہ گر ایسی
یا تنگ نکرتا صبح نادان مجھے اتنا | | یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

تابان تخلص میر عبدالحی دہلوی شاگرد مرزا سودا حضرت علی موسے رضا رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے جمال پری تمثال پر اونکے ایک جان دیوانہ وعاشق زار تھا شروع جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

اوڑا دے صبا خاک میری اگر تو + تو کوچے مین اوس بیوفا کے نہ جا
کس کس طرح کی دل مین گزرتی ہین حسرتین + ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
ہاتھ مین اوسکے ہاتھ تھا ہیہات + دل مرا گم ہوا ہے ہاتھون سے
لے دل کی خبر چشم مری یار کی کیونکر + بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر
دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تا بان + کیا مرے ہجر مین جیتا ہے وہ غمناک ہنوز
غم وہ کھل ہین ہے ہجر کا ہجران مین وصل کا + ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین
انجان ہو تو اوس سے کوئی درد دل کہے + جو جانتا ہو اوسکو مین آگاہ کیا کہون
ہلا یا خاک مین گھر کو کن کا ہائے خسرو نے + یہ کیا بات آگئی اوس خان دمان آباد دل مین
ظالم وفا کا میرے جو لیتا ہے تو حساب + اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہے
کس سے فریاد کرون یہ کہ وہ ہرجائی ہے + آہ اس بات مین تو میری ہی سوائی ہے
تیرے ابرو سے مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز + گوشت ناخن سے کہو کون کہ جدا ہوتا ہے

تابش تخلص محمد جعفر باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی ترک علائق کرکے گوشہ نشینی اختیار کی تھی

کبھی بن باد و رہ نہین سکتے + توبہ کچھ ہم کو سازگار نہین +
دل مین خوش ہین عدو پر اے تابش + وہ ستمگر کسی کا یار نہین +

تاثیر تخلص حافظ محمد حسین دہلوی تلمیذ خدا بخش خان تنویر

وہ ہوا پاس تو قابو مین دل اپنا نہ ہوا + ہائے مطلب تو ہوا حسب تمنا نہ ہوا
بیمار کیا اور بھی اس کم نظری نے + ظالم ہین ہمارا ترے بیداد گری نے

تاثیر تخلص لالہ کنہیا لال ولد کمل کشن فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

کھجلائی اوسکی پیٹھ مرے سامنے رقیب + اللہ خشک ہو صفت پشت خار ہاتھ

تارک تخلص حاجی میر لقاء اللہ دہلوی چوتھی بار کے سفر حجاز مین انتقال کیا

مین وہ وحشی ہون کہ جون نکہت گل ای تارک + جب نکلتا ہون تو کوسون ہی چلا جاتا ہون

تپش تخلص یوسف علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہے رشک کی خوبی کہ ترے کوچہ کی جانب
اگر خضر کو بھی کہیے تو رہبر نہین ہوتا

غصہ اوٹھا اوٹھا کے یون ہی بار بار کا
اے دل مزاج تو نے بگاڑا ہے یار کا

اضطراب دل سے کہتے ہین تپش نے جان دے
روز کے جھگڑون سے چھوٹا مر گیا اچھا ہوا

بے طرح پھنسگیا ہے مصیبت مین ہمدمو
آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پر

دل کھینچتے ہین اور کسیکو خبر نہین
کرتے ہین کام تیری نگاہین نقاب مین

تجرد تخلص میر عبداللہ دکھنی شاگرد عبدالولی عزلت

اوس رخ مین لطف ہی سو ملک کو خبر نہین
خورشید کیا ہے اوسکی فلک کو خبر نہین

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم شاگرد و خواہرزادہ میر تقی میر
بڑے ظریف تھے لیلی مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

تر دامن آگیا مین جو روز حساب مین
کہنے لگے بٹھاؤ اسے آفتاب مین

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی
ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی

چمکتے ہین دردندان مرے رونی پہ ہنسا ہی
ادھر بجلی چمکتی ہے ادراید ھر مینہ برستا ہے

ہم زیر خاک لیکے جو یہ چشم تر گئے
اندھے کنوئین بھی جتنے تھے پانی سے بھر گئے

لوگ اوسکی تو جھانون کی خبر رکھتے ہین
روبرو بے وفا مجھکو ہے کم ملنے سے منھ رانے لگے

حال تیرا اونسے کیا کہتا تجلی مین بھلا
وہ تو تیرے نام ہی کو سن کے شرمانے لگے

تجلی تخلص للہ جی شاگرد منشی منڈو لال زار

مختار ہے وہ چاہے مجھے دیکھے نہ دیکھے
آنکھ اپنی تو اوس رونق محفل سے لگی ہے

تجلی تخلص شاہ تجلی حیدرآبادی

دامن کا عکس کسکے بڑا ہے کہ آج تک
پھیلا رہا ہے سرو لب جو یار ہاتھ سے

تجمل تخلص نواب شاہ مرزا لکھنوی

صیاد نے پھنسایا ہے بلبل کو قید مین
چھوٹے یہ دیکھیے قفس آہنین سے کب

آئینہ رو تمام فقط دیکھنے کے ہین
امید ہے وفا کی بتان حسین سے کب

تجمل تخلص محمد عظیم شاگرد جرات

کتاب فقہ

کتاب قصۂ فرہاد و دفتر مجنون | یہ دو ورق ہین مری عشق کی کہانی کے

تجمل تخلص حکیم تجمل رسول خان باشندۂ دہلی خلف نواب غلام رسول خان شاگرد آغا جان عیش

بعد فنا جنازے پر آیا نہ جائے گا | اونسے تو حال مین بھی ملایا نہ جائے گا
سوز درون یہی ہے تو اوس نازنین کو ہے | چھاتی سے وصل مین بھی لگایا نہ جائے گا

تحسین تخلص محمد حسین خان صاحب مطبع مصطفائی دہلی

آزر ہوا اوسکو مگر عشق بتان کا | بیطور ہے نقشہ دل بے تاب توان کا
جب بت سے نہ راضی ہوا تو بتخانہ مین کیا کام | تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہان کا
تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر | ایسا نہ ہو کہ جان کو وہی پھر عذاب ہو
ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے | کیا جو عشق تو پھر پاس آبرو کیا ہے

تحسین تخلص سید حیدر علی باشندۂ الہ آباد توکل اختیار کیا تھا

ہم تم پہ اے بتان دل آزار زار ہین | لیکن ہزار حیف کہ اغیار یار ہین

تحسین تخلص علی مولانا خان باشندۂ شاہ جہان پور

کیا لکھین اور ذرا غور کرین آپ اسے | ڈرتے ڈرتے یہ لکھا ہے کہ پڑھین آپ اسے

تحیر تخلص غلام مصطفے خلف مولانا رفیع الدین دہلوی شاگرد نثار اللہ خان فراق
برخلاف خاندان علم رسمی سے بہرہ ور نہ تھے

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھانے کی | آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحیر تخلص مرزا محمد بیگ ولد مرزا رستم بیگ خراسانی مقیم لکھنؤ شاگرد بحر کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم نے انکو ٹالی گنج کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین انکا سارا کلام اسی طرز پر ہے

شکار مرگ ہوئی ہے فراق یار مین روح | بھڑک رہی ہے بہت دام انتظار مین روح
گلون کی بو سے بسی رہتی ہے بہار مین روح | ہو کو عطر بناتی ہے جسم زار مین روح
لگا کے تیر مجھے بوئے گل نے صید کیا | رہی خزان مین سلامت گئی بہار مین روح
روان ہے آنسوؤنکے ساتھ جان بھی اک دن | سفر ترائی کا کرتی ہے ہجر یار مین روح

ہر ایک بول پہ رک رک کے دم نکلتا ہے | بہ رنگ تار کھنچی جاتی ہے ستار مین روح
کیا ہے عشق نے مجبور سر بسر مجھکو | نہ اختیار مین دل ہے نہ اختیار مین روح

تدبیر تخلص مرزا محمد سکندر قدر بہادر خلف شہزادہ محمد خورشید قدر بہادر قیصر متوطن دہلی مقیم لکھنؤ

شیرین لبی سے غیرت شیرین اگر ہو تم | فرہاد کیون نہ عشق مین ہم کو بنائے دل

تدبیر تخلص شیخ محب اللہ جون پوری

اور ہی کچھ ڈھنگ ہے اپنی گرفتاری کا ہای | یون تو زلفون مین ترے کس کس کا دل اٹکا ہوا ہے

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی خلف وسجادہ نشین حضرت شاہ کاظم علیہ الرحمۃ باشندہ کاکوری سنہ ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

تراب کیا کہون اوس طفل کی ہوا نمردی | لیا نبرد ادا جسنے ایک پیر کا دل

تراب تخلص نواب حشمت الدولہ مرزا ابو تراب خان بہادر خویش محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ خلف مرزا ابو طالب خان بہادر لکھنوی صاحب دیوان ہین

دل اوسکا سینے مین جوش الم سے خون ہو جائے | سنے صبا سے حقیقت اگر حنا دل کی

ترقی تخلص اسد الدولہ آقا محمد تقی خان بہادر خلف سید محمد امین خان شاگرد میر سوز دہلوی انکا نشیمن مسکن فیض آباد صاحب دیوان گزرے

گر ایک شب ہی وصل کی لذت نصیب ہو | پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل
دیکھی گلی مین کوئی نہ بیدل ہوا ہے دفن | آواز منصل یہی آتی ہے ہائے دل
ساکنان کعبہ کی ہے بت پرستی اختیار | وہ صنم نام خدا کیا اندنون جو بن پہ ہے
در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوہ دوست | آئینہ خانہ مرا گوشہ تنہائی ہے

قیصر تخلص شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر ولد مرزا محمد خورشید قدر قیصر بن مرزا آصف قدر بہادر ولد مرزا ہادی علی بہادر شاگرد ہادی علی بیخود انکا وطن دہلی مولد و مسکن لکھنؤ

مرزا ہون جنکی یاد مین اونکو خبر نہین | کیا فائدہ جو کوئی کسی سے لگائے دل
پوچھین نہ غیر دن سے مرا مانی الضمیر آپ | گر حکم ہو تو خود مین کہون مدعائے دل

تسکین تخلص میر سعادت علی مرحوم برادر زادۂ میر علی حامد دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد احمد علی رسا فخر الدین منت

دل بیتاب کو میرے نہ کبھی ہو تسکین
ہر دم کرے ہے یہ دل کار سنان بغل مین

کہکے تسکین جو مجھے آپ پکارا نکرین
ہے وہ مثل مطابق دشمن کہان بغل مین

تسکین تخلص گنگا داس پنڈت

عقل و خرد و طاقت اور صبر و تسکین پائی
جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

تسکین تخلص میر حسین دہلوی شاگرد شاہ نصیر و مومن خان میر حیدر قاتل وزیر فوج سپہ کی اولادون مین تھے ۱۲۶۵ بارہ سو اٹھسٹھ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے نمکین ہوتے ہین

ہر جمعہ وہ ڈھونڈھے ہے کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا

تہمت تو دیکھ جتنے کہے تجھکو ہجر کے
اون کو گمان رہا گلۂ روزگار کا

خوبصورت نہ ہو کوئی تو نہ ہو بدنامی
سچ تو یہ ہے کہ بُرا ہوتا ہے اچھا ہونا

کہتے ہین بخش طاہر مین مزا آتا ہے
یون ہی تم مجھسے خفا ہو کے ذرا مل جانا

یہان آنے سے کسواسطے جاتا ہی ہمارے
عاشق تو نہین ہے کہین دربان تمھارا

ہزار دون مہ گئے دیکھا جو عالم سوگ مین اونکا
لباس آیا تھا وہ کافر پہنکر میرے ماتم کا

چپ لگی مجھکو تو پھر چاہی پھر وہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا

آج جو عرش پہ ہے اپنا دماغ اے ظالم
کوئی دشمن تری نظرون سے گرا ہوویگا

دیکھیون تو لے ہو جان ملک الموت کسطرح
تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا ذرا نہین

یہان انتظار ہی مین کٹی مجھکو ساری رات
وہان وعدہ کیا کیا تھا اونھین یاد ہی نہین

یہ توسیع ہے کہ جو تم چاہو گے کر گزروگے
پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہ ہو

دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار
حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے

وہ اپنے وعدہ پہ محشر مین جلوہ فرما ہین
نہین ہے ضعف سے اتنوہ مین گزارا مجھے

دل کے لیتے ہی چلی جان یہ جلدی کہ نہ پوچھ
صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہے

کر سکے دفن نہ اوس کوچے مین احباب مجھے
خاک مین دل کی کدورت سے دبا دو اب مجھے

نام تسکین اور یہ مضمون تپش نازیبا
تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے

تسلی تخلص لالہ بیکارام ولد بختی کوپال رائے برادر خورد بھولا ناتھ بختی وزیر الممالک وطن انکا اٹاوہ مولد لکھنؤ فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اور ریختہ مین مصحفی سے اصلاح لیتے تھے

دیکھے سمان جو اس مژۂ اشکبار کا
ہو جاے شق جگر رگ ابر بہار کا

کیا منھ جو چڑھے کوئی ترے تیر کے منہ پر
یہ ہم تھے گلا رکھدیا شمشیر کے منہ پر

گو دل مین خفا ہے تو پر اسات کو نادان
کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منہ پر

اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے
فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تسلی تخلص میر شجاعت علی دہلوی شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین ترک علائق کیا تھا

مجھسے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین
ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا

مین نے ہاتھ اونکی جو ابرو کو لگایا تو کہا
ہے سزا تیری کہ کاٹون تیرے شمشیر سے ہاتھ

تسلیم تخلص شیخ مہدی بخش ساکن سارن عرف چھپرہ شاگرد الفت حسین فریاد دیوان انکا نظر سے گزرا

نہین وہ دل ہمارا توڑتے ہین
طلسم راز اپنا توڑتے ہین

ہمارے داغ دل اور چشم گریان
چمن کی سیر کر لو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم تخلص شیخ امیر اللہ ولد مولوی عبد الصمد فیض آبادی شاگرد نسیم دہلوی شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی نالۂ تسلیم و مثنوی دل و جان ہین مثنوی انکی نظر سے گذری

کیا چھپے اللہ سے تسلیم راز نیک و بد
ہر بشر کے ساتھ یک جاسوس ہے ہمزاد کا

نہین معلوم بگڑی آج کس سے
مزا ہے دشمنی مین دوستی کا

اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن
مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا

ہین عاشق پیشہ طلب کی کہین کے	تمنا کیا ہمارے مدعا کیا
ہاے کب تک نہین گھبراؤنگا اے دست جنون	ابتو دامن بھی نہین ہے کہ بہل جاؤنگا
اک دور سرسبزی مین نہ گل ہے نہ یہ چمن	پھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو
اتنے صدمے دیے کہ آخر کو	ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے
ایجان شب فراق کا صدمہ نہ پوچھیے	وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سے ٹل گئی

تسلیم تخلص نام خان باشندہ رام پور شاگرد الٰہی بخش یار۔

کیجے اوسکے حق مین سلامتی ہو نگے وہ لب میگون	یہ بات کیا ہے کہ تسلیم بے سبب بہکا
پیارے اے غنچہ گل منہ تو ذرا بنوالے	کیجیو پھر دہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم تخلص دیبی پرشاد بن سادھو رام شاگرد اسمعیل حسین منیر

بیمار محبت کو شفا ہو نہین سکتی	اچھا یہ مرض ہے کہ دوا ہو نہین سکتی

تشنہ تخلص محمد علی دہلوی شاگرد آغا جان عیش و محمد ابراہیم ذوق وارستہ مزاج و درویش وضع ہین

الٰہی خیر کیجو بدخبر سننے مین آتی ہے	جو آتا ہے وہ کہتا ہے تمہارا ذکر کرتی ہین
تمہاری ہم کو خبر کیا کہ ایک مدت سے	یہ بیخبر ہین کہ اپنی خبر نہین رکھتے

تشہیر تخلص مرزا مغل بیگ دہلوی شاگرد غلام مولا عرف مولائی بخش قلق

کیا خاک نشیمن کوئی گلشن مین بنائے	گل خوش ہین اگر ہمسے تو صیاد غضب ہے

تصدق تخلص تصدق حسین خان ولد قاسم علی خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

بس نار کی ہے ختم مرے گلعذار پر	سنبل جو پیچی ہو گئین بہاری کلائیان

تصور تخلص ذکی الدولہ میر تصور علی داروغہ خلف میر صفدر علی خان باشندہ بنارس مقیم لکھنؤ صاحب دیوان فارسی و ریختہ دیکھی ہین

آپ بے رونے ہین میری حال پر سب جھوٹ جھوٹ	اور کرتی ہے بہت رنجیر شبنون یاد مین

تصور تخلص میر احسان حسین باشندہ قصبہ نیکوڑا خلف سید حید حسین شاگرد قلندر بخش جرات امام زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے بعض صاحب تذکرہ

انکے والد سید حمید حسین کا تخلص تصوّر لکھا ہے

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین رونے لگے — وہ ادھر رونے لگے اور ہم ادھر رونے لگے
رونا کوئی موقوف کرین ہین مری آنکھین — جب تک نہ تسلی کو دل آنے جگر آنے
تصور گرم جوشی یار کی مجھکو رولاتی ہے — بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے
دیکھے جو تری چشم سیہ مست کو اک بار — پھر حشر تلک وہ کبھی ہشیار نہ ہووے

تصور تخلص نبی بخش دہلوی نواسہ شاہ نصیر دہلوی مین جوانی مین انتقال کیا

اوسکے خیال زلف مین کچھ سوجھتا نہین — آنکھون مین اپنی دن شب دیجور ہو گیا
خواب کا بس کیا چلے اس دیدہ بیدر پر — چور کو آتی نہین دیکھا کبھی ہشیار پر
آبلون نے پانون کے پانی چرایا اسقدر — تشنگی سے پڑ گئے کانٹے زبان خار پر

تصویر تخلص مبین باشندہ دہلی تنگی زمانہ سے پیشہ نیچہ بندی کو اختیار کیا تھا باوجودیکہ امی تھا مگر طبیعت نہایت عالی پائی تھے

بات بھی کچھ کی تو اوسنے ذکر دشمن کا کیا — وائے قسمت وہ کھلا بھی ہم سے تو کیونکر کھلا
خدا آشنائی پر تو ہین لاکھون دل وجان سے — اگر وہ بت کسی کا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا
گر آج بھی نزاکت آنے تمھین نہ دیتی — کچھ اور تھا ارادہ یہان جان ناتوان کا
صبر اوس پر اس ہمارے حسرت دیدار کا — بند جسنے کر دیا روزن تری دیوار کا
مین بارہا تمھاری دوستی کی ان لگا ہون سے — مجھے بھی یون ہی دیکھو دیکھتے ہو جیسے دشمن کو
مجھسے کیا پوچھتے ہو غل اس دیوار پر کیا — جتنے جھانکا تھا سو یہ فتنہ و شر اوسکا ہے
رہا ہوے یہ بھی ہم تو رہے قفس ہی کو گرد — کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے
یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام — سو بار بیٹھے بیٹھے مجھے تم رولا چلے
بھر آتا ہے جی تصویر سن سن کر تری باتین — لگایا تو نے اے کمبخت دل کس آفت جانسے
کیا پوچھتے ہو خاک مین کسنے ملا دیا — جو کچھ کیا سو آپ کے دل کے غبار نے
آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے — کل تو لیوے ہی گی بدلا شب ہجران ہمسے
کون موسیٰ تھا کہان طور کسے عشق آیا — ایک یہ بھی تھی مری جان شرارت تیری

تصویر تخلص شاہ جواد علی مرشد آبادی درویش تھے

قد و قامت اور اس بت سرو بر کا	ایک جھلکا ہے خدا کے نور کا

تعشق تخلص حکیم سید محمد دہلوی شاگرد و عزیز میر قدرت اللہ خان قاسم دہلی کی آگرہ ہی مدرسہ کی مدرس تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکو عزت اللہ خان عشق خلف قدرت اللہ خان قاسم کا شاگرد لکھا ہے

وعدۂ شام تو کیا ہے وہ سے	کچھ وہ آتا نظر نہین آتا
سامنے دیکھو آتا ہے تعشق وہ کون	بارے کہ اب تو ہوا خوش دل مخزون تیرا
تو اے پیمان شکن وعدہ پہ کس دن میرے گھر آیا	سدا سنتے رہے یون ہی کہ شب آیا سحر آیا
خواب مین تجھکو دیکھیے کیو نکر	تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
ہوتے ہین ٹکڑے ٹکڑے آتا ہی یاد جسدم	کچھ چپکے چپکے کہنا اوسکا لب و دہن سے
چشم بد دور میرے اشکون مین	موتیون کی سی آبداری ہے

تعشق تخلص سید مرزا ولد و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

اپنے کشتون کی لحد پر کبھی آجاتے ہین	کھینچ لاتی ہے اونھین یاس وفاداری دل

تقی تخلص محمد تقی خان ولد بہادر خان لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد رضا معجز و خواجۂ وزیر

خون رونے سے سب راز نہان مین گیا ظاہر	فاش آنکھون نے آخر کیا مردہ مرے دل کا
شیشہ ٹوٹا تو برابر ہے مرا دل ٹوٹا	ٹھیس ساغر کو لگی درد ہوا آنکھون مین

تقی تخلص سید محمد تقی میر محمد عظیم کے مریدون مین تھے معلمی کرتے تھے

عاشق کشی پہ جب سے وہ خونخوار کمر ہے	تب سے جہان مین حسن کا بازار گرم ہے

تمکین تخلص صلاح الدین دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے اور اہل دنیا سے نہین ملتے تھے

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا	مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تمکین تخلص بخت مل پنڈت شاگرد لچھمی رام پنڈت فدا تخلص

مشتاق قد مبوسی سے ہر خار بیابان | لالی ہے دلا یہ تری شوریدہ سری رنگ

تمکین تخلص میر سعادت علی باشندۂ عظیم آباد مقیم دہلی

نام تمکین ہوا تو کیا ہمدم | رات دن بیقرار رہتا ہون
مہر و الفت کا اثر ہے مہر و الفت دہرتا ہون | پر محبت سے مری تم اور دشمن ہو گئے

تمکین تخلص مولوی غلام بتول خان صدر امین ضلع پرگنہ مولوی غلام رسول خان بہادر متخلص بہ تحسین صدر الصدور ڈھاکہ باشندۂ ضلع میدنی پور بڑے ظریف اور رنگ کے دوستون مین ہین بیشتر ریختی کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بے بے تھے

نسترانی کے سوا اوسکی زبان پر کچھ نہین | اوس ستمگر نے سنا ہے جب سے قصۂ طور کا
کوہی جانان کم نہین کعبہ سے عاشق کے لیے | دیدۂ حق سے کم نہین دیدۂ رخ نیکوی دوست
لاف کرتی ہے اب اوس چشم سے بیجا ترکس | کہیئے اون آنکھون کے آگے ہی بھلا کیا ترکس
مہربان ہم پہ ہی وہ اور جفا کار بھی ہے | لطف اور پیار بھی ہے قصۂ دشکرار بھی ہے

تمنا تخلص مرزا مغل جان مصاحب راجہ بلوان سنگھ مقیم آگرہ شاگرد حاتم علی مہر

بغل مین میکشون کے ہین شراب ناب کے شیشے | لیے بیٹھے ہین پریون کو یہان میخوار پہلو مین
جام سفال جلوۂ مے سے دمک گئے | پرتو سے آفتاب کے ذرے چمک گئے

تمنا تخلص عباس علی خان دہلوی سیاہی پیشہ تھے

کیا بات کہون ہمدم اوس نازنین کے | اک چشم کی گردش نے جسکی یہ خرابی کی

تمنا تخلص محمد اسحاق دہلوی متوطن گجرات مرزا حاجی کی سرکار مین مختار اور بڑے عاشق مزاج تھے اور ہمیشہ اپنی اوقات نازنینون مین بسر کرتے تھے

جسکے غم مین ہم کبھی آرام سے واقف نہین | کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہین
تڑپ رہا ہے کوئی خستہ جان زمین کے تلے | اوٹھے ہے زلزلہ جو ہر زمان زمین کے تلے

تمنا تخلص مرزا غیاث الدین خلف شاہزادۂ شمس الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

جو آنکھ چراتے تھے لگے کرنے اشارہ | ہو ویگی ابھی آہ کی تاثیر ہوئی کیا
تھامے ہوئے دل بیٹھے ہو کیون آج تمنا | کل دل پہ جو رکھتے تھے وہ تصویر ہوئی کیا
اے تمنا دل پہ کیون رکھے ہوئے ہو ہاتھ تم | پھر کہین کیا دل لگا عشق بتان پیدا ہوا

تمنا تخلص عاشق علی خان

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم مین یار مین | خط بھی لکھا جو ہم کو تو خط غبار مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے سعادت علی نسکین کے نام سے لکھا ہے

تمنا تخلص میر اسد علی خان اورنگ آبادی

بھلا سنو تو مری جان چپ رہون کب تک | ق | کہون مزاج مبارک پہ گر ملال نہو
تمہاری رخ کو جو گھیرا ہے خط نے سبزہ نے | یہ دود آہ کا میرے کہین وبال نہ ہو

تمنا تخلص ایک شخص مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ کا ہے یہ شعر انہون نے اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا شعر انکے ایسے ہین

جو اس طرف سے گزر ہو اہی تو قبر عاشق بھی آکر دیکھو | نگاہ حسرت سے گر نہ دیکھو بلا سے تیوری چڑھا کے دیکھو
صبا یہ کہنا خدا بچالے فقط ہین اب آخری سنبھالی | گزرتے ہین نانا و ٹھانے والی جو دیکھنا ہو تو آکے دیکھو
غنودگی بھی ہے کچھ تھکیان بھی آتی ہین | یقین ہے اجل آئیگی آج خواب کے ساتھ
کہلے ہین سب زخم خون چکیدہ برنگ گلہائے نوشگفتہ | تمام اعضا ہین گو بریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی
سفر بسرعت ہو اس جہان سے کوئی کہڑھے کارواں سے | قدم اوٹھائے چلو بہانسے کہ یہ جگہ ہے رواروی کی

تمنا تخلص سید محمد باشندہ مرادنگر ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

شکوہ بتون کا کرنے سے کیا ہم کو فائدہ | جب اپنا دل ہی قابو مین اے مہربان نہین

تمنا تخلص منشی سیح الدین باشندہ کلکتہ نواسہ منشی امیر مرحوم شاگرد حضرت وحشت راقم کے دوستون مین ہین اندنون چوبیس پرگنہ مین بحالی کرتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

پامال ہو گیا ہی دل اوس خوش خرام کا | ہے بوسہ گاہ کبک نشان جسکے گام کا

گر لپٹتا تو کبھی خواب مین اے مصحف رو — تن عریان پہ مرے جامۂ قرآن ہوتا
جب وہ مہتابی پہ رخسار دکھا دیتے ہین — چرخ پر ماہ کو خورشید بنا دیتے ہین
دھوئے مسندی لب دریا تو اگر ہاتھون کی — جاے ماہی ہو سمندر کا مکان پانی مین
حکم قانون شفاے مرض غم ہے یہی — بوسۂ لب دل بیمار کا درمان ہووے

تمنا تخلص مرزا امداد حسین شاگرد قدیر

غیر ممکن ہے کہ ہو ہوش جنون مین تسکین — غل مچاتے ہے مرے پاؤن کی زنجیر عبث
ہے مرے قتل کو اک جنبش ابرو کافی — دمبدم تولتے ہین آپ یہ شمشیر عبث

تمنا تخلص میر اعلی رضا مرحوم عظیم آبادی

آتا نہین ہین آپ سے کوچہ مین یار کے — لاتا ہے کھینچکر مجھے بے اختیار دل

تمیز تخلص نواب احمد علی خان باشندۂ بہادر گڈھ مقیم دہلی بشیتر مرثیہ کہا کرتے تھے

جذبہ دل سے لاتے ہم بسطرح اونکو کھینچکر — آہ مین تاثیر اپنے اس قدر ہوتی نہین

تمیز تخلص کالی راے بن دیی پرشاد عزیز باشندۂ فتح گڈھ

اسپہ وہ ہین جو مرکے تیرے خاک راہ ہوئے — مٹی خراب طالب گور و کفن کی ہے

تنویر تخلص خدا بخش خان دہلوی شاگرد قطب الدین شیر ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ کے خواصون مین تھے

سیکھ لین اوسنے بھی اوس عہد شکن کی باتین — کہ ٹھہرتا ہی نہین دل کسی عنوان میرا
خاتم حشر اپنے گریبان کرینگے چاک — یون ہی چلوگے دامن بھی جو دامن سنبھالے
چہرہ سفید آج ہے تنویر خیر ہے — سچ تو کہو کہ غم مین ہو کس مہ جمال کے

تنویر تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین دارو غۂ سرکار آصف الدولہ بہادر ابن میر اکبر علی مقبل مرثیہ گو باشندۂ فیض آباد شاگرد رشک صاحب دیوان ہین *

بوسے لون بلائین لون گلے لپٹون کہ دیکھون — کل چار پہر رات ہے ارمان ہزارون
جل جل کے میرا خرمن ہستی نہ کیون ہو خاک — بجلی گرائی تونے شرارت کی آنکھ سے

تنہا تخلص سید کفایت علی سررشتہ دار زیلدسی پنجاب برادر خورد سررشتہ دار

زرد نسی باندا ولد میر الٰہی بخش رئیس میرٹھ شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

ملتا ہون اسلیے کف افسوس رات دن — پہنچے نہین دست خضر مین دس دن کے ہاتھ

تنہا تخلص محمد عیسے دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی

افسوس کی جگہ ہے یہ تنہا کہ جھٹ گیا — ہاتھ اوسکا آکے میرے کئی بار ہاتھ مین
تم کے بیوجہ بڑتے نہین بسمل تیرے — آب خنجر سے یہ رہ رہ کے فرا لیتے ہین
مین جو روٹھا تو منا کر وہ مجھے یون بولا — کہیے کیا کرتے جو تم کو نہ مناتا کوئی
غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری — مین ہوا سوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

تنہا تخلص ایک سخنور معروف بہ اکابا شندہ دہلی کا ہے قوم قصاب سے تھا

اب نامہ بر بنا ہے تنکے ناصح کوئی مین ہے — معقول آدمی تو کوئی ہو جواب کو

تنہا تخلص عوض علی خوشنویس

تھا ہی پیام وقت نزع تنہا یار سے — اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

تنہا تخلص شاہ وحید

دست جنون سے کرتا نکڑے اسے بجا تھا — کیون پیرہن ہمارے ناحق گلے پڑا تھا

توانا تخلص سید اکرام علی خلف سید سبحان علی باشندۂ فتح پور ہنسوا شاگرد مونگر شگفتہ
عاشق و ناسخ پہلے ناتوان تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

قرب اعلی سے حصول رفعت اسفل کو نہ ہو — گل کو سب رکھتے ہین سر پر کاہ گلشن زیبا
واسطے رتبہ کے ہم جنسی نہین ہرگز مفید — غیر بت ہر سنگ رکھتے ہین برہمن زیبا

توفیق تخلص میر توفیق علی باشندۂ آگرہ مقیم دہلی زبان بھاکا مین کمال رکھتے تھے بہت
دوہرے اور کبت انسے یادگار ہین

دشمنون سے آہ بے مہری کا کیا شکوہ کیجے گا — دوست ہی نا آشنا ہی بیوفا بے دید ہے

توقیر تخلص لالہ ہرنرائن داس ولد لالہ بھول چند فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

غش ہوا جسنے تری مہندی کی رنگت دیکھی — شعلۂ طور بنا رنگ حنا ہاتھون مین

توقیر تخلص شیخ احسان اللہ ولد شیخ محمد رضا بن غلام سرور بجنوری مصنف قاف نامہ

مقیم لکھنو صاحب دیوان ہین

ہو چکا جس سے فیصلہ دل کا
اب ہے اوس سے معاملہ دل کا

دیکھیے کسکی فتح ہوتی ہے
عشق سے ہے مقابلہ دل کا

توقیر تخلص عبد القادر پنجابی مقیم دہلی دس گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

انتظار نامہ بر مین اسقدر مہوش ہون
جان تن مین آگئی پیک قضا کو دیکھ کر

زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے
کہہ کہہ کے ہاے ہاے جگر ہاے ہاے دل

ہم تو خاطر سے تری غیر ذکی بھی تعظیم دین
رشک یہ کہتا ہے مجھوا اپنی یہ عادت نہین

تہور تخلص مرزا غلام فخر الدین برادر حقیقی مرزا قادر بخش صابر شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان و مومن خان دہلوی مین شباب مین انتقال کیا

سنتے ہی نام غیر تہور بھی ہے غضب
اوس جنگجو سے لڑنے کو تیار ہو گیا

لے آئے ذرا خط کا جواب اوس سے کہی تھی
افسوس کہ قاصد سے اب آنا نہین ہوتا

ناصحا پند و نصیحت تو نکر محفل مین
کہ مرے ساتھ کوئی اور بھی رسوا ہو گا

اب ہی کیا باقی جو ہی کاوش تری دست جنون
چاک دامان ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا

تیمور تخلص مرزا سعادت سلطان دہلوی خلف شاہزادہ قادر بخش موزون شاگرد مرزا قادر بخش صابر و حافظ عبد الرحمن خان احسان

اس سادہ مزاجی پہ بھی مرنے ہین ہزارون
اللہ رے عالم ترے بے ساختہ پن کا

ضبط نالہ کیا تو جان گئے
اپنا گویا مین آپ قاتل ہون

حرف تاے مثناۃ

ثابت تخلص شجاعت اللہ خان لکھنوی شاگرد حسرت

آتے ہو تم تو دن مین کئی بار اسطرف
پر دیکھتے نہین کبھی اے یار اسطرف

ثابت تخلص اصالت خان افغان مقیم عظیم آباد شاگرد مرزا بھجو فدوی

وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود ہو
اپنے ہی جی کا زیان اپنے تئین سود ہو

ثابت تخلص مرزا مغل الدین بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

سحر ہونے کے دھڑکے سے ہمارا جی بدن پھٹتا
کہ تیرا ہار موتی کا ہوا اے سیم تن ٹھنڈا

خبر دیتی نہیں ہے کچھ فقط گفتار خوب
سرخ پری کا کل دھوان بالا بالا رفتار خوب

ناتوانی سے یہ حالت ہے کہ جاتا ہوں کہیں
اور اوڑائے لیے جاتی ہے ہوا اور طرف

گرم اک بات کسی سے نہ سنی تھی ثابت
اب سناتے ہو مجھے میرے مقدر لکھون

ثابت تخلص شیخ ثابت علی ولد شیخ محمد علی ملازم راجہ بھرت پور

آنے کی کسی کی کیا سنی ہے
جان لب پہ ٹھہر گئی ہے آکر

کہتے ہین وہ بے وفا اب آیا
کہنے ہی کی بات ہے سنا کر

ثابت کا ہے حال غیر کل سے
تم بھی اوسے دیکھ آو جاکر

ثاقب تخلص میر شہاب الدین مقیم دہلی شاگرد خان آرزو

ثاقب کی نعش اوپر قاتل نے آکے پوچھا
کیسا ہے یہ جنازہ یہ کون مر گیا ہے

ثاقب تخلص شاہ شمس الدین دہلوی شاگرد شاہ مبارک آبرو۔ آزاد انہ وضع رکھتے تھے

مرے ادب نے رکھا مجھکو یہان تلک محروم
کہ بعد مرگ بھی دامن تلک لہو نہ اوڑا

ثاقب تخلص مرزا مہدی ولد مرزا انور علی بیگ اوستاد نواب محسن الدولہ باشندہ لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

کسنے بوسے لیے کیون آج ہو مرجھائے ہوے
گل افسردہ کی صورت ہے تمہارا عارض

مدح تیرے حسن کی کرتی زبان حال سے
رکھتی گویائی اگر تصویر پشت آئنہ

نہ کیونکر صاف ہون بعد شہادت میں تمگر سے
غبار دل مرا قاتل نے دھویا آب خنجر سے

قیامت قامت دلدار کے مضمون لکھے ہین
نہین کم آفتابی دائرے خورشید محشر سے

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریبل مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لہارو شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہر شخص کا دل اُدھر ہی کھینچتا ہے اِدھر کو — پوچھے کوئی کیوں اور سے رستا ترے گھر کا
اوس عہد میں کہتے تھے اسے بادیۂ طوفان — یہ نام مرے دیدۂ تر کا
کیوں وعدہ کرو بے خبر آجاؤ کسی وقت — ہوں وصل کا خواہاں نہیں مشتاق خبر کا
گھر بیابان میں بنایا نہیں ہم نے لیکن — جسکو گھر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا
وہی جگہ دیر میں ثاقب کو سمجھکر ہم کعبہ — وہ عدوئے بت و بتخانہ مسلمان نکلا
لاتے زبان کو کام میں کرتے وہ ہمسے بات — مجبور رہ گئی کہ سرے سے دہان نہ تھا
رکھا ہے خوب ناز و محل کے بیچ میں — اے چرخ پیر قیس کوئی ساربان نہ تھا
سمجھے ہوئے تھے قبر کو ہم گنج عافیت — دیکھا تو یہاں بھی امن و امان کا مکان نہ تھا
گرمی میں دل کو کھول کے پند قبا کیا — شکر خدا کہ ثاقب آشفتہ یہاں نہ تھا
جو اس سے پہلے تھا یہ وہی خاکدان ہے — یارب وہ خاکیوں کی کرامت کہاں ہے اب
کیوں ویسے آدمی نہیں آتے بروئے کار — آخر وہی زمین ہے وہی آسمان ہے اب
سیمرغ و زال و رستم و برزو کدھر گئے — کہنے کو ایک ہوش فزا داستان ہے اب
اسفندیار و نامور ارجاسپ کیا ہوئے — سننے کو ایک تذکرۂ ہفتخوان ہے اب
دیکھا ہے کس نے موسیٰ و فرعون کو کہیں — ہاں رود نیل روئے زمیں پر رواں ہے اب
نے بت گری نہ بت شکنی قصہ مختصر — صرف آذر و خلیل کا مذکور یہاں ہے اب
ہیں ظلم و معدلت کی حکایات اور بس — حجاج ہے جہان میں نہ نوشیروان ہے اب
ضرب المثل ہے لیلیٰ و مجنوں کا حسن و عشق — اوسکا نہ کچھ پتا ہے نہ اسکا نشان ہے اب
کیا کہ رہا ہوں میں کہ یہ ہے اور وہ نہیں — توحید کے خلاف ہے سب جو بیان ہے اب
نفی وجود غیر ہے ثاقب طریق حق — اثبات کی نمود بھی وہم و گمان ہے اب
ہم قوت جذب دل دکھائیں — اور پھر وہ ہمارے گھر نہ آئیں
کیا چیر کے سینہ دل دکھائیں — کچھ حال سنو تو ہم سنائیں
آتے نہیں یہاں اگر نہ آئیں — اے کاش مجھے وہیں بلائیں
اے بخت کہاں تلک ہرائی — اے چرخ کہاں تلک ستائیں

ہم سینہ سپر کیے کھڑے ہین وہ شوق سے خنجر آزما ئین
جو کام ہین غیر کے ہوئین صرف افسوس وہ دلربا ادا ئین
شاید کہ ہے گرم نالہ تا ثیر چلنے ہین شرر فشان ہوا ئین
خبر کسکو ہو مگر یہ گھائل ہوئے ہین محبت مین ہم جملہ تن دل ہوئے ہین
تمنا نہین ہمکو پروانگی کے وہ اب غیر کے شمع محفل ہوئے ہین
نہین عقل سے عشق خالی کہ اسمین بڑے تجربے ہم کو حاصل ہوئے ہین
نہ لپٹین نہ ہون قتل انصاف یہ ہے کہ ہم خود بہ آموز قاتل ہوئے ہین
ہین ذوق صحرا نوردی سے ثاقب نہ سمجھو کہ جویاے منزل ہوئے ہین

دل کا سودا ہے خفا ہونے کی کچھ بات نہین گفتگو رہتی ہے بائع کو خریدار کے ساتھ
دانہ پانی کی خبر لینے کی توفیق نہین کھیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتھ
چیر کر سینے کو دل دیکھتے ہین قتل کے بعد اک چھری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتھ
خواہش وصل مین ثاقب کوئی دیکھے سیر کچھ دعائین بھی پڑھی جاتی ہین اشعار کے ساتھ
ڈرتے ہین وہ جہان لطف آتا ہے گرد باد سہمے ہوئے ہین کیا مرے مشت غبار سے
رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہ ہو نصیب کافر بتون کو کہتے ہین عشاق پیار سے
فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹھائیے اس چند روزہ زیست مین کیا کیا اوٹھائیے
بے لطف زندگی سے تو مرنا ہی خوب ہے کیا فائدہ کہ ناز مسیحا اوٹھائیے
آؤ نہ آؤ ہم بھی ہین خوگر شکیب کے جی چاہتا ہے ذوق تمنا اوٹھائیے
یہان بھی مژدہ کو رخصت طوفان نوح ہے ہان نرم سے اوٹھائیے اچھا اوٹھائیے
رکھتے ہین لوگ خلوت دشمن کا اہتمام بے پردگی مین پردہ ہی پردا اوٹھائیے
بیٹھے ہین ہم تو اب دل بے آرزو لیے وہ دن گئے کہ داغ تمنا اوٹھائیے
ثاقب وہ ضبط اشک کو سمجھے ہین بیخبی یہ رویئے کہ شور شش دریا اوٹھائیے

ثبات تخلص مہر علی باشندہ بڑھانہ مقیم دہلی

شب کو جو مین نے دلف کو چھیڑا تو یون کہا مارسیہ کو ہاتھ لگانا نہ چاہیے

ثروت تخلص سید درویش علی مقیم دہلی انکے مزاج مین کچھ وحشت تھی

قابل نہ تھے جفا کے اوٹھانے کی ہم ذرا
ثروت نباہ سب یہ اوس آفت نباہ کی

ثروت تخلص محمد بخش ولد شیخ احمد بخش باشندہ بریلی مقیم مونس متخلص بہ شاگرد حکیم مومن خان مرحوم

بھولی صورت پر نجا ثروت بتان ہند کی
نرم گو ظاہر مین ہین لیکن دل اونکا سنگ ہے

ثروت تخلص میر محمد مشاہد باشندہ نارنول مقیم دہلی

داغ ہے لالہ کے دل مین روے زیبا دیکھکر
یا کنول ہے سر اوسکا قد رعنا دیکھکر
کیا بلا ہوتی ہے آفت رشک کی ہمدم کہ میں
مر گیا اغیار سے ربط اوس پری کا دیکھکر

ثریا تخلص سید امیر علی گویاموی

جھوٹے وعدے بھی یہان غنیمت ہین
اس مین تسکین کچھ تو ہوتی ہے

ثمر تخلص مرزا علی ولد مرزا جعفر علی لکھنوی شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے

عدے ہین گزرین یار کی وعدہ خلافیان
پوجینگے آج اوس بت پیمان شکن سے ہم بھی
کیا رنگ شوخ شوخ کے ہاتھون مین لائی ہے
کیا خون کھا ہوا ہے ہمارا حنا کے ہاتھ

ثمر تخلص سید ابو تراب خلف شاہ مرزا خان لکھنوی شاگرد امانعلی بحر

مجھکو جو دیکھتے ہو عداوت آنکھ سے
غیرون کو بھی نہ دیکھو محبت کی آنکھ سے

ثمر تخلص احمد سعید خلف سعد اللہ خان دہلوی

مثال آئینہ ہمسے کھلی حقیقت حسن
کہ ہم کو دیکھ کے اپنا تجھے غرور ہوا
تھا تا تمل امتحان عشق کی قابل ہے کون
بل بے ہمت اس ضعیفی پر گمان مجھ پہ ہوا
مگر راس نہ آیا تو اتنا کیا غضب تھا اگر
مرے غبار کے جا دل مین آسمان ہوتا
نگاہ گرم کا تیرے ہی کچھ اثر اولٹا
کہ غیر پر پڑے اور دل جلا دیا میرا

ثنا تخلص مولوی ثناء اللہ خلف شیخ کریم اللہ باشندہ دہلی سفر حجاز بھی کیا تھا

خواب مین مجھ سے وہ بگڑا تھا بتعبیر تو دیکھ
کہ سحر سامنے آیا تو پشیمان آیا

ثنا تخلص میر شمس الدین شاگرد شاہ شتاق طلب وطن انکا کشمیر مولد و مسکن عظیم آباد

چین ہے خندۂ گل سے دے دیتا ہے اور تو سے | فغان ہے نالہ ہے فریاد ہے زاری ہے واویلا ہے

نواب تخلص سعادت علی خلف میر شہاب الدین دہلوی مقیم کرنال

کبھی ہے مرہمِ داغانِ غم یہ احسان معجز قم کا | کبھی حق نمک سے ہے زخم دل پر اس تبسم کا

حرف جیم تازی

جام تخلص کنور سین باشندۂ دہلی شاگرد شرف الدین سرور

چڑھی ہے بادکی گھوڑی پہ گو موج ہوا لیکن | نہ دعوی کر سکے گگاون سے تیری ہم عنانی کا

جان تخلص جان عالم خان لکھنوی خلف نواب منور خان مرحوم شاگرد میر سوز خط تعلیق اور شکستہ خوب لکھتے تھے

چھوڑ عارض دل نے گھیرا زلف عنبر فام کو | صبح کا بھولا نہیں ہے جو پھرے شام کو
اگا خوبان نوخط ست یہ سکتے | گھسیٹا پھر مجھے کانٹوں پہ دل نے

جان تخلص جان علی باشندۂ جہان آباد شاگرد میر تقی نواب میر خان کے قرابت داروں میں سے

ذکر اوس زلف کی درازی کا | صبح سے تا بشام ہوتا ہے

جانباز تخلص ہو خان باشندۂ سرہند ضلع تیرہ شاگرد دامداد حسین ظہور

کس وقت کپ یہ نالہ و شور و فغان نہیں | کس دم ہماری سینے سے اوٹھتا دھواں نہیں

جانصاحب تخلص میر یار علی خلف میر امن لکھنوی شاگرد عاشور علی خان بہادر رنجی اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

شان میں اللہ کے مطلع دو ہو دیوان کا | جیسے بسم اللہ بھاتک ہے ہو اقرآن کا
ہوتا نہیں ہے ایسا بھوتیوں کا طور | چیرا تانگ دیدہ دیکھا ہے اکثر چھپان کا
سب جھوٹ ہے ہیں انکے لیے ہو چکی خبر | شجاعلی کسی کا نہ جادو نظر پڑا
جس مردوے کے پیچھے مرا گھر ہوا تباہ | برسوں کے بعد پھر وہی الو نظر پڑا
کلوارنی پہ مرتا ہے لف اوسکی ریش پر | قاضی کے گھر میں کیوں نہ ہو چرچا شراب کا

ملوم بنیون سے جولا ہو نسے جو کھیلے چوسر — چال وہ مجھ سے ملکے گزکی نہ کیونکر چلتا
کیا ہم کو پڑے کوئی زنانی کے گھر آیا — اچھا سین کرنا ہے اجی ذکر پر آیا
ساس نندون کی محبت کی مین قربان گئی — جاؤن میکے مجھے منگوا دو سواری مرزا
نہ پھینکا ڈھیلا نہ کنکارے چپ چلے آئے — کسی کے گھر مین کوئی بے خطر نہین آتا
کمر کا ہووے جو مضبوط اور دیکھائے مرزا — مجھے تو اتنون مین کوئی لطف نہین آتا
گرگٹ کی طرح کالا کبھی لال ہو گیا — غصّے سے مردوے کا عجب حال ہو گیا
کھلتی ہے جبھی ٹھوکرین کھانی کی حقیقت — سر پر جو کوئی چاہنے والا نہین رہتا
چھوٹا کپڑا ہے بڑے لطف کی پرچیز ہے — ساری جوڑی مین تو بندی کو خوشی آئی انگیا
خوب بھڑکایا تھا اوسکو سوت نے — مین ہوئی جب گرم ٹھنڈا ہو گیا
چھوٹے دیوار سے مرے پردا کیا — باجی صاحب اوہی تم نے کیا کیا
ہو خیر دولہن دولہ کی ساتھ مرا ٹھنکا — اچھا نہین یہ ٹوٹنا سہرے کی لڑی کا
نامرد ہی نہ جورو سے اتنک خبر ہوا — قربان اس حیا کی بوا سال بھر ہوا
سوکھا سا کھا گورا گورا — کملو کا گھر والا ہو گا
آتو نے مار مار کے کین چور ہڈیان — مطلب جو مین نے پوچھا عطار رسیم کا
یہ بدگمان ہے دل وس نگوڑی نٹ کھٹ کا — لگایا مین نے جو سرمہ موئے کا دل لگا
جان کی خیر ہو صدقہ اجی کچھ دے ڈالو — جان تم پر ہے کڑا آج کا دن آج کی رات
مجھے نفرت ہے صورت سے نگوڑی جانصاحب کے — وہ اوسکی شکل کیا ہے ای ہوا قربان کی صورت
کہدے مہتاب نے نہرن سے ملاقات کی بات — پیٹ کی ہلکی ہے اک دن نہ بچی رات کی بات
کیا سڑن نے چالیسوان بسنت کے روز — نکالی قیس کی لیلی نے کس بہار مین روح
سوت کی منہ کو لگی سات توڑنکی کا لک — میرے چولھے مین اوسی نے بو اگا لا تعویذ
نہ دیکھ دولہہ کو ساس نندون کو آگ گھونگھٹ اٹھا اٹھا کر — نئی نویلی دولہن ہے بچی ابھی تو دو چار دن جا کر
نکاحی سیاہی کو چھوڑ بیٹھے متاعی ہڈی کو گھر مین ڈالا — بنایا صاحب امام باڑہ خدا کی مسجد کو ٹمنی ڈھا کر
نصیب سیدھا اگر ہے میرا لگے گی کھاٹ اوسکی — وہ سکھ نہ پائیگی جسنے بھیجا ہے اولٹی ٹپی تمین پڑھا کر

تھا کا تو نہ جان صاحب تم ۔ اوسکو کس رشتے سے ملایا یار نے
سنا کہ تو دل مین تیرے جو سودا کی تلاش ۔ کیون مونڈے کاٹے رات کو تو اوسکی تلاش
آج منجے سے ہے تو کل اور سے مرزا اخلاص ۔ ایسے ہرجائی سے ہو نوج نگوڑا اخلاص
موتی کی طرح رکھئے خدا سب کی آبرو ۔ بیرنگ ہے محل کا جواہر نگار رنگ
رنڈی چیل دورچی مجھ پہ یہ بہتان نہ کر ۔ میری بیری میہی دشمن ہون گر نتا کہیو
نہ جائے کوئی بلانے کو جان صاحب کے ۔ ہم آپ کوٹھے پہ چڑھکر پکار لیتے ہین
جیسے بھاتے ہین مجھے باجی تمھارے ہاتھ پان ۔ گوری گوری تھے پیاری پیاری ہاتھ پان
جان صاحب مجھکو تم دلکالو بالاپوش مین ۔ مارے جاڑے کے مرے ٹھنڈے ہیں ہاتھ پان
لے قسمت سے ہے اوباش جو رواوہی نائی کو ۔ خصم کی طرح رنڈی مونڈ کھائے گی خدائی کو
سر پہ باندے جو مرے آکے تو چلاتی ہے ۔ مینے جانا ارے چندیا ترے کھجلاتی ہے
لٹوے بھائیے نہ مرے آکے سامنے ۔ یہ نخرے تلے کیجیے جرو اکے سامنے
دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائین رات کو ۔ رسی سمجھ کے بھاگی مین اک چیخ مار کے
در گور تم کو اپنا ہی مطلب ہے سوجتا ۔ اے جان مین تو مرتی ہون مارے بخار کے

جان نثار تخلص میان جی غلام فرید ساکن فرید آباد ملعلی کرتے تھے

پیچ اوس زلف سیہ کا ہم سے دا ہو تا نہین ۔ لاکھ ڈالین پیچ مین اوسکے اگر شانے کو ہم

جذب تخلص میر عزت اللہ عرف میر بھکاری مقیم دہلی بریلی کی معززون مین تھے بیشتر فنون مین دخل رکھتے تھے تھوڑی سی عمر مین بہت سے شہرون کی سیر کی تھی قریب بنجارا کے انتقال کیا

وہان صفائی وخودنمائی ہے ۔ یہان مرے جان کی صفائی ہے
جو کہ حلقہ بگوش نتھ کے ہین ۔ ناک مین اون کے جان آئی ہے

جرأت تخلص مرزا مغل خلف عبد الباقی خان شاگرد سودا بریلی مین وفات پائی

پٹ ہی حال پریشان ہے آج سنبل کا ۔ چمن پہ آہ یہ کس زلف کا وبال پڑا
کیون نہ ہو دین جان و دل سے ہم کنار آئنہ ۔ عکس ہے مکھڑے کا تیرے ہم کنار آئنہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش ولد حافظ امان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت اونیس ۱۹ برس کی عمر مین چیچک کے عارضے سے انکی بصارت زائل ہوگئی تھی نجوم اور موسیقی مین کامل تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان بہادر کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق کے باندھنے مین بے مثل گذرے اشعار انکے نہایت دلچسپ اور عاشقانہ ہین

سنہ ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

کچھ بھی مزاج تیرا اے بدگمان بدلا
تیرے مریض غم نے سو جا مکان بدلا

جسنے پا بوس بھی ہونے نہ دیا وصل کی رات
اور کچھ اوسکا بھلا کیون کہ گوارا ہوتا

نہ لب تک آہ پہونچی ہے نہ افغان ناتوانی سے
پھر اوس بیرحم کے دل مین اثر ہو کارگر کس کا

آئینہ سے بھی تو ہوتا نہین محبوب دوچار
پھر یہ حیرت ہے کہ دل کیون ہی نکلتا اپنا

کیا کہین وصل ہوئی پر بھی زبان سے اپنی
حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا

ہوا ظاہر نہ مردہ بھی ترے بیمار ہجران کا
زلیس صدمہ اوٹھا کر وہ ہوا تھا درد پنہان کا

یاد کیا آتا ہے وہ میرا لگے جانا اور آہ
پیچھے ہٹ کر اوسکا یہ کہنا کوئی آجا ہے تمکو

دم تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکلنا آنا
یاد ہے رات کو سو بار ادھر آنا

کلمہ پڑھے ترا جسے دیکھے تو بھر نظر
کافر اثر ہے یہ ترے کافر نگاہ کا

دم مارتے نہین اور اوٹھاتے ہین ظلم یار
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے نباہ کا

تیرے مریض غم کی زبان پر نہین کچھ اور
اک تار بندھ گیا ہے فقط آہ آہ کا

آشنا تجھسے نہ تھا پر مین بزور اوسنے ہم آغوش کیا
جبکہ اک عید کے دن اوسنے ہم آغوش کیا

کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
خواب مین آنے کی بھی تمنے قسم کھائی کیا

جنھون کا نامہ پہونچتا ہے اوس گلی تک
اونھین کا کاشکے جرأت مین نامہ بر ہوتا

شب اوسنے تو کر موتی کی سمرن مجھسے گنوائے
دکھلایا وصل مین عالم نیا اختر شماری کا

کچھ منہ سے دینے کو وہ بہانے سے اوٹھ گیا
حرف سخاوت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

اے قرب مرگ احوال اب تو یہ ہجر کا
غرض ہے ماندے مسافر کو قیامت دور کا

دیکھو ذرا دیدہ نگہ سے تو نکلکر اک رات — چور سا کون کھڑا ہے پس دیوار لگا
دل کو تھا سو ہوئے چکچا سا ہی کیون کہ تو بھی — جرأت اک بات بھی کرنا تجھے دشوار ہی کیا
جس بہانے سے کبھی آن کے ملجاتے تھے — آہ کیا بھول گئے اب وہ بہانہ اپنا
خط کا لکھنا یہ آیا ہے کہ جرأت جسے تو نے — اک دم مین اوٹھا آنکھون سے سو بار لگایا
کہان کی کہیں کا ہے عالم اوسکا ہے ناداں کا — بھولی بھولی صورت اور بس پردہ بالا کان کا
یاد آتا ہے تو بس رو رو کے زانو پیٹنا — اوسکا ہنس دینا اور اپنا گدگدانا ان کا
پیٹھ کو سوتے مین بوسہ کیون لیا تو نے مرا — گوسہ ہے تہمت پر فرا کیسا ہی اس بستان کا
تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گہر — مزا دکھلا رہا ہے ان دنون دیوانہ پن اپنا
ناصحو آپ مین جرأت نہ رہا — اب سمجھکر اوسے سمجھائیے گا
جو کرتے بات ہمسے تو لڑاتی انکھ غیرون سے — بھلا صاحب یہ ڈھب سیکھے تم اچھا ان سے نکا
دیدہ و دل جاتے ہین ٹانکے سنجنی نم ہمکو دکھا — تصور جب کہ گزرے ہے کیسے مسکانے کا
ناصحا جب بات کرنا ترک ہا لکل — تو کیا اس بات کا چرچا نہ ہو گا
نہ کہو جرأت کو اپنے ہاتھ سے جان — کہ ایسا شخص پھر پیدا نہ ہو گا
نہ آنے کی جب مین سنانے لگا — وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا
کسی نے جو پوچھا خفا کس سے ہو — اشارے سے مجھکو بتانے لگا
چپ ہو فریاد اب نہ کر بلبل — رنگ گل بے طرح سے لال ہوا
خامہ دوش ہون مین شمع کے مانند تن بھی — جلتا ہی جاؤ کیا لگایا ہے میان بیٹھے رہو
ہجر کے ہون مین کسی اک بت ہرجائی کا — جا بجا کیون نہ ہو شہرہ مری رسوائی کا
دیکھے ہوتے غیر سے جب مخلط ہوتا ہے وہ — دیکھے اوس دم کوئی رکنا اور گھبرانا مرا
ہاتھ ملتے ہوئے آج آتے ہین سب اگلے — جاے حیرت ہے کہ مین کیون سر بازار نہ تھا
دیکھنا دشوار ہے اب اوس بت دلخواہ کا — یہ ہمین در پردہ گویا عشق ہے اللہ کا
کیجیو زمین سے قبر برابر مرے کہ مین — کشتہ ہون ایک پردہ نشین کے حجاب کا

پابوس میسر نہین ہمیں اب — وہ چوری چھپے کی بھی ملاقات نہین اب
ربط دو شخصون مین سنتے ہین تو ای جرأت — سر کوٹکرا کے یہی کہتے ہین ہم ہای نصیب
منفعل کیونکہ نہون اوسکی مین اس چال سے خجل — بعد بوسے کے وہ منہ پوچھے ہے رومال سے خوب
عالم مستی مین میرے منہ سے کچھ نکلا جو رات — بول اوٹھا تیوری چڑھاکے وہ بت بیجو آپ
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمھاری رات — بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
اوسکا کیا حال کہون اتبو یہ حالت ہے کہ آہ — کچھ بھی سمجھی نہین جاتی ترے بیمار کی بات
سر دیجے راہ عشق مین پر منہ نہ موڑیے — پتھر کی سی لکیر ہے یہ کوہکن کی بات
مجھ مین جرأت ہے بجا دست درازی کی مہان — دیکھکر مجھکو چھپا لیتے ہو تم گات عبث
نہ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر — ترے بغیر کسی کو نہین کسی کی خبر
حیران ہون مین وہ کون ہے جو مین وصل مین — کہتے ہو تم کہ چل بے اوسی کو تو پیار کر
اس ڈھب سے کیا کیجیے ملاقات کہین اور — دن کو تو ملو ہم سے رہو رات کہین اور
آسیا سے کوئی اب سیکھے رفاقت کا طریق — ساتھ گردش مین بھی پتھر کا نہ چھوڑے پتھر
سنگ بر سینہ ہون کہنا یہ کسی کا کہ یاد — چھوڑ بس چھوڑ پڑین تجھپہ نگوڑے پتھر
کر سکے کیون کہ بھلا پا تو وہ رنجور دراز — جسکو بستر پہ ہو جنبش سفر دور دراز
کبریائی مین مراد وہ بت دلخواہ ہے ایک — لوگ سچ کہتے ہین یہ بات کہ اللہ ہے ایک
دن ہجر کا جب دو پہر آتا ہے تو جرأت — کیا کیا دل نالان کی سنا کرتے ہین سارنگ
کافر ہون جو محرم پہ بھی ہاتھ اوسکے لگا ہو — مشہور غلط محرم اسرار ہونے ہم
مری وحشت سے دل ہی دلمین رک کر یون وہ کہنے — الٰہی لگ گئے کیون ایسے دیوانے کو پیار ہم
نکسک کی درستی ہو تو زیبندہ ہو گرمی — کیا لطف ہے ای چرخ جو خورشید ہو اگرم
مثل آئینہ با صفا ہین ہم — دیکھنے ہی کے آشنا ہین ہم
روز کہتے ہین وہ آئین تو کہین غم جرأت — جب وہ آتا ہے تو اوسوقت نہین ہوتے ہم
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے — ہے آج تو جرأت پہ بھی تصویر کا عالم
جو روٹھے ہم تو بولے سیلی سے تم کہ آ ملجا — ادھر کو دیکھیو کیون جی منانا اسکو کہتے ہین

بیٹھے مجھ پاس وہ کیا اوسکو یہ اندیشہ ہے — پہنچ کر مجھکو وہ کرنے نہ لگے پیار کہین
لگ جا گلے سے طاقت اب اے نازنین نہین — ہے ہے خدا کے واسطے مت کر نہین نہین
دیدکا طالب ہون تو سن کر کہی جرأت وہ شوخ — خاک دیکھے گا تری آنکھون مین بینائی نہین
جو دیکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسی سے وہ — یہ کہتا تھا کہ ہے لطف محبت رازداری مین
بندے کی سن سفارش بولے وہ یون کسی سے — عاشق وہ یون ہے صاحب جاے ہمان ہے
ملفان اشک کو دیکھ آنکھون مین کیون جما — گو شوخ ہین یہ لڑکے پر اپنے تو جگر ہین
دیکھ آئینہ وہ اپنی ایڑی کو دیکھ بولے — حق تو یہ ہے کہ ہم بھی کیا ہی بہادر ہین
دام مین ہمکو لاتے ہو تم دل اٹکا ہے اور کہین — شعر پڑھانی ہم سے اور مضمون گٹھا ہوا اور کہین
نہ دیا مین نے جو ہمدم تری باتون کا جواب — مت برا مانیو اسوقت مین تھا اور کہین
جی مین سو بار آتے ہے جرأت نہ جایئے یار — پر سمجھکر دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین
سیری بیتابی سے محفل مین یہ دھڑکا ہے اوسے — اوٹھ کے ہونے نہ لگے یہ مرے قربان کہین
رات تو بند قبا کھولنے کی نہٹ مین گئے — صبح نزدیک ہے لے اب کہا مان کہین
کہے ہے جب وہ محفل مین کہ لو اب گھر کو جاتا ہون — تو مین ایک ایک کو کیا کیا اشارون مین جتاتا ہون
لی جائی اوس بت خونخوار نے جب بات مین — چٹکیان غنچے بجانے لگ گئے تب باغ مین
بیٹھون تک پاس رہا اوسکے تو چتون مین مری — چل دل دور تری شکل سے بیزار ہون مین
لگا یا غم یہ جوانی مین کیون میان جرأت — ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن
اے ستم ایجاد کب تک یہ ستم دیکھا کرین — تو کرے غیرون سے باتین اور ہم دیکھا کرین
روکتا کیا اوسے جرأت نہ رہا آپ مین مین — بیٹھے بیٹھے جو مین اوسنے یہ کہا جاتا ہون
وہ کیا کیا مجھپہ جھنجھلاتا ہے کچھ کچھ سوچ کر دل مین — جو بیتابی سے گھبرا اوسکو سر بازار لیتا ہون
سچ کہہ جواب نامہ تو لایا ہے وہان سے کیا — تیرے بجا ہو اس اب اے نامہ بر نہین
نرگس وہ آپ کو بیمثل سمجھے ہے زمانے مین — ہوا سو خجل ہے حیران مل آئینہ خانے مین
کہین شب کو ہوئے تھے رونق افزا کہون مکان کے — ابھی پہچانتے ہین نقش پا کے ہم نشانون کو
گئے وہ دن سناتے تھے جو شب کو داستان تجھکو — ہم اپنے مہربانون کو وہ اپنے رازدانون کو

گر کہون بیزار کیون تم اپنی شیدائی سے ہو
تو یہ جھنجلا کر کہے ہے تم تو سودائی سے ہو

بیان پھونک دیا تن کو وہان یار کو بھڑکایا
تا لے بھی قیامت ہین کچھ آگ لگانے کو

دل مین آتا نہین اوسکے مرے گھر آنے کو
تا یہ لوگون مین رہے بات قسم کھانے کو

رات بولا وہ مرے نالۂ جان سوز کو سن
آگ لگ جایو جرأت ترے جلانے کو

نہین دہیان سے بات سنتے کسی کی
میان جرات اب سچ کہو تم کہان ہو

رقیب کو جو بٹھاتے ہو مین سمجھتا ہون
یہ ساری باتین ہین پیارے مری اوٹھانے کو

وصل مین جسکے نہ تھا چین سو جرات افسوس
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجھکو

ادھر تو دیکھ دینے کہا تھا غیرونکو تم آنے دو
چپکے ہو منہ کھلواؤ نہ میرا جانے دو بس جانے دو

پوچھون ناصح سے جو تک شکل دکھا جا دمِ شوخ
مین ہون اب دام محبت مین گرفتار کہ تو

دیکھیو شوخی کہ مجھکو دیکھکر بیتاب رات
سب سے کہتا تھا اشارون مین تک اسکو دیکھو

نہ دیکھو نبض مری آہ مت لگاؤ ہاتھ
طبیبو تم مرے جینے سے اب اوٹھاؤ ہاتھ

شرم یہان تک ہے کہ مانگے نہ خدا سے وہ دعا
کرنے ہاتھون کو نہ تا روے حسین کا پردہ

گر جرأت نہین ہے تم نے دل
مسکراتے ہو کیون ادھر کو دیکھ

کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھ

حشر تک وعدہ فردا پہ نہ آیا واللہ
دیکھے ہم نے بھی قیامت بت عیار کی راہ

کچھ منہ سے دو کہ تکتے ہین ہم بار بار منہ
ورنہ تمہارا نام نہ لینگے ہنار منہ

پیرہن چاک ترے در پہ جو کل کرتا تھا
آج لوگ اوسکو لیے جاتے ہین کفنائے ہوے

دم رخصت کہے جرأت کوئی اوس کافر سے
اک مسلمان کو کیون جاتے ہو ترسائے ہوے

سچ کہو کیونکر وہ ہمسے پردہ کرذات باری حجاب مین ہے
یہ اوسکا گھر انہین ہے گویا خدا کی قدرت نقاب مین ہے

نہ دیکھی گو آنکھ اوٹھا کر اوپر غضب ہین وہ نیچی نیچی نظرین
بری ہو چتون وہ اوسکی کافر کہ لاکھ شوخی حجاب مین ہے

یارب کبھی تو دیکھون مین یہ انقلاب عشق
میری طرح سے وہ بھی کرے جستجو مری

خلق گزرتا ہی مجھکو کیا کیا سنون ہون حسرت بھرا جو جیتا مین
کہ کوئی معشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا منا رہا ہے

یاد دم رخصت چلی آتی تھی دروازے تلک
یار مرے آنے کی سن کنڈی چڑھانے لگ گئے

لعنت بر

مضطرب پایا اوسے تو ایک تو تھا ہی قلق
سوچ کر کچھ کچھ طبیعت اور بھی گھبرا گئی

چاہ کی چتون مری آنکھ اوسکی شرمائی ہوئی
تاڑنی مجلس مین سب نے سخت رسوائی ہوئی

غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین بڑھاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھے جاتا ہے اوسے

مین یہ نظرون مین سبک ہون کہ دم گریہ وہ شوخ
ہنسکے چھیڑے ہے کہ لو بس نکرو دل بھاری

ہووے کس منہ سے بیان وہ کہ دم بوسی کا
کسمسا کر جس ادا سے وہ بھرے ہے سسکی

کھاؤن یارب نہ غم عشق تو غم کھائے مجھے
گر نہ بیمار محبت ہون تو موت آئے مجھے

حیرت ہی کہ کل اوسنے کہی کان مین میرے
وہ بات کہ مطلق جو نہ تھی دھیان مین میرے

موئی اس رشک سے ہم تو کہ جو ہی اوسکے کوچے مین
پریشان بے سر و پا غمزدہ آوارہ حیران ہے

ہاے وہ لڑنا ہی اوسکا تھا غنیمت وصل مین
صلح کو روتے تھے کیا اب جنگ بھی دشوار ہے

مین ہی رہجاتا ہون اوس پاس جو محفل مین تو وہ
کیا کسی کے تئین جلدی سے بلا لیتا ہے

سوطرح کا سوچ اوس دم دلمین اپنے آئی ہے
بیٹھے بیٹھے جب کہین گھبرا کے وہ اوٹھ جاے ہے

یون گوری سی چھاتی پہ ہے زنجیر طلا کی
جون کاسۂ چینی پہ ہو تحریر طلا کی

منہ دیکھکر بس اوسکا حیران رہگیا ہون
دھوکے مین جنسے اوسکا مجھی گلہ کیا ہے

خوبون پہ کرون کیون کہ دل اپنا نہ فدا
یہ چاند کے ٹکڑے ہین مری جان کے ٹکڑے

سو خرابی سے جو ہم یار کے در تک پہونچے
وہ سنی بات کہ پھر جیتے نہ گھر تک پہونچے

شب کو اوس بن جان جو تن سے مری جانی لگی
آہ سوزان آگے آگے شمع دکھلانے لگے

گذر جاتی ہین باتین دل مین کیا کیا اوسکی محفل مین
کسی سے چپکے چپکے جب کوئی کچھ ذکر کرتا ہے

کچھ بات مرے آگے وہ کب منہ سے نکالے
جب تک کہ نہ دو چار کو پاس اپنے بٹھالے

روز غل آگ لگ اوٹھنے کا وہان رہتا ہے
جس محلے مین ترا سوختہ جان رہتا ہے

وصل مین دیکھ کے رہتا ہون یہ حیران کہ وہ شوخ
دمبدم جانب در کیون نگران رہتا ہے

جو عشق صادق کا دیکھا عالم تو قہر اوسکا اثر ہی ہمدم
اوسے بھی ہوگا جدائی کا غم ہمین جو غم ہی تو بس یہ غم ہے

کیا کیا وہ خفا مجھ سے ہوا گھر سے نکل کے
جب مینے پکارا اوسے آواز بدل کے

کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم ڈرے ڈرے
وہ اوبھرے اوبھرے گات وہ بازو بھرے بھرے

جن پہ دل مائل تھا آگے سو بجسرت کہتے ہین
اک زمانہ وہ بھی تھا جو ہم پہ مرتے رہے

اُس پردہ نشین سے کوئی کس طرح آوے
جو خواب مین بھی آوے تو نہ ڈھانک کر آوے

یون وہ آنکھون مین کہے ہے جب کہ ردہی کوئی
پھوٹ پھوٹ آنسو نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی

جو کہا مین نے کہ مضطر رہے تا کے کوئی
تو عجب ناز سے جھنجھلا کے کہا ہے کوئی

لگ چلا مین جو شب وصل مین تو ہٹ کے کہا
جھانکتا روزن در سے نہ ہوے ہے کوئی

چاہیے حشر مین بھی دیکھ کے جرأت وہ ہمین
کہے گھبرا کے قیامت ہے یہ ہے ہے کوئی

بل بے بے دردی کہا ہون جو بن کہ دل اُنکا کسی نے
زور سے وہ اور مٹھی مین دبا کر لے گئے

سبھون کی ہے زبان پر داستان میری خموشی کی
مرے کم بولنے نے بات یہ کتنی بڑھائی ہے

بلایا خواب مین اوسنے جو ہم پر تو ہاے
بس آنکھ کھل گئی لگتے ہی پالون زنے سے

یاد جب آتا ہے یہ کہنا تو اڑ جاتی ہے نیند
اپنے ہٹ تو رکھ چکے لو اب تو ہٹ کر سوئیے

اب دن کو کیون وہ آوین ماہ صیام کا
ڈر ہے اونھین کہ ہے ہے روزہ کہین تو نہ ٹوٹے

روداد اوس سے کہیے تو منہ پھیر مسکرا
کیا چپکی سے کہے ہے کہ شامت نصیب کی

حیران ہون مین کہ آتے ہی دہان سے مکر گیا
پیغامبر نے یہ حرکت کچھ عجیب کی

ہزار افسوس یون اسے زندگانی
چلے تو خاک مین ہم کو ملا کے

کرے ہے کس فرے سے دل کو چوری
وہ اوسکا دیکھنا نظرین چرا کے

غضب ہے لیتی ہے آغوش مین اسے
وہ اوسکا سانس بھرنا کسمسا کے

ہوئی تقصیر صاحب پھر نہ روٹھو گے کبھو ہم سے
چلو بولو مین باز آیا محبت آزمانی سے

دم آخر نہ پوچھو دمع اوس بدفن کے آنکی
کہ وقت نزع آکہنے لگا خوبی بہانے کی

جرأت تخلص میر شیر علی معاصر سودا دکھن مین سکونت اختیار کی تھی

بیخود جو ہوا اتنا تو دیکھ کے میخانہ
حیران ہون مین کیون کر پیونگا تو پیمانہ

جراح تخلص غلام ناصر جراح دہلوی کشمیری الاصل تھا

اک دم نہین ہے اوس بت خورشید رو کو چین
پھرنے مین جیسے کوکب سیار گرم ہے

جراح تا کے دینے مین مت کر درنگ تو
اسواسطے کہ زخم مرے یار گرم ہے

جسرا تخلص میر محمد حسین باشندۂ لکھنؤ

نالہ مزار مین سے تا آسمان گیا — دیکھو تو بے ادب یہ کہان سے کہان گیا
اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنے کی امید — میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا
جن پہ کیا مال فرشتون کو ہوا حکم سجود — سب سے بہتر مین سوا خاک کا پتلا ٹھہرا
اب ملینگے نہ کبھی اوس بت سفاک سے ہم — جو ٹھنے دل مین ٹھنی جی مین جو ٹھہرا ٹھہرا

جسرا تخلص مرزا حسین بیگ شاگرد اسیر

میری طرح سے خون بھی میرا ہے باوفا — اے ترک یہ چھپے گا نہ تیرے آستین سے کب

جری تخلص مرزا سرفراز علی مرحوم ولد مرزا نوازش علی بن مرزا مغفور بیگ رہنما محمود نگر ضلع لکھنؤ شاگرد برق

کانون سے اوسکو بستی نہین ایک دم کبھی — مثل جری ہے عاشق روئے نگار زلف

جعفر تخلص جعفر علی خان دہلوی

چمکتے دانت دیکھے یار کے مسی لگانے مین — جڑی ہین قطبیان الماس کے نیلم کے خانے مین

جعفری تخلص میر باقر علی خلف قمر الدین منت سفر حجاز سے پھرتے وقت اکتیس برس کی عرصہ ہوا کہ انتقال کیا اپنے برادر بزرگ میر نظام الدین ممنون سے تربیت پائی تھی

آرام وعدے کی شب اک دم کبھو نہ آیا — آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا
سب مٹے نقش خیالات جہان بعد فنا — داغ الفت ایک زیب صفحۂ دل رہ گیا
تیغ یون دل مین خیال نگہ یار نہ کھینچ — نا خدا ترس کو کعبہ مین تو تلوار نہ کھینچ

جعفری تخلص محمد جعفر خوشنویس باشندہ الہ آباد مقیم اجمیر شریف

ہے وہ پابند چمن مجھکو یہ حیرت ہے کہ لوگ — سرو کو کس لیے آزاد کہا کرتے ہین

جعفری تخلص شیخ جعفر علی قاضی زادۂ دادری ملازم نواب عبد الرحمن خان والی جھجھر

الہی ہر گھڑی ہر زخم دل سے خون ٹپکتا ہے — شہید ناز ہون مین آہ کس دست حنائی کا
اے دل خیال زلف بتان کیون کہ چھوڑ دون — وحشی ہون اور پاؤن مین زنجیر ہی نہین

جلا تخلص نواب مرزا امجد علیخان خلف نواب محی الدین حیدر بن نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

تمکنت جائیں شل ہون تو ہین جلین خاک ہیں ملیں یا
تیرے سوا کسی کو لگاؤن جو یار ہاتھ
آتا ہے ہجر مین جو خیال وصال دوست
گھبرا کے دوڑ پڑتے ہین بے اختیار ہاتھ

جلال تخلص غلام علی ولد نعیم اصغر علی داستان گوے لکھنوی شاگرد امیر علی خان ہلال و برق

وہ یار اب اس قدر اونچی ہو وقت زینت سر
کرے پہاڑ کی چوٹی سے ہمسری چوٹی
کیا ہے ایک ہی چوٹی نے ہم کو سرگشتہ
اب اے جلال نہ دیکھینگے دوسری چوٹی

جلال تخلص جمال الدین حسین

جی مین آتا ہے گریبان پھاڑ کر
دشت کو اوٹھ چلیے دامان جھاڑ کر

جلال تخلص ایک شخص فیض آبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تنگ احوال ہے ابرو تری شیدائی کا
آ کے ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا
کیا ہوا مین نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا
اتنی ہی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جلیس تخلص آلہ وردی خان برادر سعادت یار خان رنگین باشندہ دہلی

تیرے دہن سے ازبس کھینچی ہے اک ندامت
غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرو نہ آیا

جلیس تخلص نواب محمد مہدی علیخان موسوی خلف نواب صمصام الدولہ ناصر الملک سید علی نقی خان بہادر شوکت جنگ باشندہ نیشاپور مقیم لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان گوہر

جان تو جاتی رہی پر نام پیدا ہو گیا
جو بنا قاصد کبوتر بس وہ عنقا ہو گیا
چار دن کی چاندنی ہے سیر تو کر تا ہہ کہان
سانولا تیرا بدن اے ماہ سیما ہو گیا
موج دریاے فنا پر کی ادا ہم نے نماز
ہم سبکدوش تھے یہی اپنا مصلا ہو گیا
خود بخود آپ ہو تشریف مرے گھر لائے
آگیا آج یہ اے جان جہان کیا دل مین
یکتائی کا دعوی تجھے اے یار بجا ہے
تجھ سا کوئی دنیا مین نہ ہوگا نہ ہوا ہے
دن رات تیری سمت مرے رہتی ہین آنکھین
ہر چشم کی پتلی صفت قبلہ نما ہے
زاہد بخدا ہون مین دل و جان سے تصدق
دیکھا نہین اوس بت کو کہ گر نام خدا ہے

جلیل تخلص مولوی فیض الحسن ولد مولوی سید صاحب علی فرخ آبادی شاگرد صفدر

چاہیے عشق بتان سنگدل کو چھوڑ کر | اے جلیل اب تو توکل کر خدا کے نام پر

جم تخلص قاضی جمشید علی مراد آبادی

آتی ہے مگر کوچۂ جانان سے یہ اے جم | دامن سے معطر جو نسیم سحری کا
ہے نامۂ اعمال مرا سامنے میرے | کہتا ہوں جسے اے دل مضطر شب فرقت

جمال تخلص میر جمال الدین خلف میر کمال الدین باشندۂ دہلی

ہم تمھین آشنا سمجھتے ہین | آپ کیا جانے کیا سمجھتے ہین

جمشید تخلص مرزا جمشید بیگ ولد مرزا حمید بیگ اکبر آبادی شاگرد مرزا عنایت علی ماہ

نکل گئی مرے تن سے گر انتظار مین روح | رہے گی حشر تلک جستجوے یار مین روح

جمیل تخلص جمیل الدین خلف شیخ حفیظ الدین تھانیسری مقیم دہلی یہ شعرا نکے نابالغی کے ایام کے ہین

تونے دیکھین ہین غیر کی آنکھین | تیری نظرون مین کب سمائینگے ہم
جن ہو کے جمیل اوسکو چمٹ جاتے ہین ہم بھی | ہر چند کہ وہ شوخ پر زاد غضب ہے
مت برا مانیو جمیل اس کا | اوسکی گالی نہین سہالی ہے

جمیل تخلص مولوی جمیل الدین ولد شجاع الدین فتح آبادی

سوز درون سے ہے دل عاشق کی زندگی | آتش ہے آب خضر سمندر کے واسطے

جنت تخلص علی ہادی ولد محمد معروف لکھنوی شاگرد امانت

وہ گل ہوا پہ ہے نہ سنے گا ہزار کے | پیغام بھیجا چاہیے باد صبا کے ہاتھ

جنون تخلص چندکا پرشاد ولد کاکا پرشاد لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

سامری سے بھی سوا کرتی ہین جادو لفتین | جان پر کھیل گئے دیکھ کے ہندو زلفین

جنون تخلص میر مہدی برادر خورد میر رضی رہا خلف میر عباس عرف میر منل فیض آبادی مقیم لکھنو شاگرد رشک

گویا کہ گھڑی نور کی رکھی ہے کمر مین | ایسے ہی منور تری اے رشک قمر ہے

کسی نے تارے نہین دیکھے چاند مین اب تک	تمہارا چاند سا چہرہ ہے اور ستارہ سا گال
رخسارے دونو مہر ہین ابرو ہلال ہین	گریانگ کہکشان ہے تو ماہ مبین جبین
جو کڑی بھول گئے دیکھ کے رفتار تری	کسطح چار کرین آہو صحرا آنکھین
گو وصل یار تھا پہ لڑائی نہین گئی	میرے اور اوسکے خوب لڑی رات بھر زبان

جنون تخلص مولوی عبد اللہ مرحوم خلف سرفراز علی منصف جسرباشندہ بھاگلپور شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین مولانا شہباز قدس سرہ کی انکا مولد و مسکن جسر ڈیہا کے مین عہدۂ صدر امینی پر مامور تھے سولہ سترہ برس ہوئے کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

رخ سے اٹھے نظر تو پڑی جا کے زلف پر	ٹھہرے ہے شام ہی کو مسافر نگاہ کا

جنون تخلص شیخ غلام محی الدین احمد باشندۂ آگرہ

بیان کیجیے کس سے جنون شب گا کون	دل حزین پہ جو گزرے ہے بیقراری رات

جنون تخلص سراج الدولہ علی محمد خان بہادر سردار جنگ

اے ستون جور ستم سے ہے یہ دل تیر کا	آہ سینے سے نکلتی ہے قمر کی صورت

جنون تخلص شاہ غلام مرتضی شاگرد مولوی محمد برکت مقیم الہ آباد سہسرامی درویش تھے آخر ایام مین نابینا ہو گئے تھے

آفت جاں ہو گئی آخر یہ بینائی مجھے	جو بلا کہیے سو ان آنکھون نے دکھلائی مجھے
تری چشم مست سے سا تیا جنون ایسا تو ہوا	کہ مے دو آتشہ طاق پر جو دھری تھی دھری رہی

جنون تخلص مرزا نجف علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ باشندۂ بنارس طرائف دہلی مین سررشتہ داری اور تحصیلداری کرتے تھے

دل کو شاید کوئی ستاتا ہے	قاصد اشک تیز آتا ہے

جنون تخلص سید فضل علی کتاب خان باشندۂ دہلی شاگرد میرامانی اسد پہلے مست تخلص کرتے تھے بعضی تذکرہ والون نے انکو میر درد کا شاگرد لکھا ہے

دیکھا سراسے سینہ کو لے کر چراغ دل	دلسوز ایک بھی نہ ملا غیر داغ دل

جنون تخلص فخر الاسلام شاگرد نظام الدین ممنون دہلی کے مشائخون مین تھے

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل ملے نکلے | بجز حجاب بہین کچھ نہ فاصلے نکلے

جنون تخلص مائیدیال خلف منشی نوندھ رائے عملہ کلکٹری میرٹھ شاگرد عبدالصمد فوق

پھنس گیا ہون مین سبزۂ خط مین | دیکھنا پیچ چرخ اخضر کا

جواد تخلص سید اسرار علی ولد بیدار علی باشندہ الہ آباد

دیکھا کرتا ہون تجھے دیدۂ باطن سے تم | چشم ظاہر سے جو موقع نہین بینائی کا

جوان تخلص میر جعفر علی ولد مرزا امیر باشندۂ الہ آباد

گلچین یہ کہ رہا ہے چمن مین پکار کے | فردہ ہو بلبلو کہ دن آئے بہار کے
زرد حنا سے ڈر ہے بہت دستبرد کا | منہدی لگائین آپ تو چھلے اوتار کے

جوان تخلص محب اللہ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ عشق معلمی کرتے تھے

وہ کہتے ہین اگر تو نے لگایا ہاتھ چھاتی پر | بر رب کعبہ پھیر دونگی لات چھاتی پر

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ دہلوی شاگرد صحفی ملازم مرزا سلیمان شکوہ بہادر

پہلو مین دل اپنے کو بھی غمخوار نہ پایا | یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا
سیہ خال اسطرح سے بیٹھے ادسکی ناف کے اوپر | رشیدانے دیے ہون جیسے نقطے قاف کے اوپر
دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہوگئی ہے | کیا روزنون سے اوسنے آنکھین لڑائیان ہین
جو دیکھکر درگوش اوسکا جان دے ہم | بجا ہے خاک سے گر اوسکے موتیا نکلے
کسیکو اپنی سفارش کے واسطے اوس پاس | جو لے کے جاؤن تو وہ اوسکا آشنا نکلے

جواہر تخلص جواہر سنگھ شاگرد میان جرأت اجاگر طوائف پر عاشق تھے

جادے سے تیرے ہے یون سارا جہان اجاگر | خورشید سے ہو جیسے سب آسمان اجاگر

جووت تخلص منشی تراب علی خلف سید محبوب علی صوبہ دار باشندۂ بارک پور عرف اچانک شاگرد مولوی عصمت اللہ انصح

مجھکو دل سے بھلا دیا صاحب | یاد رکھیے گا یہ بھلا صاحب
تیرے ابرو کے مقابل جو ہوا عید کا چاند | ہوگیا خلق مین انگشت نما عید کا چاند

جودت تخلص ہری رام مرشد آبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین نواب علاء الدولہ کی سرکار مین توسّل رکھتے تھے وطن اکثر کٹک ہے

واعظ کی بات دل سے تو مین کہنے کا نہین | پتھر کی چوٹ شیشۂ دل سہنے کا نہین

جوش تخلص رحیم اللہ دہلوی شاگرد میان مصحفی

سینے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا | بولا کہ ابے چیر اروتے ہی جنم گزرا
دریا مری آنکھون سے اِک جاری لہو کا ہے | بے درد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہے

جوش تخلص میر وارث علی ولد منشی میر حسن علی لکھنوی تلمیذ ناسخ

تیر جو تیرا لگا ہے سر پہ اے ناوک فگن | ہے وہان زخم مین گویا زبان بالائے سر

جوش تخلص نواب احمد حسن خان عرف اچھے صاحب خلف نواب مقیم خان باشندۂ لکھنؤ نبیرۂ حافظ رحمت خان مرحوم والے کیڈر شاگرد نواب مظفر یاب خان راسخ شعر اچھا کہتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا

سبزۂ خط سے تسلّی دلِ مضطر کی ہوئی | بوٹی اسطرح کی پائی تو یہ پارا ٹھہرا
مال وقفی ہے مسلمان کے مذہب مین حرام | دولتِ حسن رقیبون ہی کا حصّہ ٹھہرا
چار سو کشتہ ہے عالم اوس بتِ بے پیر کا | ہادکار رفتار کا تحریر کا تقریر کا
آنکھون مین شرم ہجر کی دھڑکی سحر قریب | باز آئین آپ دیکھیے اپنے نہین ہے کب
یہ ڈر تھا کہ تجھ پر نہ پڑے چھینٹ لہو کی | تڑپا نہ ترا عاشقِ مضطر تہ خنجر
ڈرتا ہون کہین راز کو افشا نہ کر و تم | اے آنکھو قسم ہے تمھین رو یا نہ کرو تم
ناز و انداز و ادا غمزہ و عشوہ تیرا | ہو گئے ہین یہ مری جان کے خواہان پانچون
یاس و حسرت غم و اندوہ و الم ای ناصح | خانۂ دل مین ہمارے ہین یہ مہمان پانچون
دل مائل زلف و رخ جانانہ ہوا ہے | سودائی ہے نادان ہے دیوانہ ہوا ہے
خندۂ دندان نما شمشیر ہے گجرات کی | خون رولایا اوسکو تم نے جس سے ہنسکر بات کی
نامہ مرے دلدار کا لایا جو کبوتر | حیران ہون کہ جلتی ہے ہوا آج کدھر کی

جوش تخلص شیخ نیاز احمد معروف اللہ دیا دہلوی شاگرد ذوق دستہ برس کا

عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

حاصل نہ ہوا وصل مین مقصود کہ مجھکو
پاس اوسکے رہا اور اوسنے پاس جیکا
ہے ڈر یہی کہ تو نہ پشیمان ہو بعد قتل
ورنہ ہمین تو مرنے کا کچھ اپنے ڈر نہین
منظور ہے شفا کسے درمان درد سے
ایک شغل ساربان مجھے دن رات چاہیے

جوش تخلص محمد نظام الدین ولد محمد وجیہ الدین پنجابی مقیم کول

نظر آتا ہے جس جگہ چشمہ
ہے نشان میرے دیدۂ تر کا
دل لگائین گے اور سے ہم بھی
آپ سمجھین نہ دل لگی اسکو
قدم عشق پیشتر بہتر
پیچھے پاؤن اوس گلی سے کیون سر کے

جوش تخلص شاہ خلیل الدین احمد علۂ سررشتہ رجسٹری ضلع مونگیر خلف مولوی شاہ محمد اصغر مرحوم باشندۂ منیر ضلع پٹنہ اولاد مین حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیےٰ منیری قدس سرہ العزیز کے راقم کے احباب مین ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے

کہین دشمن سے نہ بگڑی ہوے
رات کو کس لیے وہ گھر نہ گیا
نہ گیا زیر زمین کونسا اشک
کونسا نالہ فلک پر نہ گیا
کیون سلیقے سے نہ کاٹے گردن
خون مین ہاتھ ترا بھر نہ گیا
ہاے اوسکی وہ نظر جانب در
رات بیمار ترا مر نہ گیا
ہمین رہجائین ہمین غیر سہی
آپ کیون غیر کے گھر جائیے گا
کیلیے میری نمازون پہ ہنسا کرتے ہین
نہ سہی گر نہین ملتی مجھے حور آپ کو کیا
تسترانی کی نہ لین جوش سے کچھ یاد بھی ہے
اوسنے دیکھا نہین پردی مین حضور آپ کو کیا
ساری دنیا سے بے خبر پایا
جسکو عالم مین باخبر دیکھا
لوگ کہتے ہین شدت غم سے
جوش بیچارہ آج مر ہی گیا
رہے قسمت نہ ہے طالع زبوں بخت
کہ آیا وقت پر اے یار تو آج
ہے بزم یار مین دشمن بھی ہمدم ہے
کیے دیتا ہون قصہ ایک سو آج

مقتل مین دیکھے جو میری بیکسی کا حال — بھر آئے چشم جوہر شمشیر مین سرشک
دل کو بھایا آنکھون کو بے نور کر دیا — اے جوش اب ہے جان کی تدبیر مین سرشک
غم دلدار ہے یار شک عدد — اور کیا اسکے سوا ہے دل کو
عدو سے آپ سے نبھتی ہے کب تک — یہی ہم کو بھی تو اب دیکھنا ہے
یہ کیسے گا کہین جاتے نہین ہم — ذرا دیکھو تو کسکا نقش پا ہے
مراخط لاکے دے قاصد عدو کو — یہی تقدیر کا میرے لکھا ہے
عدو اور تم بھلے ہو اور برا جوش — جو کچھ فرمائیے صاحب بجا ہے
حورون کا دلارہا ہے پھر شوق — واعظ کچھ عجیب آدمی ہے
امید وصال یار اور مین — ایسی تقدیر کب مری ہے
خوبون مین نہین ہے آدمیت — ہے حور کوئی کوئی پری ہے
تھا عالم جبر کیا بتائین — کسطرح سے زیست ہم نے کی ہے
کچھ درد مین کچھ کٹی ہے روتے — ناسور کی طرح زندگی کی
کرتا ہے تو ذکر یار و دشمن — ناصح یہ تو دوستی نہین ہے

جوشش تخلص محمد روشن عظیم آبادی اولاد مین جسونت راے ناگر کے عروض مین اچھا دخل رکھتے تھے شعر خوب کہتے تھے

گریون ہی یہ دل درد سے آزار رہیگا — اک روز نہ اک روز مجھے مار رہے گا
نہ پھولتے ہین شگوفے نہ غنچے کھلتے ہین — چمن مین شور پڑا کس کے مسکرانے کا
یار کو قاصد مرے جاکے اگر دیکھنا — میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا
کل جو اوسے دیکھکر ہم ہوے تھے بیخبر — ہنسکے وہ کہنے لگا پھر بھی ادھر دیکھنا
اوسکی رنجش سے تجھے خوف عبث ہے جوشش — ہوچکا ہے وہ اسی طرح سے سو بار خفا
جز چشم بتان میکدۂ دہر مین جوشش — جنے تو کسی مست کو ہشیار نہ پایا
قیس پھر تا جو رہا دشت مین دیوانہ تھا — اوسکو لیلی ہے کے دروازے پہ مرجانا تھا
دیکھکر ایک ستم تیرے جفا کاری کا — کوہکن ہو تو نہ دم مارے وفاداری کا

مزا دکھاؤن تجھے تیری بیوفائی کا — اگر ہووے مجھے پاس آشنائی کا
روشن ہے آفتاب کے مانند داغ دل — روز خبر لاتا ہے کہ بجھے گا چراغ دل
عمر عزیز گزرے ہے رنج و ملال مین — عاشق کہان ہوے کہ پڑے اک زوال مین
راغب نہین طبیعت گر حور رو برو ہو — اپنی یہ آرزو ہے دنیا ہو اور تو ہو
بیکسی سے یہی گلہ ہے مجھے — تھام لیتی ہے دست قاتل کو
وصبدم بزم مین کاہیدہ ہوتے جاتی ہے — لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ
جی مین جسوقت کہ مضمون کمر آتا ہے — بسکہ نازک ہے مجھے باندھتے ڈر آتا ہے

جولان تخلص الف شاہ درویش باشندہ بریلی مقیم اکبرآباد

کیا تحریر فرط شوق مین جب نام احمد کا — تو کاغذ سبز بختی سے بنا تختہ زبرجد کا
ہم وہ ہین صید دفا کیش کہ خون روتی ہین — ٹوٹ جاتا ہے تڑپنے سے اگر دام اپنا
اوٹھایا ہے گلی سے اوس پریرو کو اگر مجھکو — تو لے چل وحشت دل اب جدھر جاے اودھر

جولان تخلص سید قدرت علی باشندہ الہ آباد یحیی گنجے ہین

آتو کی چھوکری کو نوان اب کی سال ہے — انا جی رت جگے کا مجھے پھر خیال ہے

جولان تخلص شاہ جولان شاگرد میان جرأت مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے متوسلون مین تھے

مر گئے سہ کے درد فرقت کا — رہ گیا دل پہ داغ حسرت کا
دوست جو تھے وہ ہو گئے دشمن — شکوہ کیا کیجیے اپنی قسمت کا

جولان تخلص میر حسن علی خان باشندہ دکھن

اب ایسے جام مین ساقی شراب ارغوانی بھر — کہ جسکو دیکھکر زاہد کے منہ مین آئے پانی بھر

جولان تخلص میر بہادر علی دہلوی تیر اندازی مین ضرب المثل تھے

کنج قفس مین دیکھ کے بے بال و پر مجھے — اے ہمصفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جوہر تخلص مرزا احمد علی قزلباش

آتش وہ چین ہو یا برق آشیان ہو — اے مرغ نالہ کچھ ہو اک شب شرر فشان ہو

جوہر تخلص میر مشرف علی عظیم آبادی

نشترِ فصاد بنا پھلجھڑے — خون کا ہر قطرہ شرر ہوگیا
ضبط کیا آہ شرر بار کو — سینہ و دل برق کا گھر ہوگیا

جوہر تخلص جواہر سنگھ ولد نجتا در سنگھ راقم باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر و مرزا ظفر فارسی گو دیوان انکا نظر سے گزرا

تیرے ہاتھون شہادت میری سر کٹنے کی دینا ہے — دھڑکنا میرے سینے کا پھڑکنا تیرے بازو کا
رو برو آپ کے کیا یوسفِ مصری کی بساط — سرِ بازار بچاتے ہین خریدار آنکھین

جوہر تخلص مادھو رام ساہوکار ولد جواہر مل فرخ آبادی شاگرد میر

نیند آنکھون مین بھری ہے کہان رات بھر رہے — کسکے نصیب تم نے جگائے کدھر رہے
ہر دم جتائیے نہ محبت شبِ وصال — جب یہ نگاہ آپ کی وقتِ سحر رہے
باہر نہین مین حکم سے اے جان آپ کی — دل سے نثار جان سے قربان آپ کی

جوہر تخلص پنڈت دینا ناتھ ولد پنڈت دیبی پرشاد عرف سالیاے لکھنوی شاگرد امانت

جب تلک ہوتی نہین تقدیر اے جوہر بہم — بن نہین پڑتے کوئی تدبیر اپنے ہاتھ سے

جویا تخلص شیخ علی حسن ولد شیخ فتح علی باشندۂ عظیم آباد شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

مملو خمِ شراب فلک سے ہے آج ایاغ دل — کیونکر چڑھے نہ عرش بریں پر دماغ دل
کیا خاک بولے چالے کوئی درد ہجر مین — مہرِ خموشی لب عاشق ہے داغ دل

جویا تخلص منشی محمد علی انھون نے مردان علی خان رعنا کی ہجو کیلئے کہی ہے

تم پورے اپنی بات کے ہو ہم بھی کم نہین — باز آئے تم جفا سے نہ گزرے وفا سے ہم

جویا تخلص محمد حسین علی خان چکلہ دار باشندۂ کوٹھار توابع بلیا آباد

اب کی بلاے عشق سے خالق بچاے دل — کافر ہو پھر کبھی جو کسی سے لگاے دل

جہاندار تخلص مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر ولی عہد شاہ عالم بادشاہ دہلی سے لکھنؤ کو آئے وہان سے بنارس مین آکر سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو ایک ہجری مین روانۂ ملک جاودانی ہوئے

کس کے انتظار مین یہ بے اجل گیا — آنکھین جو یون کھلی رہین اور دم نکل گیا
ٹھان لیتے ہین وہ پہلے ہی سر اپنا دینا — تیرے کوچے مین جو اے شوخ قدم دھرا ہے
کونسی بات تری ہم سے اوٹھائی نہ گئی — پر جفا جو ترے ناحق کی لڑائی نہ گئی

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ دہلوی مدت تک لکھنؤ مین اوقات بسر کی آخر عمر مین دہلی مین جاکر مالیخولیا مین مبتلا ہوکر میر شاہ علی متخلص بہ درویش کو زخمی کرنے کے باعث محبوس ہوکر زندان مین فوت کی

وہ کافر مراد دکیا جانتا ہے — جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

جھمن تخلص جھمن ناتھ دہلوی شاگرد میر درد

دل جو سپند عشق کے آتش سے جل گیا — اک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

حرف جیم فارسی

جلالک تخلص میر قدرت اللہ باشندہ دہلی

روز کے صدمے کہان تک مین اوٹھاؤن جلالک — دل کی جا کاوش مرے سینے مین پتھر ہوتا

چراغ تخلص رحمان یار خان آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی

عجب فنا اپنے تئین کر کے بقا کو پاوے — او سکو ہر جا یہ میسر ہے وصال مرشد

چرکین تخلص شیخ باقر علی باشندہ قصبہ رودولی غلیظ مضامین مین شعر نہایت پاکیزہ کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک دن بھی دل نہ اوس بت کا پسیجا ہائے جس — تھا مگر گوز شتر نالہ دل بیتاب کا
روبرو اعلی کے اسفل سرکشی کرتا نہین — سامنا پھسکی سے ہو سکتا نہین ہے باد کا
روتے انسان کو ہنساتا ہے — گوز مین یہ کمال ہے صاحب
خیال زلف بتان مین جو پیچ کھاتے ہین — مڑوڑے ہو ہو کے پیچش کے دست آتے ہین
آمد ہے خون حیض کی بنتی ہین گدبان — گوڑ کی لعل سے بھی زیادہ خریدے ہے
افسوس آج اونکو تلین گانڈ کی [illegible] — کل تک خراج لیتے تھے جو روم و زنگ سے

سند گو زبھی صاحب عجب مُنہ زور گھوڑا ہے
پھٹی ہے شہسوارون کی بھی جسکی بدلگامی سے

گانڈ کھولے سوتے ہین وہ خاک پر زیر زمین
پوتڑے سیتے تھے جنکے قاقم و سنجاب سے

عسبت بدنامیون کا ٹوکرا سر پر اونھاتا ہے
لگاتا دل کا بس جھک مارنا الو گو کا کھاتا ہے

چمن تخلص بہاری لال ولد گنگا پرشاد ستاگر مقصود عالم سررشتہ دار سیتاپور

رہی بعد فنا برباد مٹی جسم لاغر کی
نشان آرام کا ہمنے نہ زیر آسمان پایا

چمن تخلص قاسم علی خان لکھنوی ان دنون کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین دو تین غزلین انکے پاس ہین انھین غزلون کو لوگون کے سامنے پڑھا کرتے ہین معلوم نہین کہ وہ غزلین انکی کہی ہوئی ہین یا اور کسی سے کہلوائی ہین

ہر نخل سبز رنگیا خیمہ زمرد ی
اونچا ہوا ہے باغ مین لشکر بہار کا

گرچھو گیا غبار سے میرے تو کیا ہوا
اتنا نہ چشم قہر سے دامان کو دیکھیے

چمن تخلص گل محمد رفوگر دہلوی

ہمارے چاک جگر پر ہو کیا کسی کو خیال
پھٹے مین پانو کسی کے دیا نہین جاتا

ہوش جس مہ نے زلیخا کے اڑائے خواب مین
ہم بھی اے ہمدم اوسکے دیکھنے والون مین ہین

حرف حا مہملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین مرحوم دہلوی عرف شاہ حاتم جوانی مین سپاہی پیشہ تھے آخر عمر مین توکل اختیار کیا تھا آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے سو برس سے زائد کی عمر پائی تھی مرزا سودا اور میان رنگین وغیرہ بہت سے شاعرون کو انسے فیض پہونچا ہے ان سے ایک دیوان بطرز ولی دوسرا بطرز سودا موسوم بہ دیوان زادہ یادگار ہے بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ لفظ ظہور سے انکا سال تولد نکلتا ہے لیکن راقم کو اسکی تحقیق نہین ہے

اسقدر کی ہے تغیر پیر و یا ن نے مجھ
رفتہ رفتہ نام اب میرا بیجان ہو گیا

خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہے تیر
دل ہمارا صید اب کہاتا ہے ان چار و نسے آج

زلف و چشم و خال و خط چاروں ہیں دشمن دین کے
حق رکھے ایمان سلامت ایسے کفرستان کے بیچ

تھا دشمن جان بغل میں حاتم
جانے دے بلا سے گر گیا دل

رباعی

ان سیمبروں کے ساتھ سونا معلوم
قسمت میں لکھی ہے خاک سونا معلوم

حاتم افسوس دی و امروز گذشت
فردا کی رہی امید سونا معلوم

جو تیرے چشم کے گوشے میں تل ہے ای پیارے
نظر پڑا ہے کہیں خال خال آنکھوں میں

آتا ہے اب فتنہ کی طرف جی کبھو کبھو
ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو

کرے ہیں قمریاں تعریف سرو اور ہم تری قد کی
جو تو آئی چمن میں تو ہمارا بول بالا ہو

تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو
اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

مفلسی اور دماغ اے حاتم
کیا قیامت کرے جو دولت ہو

دیکھ جراح تیرے مرہم کو
میرے سینے کا داغ ہنستا ہے

بخود اس دور میں ہیں سب حاتم
ان دنوں کیا شراب سستی ہے

پیری میں آج یار مرا ہمکنار ہے
ساقی شتاب آ کہ خزاں میں بہار ہے

سر کو پٹکا ہے کبھو سینہ کبھو کوٹا ہے
ہنسنے شب ہجر کی دولت سے فراغت ہے

ہر صبح اوٹھ بتوں سے مجھے رام رام ہے
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

حافظ تخلص حافظ ضامن شاہ رام پوری شاگرد حضرت رافت بصیر تھے

ہمرہ غیر جو جانان ترا آنا ہوگا
جان لینا کہ مری جان کا جانا ہوگا

حافظ تخلص حافظ محمد اشرف دہلوی موسیقی میں خوب دخل رکھتے تھے

ابر میں مہ کیطرح زلف کے پردے میں آہ
تو نے گر منہ کو چھپایا مجھے معلوم ہوا

مطلب ہے لامکاں سے نہ کچھ کائنات سے
مجھکو تو مدعا ہے فقط تیری ذات سے

حافظ تخلص حافظ عبداللہ ملیح آبادی

ہے مطلع انوار خدا روے محمد
چشم دو جہان ہے نگران سوے محمد

حالی تخلص میر محب علی مرشدآبادی

عوض میں بوسے کے دی ہے گالی سوال دیگر جواب دیگر	یہ وضع تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

حالی تخلص مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش باشندۂ پانی پت مقیم دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب عربی و فارسی و اردو تینوں زبانوں میں اشعار انکے نہایت شیریں و نمکین ہوتے ہیں رائم کے دوستوں میں ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

تم کو ہزار شرم سہی مجھکو لاکھ ضبط	الفت وہ راز ہے کہ چھپایا نہ جائیگا
کیوں چھیڑتے ہو ذکر نہ ملنے کا رات کو	پوچھینگے ہم سبب تو بتایا نہ جائیگا
بگڑیں نہ بات بات پہ کیوں جانتے ہیں وہ	ہم وہ نہیں کہ ہم کو منایا نہ جائیگا
کچھ اپنی حقیقت کی اگر تجھکو خبر ہوتی	میری ہی طرح تو بھی غیروں سے خفا ہوتا
ملتے ہی اونکی بھول گئیں کلفتیں تمام	گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا
دوزخ اگر وسیع تو رحمت وسیع تر	لاتقنطو جواب ہے ہل من مزید کا
سبب ہو نہ ہو لب پہ آنا ضرور	مرا شکوہ اونکا گلا ہو گیا
نہیں بھولتا اونکی رخصت کا وقت	وہ مل مل کے رونا بلا ہو گیا
نہ رہے جو بلا ہے حسینوں کا التفات	اے دل سنبھل وہ دشمن دیں مہربان ہے اب
ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں	اب ٹھہرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہاں
ہوتی نہیں قبول دعا ترک عشق کی	دل چاہتا نہ ہو تو زبان میں اثر کہاں
ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ ہے بات اور ہے	عالم میں تم سے لاکھ سہی تم مگر کہاں
ہم نے کی سیر چمن غور سے اے بلبل زار	بات چھپتی ہوئی کوئی گل و ریحان میں نہیں
کسطرح اوسکی بگاڑوں کو بناوٹ سمجھوں	خط میں لکھا ہے وہ القاب جو عنوان میں نہیں
خلوت خاص میں رہ رہ کے عدو سیکھ گئے	وہ اشارے کہ تری جنبش مژگان میں نہیں
یہ قرار اسی تھی سب امید ملاقات کے ساتھ	اب وہ اگلی سی درازی شب ہجراں میں نہیں
خوبی رو کے لیے زشتی خو بھی ہے ضرور	سچ تو یہ ہے کہ کوئی تمسا طرحدار نہیں
حالی انصاف کر آخر تئے انسان کتنے	فخر افطار ہیں کچھ آپ کے اشعار نہیں

خوشی مین بھی نہین ہمنا خوش آتا ایک حالت پر
کہان تک جی نہ گھبرائے الٰہی درد ہجرا نمین

مجھے ڈالا ہے سو دہم و گمان مین
بہت کیون آج مجھ پر مہربان ہو

سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم
ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے

وفا شرط الفت ہے لیکن کہان تک
دل اپنا بھی تجھ سا ہوا چاہتا ہے

شوق بڑھتا گیا جون جون رکے اوس شوخ سے ہم
یہ سبق وہ ہے کہ بھولے سے سو یاد رہے

ہم بھی آداب شریعت سے تھے واقف لیکن
کبھی برتے نہ ہو جو رسم وہ کیا یاد رہے

چارہ گر کار ہا ندازۂ تدبیر نہین
کیجیو ہمت اگر وقت دعا یاد رہے

حامد تخلص نواب حامد حسین خان لکھنوی شاگرد اسیر

پوچھو نہ مجھ سے نالۂ دل کو کہان گیا
ساتون فلک کو توڑ کے تا لامکان گیا

حامد تخلص شیخ حمید الدین خلف فرید الدین باشندۂ پالی

لیا بوسہ تو منہ کو پھیر لیا
نہ تو بولے نہ مجھ سے بات کی رات

حامد تخلص میر حامد مرید میر نصیر جانشین خواجہ باسط آزاد از وضع رکھتے تھے

رباعی

دنیاے دنی کو جو کہ فانی سمجھے
وہ قصۂ غم کو کہانی سمجھے

دریاے حقیقت کو وہی جا دے تہ
جو مثل حباب زندگانی سمجھے

حامد تخلص الہ بخش مجموعہ دار ولد محمد مہدی مجموعہ دار شاگرد میان اشرف علی مست سلہٹ کے رئیسون مین ہین

مٹنے کا مین نہین کبھی ٹالے کو نی خرابی
مین ہون مری جبین ہے اور آستان دوست

شیرین ہو نیشکر کی طرح اس پہ تلم
لکھتے ہین مدحت لب شکر فشان دوست

حامد تخلص گھمنڈی لعل باشندۂ مونگیر شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین بھی آتے تھے

نامۂ شوق رقم کرتا ہون او سکو حامد
کیون نہ دو مول مشتاق کبوتر بجاے

حسب تخلص میر احمد علی فریدآبادی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

چھا گیا رات اندھیرا سا نظر کے آگے | یاد وہ زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
تو اولٹ دے جو ابھی روے حسین کا پردہ | اوٹھگیا خلق کہی خلد برین کا پردہ

حبیب تخلص مرزا جان ولد مرزا بادل بیگ مقیم قنوج متوطن الہ آباد

خضر کیا کوچۂ دلدار کا رہبر ہوگا | ہم نے دیکھے ہین بہت راہ بتانے والے

حبیب تخلص حبیب اللہ ڈاکٹر

اوس مرقعکو اپنے جو پاتے بسنت مین | چھاتی سے اپنی خوب لگاتے بسنت مین

حبیب تخلص حبیب مولا حیدر آبادی شاگرد میر عبدالولی عزلت

فوائد کیا ہے کمیو راز جون تیرا ی کمان ابرو | کشش کے زور سے دل کھینچکر کیون چھوڑ دیتے ہو

حبیب تخلص حبیب اللہ بیگ دہلوی

یکایک ہوگیا ہم سے جدا دل | نہ تھا گویا کبھی کا آشنا دل

حبیب تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خانۂ ویرانی مری گرچہ کی اس دل نے خراب | پر خدا حشر تک آباد رکھے خانۂ دل

حجام تخلص عنایت اللہ عرف کلو باشندۂ سہارن پور مقیم دہلی تلمیذ سودا مرید مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ قوم موتراہن سے تھا

روز رخسار کے لیتا ہون مزے خوبون کے | بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا
خط آنے سے بھی اپنی ارسائی نہین ہے دلبر | حجام کسطرح سے تلین کیا ہنر کرین
دیکھ عاشق کی تری رسوائیان | عشق کے لوگون نے قسمین کھائیان
رقیبون پر میان پڑتے ہین تب سو سو گھڑی باتین | بلا حجام کو جس روز تم تمام کرتے ہو
ہے جی مین کہ اک روز مین اون آنکھون سے لوچھون | بچنے نہین کیسو اسطے بیمار تمھارے
تک چلیے جو اوس شوخ سے رستے مین تو اے دوست | جھنجھلا کے یہ کہتا ہے کہ چل دور رہ اے

حرق تخلص میر حسن مرزا نواسۂ میر اشرف علی مرحوم نامی رئیس ڈھاکہ شاگرد میر امیر علی آشنا و غلام حیدر حبیب کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہین

بجز اترک آرزو کے سوا | دل مین گر کوئی آرزو بھی ہو

جہان بین ظلم ہے جور و جفا کی — بتون کا زور ہے قدرت خدا کی
پھٹی محرم دکھا کر اپنی وہ محرم سے یون بولے — کسی غیار نامحرم کی یہ چالاک دشمن ہے
تمھین صورت کا غرہ ہے تو یہان دل کی محبت ہے — تمھارا حسن مہنگا ہے تو کسکی جان سستی ہے
اک بندہ کی بھی جان بخشی نہ کی — اے بتو تم سے خدائی ہو چکی

خزین تخلص ابو الخیر دہلوی

خوبی رخسار خوبان گل سے پوچھا چاہیے — اضطراب عاشقان بلبل سے پوچھا چاہیے

خزین تخلص مرزا نجستہ بخت بہادر

کروں کیا وصف میں اس شعلہ رو کے قد و قامت کا — بھبوکا ہے دھوان ہے اور مکر اہی قیامت کا

خزین تخلص میر علی حسین شاگرد آتش

مہر سے بڑھ کے قد یار کا جلوہ ٹھہرا — یہ کڑی دھوپ ہوئی پاس نہ سایا ٹھہرا
سائل وصل ہوا اوسسے تو بولے ہنسکر — عاشقی یہ نہ ہوئی منہ کا نوالا ٹھہرا
پیغامبر بھی کوچے مین اونکے رہا تو کیا — اور یہیں جا کے آئے ہین خلد بریں ہے کب

خزین تخلص میر بہادر علی دہلوی ملازم مرزا ولی عہد بہادر دہلی شاگرد زین العابدین عابد عارف و اسد اللہ خان غالب

سب ناز سہے مین نے بیجا و بجا اونکے — سنتے نہ خزین اوسسے گر مین بھی برا ہوتا
ہے بھی رونا تو خط کا ہے کو لکھا جائیگا — جو کہ لکھتے جائینگے اشکون سے مٹتا جائیگا
اک تماشا جان کر قاتل اگر ٹھہرا رہا — ہم بھی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا
میرا احوال زبون اون پہ کھلے گا کیونکر — سامنے آئینگے جب وہ تو سنبھل جائینگا
بیگانہ وار نقش پہ آجائے ناگہان — تجھسے نہ یہ بھی اے بت نا آشنا ہوا
تجھے آنسو تو اب نکلتا نہین دل — یہ دشمن خانگی نکلا کہان سے
بلا سے گر نگاہون مین ہین ہلکے — سبک ہو کر تو اوٹھے ہم جہان سے
خزین کس سے توقع ہو وفا کی — نہ ہوا امید جب اپنی ہی جان کی
اثر جو آہ مین پایا تو ہو گئی تسکین — وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجھے

حزین تخلص نواب محمد علی خان ولد نواب زین العابدین خان باشندہ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش

کسقدر دلچسپ ہے ملک عدم | جو وہان جاتا ہے پھر آتا نہین

حزین تخلص میر محمد باقر دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان صاحب دیوان گزرے

مین تو بندہ ہون تری جور و جفا کا لیکن | سخت ٹھوکر کا ہے مجھے اس دل شیدائی کا
دل دیکر اپنا کیون عبث افسوس لب کھاتا ہون | جاتا رہا جب ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آتا ہے دل
ویران ہوا خزان سے چمن یہان تلک کہ ہم | چاہین کہ جل مرین تو کہین خار و خس نہین
کچھ کٹی وصل مین کچھ ہجر مین گریان گزری | کیا مری عمر کی اوقات پریشان گزری

حسام تخلص نواب حسام الدولہ محمد تقی علی خان لکھنوی داماد امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ والسہ نواب غازی الدین حیدر شاگرد امان علی سحر صاحب دیوان گزرے

بھلا فراق مین کس سے کرین گلہ دل کا | شب وصال پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
رات بھر تارے گنے چاند بھی عاشق کیطرح | تم دکھا دو جو تم زلف پریشان عارض

حسام تخلص چودھری حسام الدین ولد چودھری سعادت علی باشندہ سلیم پور پرگنہ گوسائین گنج توابع لکھنؤ شاگرد کرامت علی خان فرخ صاحب دیوان فارسی در تنگہ گزرے سفر کربلا مین راہی عالم بقا ہوئے

ہے عشق نشتر مژگان جو مشغلہ دل کا | تو پھوٹ پھوٹ کے روئے گا آبلہ دل کا
وہ لال لال ہین عناب لب ترے اے گل | کہ جنکو دیکھ کے کھٹے ہوئے ہمارے دانت
بنفشہ آنکہ دیکھے تو منہ اسمین نظر آئے | صفا رکھتا ہے یہ وہ غیرت مہتاب ناخن پر
شب کو دریا مین جو عکس اوسکے کف پا کا پڑے | ہون حباب بحر جون فانوس روشن آسمین

حسام تخلص مولوی حسام الحق ولد مولوی نظام الحق باشندہ لکھنؤ شاگرد مولوی محمد حسین متین

خدا کو مانو آور وزلی عہد نہین اچھی | کسی دن تو ہمارے دل کی بھی حسرت صنم نکلے
صفای قلب رکھتا ہون کلیسا ہو کہ بتخانہ | کرون رخ جس طرف زاہد اوسی جانب حرم نکلے

حسرت تخلص حافظ عبدالرحمن نبیرہ قاضی ثناء اللہ مرحوم باشندہ پانی پت

ہم تو حسرت کو سمجھتے تھے کہ اک عارف ہے
یہ تو اے وائے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

تم بھی رو بیٹھو گے دل کو ہمیں ہنستے کیا ہو
اگر آئینہ کہو تم نے مری جان دیکھا

گر نہیں دوست خدایا مری جان کے دشمن
کیوں شب غم مرے جینے کی دعا کرتے ہیں

کیا ہوا دیکھ تو ناصح کہ ہماری منہ سے
یا صنم نکلے ہی جب یاد خدا کرتے ہیں

کیونکر کہوں کہ ہجر میں مطلق نہیں خبر
اتنی خبر تو ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں

حسرت تخلص مرزا جعفر علی خلف ابوالخیر عطار باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد سرشنگہ دیوانہ مرزا جہاندار شاہ کی رفاقت میں تھے آخر ایام میں ترک دنیا کرکے گوشہ نشین ہوگئے تھے سنہ ۱۲ بارہ سو ہجری میں فوت کی اشعار انکے مکمن ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا
اگر رو رو کے جی کھوویں تو پیدا دل نہیں ہوتا

زخم تیر نگہ و خنجر مژگان او کھایا
پر دل زار تو مرہم کا نہ احسان او ٹھایا

درس تھا مکتب میں مجھکو آہ کا
یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا

فرقہ کوئی بچا نہیں اوس ترک چشم سے
مارے بہت پڑے ہیں مسلمان ملی ہوئی

بوٹے سے قد میں تو ہے عجب دلبری کی شکل
اور مکھڑا دیکھیے تو ہے سچ مچ پری کی شکل

رخسار دیکھیے تو وہ ہیں مہر و ماہ سے
چیچک کا داغ ہے تو وہ ہے مشتری کی شکل

جوڑے کے باندھنے میں ادا بند ہے مثال
زلفوں کے کھولنے میں ہے رستم گستری کی شکل

چولی مسکی بند ہیں ٹوٹے سر کے بال پریشان ہیں
اس بگڑی عالم پر تیرے لاکھ بناوٹ قربان ہیں

کپڑے بدن کے کاوے ہیں بلکہ بدن سب ملاوٹ
سٹکے باسی پھولوں کا عالم کس سے کہیں ہم پریشان ہیں

منہ اوترا ہے گال ہے نیلا پلکیں جھکیں آنکھ ہے نہیں خمار
تمام خدا بگڑے عالم پر جمع ادائیں ہیں

سچ کہو حسرت پاس ہے تمہارے جس سے یہ رنگ
اوس کمبخت کی صحبت سے بیزار جہان کے خوبان ہیں

ہوا ہے بال دن دوز لفوں کے رخسار دن پہ ہلتے ہیں
دل بیمار اوٹھ بیٹھو کہ دونوں وقت ملتے ہیں

ساقی مے دے کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارتے ہیں

جو حسن داد چاہیے سو کچھ ہیں ہی سب کچھ
پر چاہتی پہ انگیا میں ہے یہ چیز عجب کچھ

گو ٹوٹے کنارے ہین تو بجلی کی چمک ہے — لیکن وہ تمامی کی کٹوری ہے غضب کچھ
کھڑے کے صفا جوڑی کی بندش سو کہون کیا — دن کو ہے تری آن و ادا ہے تری شب کچھ
ہے دام بلا دل کے لیے جالی کی کرتی — گر ٹکے لگے نیفہ نے رکھا ہوش نہ اب کچھ
وہ بند قبا اب جو جھلا جھل کا پڑا ہے — اوس عقدہ کے کھلنے کا کسے یاد ہے ڈھب کچھ
گر کہے تو رات تو دن کو کہون مین رات ہو — کفر کچھ تعین نہین یہ دل ملے کی بات ہے
پہنچے جو بیٹھے ہو تم ملنا سبھون کا ترک کر — جانتا ہون مین کہ دل لینے کی یہ بھی گھات ہے
جگر سوزان ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریان — الٰہی دن ہے میرے مرگ کا یا شام ہجران ہے
جو ایسا ہے دل دیوانہ میرے در پے جان ہے — تو پھر اک روز میرا ہاتھ اور اوسکا گریبان ہے
اگر چشم حقیقت کو ذرا تو کھول کر دیکھے — تو اے یعقوب ہر اک مصر مین سو بار کنعان ہے
بھلا پھر کس سے الفت کیجیے اور کسکو دل دیجے — جسے ہم دوست سمجھے وہ تو اپنا دشمن جان ہے
ہر رنگ شمع دل جلتا ہے تربت پر مری سو بھی — چراغ صبح کے مانند کوئی دم کا مہمان ہے
یہ کسکی نعش جاتی ہے کہ جسکے ساتھ اے گردون — غم و درد و الم فریاد و افغان مرثیہ خوان ہے
جو قول و قرار تھے آپس مین دونو طرف سو دونو بھولے — تم اور کہین مالوف ہوے ہم اور طرف معروف ہوے
اب قسمین کھانیکی کیا حاصل جو تمنے ڈھنگ نکالے — سو خوب ملے سے عالم مین مشہور ہوے معروف ہوے
ہان صاحب سب کو دنیا مین خوش آتی ہے بہبودی — تب ایک ہمین سے تھے بدنام اب لاکھ صفت موصوف ہوے
ہر رنگ آبادے واے یہ کیسا زندگانی ہے — کہ جسکے پاؤن پڑتا ہون اوسیکو سرگرانی ہے
بزم مین بیٹھے تھے کل جتنے پری رو حور سے — دیکھکر اوسکو لگے لینے بلائین دور سے
کسکا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کرو گے — تو دل تمھین ہم دیتے ہین کیا یاد کرو گے
یہ بھی اک ستم تھا کہ خواب مین بھی نکل آکے دھائے — کبھی نیند برسون مین آئی تھی سو اوسپر جگائے
مجھکو تجھسے خدا جدا نہ کرے — مین ہون تجھ سے جدا خدا نہ کرے

حسرت تخلص میر محمد حیات لقب ہیبت قلی خان باشندہ عظیم آباد شاگرد مرزا مظہر قدس سرہ چند روز نواب شوکت جنگ کی رفاقت مین تھے بعد ازان نواب سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی سرکار مین داروغگی کی خدمت حاصل کی تھی لطیفہ گو

اور حاضر جواب تھے صاحب دیوان گذرے

عبث ہم عشق مین روتے رہے ہائے
سنا ہے آج میخانہ مین جام مے پہ مستون نے
فرہاد سے ہمسری کرے کون
پیسیجا بھی نہ اے ظالم ترا دل
لٹایا دین و دنیا دونو ہمت اسکو کہتے ہین
سر کسکا پھرا ہے یون مرے کو ن

حسرت تخلص منشی صمد علی دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد رحیم بیگ رحیم

سخت جانے کی آس ٹوٹ گئی
لو ہار مانا تمھارے خنجر کا

حسن تخلص نواب مہدی علی خان بہادر لکھنوی خلف مرزا امام الدین بن نجاع الدولہ بہادر شاگرد سعادت خان ناصر صاحب دیوان ہین

چلے اوس پر فریب نرگس کیا
یہ آواز آئی کہ روحی فداک
حسن نے دیکھی ہے تمھاری آنکھ
جو تربت پہ میرے گزر ہو کبھی

حسن تخلص حسن علی خان کشمیری

آنکھون مین مرے قطرۂ خوناب نہ ٹھہرا
ہر چند کیا ضبط پہ سیماب نہ ٹھہرا

حسن تخلص حکیم احمد حسن مرشدآبادی خلف مولوی فخر الزمان احمد کلکتہ مین رہتے ہین کبھی احمد بھی تخلص کرتے ہین

پڑا ہے ایسے کٹرے سے معاملہ دل کا
اے یار مجھے اور نہ تلوار سے دھمکا
نکل سکا نہ کبھی ایک حوصلہ دل کا
یہ کشتہ ترے تیر کا مہمان ہے دم کا

حسن تخلص مرزا حسن خلف سید الدولہ سید رضی خان بہادر

دل کو دیکر اوس بت کافر کو مینے اے حسن
جس قدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہون

حسن تخلص مولوی ابو الحسن خلف مولوی آلی بخش نشاط باشندۂ قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر

جواب لایعنی مدستاب نامہ کا
منفعل ہون دست و پا کبھی ہار نیسے وقت ذبح
جواب نامہ نہ ہووے جواب نامہ کا
کیون مین تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا گرا

حسن تخلص خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم نبیرۂ خواجہ بھکاری مودودی علیہ الرحمۃ تلمیذ جعفر علی حسرت صاحب کمال تھے موسیقی مین خوب دخل تھا لکھنؤ مین بخشی طوائف تھے

عاشق ہوکر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تھے آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے
قلندر بخش جرأت نے خواجہ اور بخشی کے معاشقہ کے باب مین ایک مثنوی کہی ہے
دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا قتل اور جان بخشی بھی کی — حسن اوسنے احسان دوبار کیا
امنڈکے آنکھون سے اک بار یہ چلے آنسو — ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
وقت وداع یار دل بیقرار نے — یہ آہ کی کہ عرش معلا ہلا دیا
دل دلاسون سے کرے ہے بیقراری بیشتر — خانۂ ماتم مین ہو پڑے ہے زاری بیشتر
جان بخشی کو بھی آیا نہ دم نزع حسن — اوسنے اسوقت مین بھی ہمسے چھپائین انکھین
آہ کس کس بیوفائی کا ترے کیجے شمار — اور تو سب اک طرف منہ بھی دکھانے سے رہے
اوسنے کس کس طرح ٹالا اپنے وعدے سے ہمکو — دیکھ تو ہم بھی حسن کس کس بہانے سے رہے

حسن تخلص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک شاگرد ضیاء الدین ضیا وطن
انکا ہرات مولد دہلی شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ خلف
نواب سالار جنگ کی رفیقون مین داخل ہوئے تھے شعر پیمزہ وشور انگیز خوب کہتے تھے
مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے سنہ ۱۱۸۱ بارہ سو اکیاسی ہجری مین وفات پائی شاعر
شیرین زبان انکی فوت کی تاریخ مین کلیات انکا نظر سے گذرا

تا اشارے کو سمجھنے نہ لگی غیر کے وہ — مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارا نکیا
اظہار خموشی مین ہے سو طرح ملی فریاد — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
نے ہون چمن کا مائل نہ گل کے رنگ و بو کا — رنگ فا ہو جسمین بندہ ہون اوسکی خو کا
خاموش ہی رہا وہ ہر گز حسن نہ بولا — جسکو فراغ کچھ اوس لب کی گفتگو کا
حسن بھی آدمی ہے کچھ خفا ہوتے ہو تم جس سے — خدا بچائے جنونی بادلا سودائی آوارا
قیامت مجھ پہ شب اوسکا تظلم اور ترحم تھا — کبھی تھین گالیان منہ پر کبھی لب پر تبسم تھا
غیرون مین جو ہم پہ وہ غضب تھا — کیا جانیے اسکا کیا سبب تھا
خار سے پھوٹے پھپھولے پاؤن کے — درد ہے آخر مرا درمان ہوا

کلیان

کہا مین کہ بھرتا ہون دم آپ کا — لگا کہنے صاحب کرم آپ کا

آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دل کو لیا — لیتے لیتے دل کے لینے کا تجھے ڈھب ہو گیا

کیسی وفا کہان کی محبت کدھر کی مہر — واقف ہے تو نہین ہے کہ ہوتا ہی پیار کیا

خط نکالا اوسنے تب بوسہ دیا مجھکو حسن — رکھہ غیر اسکو بھی آخر ہان ہے یہ مان کا

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ — بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

صیاد کی مرضی ہے کہ اب گل کی ہوس مین — اے نکہتین مرغ گرفتار قفس مین

وصل ہوتا ہے جنکو دنیا مین — یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہین

دل لگا یا جہان جفا دیکھی — کیا بلا عشق مجھکو راس نہین

ناز سے غمزہ سے عشوہ سے لگا لیتے ہین — جسکو وہ چاہتے ہین اپنا بنا لیتے ہین

دروازہ گو کہلا ہے اجابت کا اے حسن — ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کرین

غیرون کی بات کیا کہون اوسکی تو یاد مین — اپنا بھی مجھکو دھیان کبھی ہے کبھی نہین

آکے دیکھا جو مجھے ابر مین روتے تو کہا — کس مزے مین تجھے کٹتے ہین یہ برسات کے دن

نوجوانی مین بتو کر لو خدائی کو مرید — ورنہ پیری مین کہان پھر یہ کرامات کے دن

شیخی تو حسن تیری بری لگتی ہے اللہ — اک تو ہے تو ہے اہل وفا اور نہین تو

مجھکو باور ہے نہ آتا تھا کہ مغرور ہے تو — مین نے دیکھا تجھے اللہ بہت دور ہے تو

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو — کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

زلف و رخ دیکھنے سے تمکو ہے کام — شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو

بیٹھی ہے کیا بنی یہان خسرو کے ساتھ شیرین — بگڑی ہے جیسے جہان تیشہ سے کوہکن ہے

جو چاہی آپ کو تو اوسے کیا نہ چاہیے — انصاف کر تو چاہیے یہ یا نہ چاہیے

دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی — جب تلک بیٹھا رہا تب تک نہ سرکی چاندنی

اس مطلع کو بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے شاہ نصیر دہلوی کے نام مین لکھدیا ہے

سیکڑون عالم دکھاتی ہے حسن دلبر کے ساتھ — ٹھنڈی ٹھنڈی باد اور پچھلے پہر کی چاندنی

اس ڈر سے اوسکی زلف کی مینے نہ بات کی — جاتی ہے دور دور تک آواز رات کی

پھر بھیر آئینہ کو وہ دیکھنے لگتا ہے حسن
ایک دم آب مین وہ شوخ جو آتا ہے مجھے

اک جان کی در پے ہین مرے اتنے ستمگر
غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے

مین نے تو بھر نظر تجھے دیکھا نہین ابھی
رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی

گر بخت اپنے جاگین تو اک کام کیجیے
سایہ مین اوسکی زلف کی آرام کیجیے

کیون مین اسطرح رات دن رؤون
تو کسی سے اگر ہنسا نہ کرے

مرے نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے
یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے

وہ دن گئے کہ دل مین رہتا تھا درد اپنے
اب دل نہین سراپا اک درد ہو گیا ہے

تعجیل نہ کر اکدن آنے کو لگا ہے وہ
مل جائیگا بوسہ بھی کیا منہ کا نوالا ہے

حسن دیتا ہے تو کیون جی بتون پر
ملا دینگے تجھے یہ کیا خدا سے

تمری یہ چھیڑ چھاڑ مرے جی کو بھا گئی
لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آگئی

حسن تخلص محمد حسن ولد شیخ گلشن باشندۂ بالی

لاش تڑپے گی اے حسن تہ قبر
اوسکے کوچہ مین دفن اگر نہ ہوئے

حسن تخلص محمد حسن دہلوی شاگرد سودا

قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہے چھوڑ دو
خنجر تو ایکدم کے لیے منہ نہ موڑیو

حسن تخلص مولوی محمد حسن باشندۂ سلطانپور ولد مفتی محمد سالم شاگرد دست ۱۲۸۰ھ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

ہاتھ اوٹھا دو مجھسے اب کیا کام ہے تدبیر کا
ذبح کے قابل ہون مین موقع ہے اب تکبیر کا

تاثیر زہر زلف کی یہ ہے کہ بعد مرگ
جاتے نہ حشر تک مری خاک مزار سے

حسن تخلص منشی عطا حسین خان عرف حسن میان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی

نہ کیونکر رشک سے ہم پیچ کھائین
تمھاری زلف جب شانہ سنوارے

حسن تخلص سید محمد حسن ولد میر حسین لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

دست دلدار دہان ہاتھ مین آیا ہے
جوش کھاتا ہے یہان خون تمنا دل مین

اودل آزار بھی کیون نہ لہو آنکھون سے
روز ہوتا ہے یہان خون تمنا دل مین

حسن تخلص نواب مرزا حسن بہادر خلف آغا حیدر نیشاپوری مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

ملکے غیرون سے یہ اے یار جلایا مجکو — پڑگیا آتش غیرت سے پھپھولا دل مین

حسن تخلص احمد حسن ولد سعادت علی باشندہ قصبہ موہان شاگرد رشک

واللہ ابرو خمدار ہمارا دل ہے — کشتہ خنجر خونخوار ہمارا دل ہے

حسین تخلص نواب غلام حسین خان خلف نواب محمد تیمور خان قوم افغان رئیس شاہجہان پور شعر فارسی کہتے ہین۔

مین تو زیر مین تھا زخم جگر کے مصروف — دل بھی پہلو مین طپان تھا مجھے معلوم نہ تھا
آگے ملنے کی کوئی راہ نکل آئیگی — بیقراری تو مجھے اوسکی تو در تک پہونچا
تشنہ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی — دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی
مرے اعمال ہین رونے کے قابل — خدائی سالہا مجھ پر ہنسا کی

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی ولد سید عبد اللہ پہلے غریب تخلص کرتے تھے میرٹھ مین انگریزون کو پڑھایا کرتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا وہی ہے — یون چرخ نے گو کردیا مجبور کسی کا

حسینی تخلص مولوی حسین علی باشندہ کرنال

جب لکھی حق نے تری تصویر اپنے ہاتھ سے — ہاتھ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتھ سے

حشم تخلص حکیم باقر علی خلف حکیم مرزا احمد لکھنوی شاگرد ناسخ

ناحق کسی کی آنکھین نکلوائیے گا کیا — کیا ہنسکے آپ نے یہ اشارت کی آنکھ سے
ارمان ہی رہا کہ ادھر دیکھیے کبھی — الفت کی چتونون سے محبت کی آنکھ سے

حشم تخلص میر آغا حسین شاگرد مرزا علی جان شفق باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجا تھا

چمن مین لالہ دہک رہا ہر ایک غنچہ چٹک رہا ہے — گلون سے جوبن ٹپک رہا ہے تمام گلشن مہک رہا ہے

حشمت تخلص مرزا غلام فخر الدین دہلوی بن مرزا معظم نجابت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان ۱۲۶۰ بارہ سو ستہ ہجری مین انتقال کیا

نالون سے مرے برپا سو فتنہ محشر ہین — قامت سے ترے قائم نقشہ ہے قیامت کا

مگر وہی قدم رہ تو ہے ان قدموں کے صدقے	بڑھیے کوئی دو چار قدم اور زیادہ

حشمت تخلص میر محتشم علی خان خلف میر باقی وطن انکا بدخشان مولد دہلی بارسی شعر خوب کہتے تھے ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان فارسی گزرے

گور کے سوتے دوانون کو جگاتی ہے بہار	شور ہے غل ہے قیامت مست آتی ہے بہار
خوب پیازمین نے بعد فنا	خاک کی بھی غبار تھا دل مین

حشمت تخلص میر محمد علی مرحوم معاصر سودا

خط نے ترا حسن سب گنوایا	یہ سبزہ قدم کہان سے آیا
غم نے لیا ہے گھیر مجھے یہان تلک کہ اب	دیتا ہے ساتھ دینے سے مجھکو جواب دل

حشمتی تخلص لالہ ماتادین عظیم آبادی منصف مظفرپور شاگرد وزیر علی عبرتی بیشتر فارسی کہتے ہین

دیکھین گے حسن حور تو پھیلے گا دل ضرور	جنت مین بھی یقین ہے نہ آرام پائے دل

حضور تخلص منشی غلام یحییٰ تاجر عظیم آبادی صاحب دیوان گزرے

پھرے گا نہ یہ دل تری بندگی سے	یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے
تیر نگاہ یار بلا ہے اگر کہین	ترچھا بھی لگ گیا تو کلیجے کے پار ہے

حضور تخلص محسن مرزا عرف اچھے مرزا

نالہ شب فراق مین کب رائیگان گیا	کیون آپ آئے اب وہ تنفر کہان گیا
پیچ تاب جو چھری حلق پہ ٹھہرا ٹھہرا	رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

حضور تخلص لالہ بال مکند کھتری دہلوی شاگرد میر درد علیہ الرحمۃ زبان غزلی سے بھی واقف تھے

یہ جو چشم پرآب ہین دو لون	ایک خانہ خراب ہین دونون
یہان مجھ مین نہین ہے جان باقی	وہان اب بھی ہے امتحان باقی
جفا کرتم وفا سمجھے ستم کو ہم کرم سمجھے	اور جو کچھ دل مین تم سمجھے اسے کچھ دل مین ہم سمجھے

حضور تخلص منشی محمد عبدالبصیر ولد مولوی عبدالغنی بلگرامی مقیم لکھنؤ شاگرد میر صبا

کس دن سوال وصل پہ اوس سے نہ سنگے ہان
یارب وہ باز آئیگا اپنی نہین سے کب

زندگی کا لطف یہی کرتے ہون گلشن کی سیر
شیشہ رمے ہو بغل مین دست دلبر ہاتھ مین

ٹر جاے ترے شعلۂ رخ پر جو ذری آنکھ
پھر ماہ پہ ٹھہرا لے نہ کبھی کبک دری آنکھ

حضوری تخلص مولوی مظہر علی باشندۂ دیوا جہانگیر آباد ٹھٹھوسی مین متلا تھے

کل جو غصہ سے مجھے اوسنے دکھائین آنکھین
رونے روتے مری آشوب کرائین آنکھین

ایک لمحہ بھی کبھی آنکھ نہ لگتی دیکھے
کیا برا وقت تھا جب تم سے لگائین آنکھین

حفیظ تخلص حافظ محمد حفیظ مرثیہ گوی دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم اسکے مرثیہ مین برخلاف مرثیہ گویون کے روایت وضعی اور کاذبہ ہوتی تھی

خاک پا ہون بندہ ہون عاشق ہون نہین بیمار ہون
کچھ تو آخر مین بھی تیرا اے مرے دلدار ہون

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے
اگر اک دم ہنساتی ہے تو پھر رونا رلاتی ہے

ہم تو دشمن آپ کے ہین یاری یہ فرمایئے
اور کس کس سے نبھے گی دوستداری آپکی

رو برو غیرون کے شکوہ کیا کرین ہم آپ کا
ہو رہینگی پھر کبھی باتین ہماری آپ کے

حقارت تخلص میر ممن ولد سلطان علی وارد دہلی

کسوت خاک پہ اتنا نہ نازان اے قیس
اب ترے تن پر بھی کبھی جامۂ عریانی تھا

حقیر تخلص منشی نبی بخش اکبر آبادی سررشتہ دار عدالت فوجداری ضلع کول ولد منشی حسین بخش فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

زخم کے منہ مین بھر آیا پانی
جب کہ پیکان کا مزا یاد آیا

پھر گریبان کے اڑنے ٹکڑے
پھر وہی چاک قبا یاد آیا

خط جو غیرون کے کیے اوسنے رقم
ہم کو قسمت کا لکھا یاد آیا

وہ نگاہین جنسے تھی مجھکو تسلی کی امید
تشنۂ خون ہوئین دشمن جان ہو کر کین

شانہ نے بل نکال دیے زلف یار کے
سیدھا کیا ہے موزون کو مار مار کے

حقیر تخلص میر امام الدین عرف میر کلو دہلوی

ہون ہست و نیست عالم تصویر کی طرح
گویا ہون اور خموش ہون زنجیر کی طرح

دل مین ہے بیٹھ رہین در پہ صنم کے ہی فقیر
راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دور رہین

یاد مین اوس بت کافر کے ہوان کیا مصروف
کہ خودی بھول گئے بلکہ خدائی مجھکو

سب سے گلے لگے تری شمشیر کیلیے
پر ہم سے وہ کھنچی رہی بے پیر کیلیے

گلی مین یار کے چنبٹے گھسیٹ لائے مجھے
عقیر صد قے ہو تو اپنی ناتوانی کے

حقیقت تخلص سید شاہ حسین مرحوم خلف سید عرب شاہ متوطن خوست مقیم لکھنؤ شاگرد جرأت چھاپہ مین مدت اس مین بھی لگے تھے وہین انتقال کیا دیوان ریختہ وتحفۃ العجم وخزینۃ المثال وصنم کدہ چین انسے یادگار ہین انکی مثنوی ہشت گلزار نظر سے گذری

کیا ترے عشق مین اے عربدہ جو ہاتھ لگا
زیست سے ہاتھ بھی دھو بیٹھے نہ تو ہاتھ لگا

ہجر مین کیون نہ کرون یاد ملاقات اوسکی
کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

دلا اب دونون مل کر مینگے اوقات زار مین
ہوئے بیمار ہم بھی لے تری بیمارداری مین

کس کے ہین انتظار مین آنکھین
جو کھلی ہین مزار مین آنکھین

نزع مین ہین یہ میری دو آنکھین
شاید آتا ہے وہ تکتی ہین جو رستا آنکھین

ہو گئی ایک نگہ مین مجھے صحت حاصل
گرچہ بیمار ہین لیکن ہین مسیحا آنکھین

کس طرح طائر دل دام بلا سے نکلے
زلف پر پیچ ہے حلقون سے سراپا آنکھین

حکیم تخلص حکیم محمد حسین عرف بندے صاحب خلف حکیم پیر امراز علی باشندہ فرخ آباد

آزردہ ہوا کرتے ہو فریاد سے میری
دیکھتے نہین زخمون سے کبھی کام تمہارے

حکیم تخلص حکیم محمد اشرف خان خلف حکیم محمد شریف خان دادی اپنے والد کیطرح طبیب بے مثل تھے

مرے رونے پہ جھکو اوس نے کہا
مجھے اس دیدہ تر نے ڈبویا

کہان مین کیا برنگ زخم ناسور
ہنسا اکبار گر سو بار رویا

حکیم تخلص غضنفر علی خلف وشاگرد مظفر علی اسیر باشندہ لکھنؤ

آنکھ اپنی کسی زہرہ شمائل سے لگی ہے
یہ سوءت مقرر چہ بابل سے لگی ہے

حکیم تخلص حکیم احمد حسین عرف لکھی سوداگر عظیم آبادی خلف شیخ فیض بخش شاگرد غلام علی راسخ

کچھ آج اوجھتی ہے ہوا سے مری زبیر
کیا آئی ہوا کاکل پیچاں سے اوجھڑ

آنکھین تری وہ ترک ہین کافر کہ جنون نے
دین چھین لیا گبر و مسلمان سے اوجھڑ

حکیم تخلص محمد پناہ خان خلف سید محمد شریف خان تلمیذ خواجہ میر درد باشندہ دہلی پہلے نثار تخلص کرتے تھے تاریخ اور موسیقی مین کامل تھے

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر
ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کی

تیرے لیے خلق در بدر ہے
اے خانہ خراب تو کدھر ہے

ہم تو کہونکر کہین کہ بوسہ دو
گر عنایت کرو عنایت ہے

ہم ہی صنم کے غم مین نہ ایمان سے گئے
کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے

حکیم تخلص میر محمد علی باشندہ لکھنؤ شاگرد محمد رضا برق

جب سکے دل کو جو گیسو مین مرا اوجھا ہے
وہ بلا کون سی ہے جو نہین آئی سر پر

حلیم تخلص حکیم نہال الدین محرر صدر اکبر آباد باشندہ کاکوری

مرے سیہ بھی نہ کٹی میری گھر کی تاریکی
رہا خموش چراغ مزار ساری رات

پھنسا کے زلف مین ڈالی ہے پاؤن مین بیڑی
وگرنہ رنگ بنا لاتی تھی حلہ مین روح

حلم تخلص مرزا محمد سعید الدین عرف مرزا فیاض الدین خلف مرزا ریاض الدین عرف مرزا محمد جان نبیرہ مرزا جہاندار شاہ مقیم بنارس شاگرد میر نواب نواب

کب حنا کی رنگ سے اوسکی کف پا سرخ ہے
لعل کی رکھتا ہے اپنے یار معدن زیر پا

حمزہ تخلص شاہ حمزہ دہلوی مقیم عظیم آباد آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی کبھی رند بھی تخلص کرتے تھے

ہائے کس کس کے تئین بیٹھ کے ہم یاد کرین
غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین

بے پر و بال ہی رہنے کا خیال اپنا ہے
مور کی طرح پر و بال و بال اپنا ہے

حمزہ تخلص حمزہ علی باشندہ اٹاوہ معلمی کرتے تھے

پان کھاوے ہے تو جھلکے ہی گلے سے یون رنگ | مے کی جون سرخی کہ شیشے سے نمایان ہووے

حمید تخلص حاجی مولوی سید عبد الحمید خلف مولوی سید محمد عثمان مرحوم باشندہ کابل مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ انسے ایک چھوٹا سا دیوان یادگار ہے

پاس میرے بھی کبھی آیئے گا | تا بکے دور سے ترسایئے گا
زلف سلجھانے لگے پھر صاحب | پھر مرے سر پہ بلا لایئے گا
ہو گیا ہے عشق دل کو اوس بت طناز کا | یا الٰہی ہو بخیر انجام اس آغاز کا

حمید تخلص حاجی حمید بخت باشندہ سلہٹ خلف حاجی سعید بخت سعید تخلص شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم راقم کے ملاقاتی ہین

خواب مین شکل دکھائے گا وہ عیار کبھی | یہ بھروسا نہ تھا مجھے اے طالع بیدار نہ تھا
وہ جو شب میرے گھر آیا تو گیا ہوش حمید | اور جو وقت ہوا ہوش تو پھر یار نہ تھا

حمید تخلص سید حسین علی باشندہ آگرہ

رہا وہ غیر کے گھر کل تمام شب ظالم | مین کیا کہون جو رہے دل کو بیقراری سے

حمید تخلص حمید الدین خان سوار دہلوی

نیند آئی تھی مدت مین جگا کسنے دیا ہائے | باؤن مرے اے گردش تقدیر ہلا کر

حمید تخلص سید حمید الدین ولد کامل الدین شاہ فرخ آبادی شاگرد اسمٰعیل حسین منیر

عشق ان سنگدلون کا نہین آسان ہمدل | کام جو سامنے آیا مرے مشکل آیا

حسنا تخلص عبد الکریم خان ولد سرور خان لکھنوی شاگرد میر صبا صاحب دیوان مین

لوگ کہتے ہین عیادت کو وہ کل آئین گے | اور اک شب سفر مرگ مین وقفہ ٹھہرا
گر کر موے ہین ایسے کسی کی نظر سے ہم | اوٹھتا ہے اب غبار ہمارا زمین سے کب
کیا دخل پھر کے کوچہ گیسو سے آئے دل | کیسا رفیق چھوٹ گیا اپنا ہائے دل
وصل کی شب مجھ سے اوداو مت ہو بیکلی مرے | پہنے ہے وہ جنگجو جھگڑے کا چھلا ہاتھ مین
جب سے اوس یوسف لقا کو دل دیا ہے اے حیا | سورہ یوسف زبان پر ہے زلیخا ہاتھ مین
ہو کبھی دشمن کو بھی یارب نہ دشمن سے نصیب | پنج جو پہونچے ہین مجھکو دلربا کے ہاتھ سے

حوشم منشی دیپ چند کھتری دہلوی خط نستعلیق و شکستہ خوب لکھتے تھے زبان فارسی و انشا پردازی مین کامل تھے پیرانہ سالی مین بہ سبب مختل ہونے حواس کے یہ تخلص اختیار کیا اور شاعری کی طرف مائل ہوئے بارہ تیرہ برس ہوئے کہ انتقال کیا

جب کہ آنے کی سنی مین نے خبر دلدار کی | بھر گئی کانون مین ہوا اوس زلف عنبر بار کی

حیا تخلص مرزا رحیم الدین خلف شہزادہ کریم الدین دہلوی متخلص بہ رسا شاگرد انتے بامزہ ہوتے ہین شطرنج بہت خوب کھیلتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

دیکھنے پائے نہ دل بھر کر قیامت مین تجھے | روز محشر وصل کی شب کی برابر ہو گیا
رونا کہان ہوا مجھے دل کھولکر نصیب | دو آنسوون مین نوح کا طوفان آگیا
ممکن ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے | پر ہم کو حیا حال دکھانا نہین آتا
بتون کو چاہ کی ہم تو عذاب ہی مین رہے | شب فراق کٹی روز انتظار آیا
کہا ضم سنے تسلی دو آنکر تو کہا | خدا نہین کہ جو ہم دل رکھین زمانے کا
سہل سمجھے تھے دم قتل گران جانی کو | ہو گیا کام تری تیغ کو دشوار اپنا
پس وصال میسر مجھے وصال ہوا | مرے جنازے پہ بیٹھے رہے وہ ساری رات
شروع شام جدائی مین نالہ و افغان | ابھی تو اے دل مضطر تڑی ہے ساری رات
ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام | ایسی سنے تو مین ہی نہ سنبھالیا کرون
آدمی ہون نہین پتھر کا کلیجہ میرا | اس قدر تو نہ ستم کر کہ اوٹھا بھی نہ سکون
آتے ہی آتے موت کی یہان عمر ہو چکی | جو ہے سو میری جان کو غفلت نثار ہے

حیات تخلص محمد حیات خان ولد احمد یار خان قوم افغان شاگرد روشن شاہ روشن تخلص و نواب الٰہی بخش خان معروف باشندۂ رام پور میرٹھ مین پرمٹ کے سررشتہ سے متعلق تھے

تیرے بسمل کی یہ حالت ہو تہ خنجر ناز | سر جدا ہاتھ جدا پاؤن جدا دھڑ جدا

حیات تخلص مہر الدولہ سید زکی علیخان بہادر باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان نوشہ

اون زلفون مین اب دل کا پھنسانا نہین اچھا | ان کافرون کے بیچ مین آنا نہین اچھا

تھوڑی سی ہے رات اور وہ ہین جانے پہ تیار
او مرغ سحر شور مچانا نہین اچھا
موت آئے جسے سایۂ دیوار صنم مین
ایسے کا تو مردہ بھی اونٹھانا نہین اچھا

حیدر تخلص حسام الدین

ملک خصال پریوش فرشتہ خو کہت
مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا
تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا
کیا طوق محبت ہے ترے کان کا بالا

حیدر تخلص منشی حیدر علی مرحوم باشندۂ ہوگلی خلف منشی غلام نبی مرحوم بن مسند خان مرحوم دہلوی جو دلندیزون کے عہد مین دہلی سے ہوگلی مین آئے تھے اور وہین سکونت اختیار کی تھی بڑے ظریف تھے راقم نے انکو ہوگلی مین دیکھا ہے

کھڑا ہو کر مرے بالین پہ وہ خصمت جو ہوتا ہے
نظر آتا ہے حیدر نزع مین جلوہ قیامت کا
حال دل گر کہون تو کہتا ہے
شوق مجھکو نہین کہانی کا
سست پیری مین کیون ہوا ہی حیدر
کیا ہوا ولولہ جوانی کا
سنگ تھون مین لیے ہین ساتھ طفلان حسین
مین وہ دیوانہ ہون پریون کا اکھاڑا ساتھ ہے
ایک بوسے کے لیے اتنا بگڑتا ہی کوئی
تو ہی منصف ہو بھلا انصاف تیرے ہاتھ ہے

حیدر تخلص مرزا حیدر شکوہ خلف مرزا کام بخت بن مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ

ناز سے جب وہ چلتے ہین بانکپن سے آتی ہی صدا
کافر کہیے اونکو جو وہ انکار قیامت کرتے ہین

حیدر تخلص مولوی سید ولی حیدر ولد منشی امیر حیدر فرخ آبادی

خلق کی آنکھون مین چڑھے پھرتے ہم
تم نے نظر سے جو اتارا ہمین

حیدر تخلص منشی مصطفےٰ حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سررشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرۂ مدرسۂ عالیۂ کلکتہ وطن انکا چانگام مولد بنارس مسکن کلکتہ اشعار اپنے راقم کو دکھلاتے ہین انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے

صاحب دیوان ہین

دل لیکے مرا صاف مکر جاتے ہین کیسا
جب مانگون تو جھنجھلا کے یہ فرماتے ہین کیسا

دھمکاتے ہین جھنجھلاتے ہین شرماتے ہین کیسا
قابو مین مرے آکے وہ گھبراتے ہین کیسا

رعشہ بھی ہے کچھ جسم مین کچھ لب پہ ہنسی ہے
تنہا کہین ملتے ہین تو گھبراتے ہین کیسا

دل وجان دین وایمان دے چکا پھر کیا چھپانا
ذرا ایمان تھکانے تو رکھ او بدگمان اپنا

درد کیسا کہ حد اور دکی صورت سب مین
اپنا ہم درد کوئی خویش و برادر نہ ہوا

میرے اشکون کی روانی دیکھکر او بحر سخن
ایسا سمٹا شرم سے دریا ہی قطرہ ہوگیا

سن لیا سرمہ لگانے مین جو حال مرگ میر
کیا اوسے آنسو بہانے کا بہانا ہوگیا

عشق خط سبز نے پیا مجھے مثل حنا
سبز بختی رنگ لائی خون اپنا ہوگیا

اوس بت کافر کا دل مین رکھتے ہو حیدر خیال
قبلہ من دیکھیے کعبہ کلیسا ہوگیا

کتنی دن سے ہے کیسا ہائے مضطر
خدا جانے کہ حیدر کو ہوا کیا

نہ کیجے ضد نہ کیجے ضد بس اب رہجائیے صاحب
مجھے دفنائیے گر آج کی شب جائیے صاحب

قابو مین آگئے تو چکھا ہی لینگے ہم مزا
اچھا سوال بوسہ پہ ہان منہ چڑائین آپ

دیجے بوسہ یا کہ گالی کیجے جو کہنا ہو صاف
زیر لب کہتے ہین کیا فرمائیے اچھی طرح

کیا بھولے بنکے کہتے ہین قربان جائیے
ہوتی ہین رنگ چار سفید و سیاہ و سرخ

ان سرخ سرخ اونگلیون مین کیا ہی زیب دین
فیروزون کے جو چھلے ہون ای یار سبز

لیا بوسہ خطا کی گالیان تو دے چکے صاحب
لیے جاتے ہو میرے کیلیے پھر چکیان اتنک

ہر ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دمبدم
اللہ رے ضعف چلتے نہین بے عصا کیے ہم

مجھکو بھاتی ہین قیامت تیری دلبر چھاتیان
اونچی اونچی گول چکنی سخت پتھر چھاتیان

وصل مین وہ سسکیان لیلے کا کہنا یاد ہے
کیسی بے رحمی سے آف ملتے ہو حیدر چھاتیان

ذرا سینے پہ میرے ہاتھ رکھکر دیکھتے جاؤ
دھڑکتا ہے کلیجہ دل ہے مضطر دیکھتے جاؤ

مجھکو کیون آئینہ دکھاتے ہو
شب مہتاب مین بلاتے ہو

پردہ اوٹھواؤ مین نہین موسے
نترانی کسے سناتے ہو

ہوئی کیا شمع گل بن آنی میری موسے لیتا ہون
مزا ہے یہ بھری مجلس مین وہ مجھبھلا نہین سکتے

مثال نقش پا کوچہ مین اونکے جم کے بیٹھے ہین
مٹا دین لاکھ وہ مجھکو مگر اوٹھوا نہین سکتے

سہے صبا جاروب کش چھڑکاؤ کرتا ہی سحاب
آمدِ فصلِ بہاری کی چمن مین دھوم ہے

دیکھیے جسوقت طفلان پریرو ساتھ ہین
ایک ہی ہشیار ہی حیدر عجب دیوانہ ہے

چلے ہو کیسلیے ہو کر خفا سنو تو سہی
بتا دو پہلے ہماری خطا سنو تو سہی

ادھر تو دیکھو نہ بولو ذرا سنو تو سہی
شبِ وصال مین کیسی حیا سنو تو سہی

تا صبح ایک بوسہ نہ ہرگز دیا مجھے
باتین تمام شب وہ بنا لے چلے گئے

مجنون نے کان بھی نہ رکھا آہ و زار پر
بلبل کو چٹکیون مین اوڑا لے چلے گئے

اوٹھے کیسے تم بھلا بیٹھے بیٹھے
ہوئے مجھسے شاید خفا بیٹھے بیٹھے

بس قتل عاشقان پہ نہ بیڑا اوٹھائیے
لاکھون کا خون ہوگا نہ لاکھا جمائیے

در پردہ پردہ فاش کیا چاک جیب نے
پردہ نشین کے عشق کو کیون کر چھپائیے

کافر یہ سنگدل ہین بڑے سخت بیوفا
حیدر نہ ان بتون سے کبھی دل لگائیے

حیدر تخلص نواب حیدر حسین خان خلف نواب حیدر علیخان شاگرد جوشش

کچھ تو ارشاد ہو فرمائیے کچھ تو صاحب
کیا خطا مجھ سے ہوئی آپ جو کم آتے ہین

حیدر تخلص سید ابن حیدر عرف بھولے میان خلف سید دلدار حیدر بلگرامی

یاد رکھنا تو مری بات کو اے جان جہان
مجھ سا دنیا مین نہین ہے ترا خواہان پیدا

حیدر تخلص سید حیدر علی خان لاہوری حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادون مین تھے

لے سنگ و خشت مجھ پر ہر خاص و عام نکلا
بارے جنون کی دولت اپنا یہ کام نکلا

یہان تک تو رشک ہے کہ گوارا نہین مجھے
محرم ہے بند بھی جو ترے سینہ بند کا

ارادہ ہے بیڈھب کچھ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنی دیوار و در کا

حیدر تخلص میان حیدر

سہے کہان اب تو اے مسیحا دم
یاد آتا ہے وہ ترا عالم

ہجر مین تیرے مجھ پہ کیا گذری
تجھکو معلوم کچھ ہوا اے صنم

حیدر تخلص دلیر الدولہ محمد علی خان بہادر عرف آغا حیدر خلف نواب

اسد اللہ ولد محمد تقی خان ترقی متوطن نیشاپور باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

اوس پریوش کی نظر جب سے کرائین انکھین
سیری آنکھون مین کسی کی نہ سمائین انکھین

نہ کبھی حور نہ انسان نہ پری نے دیکھین
چشم بد دور جو اوس شوخ نے پائین انکھین

برق کا طرز جو حیدر کے سخن مین پایا
اوس سے محفل مین کسی نے نہ ملائین انکھین

حیدر تخلص حیدر شاہ خان ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور مصوری مین بھی دخل رکھتے تھے

کب آتش درون مرے ہوتے نہین بیخبر
مانند برق کب دم شعلہ فشان نہین

حیدر رے تخلص حیدر بخش دہلوی سنہ ۱۲۱۶ بارہ سو سولہ ہجری مین کلکتہ مین تھے انکی آرایش محفل یعنے ہفت سیر حاتم نظر سے گزری

برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا
مہ اسکا مار طمانچہ منہ اوسکا لال کیا

حیدرے تخلص غلام حیدر دہلوی مقیم عظیم آباد

حیدری کے قید کرنے کی عبث تدبیر ہے
اوس پریشان کو خیال زلف ہی زنجیر ہے

حیران تخلص حافظ بقاء اللہ خلف حافظ ابراہیم خط نسخ و نستعلیق خوب لکھتے تھے

قطعہ

بعد مرنے کے یہ خواہش ہے مری اے دوستو
کچھ نہ خواہشمند ہون عزت کا نہ توقیر کا

گرد تربت کی ہو اک آئینہ اور طوطی مکوہ
تاکہ جانے ڈھیر ہے حیران خوش تقریر کا

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ ہمارین مارے گئے اپنے قاتل کو بھی اپنے ساتھ لے گئے

ق

کہا مین نے کہ میرے گھر چلیے
اس مین کچھ کم نہ ہو گی محبوبی

سبوری کو چڑھا لگا کہنے
رہ و رسم ادب تو سب ڈوبی

مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیے
دیکھیو اختلاط کی خوبی

دیکھ زخمی مجھے اوسکو جو قاتل دانے
ہنسکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سلوا لے

حیران تخلص میر منو عظیم آبادی مرتبہ ہین مظلوم تخلص کرتے ہین

وہ طاؤس ایک دن بھی آن کر بیٹھا نہ پہلو مین
اگر دیکھا ہے یہ حال دل دیوانہ پہلو مین

حیران تخلص میر ولایت علی دہلوی سپاہ در شاہ بادشاہ دہلی متخلص بہ ظفر کے عہد مین
عہدۂ کپتانی پر مامور تھے

سر ٹپکتا رہون یا پھوڑ کے سر مر جاؤن
تیری مرضی ہے بتا اے غم تنہائی کیا

مشکل تصویر پر حیرت مین تو ای حیران ہے
اوسکی تصویر کسی نے تجھے دکھلائی کیا

حیرت تخلص حافظ عبد الرحمن باشندۂ جہنجانا شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

اک دو ہی آنسوؤن مین لگا ڈوبنے فلک
نکلے گی خاک دیدۂ خونبار کی ہوس

گر شربت وصال نہین موت ہی سہی
کوئی تو نکلے اس دل بیمار کی ہوس

حیرت کا خدا جانے ہے کیا حال کہ ہمدم
کچھ رات سے آتی نہین آواز فغان کی

حیرت تخلص مرزا رمضانی دہلوی خلف شہزادہ صمصام الدین شاگرد مرزا حسام الدین حسام

وہ خار ہون کسی سے اوجھتا نہین ہون مین
دشمن کی آنکھ مین بھی کھٹکتا نہین ہون مین

حیرت اب یار سے کیون ترک وفا کرتے ہو
پہلے ہی تم نے محبت نہ بڑھائی ہوتی

حیرت تخلص محمد جان خان ولد باز خان باشندۂ الہ آباد

مرقد سے میرے اوٹھکے بگولا جو رکھیا
کہنے لگے وہ خاک کسی ناتوان کی ہے

حیرت تخلص میر محمد حسین ولد سید اُمید علی متوطن بارہ مقیم قصبۂ اکبر پور
معروف بہ بندگی تولد فتح پور ہنسوا شاگرد احمد علی کامل

اوٹھا جو صبح کو ملتا وہ مست خواب آلکین
لگا چوڑانے مسیحا سے آفتاب آلکین

خبر ہے آمد جانان کی بر لب دریا
ہین انتظار مین کھولے ہوئے حباب آلکین

حیرت تخلص میر مراد علی تاجر مراد آبادی شاہ عالم بادشاہ کے
عہد مین تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا تخلص حیدر لکھا ہے

سمجھ کے دیکھا تو بیجا تھا سب گلہ دل کا
یہ چشم تر نے ڈبویا معاملہ دل کا

شریک آہ ہے شور جنون ہی وحشت مین
عجب جلوس سے جاتا ہے قافلہ دل کا

کہان سے شیشۂ مے محتسب خدا سے توڑ | مرے بغل مین چھلکتا ہے آبلہ دل کا

حیرت تخلص غلام فخر الدین نبیرۂ میر منو ولد اعتماد الدولہ قمر الدین خان مقیم کانپی فارسی بھی کہتے تھے

ہم اوس بزم سے یون پر ارمان نکلے | جوانی مین جسطرح سے جان نکلے
یہ ستم دیکھون کن آنکھونسے مین اسی غیرت عشق | ایک عالم اوسی کوچہ کا تماشائی ہے

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری شاگرد جرأت موسیقی اور تیر اندازی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۳۵ بارہ سو پینتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہا کرتے تھے

بہ رنگ نقش پا اوسکی گلی سے اوٹھ نہین سکتا | ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حیف تخلص میر چراغ علی لکھنوی شاگرد میر شبر علی افسوس

جسکی ہر اک امید مبدل بہ یاس ہو | کیا اوس مریض عشق کی جینی کی اس ہو
ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن | ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادھر آوے
کہتا ہے کوئی بال اوسے کوئی رگ گل | کچھ مین بھی کہون تیری کمر جو نظر آوے
کانون مین نہین ہین اوسکے بالے | اک چاند کے دو ہوے ہین ہالے

حیف تخلص موتی لال ولد لالہ بت سنگھ شاگرد میر سوز ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گلشن دہر مین کیونکر وہ بھلا شاد پھرے | رات دن جسکے لیے گھات مین میاد پھرے

حیف تخلص شیخ محمد حاجی مرحوم دہلوی شاگرد میر محمدی بیدار

رباعی

اب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے | سب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے
پہلے کہ لے کہ مین ہمانون کا برا | تب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے

حرف خا معجمہ

خادم تخلص خادم علی شاہ مقیم کلکتہ دنس بارہ برس ہوے کہ انتقال کیا اندوہ

اکثر مشاعرہ مین ملاقات ہوتی تھی

صاف آیا میل سے دلمین وہ یاد افسوس آج
خانۂ تاریک مین روشن ہوا فانوس آج

خادم تخلص منشی محمدی راجہ برد وان کی سرکار مین متعلق ہین فارسی بیشتر کہتے ہین

اشک کوئی دم مین اب لاتا ہے مژہ پر دیکھی بات
طفل سے ممکن نہین ہے ضبط کرنا راز کا

خادم تخلص شیخ خادم علی کنہیلے شاگرد میر تقی دہلی مین تربیت پائی تھی پیشتر خطوط مین دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے

عاشق ہوا ہون اک بت بالا بلند پر
صد آفرین ہے میری بھی عالی پسند پر

اسکے ہاتھون اک جہان ویران ہے
چشم بھی میرے کوئی طوفان ہے

خادم تخلص خادم علی خان باشندہ فرخ آباد استاد نواب ناصر جنگ بنگش بیشتر فارسی کہتے تھے

مجھکو کہتے ہو کہ چل باہر ہو
آپ کے کہنے سے کب باہر ہون

خادم تخلص خادم علی لاہوری مقیم دہلی

نہین جوگہ نہ کوئی تہین سوگین پردہ شوخ
نہ ملا اپنے جگر سوختہ سے پر نہ ملا

خادم تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

رات بھر ماہم پروانہ مین روتی ہے شمع
اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

خاص تخلص منشی پلٹن سپاہیان شاہی محمد حیدر خان خلف الٰہی بخش خان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا جمعیت شاہ ماہر

تھی جدائی گرچہ پہلو مین مرے وہ یار تھا
ناز تھا آزردگی تھی رنج تھا انکار تھا

کاوشین جھیلین نہ کیا کیا دفترگان مین ہے
گاہ نشتر تھا جگر مین گاہ دل مین خار تھا

دیکھ لے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا
تو تو کیا زاہد دل آوے اوس پہ تیری مار کا

خاکسار تخلص میر محمد یار عرف میر کلو مرحوم دہلوی شاگرد مرزا مظہر قدس سرہٗ قدم شریف مین تشریف رکھتے تھے بڑے عاشق مزاج اور صاحب دل تھے جسپر اونکی آنکھ پڑتی تھی وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو جاتا تھا

تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم
روز محشر کو اوٹھینگے اسلیے دلگیر ہم

قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے
مجھے دادخواہی کی طاقت کہان ہے

تری زلف سیہ سے اے پیارے
مجھکو اک سر ہزار سودا ہے

خاکسار تخلص غلام محی الدین خان مراد آبادی شاگرد قدرت اللہ شوق

نکتہ محمل ہے گرچہ منعلمن کے زیر سر
ہاتھ اپنا بس ہے یہان مجہ ناتوانکی زیر سر

خاکی تخلص غلام حیدر بیگ وطن اصلی بدخشان مولد دہلی دکہن مین رہتے تھے

ہم عشق بہی سیکھین اگر اوستاد ہو کوئی
دل تو ہے بتادے تجھے گرباد ہو کوئی

خالص تخلص مولوی محمد عبدالرزاق مدرس مدرسہ سرکاری کول

دیا ہے تجھنے دل خالص کسی آئینہ سیما کو
نہین تو صورت آئینہ کیون بیٹھے ہو حیرانسے

خالق تخلص خالق بخش اکبر آبادی شاگرد اسیر

فراق و رنج و الم یاس درد و داغ و قلق
کرم سبھون نے کیا ہم پہ باری باری سے

بند باچیاں جو اوسکی جبین کی افشان کا
ستارے گن ہی کے خالق نے سب گذاری رات

خان تخلص عبداللہ خان دانا پوری شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین وفات پائی

جس دن سے وصل ہا ہے یارب جدا ہوے
کیا کیا فلک نے ہم پہ نہ ظلم و جفا ہوے

خان تخلص محمدی خان شاگرد سعادت یار خان رنگین باشندہ دکہن مقیم دہلی

یاد جس وقت تری آتی ہے
مجھکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے

خان تخلص محمد اشرف خان مرحوم ولد محمد علی خان باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

بتو کی چاہ گئی ہو برا طبیعت کا
ادہر تو پک گئے بال ادہر مری باری

اے خان غم فراق مین تم زہر کہا مرو
اسکے سوا نہین کوئی تدبیر دوسری

خانی تخلص مرزا خانی باشندہ دہلی اپنے دماغ مین مالیخولیا تھا

بے عقلونکے کام ہی کرتے رہے سدا
عاشق ہوئے تو یہ بہی خلل تھا دماغ کا

خاور تخلص محمد اکبر خلف مرزا مہدی سیستانی مقیم اکبر آباد فارسی و اردو مین شاگرد

مرزا محمد حسین خراسانی اور میر وزیر صبا کے

مرتا ہون نہ جیتا ہون عجب کھ مین پڑا ہون | کیا پوچھتے ہو حال ہے کیا میرے دل کا

خبر تخلص سید مہدی بلگرامی ولد محمد عسکری تھوڑے روز ہوئے کہ بیس برس کی عمر مین بھاگلپور مین قضا کی

ہم نے رونے کا بھلا کب سر و سامان باندھا | تم نے ہی دیدہ و دانستہ یہ طوفان باندھا
سد وصال رنجش دلدار ہو گئی | اتنا بڑھا غبار کہ دیوار ہو گئی

خبیر تخلص غلام محمد خان خلف غلام قادر خان فرخ آبادی شاگرد رشک

ہے ماہ پر آگے ترے مہتاب کا عالم | خورشید مین نقشہ ہے چراغ سحری کا

خدمت تخلص فرحت علی لکھنوی

دو دن ہے زندگانی مجھسے کلام کر لے | اک بار میرے گھر مین دلبر مقام کر لے

خرد تخلص نواب فخر الدین خان دہلوی خلف نواب شرف الدین خان معاصر مومن

ہمارے اونکی صحبت آہ ابر و برق کی سی ہے | ہم اونکو دیکھکر روتے ہین اور وہ ہم پہ ہنستے ہین
لبون پہ جان ہے جلدی کہین ہو نہ ظالم | یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد تخلص بالا پرشاد کھتری خوشنویس باشندۂ دہلی

یہ ہے پتھر اور وہ گلبرگ ترا ہی جوہری | کیا ہے نسبت لعل کو اوسکے لب خوشرنگ سے

خرد تخلص پنڈت رام نرائن دہلوی شاگرد حافظ غلام دستگیر مبین

ہم آپ سے نہین جاتے یہان سے کھینچکر | یہ جسکے جذبۂ دل کا اثر ہے کیا کہیے

خستہ تخلص محمد عبد اللہ عرف میر جیون دہلوی والد انکے نواب مجد الدولہ عبد الاحد خان کے متبنین مین تھے

سایہ سان پہونچی تو تھے پاتو تلک گر پڑکر | اوسنے دامن کو بھی پر ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہ تخلص غلام قطب سید محمد کرمانی قدس سرہٗ کی اولادون مین اور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ کے مزار کے خادمون مین تھے بھورے خان

آشفتہ سے اصلاح لیتے تھے

جلوہ اوس مہ نے جو ناگاہ لب بام کیا | روز خورشید درخشان کا وہین شام کیا

خسرو تخلص مرزا محمد کیخسرو جلال بہادر عرف مرزا احمد جان خلف مرزا احمد خرم بخت بن مرزا محمد جہاندار شاہ مقیم بنارس مرید حضرت خلیفہ شاہ غلام قادر علیہ الرحمۃ

سنتا ہے دلا اہل جہان کی یہ ہی عادت | منہ پر تو خوشامد کرین تحقیر پس پشت

خشنود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہو غرق رحمت یہ دردگار | آج ساقی کا پیالہ ہو گیا

خضر تخلص مرزا خضر سلطان بن ابوظفر بہادر شاہ متخلص بظفر شاگرد اسد اللہ خان غالب

نہ کہہ سکتے ہین کچھ اپنی دل سکتے ہین کچھ تیری | ہمین اسوقت مین اے بیوفا دیکھا تو کیا دیکھا

جام جمشید کو آئینہ سکندر کو ملا | خضر مین وہ ہون کہ حصہ مین مرے دل آیا

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق | جو تیری خو تھی وہ ہی مرا دعا ہوا

لیتے ہو وہ بھی ہو سہی پیشہ ہے حسینوں کا | مجھسے اک چھیڑ ہوئی شکوہ عدو کا نہ ہوا

کہتے ہو کہ اک روز تجھے قتل کرینگے | پر یہ بھی تو اے شوخ ستمگر نہین ہوتا

خضر تخلص شیخ محمد یوسف شاگرد جان صاحب

جیتے جی اور بھی اس نازو ادا نے مارا | ہاتھ کھینچا جو شب وصل تو شرمانے بہت

فاتحہ پڑھ کے مری قبر پہ خیرون نے کہا | یاد آئے گا یہ جانباز نہین ہانے بہت

خطا تخلص مرزا نظر علی بیگ ولد مرزا ایوب بیگ ایوب لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

زبان لڑاتے ہو کس اختلاط سے پیارے | سمٹ کے آئی ہے دیکھو مری دہن مین روح

کرے جو مردہ سنے باتین ابھی زندہ ہون | مسیح وقت ہے تو ہے ترے دہن مین روح

خطیر تخلص سید امراد علی خلف امیر علی باشندہ فرخ آباد شاگرد صفیہ

آج عصہ مین وہ زندان کی طرف آتے ہین | ہیٹریان پاؤن کی بولین تو قیامت ہوگی

خفی تخلص مرزا محمد معروف بہ سفید دیو خلف مرزا حیدر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

ترک چشم و صف مژگان و نگاہ خونریز
ہین انھین لشکر خونخوار کے سردار ابرو

کشتیان آنکھین ہین بیشک خط پیشانی موج
مچھلیان حسن کے دریا مین ہین آبادار ابرو

روے محبوب ہے یا کوئی سلیمانی ہے
مژہ خنجر ہے نگہ تیر ہے تلوار ابرو

خفی تخلص راجہ بابو عظیم آبادی

بہے خنک از بس ہوا ے بزم ساقی جلد
گرم صحبت ہو گی زیب انجمن ہو جائے گا

دیکھ سنبل کو چمن مین یاد آئے اوسکے بال
حاصل اس گلگشت سے آخر پریشانی ہوئی

خلش تخلص حافظ فردوس علی شاگرد دغرز مولوی عبد الکریم سوز

کیون یہ کہتے ہو خلش کو کہ وہ بیمار نہ تھا
کچھ تو آزار اوسے تھا کہ وہ اچھا نہ ہوا

خلق تخلص میر احسن خلف و شاگرد میر حسن دہلوی صاحب مثنوی بدر منیر
باشندہ لکھنؤ

عجب عالم مین بیہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا
کہ آنا ہی نہ ہوش آیا کہ جو پوچھون کدھر آیا

دل لگاتے تو لگایا پہ نہ تھا کچھ معلوم
جی یہ کیا گزرے گا اور جان پہ کیا ہو دیگا

خلیق تخلص مرزا مظہر علی ولد مرزا ہوشدار متولد ۱۱۹۵ گیارہ سو ننانوے ہجری مین
ناظم بنگالہ کی سرکار مین توسل رکھتے تھے

صحبت زندہ دلان ہے باعث آرام جان
ہمنشینی مردہ دل کی ہے عذاب زندگی

خلیق تخلص میر مستحسن مرثیہ گو برادر خورد میر احسن خلق باشندہ لکھنؤ شاگرد مصحفی
صاحب دیوان گزرے

غفلت مین فرق اپنے تجھین کچھ نہ آیا
ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا

کہا مین نے جواے گل کچھ وفا کر
تو وہ ہین ہنس پڑا وہ کھلکھلا کر

بھاگتا تیرا بجا اوس سے ہے اے سیمین تن
تو تو سیماب ہے اور پارہ اخگر عاشق

حشر کا ڈر اونہین کیا ہے کہ تیری کو چہ مین
خود بپا کرتے ہین ہنگامہ محشر عاشق

بیستون مین اثر گریہ فرہاد کو دیکھ
جگر سنگ سے بھی آب روان ہے تب سے

مثل آئینہ ہے اوس رشک قمر کا پہلو
صاف ادھر سے نظر آتا ہے اودھر کا پہلو

کسکے خرام ناز کا پامال ہون خلیق	لگتی ہے چوٹ دل کو مرے ہر قدم کے ساتھ

خلیل تخلص میر دوست علی ولد سید جمال علی ساکنہ قصبہ بڑولی متعلقہ بارہ بانکی گو رشید آکش رفیق نادر مرزا سے نیشاپوری بیشتر لکھنؤ میں رہتے ہیں ۱۲۵۹ھ بارہ سو اونا سی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین اشعار انکے بہت خوب اور مرغوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین یہ اشعار اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا	داغ کی طرح سے رہجائیے گا
ہاتھ جوڑون بھی تو ٹھہرینگے نہ آپ	نبض کیطرح ملے جائیے گا
جلوۂ حسن رخ یار نے بیہوش کیا	وصل مین لطف شب وصل میسر نہ ہوا
دل ہے خود مرشد کامل اسے کیا سمجھاؤن	خضر کا کوئی کسی راہ مین رہبر نہ ہوا
غم فرقت یہ بلا ہے کہ تمام اعضا مین	پھوٹ پڑجاتی ہے جسوقت وہ دلبر ملا
عشق نے دشمن راحت یہ بنایا ہے مجھے	نہ دیا دل اوسے جو شوخ ستمگر نہ ہوا
ضعف سے کانپتے ہین چلنے مین ہر بار قدم	پڑتے ہین صورت چوب کہنہ ہر بار قدم
پاے رنگین سے جو ہر نقش قدم ہے گل تر	چار باغ آئے نظر تم جو چلو چار قدم
سالک راہ محبت کو ہے غفلت سے ضرر	دیکھ لو سونے سے ہو جاتے ہین بیکار قدم
مرتبہ خاک نشینون کا جو سمجھے کوئی	رکھے پھر نقش قدم پر بھی نہ زنہار قدم
بے سبب دشت جنون مین نہین سرگرداں	قلم آسا نہین رہتے کبھی بیکار قدم
حشر برپا ہو کہین لوگ قیامت لائے	رہے مسکون مین ہو ہل چل جو چلو چار قدم
بتون کا سبزۂ خط خدا کا نہین محتاج	بغیر مہر یہ خط اعتبار رکھتا ہے
ترقیون مین تنزل کا بھی خیال ہے شرط	گرے ہے کوئی کو نظر مین سوار رکھتا ہے
رونے پہ باندھ لے جو مری چشم تر کمر	کیسے زمین فلک پہ ہو پانی کمر کمر
جان جان عاشقو نہین نام جدائی کا نہ لو	موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمارون مین
تم سنو یا نہ سنو نالے کیے جاؤن گا	درد دل کہنے سے مطلب ہے اثر ہو کہ نہو

کرتا بان حسین بند کی پہندے ہین جال کے | کیلے گا مرغ رنگ حنا کا شکار ہاتھ
اوس بت کو دیکھتے ہی ہوا دل اسیر عشق | پتھر کے نیچے دب گئے بے اختیار ہاتھ
ہر طرح مل رہیگا پس مرگ اے خلیل | دس گز کفن گزی کا زمین تین چار ہاتھ
اچھے نہین ہین جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ | تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے
دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل | پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے سے تار کے
حالت صفت شمع ہے یہ سوز جگر کی | پاؤن کو جلا دیتی ہے آتش مری سر کی
مین مرگیا وہ گھر کو گیا صبح شب وصل | نقارہ مرے کوچ کا نوبت تھی سحر کی
مر کر بھی چھپاؤن جو تری زلف کا سودا | بتی نہ دہوان دے مرے تربت پہ اگر کی

خلیل تخلص سید ابراہیم علی اکبر آبادی شاگرد گلزار علی اسیر

وصف دہن تنگ سے خاموش کیا ہے | لے جائے قلم ہے نہ موقع ہے صدا کا
کعبہ و دیر مین کسکے لیے پھرتے ہو خلیل | سچ کہو شوق ہوا کس بت ہرجائی کا
ملجائے گا موقع جو کبھی دادرسی کا | اللہ سے اے بت تری فریاد کرینگے

خلیل تخلص علی ابراہیم خان مرحوم نائب ناظم بنگالہ گورنر جنرل لارڈ ہسٹنگ بہادر انکو عدالت دیوانی ضلع بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا صاحب دیوان وتذکرہ شعرائے فارسی وارد و گزرے

اشور و نے سے میرے تر ہو جیب و کنار آخر | خلیل آنکھون کے ہاتھون ہو گیا گا اپر سیلو مین

خلیل تخلص شیخ محمد خلیل لکھنوی شاگرد مصحفی

جب آگے ترے شمع نے سر اپنا اوٹھایا | گلگیر نے تب اوسکی وہین دور کی گردن
سو تیغ لیے نکلے ہے اک ہاتھ مین خورشید | تا کاٹے جو دیکھے شب دیجور کی گردن

خلیل تخلص شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ پادشاہ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علی خان بہادر خلف خواجہ عبد الحکیم غدر مین مارے گئے وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ شعر انکے اچھے ہوتے ہین

میرے گھر کا جسکو آپ آئیے گا | خیر بندے ہی کو بلوائیے گا

سنکے حالِ شب فرقت بولے — کیئے کچھ اور بھی فرمایئے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین — ہان بجا سچ ہے ضرور آیئے گا
کھیل مین جان یہ کھلوایئے گا — ہم کو شمشیر سے سر آیئے گا
نزع مین دیکھ کے فرماتے ہین — ہم جلا لین گے جو مر جایئے گا
وصل مین کہتے ہین ہولے بنکے — کسطرح ہجر مین مر جایئے گا
کس عنایت سے وہ کہتے ہین خلیل — شام کو آج ضرور آیئے گا
وصل دوں رشکِ چمن کا گر میسّر ہو خلیل — آرزو اک عمر کی ہو جاے حاصل باغ مین
ہاتھون پہ سر جو معرکۂ امتحان مین تھا — پیچھے ہٹے نہ ایک قدم کوہکن کے پاؤن

خموش تخلص مرزا خدا یار دہلوی ملازم راجہ رنجیت سنگھ بہادر پنجاب مین سکونت اختیار کی تھی

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین — کچھ اندنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خندان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گردش چشم پر ترے جب کہ نگاہ کیجیے — خانۂ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجیے

خواجہ تخلص مولوی عبد العزیز خلف مولوی اظہر علی مرحوم منشی سابق فورٹ ولیم کالج کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انفع وطن اصلی سلسٹ مولد و مسکن کلکتہ بڑے ذہین و ذکی ہین شعر اچھا کہتے ہین ۱۲۸۳ھ مین انتقال کیا

دل لیکے جان مانگتے تھے وہ بھی لے چلے — اب میرے آپ کے کوئی جھگڑا نہین رہا
گرد و سر گیا تو رہا درد دل اوسے — بیمار عشق ایک دن اچھا نہین رہا
بعد فنا بھی درد و الم میرے ساتھ ہین — مرقد مین بھی رہا تو مین تنہا نہین رہا
دیر و حرم مین سب مری صورت سے ہین خفا — دل دے کے آپ کو مین کہین کا نہین رہا
چشم تحقیق سے جب سوے کلیسا دیکھا — بت مین بھی جلوہ نما نور خدا کا دیکھا
ساقیا آگے ترے دیدۂ میگون کے مدام — بادۂ سرخ کو پانی سے بھی پتلا دیکھا
گر مے بیخبر سے کر کے جلایا آپ نے — اب تو صاحب آپ کا ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

یاد گل مین ہو وے اے خواجہ اگر گریہ تمام
تو نے پوچھا ہے پسینا جو رخ گلگون کا

موج آب اشک بلبل سے ہو طوفان بار بار
دامن گل سے بھی زاید ہے معطر دامن

خواجہ تخلص خواجہ بخش علی باشندہ ہوگلی منشی پلٹن انگریزی راقم کے ملاقاتی تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

بعد مرنے کے مرے منشی کا ملنا چھوڑا
سرمہ رکھا ہی رکھا خاک ہوا میرے بعد

خواہش تخلص حاجی میر آلہ داد متوطن الہ آباد مقیم دہلی

تیرے آنے کی دھوم ہے دل مین
ہر قدم پر ہین آفتین برپا

حسرتون کا ہجوم ہے دل مین
چال ہے یا کوئی قیامت ہے

خورد تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بند قبا کو کھول کے گلشن مین تو نہ جا
ہو وے نہ گل گلے کا کہین ہار دیکھنا

خورشید تخلص خوشوقت علی خان ولد داؤد خان تھانہ دار باشندہ اکبرآباد کانپور مین رشک کے شاگرد ہوئے تھے لکھنؤ مین جاکے برق کے شاگرد ہوئے

بیٹھے جو سامنے وہ دوپٹا اوتار کے
ثبت پھر انہ ہوئون نے منی مری فریاد
وہ صبح وصل کس کس ناز سے ہمکو جگا گئے ہین
سدھارے رات اوٹھو صبح محشر ہو چکی ہے

پھولا مین اسقدر کہ انگرکھہ مسک گیا
خدا کے ہاتھ ہے خورشید فیصلہ دل کا

خورشید تخلص مرزا حسن علی عرف میان سابو مرشدآبادی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

ہے خیال عارض گلرنگ جانان کیا مجھے
خار آتا ہے نظر آنکھون مین گلشن آج کل

خورشید تخلص پنڈت سورج پرشاد خلف پنڈت آسارام

پھولونہ بھنبلو چمن بے ثبات پر
غنچون کی جو چٹک ہے وہ کوس رحل ہے

خورشید تخلص خورشید عالم خلف سید مقصود عالم مقصود باشندہ سہالی

فلگیر مین یہ شہید دن کا بہایا ہے لہو
نیچی کا گھاٹ دریا کا کنارا ہو گیا

خورشید تخلص خورشید احمد شاگرد و برادر عم زادہ شاہ رؤف احمد صاحب

مومن خان اور مرزا غالب سے بھی اصلاح لی تھی مادر اد النہر اور خراسان کی سیر بھی کی تھی انکا مولد لکھنؤ مسکن دہلی حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین سے تھے

پھاڑے کو اور کیا باقی رہا دست جنون | چاک دامن ہو گیا پیرہن گریبان ہو گیا
نوید وصل یہ مانا کہ جھوٹ ہے خورشید | کسیطرح کوئی تسکین اضطراب تو دے

حورم تخلص محمد احمد باشندۂ شاہجہان آباد

جان تن سے نکلجائے ترے سامنے بے رحم | اک دم کی دم اس خستہ کے بالین سے نہ جاؤ

خیال تخلص غلام حسنخان دہلوی برادر زادۂ و شاگرد برکت اللہ خان برکت اشعار فارسی انکے ایک لاکھ سے زائد ہونگے

تجھے تو غیر کو منظور منہ دکھانا تھا | نقاب کھولنا گرمی سے اک بہانہ تھا
جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا مہ پارۂ غزنی مین | کہ جو چلمن مشبک رہ گیا لطارۂ غزنی مین
تیرا افتادگی پہ دل آیا ہے اے خیال | اے غنچہ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

حرف دال مہملہ

داد تخلص مولاداد خان لکھنوی

نہ جائے باغ مین رشک چمن مرا ہے داد | شہید ناز کی دیکھی اگر کفن کی بہار

دارا تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

سحاب پارۂ دامن ہے آبدیدون کا | نمود برق طپیدہ دل طپیدون کا
کھلا کسی پہ نہ اسود گان خاک کا حال | ہجوم مہد زمین مین ہے آرمیدون کا
جا پھنسا حلقۂ زلف بت عیار مین دل | لے گئی کھینچ کے شامت دہن مار مین دل
ہم خاک ہو کے آئے ہین کوچہ مین یار کے | لیکن یہ خوف ہے کہ صبا کو خبر نہ ہو
مجھسے کب ہوتا ہے اے دارا وہ صاف | اوسکے دل مین بدگمانی اور ہے

داغ تخلص میر مہدی دہلوی مقیم لکھنؤ فرزند و شاگرد میر سوز بیس برس کی عمر مین

ایک نونہال گلشن خوبی پر شباب ہو کر کچھ دنون اوسکی باغ وصال سے ثمر زندگانی کا مزہ
مکھا اور گل مراد سے دامن تمنا کو بھرا آخرش جب خزان ہجر پہونچی اور بہار وصل ہوش
بلبل کیطرح اڑ گئی دل بیتاب لے اوسکی بیقراری اور آہ وزاری یہانتک شروع
کی کہ عندلیب جان نے چار دیوار عناصر مین تنگ آکر قصد پرواز کیا اوسوقت اوسکے غمخوارون نے
بلاس مجای ملک الموت سیرت کو اوسکے مریض فراق کی حال پرملال سے خبر دی کہ وہ اپنے قدیم شغالہم سے
اپنے مریض درد ہجران کو صحت بخشے چونکہ اودھر سے اوسکے آنے مین دیر ہو گئی
اوسنے اپنے جلد آنے کے بارے مین نامہ لکھا لیکن ادھر تاب انتظار نے
ہمت ہاری حالت نزع مین اس شعر کو عنوان مکتوب پر لکھا ؎

از جان رمقے بود کہ مکتوب تو آمد	دیگر چہ نویسم خبرم خوب گرفتی ✦

اور فوت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

قطعہ

ابھی دل پاس تھا غائب ہوا ای ہمنشین دیکھو	ادھر دیکھو اودھر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو
اسی کے پاس ہے رہ رہ کے جو یہ منکر آتا ہے	اسے کے ہاتھ دیکھو جیب دیکھو آستین دیکھو
بگڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہووے	ہوائی رنگ دیکھو ہاتھا پائی سے جبین دیکھو

رباعی

یہ چاہ نہین بھلی بری ہوتی ہے	جی لیتی ہے دوستی بری ہوتی ہے
لگتا نہین جی کہین بھی اوسکے بن آہ	سچ کہتے ہین یہ لگی بری ہوتی ہے

وداع تخلص مولوی وجہ اللہ خان بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ضلع بیربھوم خلف
جناب مولانا محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسۂ عالیہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی
مرحوم وحشت رائم کے دوسون مین ہین بشیر فارسی کہتے ہین ۱۲۸۵ بارہ سو اٹھاسی
ہجری مین انتقال کیا

عشق مین ذلت ہے عزت ناصحا	محترم ہین وہ جو ہین رسوائے یار

وداع تخلص سید لطف حسین خلف حیدر علی باشندۂ فتح پور ہنسوا شاگرد ناسخ

چڑھی آنکھین ہین کیون اوترا ہوا چہرہ تمھارا ہے | ہوا معلوم شاید آشنے سے کا اشارہ ہے

داغ تخلص نواب مرزا دہلوی ولد چھوٹی بیگم شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق ملازم نواب رام پور راقم نے اس شخص کو دہلی مین دیکھا ہے اچھی طبیعت پائی ہے

گر تو کبھی بہلانے سے آجاے وقت نوع | ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم
گو حال دل چھپاتے ہین پر اسکو کیا کرین | آنسو نکل پڑتے ہین خود بخود آنکھ بھر آتی ہے
ہے کچھ جواب سست مقرر کہ جو ادھر | اوٹھتے ہین دیر دیر مرے نامہ بر کے پاؤن
کیا کہا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین | کیون یہ کیا ہے خم گیسو مین اگر کچھ بھی نہین
آنکھ پڑتی ہے کہین پاؤن کہین پڑتا ہے | ہے خبر سب کی اونھین اپنی خبر کچھ بھی نہین
وہم ہے حشر کے سب کہتے ہین یون ہی ہوگی | فتنہ ہے اک تری ٹھوکر کا مگر کچھ بھی نہین
اونھون نے خط تو بھیجا پر سمجھ مین کچھ نہین آتا | کہ سو سو طرح کا ہر بات مین پہلو نکلتا ہے
کہنے دیتے نہین کچھ منہ سے محبت تیری | لب پہ رہجاتی ہے آآ کے شکایت تیری
وہ تو ستم کرینگے کوئی مرہی کیون نہ جاے | ہم بھی ستم اونھائینگے اب سر ہی کیون نہ جاے
دل دونون کو جلے دیا ڈبو ہی نامراد ہی ای تو | کہین داغ تم نے سنا جو ہوا ہی وہ سیاہ کا نام

وانا تخلص میر فضل علی دہلوی شاگرد میر شرف الدین مضمون پہلے نواب سراج الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے بعد ازان ۱۹۴۷ء گیارہ سو چوراسوے ہجری مین لباس فقیری اختیار کیا تھا صاحب دیوان گزرے

دل مین ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا | یوسف مصر کا تو ہی ہے اے یار عزیز

وانا تخلص لالہ سوہن لال علاقہ دار کمسریٹ انگریزی راقم نے انکو ۱۲۵۰ھ اٹھارہ سو ترین عیسوی مین کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین

رات دن کی مری جنے نہ کی فریاد سے یاد | آج لیتا ہے وہ آغوش مین دشنام سے کام

وانا تخلص روشن لال ولد مہتاب رائے لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان

دیکھے بغیر چین مجھے ایک دم نہین | رہتی ہے رات دن تری تصویر ہاتھ مین

داؤد تخلص ایک شاعر قدیم کا ہے شاید نام بھی انکا داؤد ہو

چاندنی کی سیر کو سطح فلک پہ وہ صنم
دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

دائم تخلص دائم علی باشندۂ کلکتہ

جب خدا مجھسے یار ہوتا ہے
دل مرا بے قرار ہوتا ہے

بے صبر و بے شکیب ہے خانہ بدوش سے
ویرانہ اور شکستہ پہ دایم مدام ہے

وسیر تخلص مرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش لکھنوی شاگرد مظفر حسین ضمیر مرثیہ اچھا کہتے ہین مگر ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو راقم نے انکو عظیم آباد مین دیکھا ہے

روان کرتا تھا خنجر گاہ گاہے روک لیتا تھا
عجب ناز و ادا سے اوسنے کاٹا میری گردن کو

دلا ان تنگ چشمون سے نہ چشم مہر کو رکھو
کسی کے حال پر روتے نہ دیکھا چشم سوزن کو

ورحسان تخلص سید علی جان مخاطب بہ مہتاب الدولہ ولد میر مغل لکھنوی متوطن خراسان مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر ملازم بادشاہ اودھ صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو مناسب نہین سمجھا

سب مساوی ہے زر و ملک سے اگر نوا
آیینہ تختۂ تابوت سکندر نہ ہوا

غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف
غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اوڑا دیا

گھٹ گئی جب عمر اوس گیسو کا سودا بڑھ گیا
تھا مگر وقت زوال شمس سایا بڑھ گیا

وبال اس سر کے کٹنے کا نہ بالا جائیگا
دھوان اسکو نہ اے قاتل سمجھنا شمع روشن کا

چاند دیکھے جو کبھی تیری پیرہن خورشید
سر دھنے خوب گریبان سحر مین خورشید

شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار
آبگی دختر رز دیکھنے مینا بازار

خلش ہمین سے نہین ہے کچھ اوس تیر کو
ادا و ناز سے محروم ہے تنگ سینے پر

ہے تیری آرزو مجھے اے جان آرزو
کیا آرزو ہے واہ رے قربان آرزو

خواب تھا جو کبھی دل کے گرد پھرے ہم
جا و تھا جو کبھی خون آرزو کرتے

ورد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی خلف الرشید خواجہ ناصر عندلیب علیہما الرحمۃ انکے اشعار فارسی و ریختہ نہایت پر درد ہوتے ہین وصال انکا روز آدینہ بست و چہارم

صفر سنہ ۱۱۹۹ گیارہ سو ننانوے ہجری مین ہوا راقم نے انکے مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل دیوان انکی نظر سے گذرے

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

اے آنسو نہ آوے کچھ بات دل کی بیچ
لڑکے ہو تم کہین مت افشاے راز کرنا

دل کسکے چشم مست کا سرشار ہو گیا
کسکی نظر لگی کہ یہ بیمار ہو گیا

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس
جی مین نہ رہ جاے یہ آہ بھی کر دیکھنا

مثل نگین جو ہم سے ہوا کام رہ گیا
ہم رو سیاہ جانے رہے نام رہ گیا

اوسنے قصداً بھی میری باتون کو
نہ سنا ہو گا گر سنا ہو گا

کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے اوسکو بھی
جبتلک پہونچے ہی پہونچے دکھ کا اک ڈھیلا ہوا

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

اون لبون نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہوا ن

کرتا ہون بس مرگ بھی حل مشکل عالم
بجس ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہن

مرے ہاتھون کے ہاتھون اے غریزو
گریبان چاک ہے جاک گریبان

ہم کس ہوس کی تجھ سے فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلو گیری
یہ ایک جیب ہے سو تار تار کتے ہین

اوسنے کیا تھا یاد مجھے بھولکر کہین
پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین

اودھر بات کرنا ادھر دیکھ لینا
سمجھتا ہون سب ایک عیار مین ہون

اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو
یہ نہ آجاے کہین جی مین کہ آزاد کرو

نہ کہین عیش تمھارا بھی منغص ہو وے
دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو

نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو

ہر چند مجھے صبر نہین درد و لیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو

ہر طرح زمانے کے ہاتھون ہون ستم دیدہ
گر دل ہون تو آزردہ خاطر ہون تو رنجیدہ

کاش تا شمع نہ ہوتا گزر پروانہ — تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ
اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے — لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
دیکھ رہے اک لحظ جو آنسو نہیں تھمتے — معلوم ہوا درد کہیں آنکھ لڑی ہے
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی — ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی
تھمتے ہی نہ اپنے ڈھنگ دھر چلے — جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے
آہ بس مت ہی بلا تب جائیے — جب کوئی افسون ترا اوسپر چلے
ساقیا ہان تک رہا ہے چل چلاؤ — جب تلک بس چل سکے ساغر چلے
دل بھی تیرا ہے ڈھنگ سیکھا ہے — آن مین کچھ ہے آن مین کچھ ہے
مین وہ فتادہ ہون کہ بعد از فنا مجھے — نقش قدم کی طرح نہ کوئی مٹا سکے
خلوت دل مین کر دیا اپنے حواس نے خلل — حسن بلائے چشم ہے غمزہ وبال گوش ہے

دیوان تخلص میر رحمت علی ولد سید علی شاگرد غلام مولی قلق باشندۂ میرٹھ

نہین ہے جینے کا دہان کوئی ہر گز — خط ہے میرا لکھا مقدر کا

دیوان محمد تخلص کریم اللہ خان قرابت دار عمدۃ الملک شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین ملہار اہلکر کے ہمراہ مرہٹون کی لڑائی مین شہید ہوئے

ظالم کہان تلک ظلم سے فریاد کب تلک — اک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک
تحمل آتش غم مین دل بیتاب کیا جانے — ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے
کنارہ سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا پارہ — بلک لگنے کا مضمون دیدۂ پر آب کیا جانے

دیوان تخلص محمد فقیہ شاگرد حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہٗ بنگالہ مین بھی آئے تھے سنہ ۱۱۷۶ گیارہ سو ستہتر ہجری مین مرشد آباد مین وفات پائی صاحب ساقی نامہ و دیوان فارسی گزرے

رباعی

کہتے ہین جا گرا ہے ناحق کے تئین — پر و نیز سے جا بھڑا ہے ناحق کے تئین
کوئی نکر بیاغوست لیتا ہے — فرہاد کا سر پھرا ہے ناحق کے تئین

درویش تخلص سید شاہ علی دہلوی شاگرد میر نظام الدین ممنون حضرت شاہ اللہ دتا کی اولاد مین تھے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کی تھی +

درویش کو مجنون بھی لکھا کرتا تھا عرضی
اِس مملکت عشق مین اوستاد سمجھکر

ایک شب بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار رہے
روز رو رو تے ہین وہانکے در و دیوار سے مل

درویا تخلص پنڈت رتن ناتھ خلف پنڈت امرناتھ شاگرد دیوان سبحان علیخان کمبوہ باشندہ لکھنؤ شاگرد رشک

نادیدے ہین رقیب نہ دیکھا کرو انھین
نظر انھین نہ جاے یہ شمع قمر کی لو

کھینچون جو آہ سرد تو ٹھنڈی ہون دو زمین
دریا کے آگے پانی ہے نار سقر کی لو

دریغ تخلص سید زین العابدین باشندہ دہلی نبیرہ سیف الدولہ بہادر شاگرد نصیر دہلوی

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار کے
ڈوبتے مجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

دل تخلص مولوی شمس الدین مقیم دہلی بڑے متقی و پرہیزگار تھے

صبح ہو آتی ہے اور رات چلی جاتی ہے
تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل تخلص زبی پرشاد مرشد آبادی

امید وصل اوس سے عبث تو رکھے دل
جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہ ہو

دل تخلص آزاد خان مذہب ہندو کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام
خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا ہ

دل تخلص زور آور خان باشندۂ کول صاحب مثنوی و دیوان گزرے

مت پھر ادل مرا اے ناصح جاہل اکر
پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کوئی دل اکر

کیا سیے کو داغ کنے لگائی آگ گلشن مین
عیان ہے داغ حسرت لالۂ احمر کی چھاتی پر

ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا
زاہد تجھے خبر ہے حلال و حرام کی

دل تخلص محمد عابد مرحوم برادر محمد روشن جوشش باشندۂ عظیم آباد

تیری زلفون مین پھنسا دل یہی تقصیر ہوئی
نقد جان لیجیے حاضر ہے گنہگار دل

نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کی بھرتے ہین
ہین نزع مین ہم تجھ بن جیتے ہین نہ مرتے ہین

جون آئنہ بہ ستم رسیدہ دل ۔ رہتا ہے مدام آب دیدہ
تمہارے در پہ جو دربان نے آستین پکڑی ۔ برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمین پکڑی

دلخوش تخلص بہادر سنگھ کھتری نبیرہ راجہ خوشحالی رائے دہلوی

ہون ترے ہجر مین جون دیدہ نرگس حیران ۔ چشم پوشی نہ کر آپنے گنہگار سے مل

دلسوز تخلص لچھمی نراین خلف آتمارام باشندہ فرخ آباد

دیکھنا گرجوش طوفان کا مری آنکھون مین آہ ۔ اپنی کشتی کے لیے گردون بھی لنگر مانگتا

دلسوز خیراتی خان قوم افغان باشندہ قصبہ پٹل مقیم دہلی شاگرد نصیر نواب طفر یابخان خلف مسٹر شمر و فرانسیس کی رفاقت مین تھے میکشی سے نہایت ذوق رکھتے تھے جے پور مین جاکے انتقال کیا

جگر فراق کے ہاتھون سے لالہ زار رہا ۔ سہان خزان مین سدا موسم بہار رہا
تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض ۔ طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا
ارادہ ہاے بوسی کا تھا اے بیداد گر اپنا ۔ گرا قدمون ہی تیرے کٹا جو قت سر اپنا
وہ منہ زلفون سے ڈھانکے ہین تو ہم تارے دکھاتے ہین ۔ وہ دن کو رات کہتے ہین تو ہم تارے دکھاتے ہین
سب سمین کے ہم اگر لاکھ برائی ہو گی ۔ پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہو گی
رات تم اسطرف جو آن پھرے ۔ دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص حمایت اللہ خان دہلوی ولد عالم خان رمل و نجوم و ہیئت مین اچھی مہارت رکھتے تھے آبا و اجدا انکے نعمت خانہ شاہی کے داروغہ تھے

دلگیر سے تم چپکے سے گر آن کے ملتے ۔ رسوائی ہر کہ چہ و بازار نہ ہوتی
جسطرح ناک مین دم لایا ہے میرا یہ فسخ ۔ یا خدا اوسکے بھی پیچھے یون ہی شیطان پڑے

دلگیر تخلص چھنولال کایتھ لکھنوی شاگرد نوازش حسینخان نوازش اپنے مذہب کو ترک کرکے شرف اسلام سے مشرف ہوے تھے بیشتر مرثیہ کہتے تھے غزل مین طرب تخلص کرتے تھے لیکن چونکہ انکا تخلص دلگیر کرکے مشہور ہے اسلیے شعر انکا دلگیر تخلص کے تحت مین لکھا گیا

معطر اوسکے نہانے سے بسکہ آب ہوا
حباب بحر ہر اک شیشہ ٔ گلاب ہوا

باتین تری سنا کرین اور دیکھین تیری شکل
وہ مدعائے گوش ہے یہ مدعائے چشم

آئے طرب ترا جو وہ خوش چشم باغ مین
نرگس کے دستے کیجیو تو بھی فدائے چشم

دلگیر تخلص شاہ دلگیر عظیم آبادی درویش تھے

پھر بھی یارب وہ کبھی دنرات ہو
یارب ہو مین ہون گلی مین ہاتھ ہو

دوست تخلص شیخ غلام محمد عظیم آبادی مقیم مرشد آباد

کافر ہو جسکے دل مین تری آرزو نہ ہو
کس کام کی زبان کہ تری گفتگو نہ ہو

صنم جو دیکھہ مجھہ کو تو کہے ہے دور آنکھو نسے
کچھ اپنا بس نہین ظالم مین ہون مجبور آنکھو نسے

دوست تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

روش گریہ مری چشم سے سیلاب نے لی
بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دولہ تخلص نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر احمد خان مرحوم والی بھوپال شعر فارسی بھی کہتے تھے اپنی زوجہ نواب سکندر بیگم کے مرنے سے عین جوانی مین شربت مرگ نوش کیا

پھولون مین بھی میرے وہ گل اندام نہ آیا
مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا

صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو
بسی دماغ مین ہے میرے اوس دہان کی بو

دولہ تخلص مرزا علی نقی شاگرد اصغر علی خان نسیم مقیم لکھنؤ

عاشقونکے واسطے حال پریشان چاہیے
آئی ہے فصل جنون ٹکڑے گریبان چاہیے

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان بنارسی دہلی مین بھی گئے تھے

اوسکا آخر ادھر کلام ہوا
اپنا قصہ ادھر تمام ہوا

آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر
خاک اوسکے پیچھے آپ کو ہم نے کیا عبث

میری سرگشتگی کو دیوانہ
پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص رائے سرپ سنگھ ہمشیرہ زادہ راجہ مہاتر این فن شعر سے خوب ماہر تھے فارسی بیشتر کہتے تھے انسے چار دیوان فارسی یادگار ہین

دل سدا تڑپے ہے میرا مرغ بسمل کیطرح
یا کرے سیکھے مرغ بسمل نے مری دلکی طرح

جان پر آنی ہے دم مری خاموشی سے
بات کچھ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر

دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جائے
رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ پگھل نہ جائے

حرف ذال معجمہ

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا رستم*

چھوڑا اسلام کو اور کھینچکے قشقہ ذاکر
طالب کفر ہوا اوس بت عیار سے مل

ذاکر تخلص مولوی ذاکر علی بنارسی خلف مولوی فضل علی شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان ہین

شب جو نالان سبکسی سے یہ دل صد پارہ تھا
آسمان سے خون فشان ہر دیدہ ستارہ تھا

شب جو باتون مین وہ مہ پیکر بہل کر رہ گیا
رنگ سو سو طرح سے گردون بدلکر رہ گیا

لیلی کا جب کہ نجد سے محمل نکل گیا
آرام قیس لاکھون ہی منزل نکل گیا

لالۂ صد رنگ پھولا کوہ پر تو کیا عجب
کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا

یہی ہے گر حال آہ سوزان گر بنگے جلکر فلک زیر زبر
یہی ہین نعرے تو دیکھ لینا کہ حشر ہی حشر تک ہیں پر

دل پھر گیا حرم سے اب دیر مین بسا ہے
دل مین صنم صنم ہے لب پر خدا خدا ہے

تو دست برہمن سے مار اڑے گا زاہد
ناقوس اے ستمگر ٹوٹا تو سنکھیا ہے

جواہر خانۂ زندان کو کیا ہے چشم پر خون نے
مری زنجیر پر ہنگ جڑ دیے ہین اشک گلگون نے

پتلیون تک خون ہو لخت جگر آنے لگے
لعل احمر سنگ موسے مین نظر آنے لگے

ذاکر تخلص سید ذاکر حسین منصف ہاترس خلف علی حسین باشندۂ الہ آباد

بعد مردن بھی نہ کم گردش قسمت ہوگی
تودۂ خاک لحد اپنا بگولا ہوگا

ذاکر تخلص میر جان خلف و شاگرد فخر الدین ماہر لکھنوی تمام دیوان انکا اسی رنگ پر ہے

چھینک آ کے گھس نجائے کمین ناک مین تیری
اے چلبلے نہ ڈال نوقطگیر ناک مین

ذاکر مین اوسکے در پہ یہ بیٹھا کہ رہ گئی
ہل سکتے اب ذرا نہین مجھ خستہ تن کے پاؤن

ذکا تخلص حکیم محمد اسمعیل خان عرف اچھے میان خلف محمد ابراہیم خان باشندہ پورنیہ

تسکین مجھسے ہو جو کسی تشنہ کام کی
اے آب تیغ یہ بھی ہے اک بات نام کی

ذبیح تخلص مرزا امان علی مقیم بہادر مذہب تشیع سے توبہ کرکے مذہب سنت وجماعت اختیار کیا تھا

اسقدر تو ہو رجوع قلب عاشق سوی دوست
منہ جو دشمن کا نظر آوے تو سجھے روی دوست
یہ وہی سر ہے کہ اب ہی اپنے زانو پر سدا
یا اسی کو تھا میسر تکیہ زانوے دوست

ذرہ تخلص منشی اتواری لعل باشندہ کلکتہ راقم کے ملاقاتیون مین ہین

دلدار کی خاطر سے دل زار بھی چھوڑا
الفت مین سمن رویون کے کار ہی چھوڑا

ذرہ تخلص مرزا رام ناتھ بہادر نظارت شاہی دہلی کے بیشکار تھے

ترے کوچہ مین روز و شب پڑا پھرتا ہے یہ ذرہ
بجا ہے ایسے دیوانی کی مطلب کو رسا کرنا

ذرہ تخلص لالہ شنکر لال لکھنوی شاگرد رشک

قامت ہے سرو لالہ ہے رخ نرگس آنکھین ہین
نسرین کے ساعد اور گل یاسمن کے پاؤن

ذرہ تخلص لالہ جوالا پرشاد خلف لالہ دھرم نرائن وکیل ضلع فرخ آباد

یہ عالم ہو گیا سوز جگر سے
نکلتی آگ ہے دیوار و در سے

ذکا تخلص پنڈت سری کشن خلف پنڈت دیارام کشمیری امین عدالت دیوانی فرخ آباد

نہایت سخت جان ہو مین نہایت سخت جان ہو مین
نہ ٹوٹی خنجر برّان کہین یہ مجھکو خط اسے

ذکا تخلص ذکاء اللہ خان لکھنوی حافظ رحمت اللہ خان مرحوم کی اولاد مین تھے

آہ کسطرح سے اوس پردہ نشین کو دیکھون
اوسکے گھر مین تو کوئی روزن دیوار نہین

ذکا تخلص خوب چند کایتھ دہلوی تلمیذ نصیر صاحب دیوان وقد کرہ گزرے

آسیا سر پہ چلی جب کہ ذکا نیند کہان
ہاتھ سے چرخ کی ڈھونڈھے ہے تو آرام کہین
نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھ کو
جسکے قدمون سے لگا اوسنے مٹایا مجھکو
ہلی ہے ابرو دلدار دیکھیے کیا ہو
کہان کہان چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

ہماری خاک سے گذرا جو بانہ ہلکر دامن | کچھ اپنے جی مین وہ شاید غبار رکھتا ہے

ذکا تخلص شیخ مخدوم بخش نوحہ خوان ساکن لکھنؤ شاگرد مرزا خانی نوازش

یارب کسی کے بس مین کسیکا نہ آئے دل | مجھسے یہ اب کہا نہین جاتا کہ ہائے دل

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم دہلوی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ و عالی و عاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس قدرت کا شاعر پیدا نہین ہوا ۱۲۷۱ بارہ سو اکھتر ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے دیوان انکا نظر سے گذرا ہیچمیرزنے یہ تاریخ اونکے انتقال کی کہی ہے

تاریخ

کی قضا ذوق نے افسوس ہے ہے | مرگ کا اوسکے جہان کو غم بجا ہے
سال کا ناسخ نے مصرع یہ لکہا | انتقال شاعر کامل ہوا ہے ۱۲

ہو احمد خدا مین دل جو مصروف رقم میرا ذوق | الف الحمد کا سا بنگیا گویا قلم میرا
جہانکتے تھے وہ مجھے جس روزن دیوار سے | وائے قسمت ہوا وہی روزن مین گھر زنبور کا
ہم ہون اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار کا | کام جنت مین ہے کیا ہم سے گنہگار کا
نالہ اس شور سے کیون میرا دوہائی دیتا | اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا
ہو تو عاشق سو چکر اوس دشمن ایمان کا | دل نکر جلدی کہ جلدی کا تم ہے شیطان کا
تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید | تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا
خدر ہے خون سے دل پایمال کے کیسا | چلا ہے دیکھیو وہ دامن سنبھال کے کیسا
بعل سے لیگئے دل کو نکالکر وہ صریح | جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا
ہزار دم ہین اوسے یاد تو نے دیکہا ذوق | کیا وہ غیر کے گھر مجھکو ٹال کے کیسا
اس سے تو اور آگ وہ بیدرد ہو گیا | اب آہ آتشین سے بہی دل سرد ہو گیا
بانی طبیب دے ہے ہمین کیا بجا ہوا | ہے دل ہے زندگی سے ہمارا بجا ہوا

جدا ہون یار سے ہم اور نہ ہون رقیب جدا — ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا
نشۂ دولت کا بدا طوار کو جس آن چڑھا — سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا
موت اوسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ کون — یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا
ذوق کے مرنے کی سنکر پہلی تو کچھ رگ گئی — پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا
عبث جان منتظر ہونٹون پہ ہے وہ شوخ کب آیا — اگر چلم کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز — کتنا طوطی کو پڑھایا پھر وہ حیوان ہی رہا
کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا — کبی جو مجھسے کرے تو پیے لہو میرا
ترے جوڑے کے کہلنے نے مرا دل بستہ باندھا — عجب تقدیر نے عقدہ یہان کھولا دان باندھا
گل اوس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا — یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا — پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا
مذکور ترے بزم مین کسکا نہین آیا — پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا
سرمہ ہے سفاک شہرہ ہے نگاہ یار کا — سچ کہا ہے بارہ کا ٹی نام ہو تلوار کا
کیا طمع مین جودت ہے چٹ دل کی اور اجاڑ — ہونٹون کا یہان ہلنا دان بات کا پا جانا
زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون — کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہ گیا
یہان تک عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا — جھلسین ہین منہ شکار کیے پر بھی شیر کا
ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا — خوب طوطی بولتا ہے اندنون صیاد کا
مسجد مین اوسنے ہمکو آنکھین دکھا کے مارا — کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کے مارا
بیمار عشق کا جو نہ تجھسے ہوا علاج — کہہ اے طبیب تو ہے کہ پھر ترا کیا علاج
وہ مثل ہے نادیہ کتنے ڈبوئی خضر نے — لیکیا خط ذقن دل کو سوے گرداب کھینچ
ریش سفید شیخ مین ہے ظلمت فریب — اس مکر چاندنی مین نہ کرنا گمان صبح
ٹھہری ہے اونکے آنیکی یہان کل پہ جا صلاح — اے جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح
کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد — سینے مین ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد
جھومر کا نظر سہ پہ ترے آبتو پڑا چاند — تھا وعدہ چڑھے چاند کا لا بوسہ چڑھا چاند

کہا پتنگ نے یہ دار شمع پر چڑھکر
بڑا فرا ہے جو مرے کسی کے سر چڑھکر

مسیح کرنے کو مرے پوچھنے کیا ہو تکبیر
تم چھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر

ساغر دل بیچا آیا ہون کھو مت ہاتھ سے
چوکتا ہے کیون یہ جنس دستگردان چھوکر

اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑکر

تونے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑکر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہ منہ پھوڑکر

وہ کہے کون ہے قربان مرے اس چتون پر
مین کہون مین تو کہے مین کی چھری گردن پر

مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہی تو آن کی آن
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کی پاس

کیا زبان چلتی ہے اوس نرم مین بدگو یونکی
منہ مین انکے یہ زبان ہے کہ الٰہی مقراض

پھر کر ادھر اودھر نہ ہمارا گیا قلق
لفظ قلق کیطرح سے وہ ہی رہا قلق

صفحۂ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک
دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک سے ایک

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
دُرہم کی مشکل صورت دُرہم سے کم نہین

اوس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین

ہفتاد و دو فریق حسد کے عدو سے ہین
اپنا ہے یہ طریق کہ اہر سد سے ہین

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

پھر اوس غمزہ کی یاد کرکے دل مین
نشتر چھوکے مین سر نشتر کو توڑ دون

مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہو نہین
مین ہون تمہارا سایہ جہان تم وہین ہو نہین

تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھری خوب نہین
چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین

ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کدھر کو دیکھتے ہین

خط پڑھکے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
کیا جانین لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین

نہین خضاب سے مطلب ہمین یہ موی سفید
سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی مین

چار ٹکڑے کرو دل کے کہ نہین ہو سکتا
لب کو دون زخم کو نہ دون لعل کو دون تل کو نہ دون

اسیر رنج و غم مین ہون مریض جان بلب مین ہون
اور اس پر اب تلک جیتا ہون مین کوئی عجب مین ہون

سوال بوسہ کو ٹالا جواب چین ابرو سے
برات عاشقان برشاخ آہو اسکو کہتے ہین

مدوے عیش زن ہر دم ہے یہ مرد رپوا یا — یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ بچھوا اسکو کہتے ہین
مرے نالہ سے چپ ہین مرغ خوش الحان نالی پر — صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے مین
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین — ہو فا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین
جسجگہ بیٹھے ہین بادیدۂ نم اوٹھے ہین — آج کس شوخ کا منہ دیکھکے ہم اوٹھے ہین
کہتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پر سون — ہوئے پر سون نہ ہوئے پر وہ تمہاری پر سون
زاہد گمراہ کے کسطرح مین ہمراہ ہون — وہ کہے اللہ ہو اور مین کہون اللہ ہون
ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا ہون خورشید — سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہم کو
دن کٹا جایئے اب رات کدھر کاٹنے کو — جب سے تو پاس نہین ڈوری ہے گھر کاٹنے کو
بجا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو — زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
تو مکدر نہ ہو تو عشق مین رسم — ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو
پتھر اوپا جلوہ نے تری چشم صنم کو — چکر اوپا عمزہ نے تری طوف حرم کو
کیا پوچھتا ہے تو عمل بغض و محبت — چلتا ہوا تعویذ ہے نقش درم کو
دیکھا دم نزع و آرام کو — عید ہوئی ذوق دل شام کو
تم مسی مل کر نہ غرفہ سے نکالا منہ کرو — اور نہین گر اتنے تو جاؤ کالا منہ کرو
اتکبار ی مری مژگان کی ذرا دیکھین تو — کتنے پانی مین ہین فولاد بھلا دیکھین تو
ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو — فلک پر سلے ہنستے ہنستے شادی مرگ عیسی ہو
عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو — وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتی ہو
دیتا ہے وہ دمباز جو دم اور زیادہ — شیشے کی طرح پھولے ہین ہم اور زیادہ
ہستی تنک مایہ نے کچھ پھونکا ہے ایسا — ابھری ہے حباب لب یم اور زیادہ
اے خنجر خونخوار نہ برش مین کمی کر — ہان مجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
اے ذوق وقت نالہ کی رکھ لے جگر پہ ہاتھ — ورنہ جگر کو روئے گا تو دم کے سر پہ ہاتھ
چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب — تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ
جنونکی حیب دری پر ہین خوب سے پٹے ہاتھ — سلوک سینہ سے بھی کچھ کو کر لے چلے ہاتھ

رقعہ چوری سے اوسے بھیجا ہے انجان کے ہاتھ
کیسی رسوائی ہو پڑ جاے جو دربان کے ہاتھ

تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ
ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ

نگہ وہ ترک کہ جسکی نہین بجا کی پناہ
اور اوسکی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ

زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہین روزہ
کہ اسمین آبا تو روزی ہے اور نہین روزہ

نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
اسے تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھے

ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ در سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

عدو آیا ہے بنکر نامہ بر لکھا نصیبون کا
کرینگے لے کے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

حساب اصلا نہ پوچھے میرے دل کی زخم ہونکا
حساب دوستان در دل اگر دہ در بایا سمجھے

سمجھ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اوسکی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
نہ دے شراب ڈبو کر کوئی کباب تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
حورون پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے

یہ ذوق ہے پرست ہے یا ہے صنم پرست
کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے

زخم دل پر کیون مرے مرہم کا استعمال ہے
مشک گر مہنگا ہے تو کیا لون کا بھی کال ہے

موے سر مارا ان سیہ کا ایک سر سر لشکری
مانگ جو ہے اک مار سفید اوس لشکر کا سر لشکری

گاہ ہجوم یاس مین ہے دل گاہ ہجوم حسرتین
ہے یہ مرد سیاہی پیشہ پھر تا لشکر لشکری

لیتے ہی دل جو عاشق دل سوز کا چلے
تم آگ لینے آئی تھے کیا آگے کیا چلے

رخصت اے آندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلا ہے

سر بوقت ذبح اوس قاتل کے زیر پا ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے

بل بے استغنا کہ وہ یہان آتی آتی رہ گئے
اف ری بیتابی کہ یہان تو دم ہی فنا جاتی رہے

زخمی ہون مین اوس ناوک دزدیدہ نظر سے
جانے کا نہین چور مرے زخم جگر سے

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

الٰہی کس برگزیدہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتی ہے
کہ آج کوچہ مین اوسکے شور بای ذبح کشتی ہے

غم جدائی مین تیری ظالم کہون مین کیا مجھپہ کیا ہے گذری
جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دلخراشی ہے جانکنی ہے

نہین ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی تنگ تر ہے
جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

قسمت اوس بت سے جا لڑی اپنی
دیکھو احمق خدا سے لڑتے ہے

شور قلقل یہ کیون ہے دختر رز
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے

دیکھو اوس چشم مست کی شوخی
جب کسی پارسا سے لڑتی ہے

ہے تیری کان زلف عنبر لگی ہوئی
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

کرتی ہے زیر برقہ فانوس تاک جھانک
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی

اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتے نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

ابر و باران کی نہ کیون لطف اوٹھائین مینخوار
کہ اوڑاتے ہین گنہگار پہ رحمت کو فرے

کب وہ گزرتے ہین سر لاف و گزاف سے
جنکی کہ آشنا ہے زبان لام و کاف سے

کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون و دولت دے
اوسکا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے

گے جنت مین اگر سوز محبت والے
تو یہ جانور ہے دوزخ ہی مین جنت والے

ہائے ری حسرت دیدار مری ہائے کو بھی
لکھتے ہین ہائے دو چشمی سے کتابت والے

نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
دیکھ تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کے ہین دو ہی عیادت والے

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن مین ہی ذوق
اوسنے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے

بھولا نہ مجھے قتلگہ عام مین قاتل
اللہ ری ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے

خط اوسکو دیا بھی دیا جو قاصد نے ذوق کر کسیکا ہو
وہ خط دیکھ پہچان لینگے میرا مری عبارت دیکھ کر

کیا نذر تم کو ہے بار و نسے تو کہیے
گر منہ سے نہین کہتے اشارہ نسے تو کہیے

یہ اقامت ہمین پیام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

پہونچا ہے شب کہ ند لگا کر وہان رقیب
سچ ہے حرامزادے کی رسی دراز ہے

ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر دے
کہ مے آشام پیا سے ہین مہینا بھر کے

نہین مرگان یہ جون خار غم تھے دلنشین نکلے
جنون یہ نیشتر کیسے کہین ٹوٹے کہین نکلے

کیون ہمنے دیا دل تجھے اے سنگدل اپنا — کم بخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پہنچے
دور کر بالون کو سر سے لیے ہے لیلی — پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی
مین تو اون آنکھون کی گردش کا بلا گردان جاؤن — کہ نہین تیری بھی وہان گردش گردون چلتی
نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے — عصا ہے پیر کو اور سیف ہی جوان کے لیے
کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی — پہلے ہی اونکی میری طرف سے پڑھا چکے
اچھا کیا وفا کے عوض تو نے کی جفا — بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چکے
تیغ تو ادھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے — دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا مر کاٹ کہ — جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
کیا ہوا اے ذوق ہین جون مردمک ہم ردہ سیاہ — لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
ہے بادہ کشون کے لیے اک عیب سے تائید — زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے
چنے تو نے افشان جو اے مہ جبین ہے — ستارون مین کیا کیا چنان اور چنین ہے
کیے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر — مرا عشق کم خرچ بالانشین ہے
تو آنکھ مین نہ سرمہ دبالہ دار دے — مفتون چشم کو یون ہی اک تیر مار دے
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات — ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے
نشہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی — جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے
کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی — یہ خوبرو نہ حور ہوئے یا پری ہوئے
سر تو ہے تن پہ مرے تیغ ستم کیواسطے — پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کیواسطے
نعل مسکل مہ نو جب ترہی تو سن کو لگی — چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگی
رہی اسطرح بعد از ترک دنیا کی ہوسناکی — شرابی ہو کے تائب جسطرح ہوجائے تریاکی
تنگہ کا وار تھا دلپر پھڑکنے جان لگی — چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
پہین مے آشکارا کسکے ہمکو ما قیا چوری — خدا کی گر نہین چوری تو بھر بندی کی کیا چوری
بدیتو نے زیر گردون گر کوئی میری سنے — ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
پھرتے ہین لکھے تجھے سطرون مین ملک جا بجا — طفل مکتب پڑھتے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

دل غش لب جان بخش پہ جان طرۂ مشکین پہ ہے — عیسائی اسنے دین پہ ہے مسلمانی اسنے دین پہ ہے
کیا تاب دل جلون سے جو برق لاگ رکھے — دوزخ بھی ہو تو انکی جلیون پہ آگ رکھے
چاہیے زران بتان سیمتن کے واسطے — ہم قلندر یہان نہین کوڑی کفن کیواسطے
ہوس مین کعبہ کے کیون شیخ بتخانہ سے گمرہ ہے — یہان تو کوئی صورت بھی ہو وہان اللہ ہی اللہ ہے
مقابل اوس رخ روشن کے شمع گر ہو جاے — صبا یہ دھول لگائی کہ پھر سحر ہو جاے
ہمارے سینے مین وہ آہ آتشین ہے ذوق — جو برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جاے
گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے — وہ سہے مثل ہے پھول نہین پنکھڑی سہی
کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا — کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے
غربزیدنا و قیس لیلے کی دیکھوگے شتر غمزے — اگر مجنون کو مل جائیگی خدمت ساربانی کی
ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے — کرکے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے
خط بڑھا زلفین بڑہین اور کاکل بڑھی گیسو بڑھے — حسن کی سرکار مین جتنے بڑھے نوکر بڑھے
لاشہ کو دفن میری کیجے کہ پھینک دیجے — مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجے
مری طاعت سے اب تو معصیت ہی عار کرتی ہے — مرے توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے
ڈسا ہو کالے نے جسکو کافر تو وہ فسون کی اثر سے کیسے — دہان وگیسو کا تیری مارا نہ سہ بوا زہر سے کیسے
باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی — کالا کرے گا منہ بھی جو ڈاڑھی سیاہ کی
درد دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے — ہون مین حرف درد جس پہلو سے اولٹو درد ہے
سایہ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائینگے — آگے جائین پیچھے جائین جائینگے پر جائینگے

ذوقی تخلص ذوق شاہ بنارسی درویش سرد پا برہنہ تھے

نہ بام کی ہین زیب نہ زینت کسی در کی — ہم باٹ کی روڑے ہین ادھر کی نہ اودھر کی

ذوقی تخلص ذوق شاہ لکھنوی درویش تھے

اپنی یہ چاہ اوسکی وہ صورت — اے غربزہ دلکشا کیجیے گا
جلد آ مل جو تجھکو آنا ہے — ورنہ کوئی دم مین دم روانا ہے

ذوقی تخلص ذوق رام عطر فروش مراد آبادی شاگرد مہدی علی زکی ہوئی

دونون مین بینواؤن کا سانگ بناکر کوچہ و بازار مین شعر پڑھا کرتا تھا

سنتے سے تصور مین کچھ کم نہ مزا دیکھا	گر وہ نہ ہوا اوسکی تصویر ہے اور مین ہون

ذہین تخلص حافظ امداد امین خان دہلوی نبیرہ حافظ محمد داؤد خان کوم شاگرد حافظ غلام دستگیر مسیر

نام اوس صنم کا دل سے بھلایا نجائے گا	ہے نقش کالحجر یہ مٹایا نہ جائے گا
طرز خرام یار سے حشر بپا کیے	فتنہ ہے کونسا کہ اوٹھایا نجائے گا

ذہین تخلص میر محمد مستی

ہوا اگر کبھی یار کے تشریف فرمانے مین دیر	تو گریبان کا ہے کو اس دنیا سے ہم جانی مین دیر
ہمارے دل کو مت آزار دے اے باغبان ناحق	جلامت آتش گل سے ہمارا آشیان ناحق

حرف را سے مہملہ

راجہ تخلص راجہ بہادر خلف راجہ شتاب رائے دیوان نواب ناظم صوبہ بنگالہ معاصر اشرف علی خان فغان

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ ہوئے	ہم اون تلک نہ ہوئے وہ ہم تلک نہ ہوئے

راجہ تخلص راجہ راج کشن خلف راجہ بکرماجیت بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

گر شب کو نہ تم پاس مری آؤ گے صاحب	تو مجھکو سحر تک نہ نہان پاؤ گے صاحب

راجہ تخلص دیوان سنگھ خلف راجہ چیت سنگھ بہادر راجہ بنارس مقیم اکبر آباد و شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر صاحب دیوان ہین

تو ہے وہ گل کہ نام ترا باغ دہر مین	دو دو پہر وظیفہ مرغ سحر ہوا
مٹ گئی شکل نقش پا کیسی	پس گئی چال پر حنا کیسی

راجہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

بہر دشنب کو آنے کی نہان وہ ہوم دہام ہے	بہتر ہزار صبح سے یہ اپنے شام ہے

راحت تخلص بھگونت رائے ولد دین دیال باشندہ کاکوری شاگرد امانت

انکی مثنوی زہرہ و بہرام وغلدمن نظر سے گذری ہے

چاہ ہو چشمہ ہو دریا ہو تو اوسکو رو دیجے
ورنہ جیتم تر سے بہتا ہے سمندر زیر پا

راحت تخلص مرزا محمود بیگ ولد احمد بیگ شاگرد مومن خان وطن انکا دہلی مسکن دہلی

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب
آجائینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا

کچھ جان سے آتی ہے مری جان مین قاتل
پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا

یہ چاہتا ہون کہ راز نہان نہ افشا ہو
ترے دہن سے زیادہ مرا دہن جائے

راحت تخلص شیخ کریم الدین باشندہ اعظم پور باشندہ

ہمیشہ گزری قفس مین اسی تمنا مین
کہ اب رہا ہونے اب موسم بہار آیا

راحت تخلص پنڈت کنن لال باشندہ متصرا تحصیل دار ضلع فرخ آباد

دل کو سامان ہوا بی سر و سامانی سے
خوش گزرنے لگی اب جامہ عریانی سے

راحت تخلص راحت حسین شاگرد صمد علی حسرت باشندہ میرٹھ

دل گیا جان گئی قرار گیا
نہین جاتا یہ درد سے سر کا

راحت تخلص مرزا راحت علی خلف مرزا رجب علی بیگ مقیم فرخ آباد

دم نہ نکلا تہ شمشیر جو آسانی سے
سخت شرمندہ ہون جلاد گرانجانی سے

راحم تخلص میر محمد علی معاصر میر دمیر زا

دیوار کے روزن مین ہی جو اوس نے پڑی آنکھ
دو چار گھڑی اوسکے مری خوب لڑی آنکھ

ارمان مرے دل کے نکل جائینگے سارے
گر تیری رہی سامنے دو چار گھڑی آنکھ

راز تخلص مرزا یعقوب علی بیگ وطن انکا توران مولد ہندوستان

شب بیکلی سے دل ترے عاشق کا شق ہوا
لے نام تیرا صبح کو بسمل بحق ہوا

راسخ تخلص طالب حسین

یہ ادا دیکھو مری خاک پہ برسون کے بعد
وہ جو لے تو اوٹھائے ہوئے دامن اپنا

راسخ تخلص غلام مصطفےٰ بن عبد الرحیم باشندہ مکن پور ضلع کانپور

راسخ سحاسبان قیامت لکھین گے کیا | دفتر بہت بڑا ہے ہمارے حساب کا

راسخ تخلص سعادت علی خان دہلوی شاگرد مومن

ہون تو آنکھون مین پر نہین پر جسمین | سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون
مین بنائے جہان ہے لیکن | جب کہ نا پیدا رہون کیا ہون

راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلائے تھے ۱۲۳۳ بارہ سو اڑتیس ہجری مین انتقال کیا مثنوی راز و نیاز حسن و عشق و سبیل نجات و دیوان انکا نظر سے گزرا

خاک ہون پر تو تیا ہون چشم مہر و ماہ کا | آنکھ والا رتبہ تجھے مجھ غبار راہ کا
دشمنی در پردہ کی ای وای تمنے کیا کیا | آپ تو پردے مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا
اپنی جانب تھا کشان ہر عضو تیرے درد کو | ہائے رے لذت کہ جھگڑا اجسکا ہمدیگر رہا
کب میرا خریدار ہو موجد وہ جفا کا | بندہ تو ہون ہے عیب ولے مجھ مین وفا کا
سونپا ہوا داغ اونکا تازہ ہے سدا رکھا | ہم نے اس امانت کو چھپا تیسے لگا رکھا
حیا کے پردے مین مارا ہے ایک عالم کو | شہید مین ہون اون شرمگین نگاہون کا
ٹھنڈی سانسین بادِ سحر مین اوسکی بھاتی ہین مجھے | چاندنی مین لطف ہے جلنا ہوائے سرد کا
دل تیتی ہوا جو شکست آشنا ہوا | یہ شیشہ ٹوٹنے سے جواہر بہا ہوا
گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی سے ہے | یہ رنگ ہو کہ پھول ہے جیسے کھلا ہوا
یہ دل بیتاب و ضبط سوز عشق انجو ہے | قطرہ سیماب مین آتشکدہ پنہان ہوا

ملین حضرت راسخ ہے اگر تو یہ پوچھنگے اونکی جناب مین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تھا تمکل تمھین کانٹا سا جسکے ہے ا نے کیا

جز داغ ہے کیا دل حزین مین | لالہ ہی اوگے ہے اس زمین مین
انکار ہے اونکا لذت آمیز | ہے زور فرا نہین نہین مین
اب اور انکا ہونے ایجاد گلستان مین | راتون کو لگا پھرے صیاد گلستان مین
کیون بڑھاتے ہو تم اسباب خود آرائی کو | بھول مت دوسری بدنامی و رسوائی کو

مجھے تحریک آہ سرد نے کیا کیا رولایا ہے
بھی ہے جبکہ ٹھنڈی باد تب منہ خوب آیا ہے

رسخ تخلص نواب ظفریاب خان نبیرہ ملا میان مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر اولاد مین حافظ الملک حافظ رحمت خان مغفور والی کٹھیر کے شعر خوب کہتے ہین

صاحب دیوان گزرے

دکھایا صانع قدرت نے اب تیری کف پا کو
سنا کرتے تھے ہم اعجاز روشن دست بیضا کو

کہان اب جلوہ گر ہوتی ہے سنگ طور کی آتش
ہزار آتش سے باہم جنگ ہووے سنگ موسیٰ کو

سواد منزل اب راہ طلب مین تیرہ بختی ہے
خضر کی آنکھ سمجھا مین چراغ غول صحرا کو

رسائی عرش تک ہے بیان سخن کی بال شہپر سے
رہی امید میری نقش پا کی چشم عنقا کو

سبکدوشی ہے بیغش ہے آزادون کی منبر سے
فزون دی سنگ سے سہان سرگرانی پینہ مینا کو

تیور چڑھا کے رہ گئے تم کیون ماتھا کی ہاتھ
چھوٹا ہے نیمچہ تو لگا دو بڑھا کے ہاتھ

دریاے حسن اور بھی دو ہاتھ بڑھ گیا
انگڑائی اوسنے نشہ مین لی جب اٹھا کے ہاتھ

دیکھنے نکلا جو وہ خورشید منظر چاندنی
دھوپ سے بھی ہے چمک مین آج بہتر چاندنی

مارڈالا چاند سورج نے ترے تعویذ کے
دھوپ ہے باہر تو ہے مدفن کے اندر چاندنی

اب اندھیری اور اجالے پھر تو ہین وہ در بدر
دھوپ دکھلاتا پدر جنکو نہ مادر چاندنی

رغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ سعادت یار خان رنگین کے یارون مین سے وطن انکا ایران مولد دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوتا ہے تازہ آہ سے ہر دم جو داغ دل
روشن ہے باد گرم سے اپنا چراغ دل

اے شام غربت آہ کدھر ڈھونڈیے اوسے
پایا نہ ہم نے زلف مین بھی کچھ سراغ دل

منہ ڈھپے مین چھپایا اوس نے
دل کو پردے مین لیا یا اوسنے

رغب تخلص احمد حسین دہلوی برادرزادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ مو

آوے بھی وہ اگر تو نہ آوے اسے یقین
کیا حال ہو گیا دل امیدوار کا

یارب اسے تو چین دے محبکو نہ دے خدا
جلتا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا

کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین
شکوہ اگر کرون روش روزگار کا

چھٹ گئی آلام سے راحت کا سامان ہوگیا | بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درمان ہوگیا

راغب تخلص وزیر علی ولد سید جعفر علی باشندۂ فتحگڈھ

سمجھکر بنتے ہو نادان راغب | تغافل کا گلہ اوس بیخبر سے

رافت تخلص حضرت شاہ رؤف احمد مرحوم خلف شاہ شعور احمد مغفور سرہندی شاگرد جرأت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے اور بڑے زبردست عالم تھے عروض وقوافی مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے فارسی مین ایک دیوان اور ریختہ مین چھ دیوان اور ہر فن مین انسے ایک دو رسالے یادگار ہین جمیع اصناف سخن پر قادر تھے

گور مین بہر تا ہے نعرہ تیرا بسمل آہ کا | پڑھ کے بخش اوسکو ثواب ایمان مسلم رہنما
ہر نام پاک یہ ہے تعویذ مرے جی کا | ق | صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر | چار و نظر نہ سکہ کیون کر ہو پھر اوسی کا
سایہ ہو جن پر اونکا اوسکو نہین ہے خطرا | کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت یہ چار یار اب وابستہ رکھ دل اپنا | گر تجھ پہ کھل گیا ہے عقدہ رواروی کا
جگنو گلے مین زلف سیہ فام دوش پر | ہے صبح اوسکی چھاتی پہ اور شام دوش پر

یہ کس کی مژگان کی آہ یارب پھرے ہین برمے ہمارے برمین
کہ مثل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن دل وجگر مین
ادا و انداز و ناز و عشوہ جو کچھ ہے اوس شوخ فتنہ گر مین
نہ وہ پری مین نہ حور مین ہے نہ ہے وہ غلمان و نہ بشر مین
لگا نہ جراح اسپہ مرہم کہ داغ جاوے تو جائین مرہم
یہ رکھتے ہین سوختہ جگر ہم چراغ اوجڑے ہوئے نگر مین

وصل کی شب کی ہے گھڑیان کیسی بے آئین بجیر | تب آیا وہ راحت جان جب تین پہر تین بجیر
گرمی رخسار نکی دیکھے جو وہ یار آئینہ مین | جوہر آئینہ ہو جاوے شرار آئینہ مین
رافت اچپل وہ بھلا کب مرے گھر ٹھہرے ہے | عکس کو جسکے نہ آتا ہو قرار آئینہ مین

جسنے بالون مین ترے عطر بسا دیکھا ہے | اوس پہ آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے
آپ بیٹھے ہوئے کرسی پہ جو کرتے ہین گھمنڈ | میرا نالہ نہین یہ عرش رسا دیکھا ہے
ترا مجنون ہون اے پیاری اگر تو رشک لیلیٰ ہے | گیا جنگل کو تھا وہ مین نے بھی صحرا کی لیلیٰ ہے

راقم تخلص غلام محمد وہاوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم متبسیر خطوط مین مشق رکھتے تھے

بس کر چکے عاشقی مری جان | غصے سے ترے جو ڈر گئے ہم
جب مین نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی | تو اوسنے ہنسی ہی مین مری بات اوڑا دی

راقم تخلص بندرابن باشندہ شہر متھرا شاگرد مظہر وسودا صاحب دیوان گزرے

نہ ترے عشق مین بلبل ہی کو نالان دیکھا | چاک ہر گل کا گلستان مین گریبان دیکھا
کہے کیا درد دل بلبل گلون سے | اوڑا دیتی ہین اوسکی بات ہنسکر
سنتے تھے ہم جہان مین اہل کرم کا ہاتھ | آیا جو دید مین تو کم از آستین نہین
مرے میکشی سے زاہد کرین توبہ میگساران | رہے وہ عمل کہ ہو ہی سبب نجات یاران
یہان تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو | تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

راقم تخلص شیخ مظفر علی ولد شیخ رستم علی باشندہ چار کلیانہ مقیم دہلی ہردو زبان مین شعر کہتے تھے

آفرین دست جنون تجھکو کہ دم کی دم مین | کر دیے خوب مرے جامہ و دستار کے تار
اک جہان قتل کیا جنبش ابرو نے ترکی | کیا ستم دیکھیے دکھلائینگے تلوار کے وار

راوی تخلص میر مصاحب علی خلف اکرام علی نبیرہ حافظ عبداللطیف باشندہ موضع ناون متعلق لکھنؤ شاگرد مرزا مہدی کوثر صاحب دیوان ہین

نالے کیے خزان مین تو آہین بہار مین | غم دوست مین رہا چمن روزگار مین
جانکر عاشق جانباز ادھر دیکھین تو | جان و دل نذر ہے وہ ایک نظر دیکھین تو
اپنی صورت کو دکھاؤ تو یہ پردہ اوٹھ جائے | لوگ کہتے ہین تمھین رشک قمر دیکھین تو
آیئے آیئے اب نزع مین ہے عاشق چشم | بات منہ سے نہ کرین آپ مگر دیکھین تو
ہجر کی رات سے بدتر ہے یہ صبح شب وصل | تم جدا کیا ہوئے یہاں سے قیامت آئی

حکم خلاق دو عالم جو ہوا روز الست | روح بنکر مرے قالب مین محبت آئی

ربط تخلص دیبی پرشاد خلف منشی موہن لال مراد آبادی شاگرد مہدی علی زکی

در بدر پھرتے ہین اب چرخ کے ہاتھون سے تباہ | گھر سے رکھتے تھے نہ باہر جو کسی کام مین پاون

ربط تخلص شیخ احمد حسین خلف شیخ غلام علی باشندۂ جونپور شاگرد مہدی علی خان کوثر

زیر فلک اوٹھاؤ نہ منہ سے نقاب کو | دیکھو نظر لگے نہ مہ و آفتاب کی
ساقی پلا شتاب شب ماہ مین شراب | کیفیت آج دیکھینگے ہم آفتاب کی
ہم ہون محروم غیر عیش کرین | کیا کرین اپنی اپنی قسمت ہے
سجدہ کرتے ہین سیکڑون تم کو | اے بتو یہ خدا کی قدرت ہے
ربط ہر وقت شکر لازم ہے | تندرستی ہزار نعمت ہے

رجب تخلص رجب علی مقیم فرخ آباد

پی پی کے خون دل ہے بسر کی ہے زندگی | ساقی جو دے شراب یہی دم ہے واہ وا

رحمت تخلص گنگا پرشاد پنڈت کشمیری ولد موتی لال لکھنوی شاگرد امانت

آنکھون سے اپنے نیچہ خورشید گر گیا | جس روز آگئے نظر اوس مہ لقا کے ہاتھ

رحمت تخلص رحمت علی مصنف نالہ بلبل و انشاے حدیقۂ رحمت و مثنوی شکایت فلک قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی مرحوم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین

اللہ ری نارسائی طالع کہ ہم صبا | بیٹھے نہ خاک ہوکے بھی دامان یار پر
طعنے ابتک ہین کہ رنج کی مری کیا قدر تمھین | مین نے اک روز کہین کھائی تھی قرآن کی قسم
رحمت یہ عمر اور وہ خیر ہے تجھے | بتا تو کیون لگائے ہے عہد شباب کو
تیرا ہی کچہ یہ طور نرالا جہان سے ہے | ورنہ یہ رسم ہے کہ بشر ملے بشر ملے
آرام ایک حرف تھا رونے سے مٹ گیا | خانہ خراب خاک مین یہ چشم تر ملے

رحیم تخلص مرزا رحیم بیگ ولد مرزا پیر بیگ شاگرد مولوی محمد بخش نادان باشندۂ سرواہنہ ضلع میرٹھ پہلے شرر تخلص کرتے تھے ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے ہین مخزن الشعرا انکا نظر سے گزرا

دون مین کس کس کو اس جان کی خواہان ہین ہست — تم جدا فکر جدا درد جدا یار جدا
طفیل لاغری مین رہگیا ہون کوی جاتا نہین — کہ متل پو نظر آتا نہین اور ہون گلستان مین

رحیم تخلص عبد الرحیم خان ولد دوست محمد خان رسالہ دار لکھنوی شاگرد ہادی علی نمود

جھانکنے تاکنے کا کام کرتے ہین لیکا آنکھین — نہ کرین اپنی طرح سے مجھے رسوا آنکھین

رحیم تخلص رحیم بخش مرحوم

غش ہین مجھکو دیکھکر بولا طبیب مہربان — ہای رے دیکھی تھی تو نے اوسکی کیون بیمار چشم

رخشان تخلص خیرات علی خان فرخ آبادی

کیونکر اوٹھائین رنگ حنا کے وہ بار کو — نازک زیادہ گل سے ہین اوس گلبدن کے پاؤن
ہے بعد مرگ بھی وہی رخشان کو بیکلی — اندر کفن کے ہاتھ ہین باہر کفن کے پاؤن

رخصت تخلص میر قدرت اللہ خلف میر سیف اللہ مقیم لکھنؤ شاگرد حسرت و حیرت

آتا ہے میرے ملنے سے اب بیرنگ وعا — حاصل ہوا یہ تیری ملاقات سے مجھے

رسا تخلص مولوی علیم اللہ

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کے چاہ کا — خانہ خراب ہونگہ روسیاہ کا

رسا تخلص میان محمد بخش آرایش ساز ولد شیخ محب اللہ لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

چلنے مین تھرتھراتی ہے جو سرسبد کمر — لچکا نہ کھاے اوبت نازک کمر کمر
یا جامہ یہ نہین ہے تمامی کا پاؤن مین — دریاے زرنین ڈوبا ہے وہ مہ کمر

رسا تخلص میر علی احمد خلف میر نجف علی مجتہد باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

آتی ہے شب مجھے قتل کر دتم — سر کاٹو تو جاتا ہے دھڑکا میرے دل کا
مژگان کی کٹاری مین تو ہے سینے کی کوٹ — ابرو کی سر وہی مین ہے بھالا مرے دل کا
ہفت اقلیم مین ہمسر نہین رکھتی اپنا — ہونٹ رخسار دہن ناک بھوین بال آنکھین
دیکھتے ہین کبھی تسبیح کبھی مصحف رخ — یا الٰہی رہین قائم صد وہی سال آنکھین

رسا تخلص شہزادہ کریم الدین دہلوی شاگرد حافظ غلام رسول شوق +

بیوفاؤن سے اے رسا تم نے کیا پیدا یہ کیا
سچ کہو دل لگا کے کیا پایا
یہاں تلک اوسکے غم مین روئے رسا
کہ ہم آنکھون کو اپنی کھو بیٹھے

رسا تخلص لالہ نبی پرشاد داستان گو ولد چندی پرشاد خواہر زادہ راجہ جھاؤلال باشندہ لکھنؤ شاعری و داستان گوئی مین شاگرد ہونس و میر قاسم علی کے تھے

جان نکلی جو مرے جسم سے جب آنکھ لگی
اور بتلا دے مجھے ہجر مین کب آنکھ لگی

رستم تخلص نواب اشرف الدولہ رستم علی خان عرف اشرف خان خلف نواب خان دوران خان دہلوی مصاحب نواب اسعاد علیخان والی لکھنؤ مقیم بنارس

اے دل دیدہ بہت تم نے ستایا مجھکو
مین ہون اب جانسے بیزار تمھاری باتون

رستم تخلص میر رستم علی خان باشندہ جانسٹھ متعلق سہارنپور نبیرہ امیر الامرا نواب عبداللہ خان فرخ سیری

کب تلک ہجر کے دن دیکھیے ہم دیکھینگے
آستین اشک سے ہر رات کو نم دیکھینگے

رستم تخلص رستم علی باشندہ انبالہ شاگرد حافظ صیغم

کل جو اکر گلبدن نے شکل دکھلائی ہمین
بجلی ایسی ہوئی جو کل نہ پھر آئی ہمین

رسوا تخلص آفتاب رائے دہلوی محمد شاہ کے عہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے شراب بہت پیتے تھے مشہور ہی کہ ایک جوہری بچہ کے ہاتھ سے جسپر عاشق تھے مارے گئے

کوئی جانہین مین یہ کہ آنکھون سے تم نہین
رسوا بھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین
وصل مین بیخود رہے اور ہجر مین بیتاب ہو
اس دوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھائے

رسوخ تخلص حسن مرزا خلف مرزا بندہ محمد خان لکھنوی شاگرد آباد

پرتو فگن ہوئی جو انکو ٹھی کی آر سے
چمکے ہین زور حسن سے اونکی کلائیان

رشک تخلص میر علی اوسط باشندہ لکھنؤ مقیم کانپور ولد میر سلیمان شاگرد ناسخ کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

دیدہ سمندر سے ہوا ہو گیا ✱ دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا
دیکھیے اللہ کی یہ قدرتین سنگ سے بت بت سے خدا ہو گیا
محبت نبھے تب کہ ہو خانۂ دل ہمارا تمھارا تمھارا ہمارا
ہم اے رشک مرتے رہے آبرو پہ رہا نقش بر آب نقشا ہمارا
کنکور کھتے نہین بیتاب تری گھر کی تلاش آدمی کیا یہ اثر قبلہ نما تک پہونچا
پوچھتے وجہ وہن کیلیے معدوم ہوا کیا کہین کچھ نہ بنی پہلی ملاقات مین بات
زہار رند ہون کہ کردن فرض کرکی میخواری جو روز جمعہ ہو ذیحجہ کی نوین تاریخ
زنجیر اوسے چاہیے جو زور دکھائے کافی ہے تری زار کو زنجیر کی تصویر
یاد اپنی ہمین بھول گئی یاد تو کیسی کچھ دیکھے جو بولا وہ پریزاد فراموش
تری وصاف ہے سوسن تری بینا نرگس وہ سراپا ہے زبانین یہ سراپا آنکھین
کیا جرم متہ مین بندی نے لی لی اگر زبان صاحب بھی تو پکڑتی ہین آخون پہ زبان
لعل و یاقوت ہین مہندی سے سراسر رنگین پہلے تھا غیرت الماس وگہر ہر ناخن
کیون نہو کان جواہر سینۂ شفاف یار بھٹنیان فیلم کی توہیرے کی پائین چھاتیان
دست بوسی کرتی ہے تصویر پشت آئینہ اے بتو اللہ ری تقدیر پشت آئینہ
آیا جو سفر سے لیے آیا نئے عاشق سوغات نکالی تو یہ سوغات نکالی
کہان یہ لطف چیتے نے کمر پائی اگر پتلی تمھارے ہونٹھ پتلے اونکلیان پتلی کمر پتلی
فقط تجھ مین عناصر نے عجب ترکیب پائی بدن شفاف شاخ گل قد موزون کمر پتلی
یار مین من کے بگڑ جاتا ہے کام بن بن کے بگڑ جاتا ہے

رشکی تخلص نواب محمد علی خان خلف الرشید نواب حاجی محمد مصطفے خان بہادر شیفتہ رئیس اعظم دہلی شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار فارسی وارد دو انکے نہایت شیرین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

آنکھین ملانے مین ہی عبث تمکو احتراز آنکھین ہین دل نہین کہ ملایا نہ جاے گا

گر ایک بار رخ سے نقاب اوسکی اوٹھ گیا
پھر راز دل کسی سے چھپایا نہ جاے گا

نبضین چھٹین ہین آنکھون مین دم ہے لبون پہ جان
آ ذکر کوئی دم مین بلایا نہ جاے گا

وہ آئے تھے میری بھی چوری سے رات
مرا چونک پڑنا بلا ہو گیا

مرا عقدۂ بخت کہلتا نہین
ترا یہ بھی بند قبا ہو گیا

رنجش کا گرچہ کوئی سبب درمیان نہ تھا
لیکن وہ آپ صلح کرین یہ گمان نہ تھا

مانگی جو اوسنے جان تو غیرون پہ آ بنی
حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان نہ تھا

اک محشر خیال دل تنگ تھا کہ کیون
در پر تمھارے رات کوئی پاسبان نہ تھا

کیا کیا بنا کے ہم نے سنایا رقیب کو
مضمون تیرے نامۂ الفت بنام کا

اس قدر خوف ہو اتم کو مری جان کسکا
یہ نہ سوچے کہ ہے نالہ شرر افشان کسکا

قیس کی دھوم مچ رہی ہے مگر
عشق اس سے سوا نہین ہوتا

ہم وہ گم کردہ راہ ہین کہ کبھی
خضر بھی رہنما نہین ہوتا

ہے دگرگون ابتداے عشق مین رشکی کا حال
رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر

اس عنایت کی بھی قابل ہے گنہگار نہین
سیکڑون خون کیا کرتے ہو دو چار نہین

رات کو بات نہ کی اوسنے سحر تک ہمسے
اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہین

نہ سلجھے گی تمھاری اور دشمن کی قیامت تک
اگر الجھا ہمارا دل تمھاری زلف پیچان مین

یہ منصب بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان

مرا احوال سنکر بے تکلف
کہا کیا سچ یہ ساری داستان ہے

وہ وہ کیے ہین جرم کہ کم ہونگے اور سے
کیا کیا امید واری تقدیر کر چکے

تدبیر کب بنانے کو احباب آئے ہین
جب کام ہم حوالۂ تقدیر کر چکے

آیا خیال بیگنہی کا اوسنہین تو کب
جسوقت وہ مجھے تہ شمشیر کر چکے

وقت وفاے وعدۂ دشمن نہین اگر
پھر تیری بات بات مین کیون اضطراب ہے

وہ باتین جو کہ اوسنے تہین چھپاتی
غضب ہے کہ رہا ہون مین اونہین سے

وہ پھرنا کوبہ کو رشکی کہان ہے
ہوئے ہین آپ بھی امتحان سے

رشید تخلص پنڈت کنور بہادر بن گنیش پرشاد فرخ آبادی شاگرد امداد حسین ہمفیر

سنتے ہین آج وہ بت تیغ بکف آتا ہے | کون روکے گا جو قسمت مین شہادت ہوگی

رشید تخلص سید بہادر علی محرر محبس اکبر آباد

وہ ترک شوخ جو غیرون سے ہمکنار ہوا | رشید گور سے تھی ہمکو ہمکناری رات

رشید مرزا محمد زکی لکھنوی ولد مرزا مہدی برادر زادہ مرزا حاجی قمر شاگرد محمد بخش شہید

ساقط نہ کسطرح مری نظرین ہون کبھی | غیرون کے ہاتھ مین ہین تمھاری کلائیان

رضا تخلص میر رضا علی طغرا نویس لکھنوی شاگرد جرأت

مت پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی | اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاندپوری

آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ ترے اے گلرو | دو قدم چل کے ترے ہمراہ گلستان کے تلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہین چپکے تری کوچہ مین | ہین گنہگار نجوا لوان کے تلے بیٹھ گئے

رضا تخلص محمد رضا مقیم اکبر آباد شاگرد خادر

شب فراق بھی مقتل ہے عاشقون کے لیے | تڑپ تڑپ کے کٹی آج اپنی ساری رات

رضا تخلص مرزا جیون دہلوی خلف مرزا جان شاگرد میر نظام الدین ممنون صاحب دیوان گزرے

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ | ہم بھی سنتے ہین اور جلتے ہین
ہاتھ مین اپنے حنا تم جو ملا چاہتے ہو | آج دو چار کا کیا خون کیا چاہتے ہو
سبز ہے ہین اوسکے کانون مین اہل آب دیکھے | جیسے کہ برگ سبز ہون نیچے گلاب کے

رضا تخلص میر محمد رضا لکھنوی شاگرد میر ضیا فن کشتی اور تیغ بازی اور عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے

نقش شیرین کا مٹی پتھر سے برا وسکا خیال | یہ نہین ممکن کہ جائے خاطر فرہاد سے

رضا تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی شاگرد ضیا بڑے متقی تھے

اسکا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے اے فلک | حسن روز افزون دہان بہان عشق شور افزا دیا

رضا تخلص سید غلام رضا خان طباطبائی خلف نواب نصر اللہ خان باشندۂ بنارس شاگرد ذاکر علی ذاکر

خاکساروں کو ہے ایذا سر کشوں کو چین ہے | ہے زمین پاؤں کے نیچے آسمان بالائے سر

رضا تخلص غلام رضا خوشنویس ولد انبہ پرشاد داستان گوی لکھنوی یہ بھی داستان خوب کہتے تھے

رکھو نہ سر عاشق مضطر کے تلے ہاتھ | ہر شب مرے اے مہ ہوں تڑپ کر کہیں ٹکڑے

رضا تخلص ایک شخص رام پوری کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

اب کوئی لحظہ میں مجنوں پہ بلا آتی ہے | جرس ناقۂ لیلے کی صدا آتی ہے

رضوان تخلص نواب واحد علی خان ولد نواب نجابت علی خان بہادر نواسۂ نواب مظفر جنگ سندآرای فرخ آباد شاگرد اسمٰعیل حسین میر

اے نیند کہاں رہتی ہے کچھ مجھکو بتا دے | آنکھوں کو تری شکل دکھائی نہیں دیتی
بے جان سے چھوڑ چکے شام جدائی | کٹتی ہوئی یہ رات دکھائی نہیں دیتی

رضوی تخلص حکیم جعفر علی خلف حکیم شجاعت علی باشندۂ قصبۂ جے پور

وقت رخصت کیا کہوں کس بیکسی سے رو دیا | دل تو مجھکو دیکھکر میں دلربا کو دیکھ کر
پنجۂ بیداد سے رضوی نہ چھوٹا مرغ دل | اونگلیاں صیاد کی ہوں یا قفس کی تیلیاں

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ باشندۂ شاہجہان آباد

مرے قتل کرنے میں دو فائدے ہیں | ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا
دیکھ تک شمع کو عاشق کے ستانیوالے | کسطرح جلتے ہیں اور دنکے جلانے والے
رضی سے صنم کیوں برا مانتا ہے | یہ تیرا ہے بندہ خدا جانتا ہے

رضی تخلص مرزا رضی خان لکھنوی نواب وزیر الممالک کے قرابت دار تھے نجوم میں اچھی مہارت رکھتے تھے قصۂ لیلی و مجنوں ریختہ میں نظم کیا ہے۔

دل کی طلب ہے اور تمنا ہے جان کی | یہ ہم پہ مہربانی ہے اوس مہربان کی

ریختہ

رعایت تخلص میر رعایت علی ولد امانت علی باشندۂ لکھنؤ

یارب کمر بتون کی بچانا دم خرام
ہر ہر قدم پہ ناز سے بل کھائے جاتی ہین

بنتی ہین بیڑیان ترنی دیوانون کے لیے
حداد ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے بلوائے جاتی ہین

رعد تخلص میرزا اکبر علی

حشر کے روز بنا خون کا محضر اپنا
خط باطل نہ وہ سیندور کا قشقا ٹھہرا

رعنا تخلص عبد الرحیم مرحوم لکھنوی ولد خواجہ سخی تاجر پٹنہ مقیم کانپور شاگرد مصحفی

دے بوسہ گر اوس طفل پر پیزاد کے منہ پر
تو رنگ کچھ آئے دل ناشاد کے منہ پر

رعنا تخلص مردان علی خان ملازم راجہ کپور تھلہ راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

غنچۂ رنگِ الگا نظر سے گزرا

گزرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے
تہار وح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

رغبت تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

جسکو اپنی نہین پروائے جگر سوزی کچھ
اوسکی ہر بات پہ کیون جی کو جلاتے پھرئے

رغبت تخلص میر ابو المعانی لکھنوی

یاد ہے راتون کو چھپ چھپ کے وہ آنا تیرا
چٹکیان میری وہ لے لے کے جگانا تیرا

رفاقت تخلص مرزا مکین تلمیذ جرات

خوف سے تیرے نہین بولتے اغیار ہم
ورنہ بھڑ جانے کو تیار ہین دو چار سے ہم

وہان کیونکہ رویئے کہ منادی جہان ہو یہ
زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی

رفعت تخلص شیخ محمد رفیع الہ آبادی مقیم عظیم آباد

کیا جگر ہے کہ تری در پہ فغان کرتے ہین
ہم تو آہستہ قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہین

کیا کرتا ہے اکثر نالۂ جانکاہ پہلو مین
الٰہی دل ہے میرا یا کوئی بدخواہ پہلو مین

رفعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندۂ پیلی بھیت شاگرد مدرت اللہ شوق پہلے بیدم تخلص کرتے تھے انکا حافظہ ایسا تھا کہ کل قصیدہ ایکبار سننے سے یاد ہو جاتا تھا بعض تذکرہ والون نے انکو باشندۂ رام پور لکھا ہے

لباس صبر مری دل پہ اس روش ہی تنگ — کہ جیسے تیری قبا میرزا منش ہے تنگ
بہتی ہے زور شور سے اپنی مدام چشم — اک بحر ہے عظیم کہ جسکا ہے نام چشم

رفعت تخلص مرزا پیاری دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی اسیر طہمورگورکانی کی اولاد مین ہین

ہم خوش تھے کہ محشر مین تو دیکھینگے وہ دیدار — لیکن یہ قیامت ہے کہ محشر نہین ہوتا
کس منہ سے کرون دل کی شکایت کہ برا ہے — تجھسے تو جدا وہ کبھی دم بھر نہین ہوتا
ہو برا بتا بی دل کا کہ اسکے ہاتھ سے — راز پنہان ایک عالم پر نمایان ہو گیا
یا الٰہی در د کس پردہ نشین کا تھا کہ شب — دل مین اوٹھ اوٹھکے مرے دل ہی مین پنہان ہو گیا
مژہ کو چھیڑے تو مدت ہوئی پہ یہ ابتک — چبھی ہے خار سا سینے کے درمیان کیسا
خدا نکرده کرے نالہ گر تر اعاشق — تو پھر زمین یہ کیسی یہ آسمان کیسا
کچھ آنکھ کا کیا نہ گیا کچھ خیال کا — مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا
کچھ پاس غیر کچھ وہ تغافل شعاریان — گویا کہ سامنے بھی ہین نظرون سے دور تھا
رحم اوسکا ہو کہ نالہ کا اثر ہو کچھ ہو — نزع مین بارے وہ لینے کو خبر آہی گیا
تھا ہدف غیر پر اپنا جو مقدر تھا ذبح — غلط انداز سے وہ تیر ادہر آہی گیا
آج کچھ رفعت دل خستہ کا احوال ہی غیر — جو کہ دھڑکا تھا ہو وہ پیش نظر آہی گیا
شب وصال مین دیتا ہے لطف کیا کیا کچھ — ہر ایک بات پہ عالم یہ منہ بنانے کا
نہ اونکو ناز سے فرصت کہ ہم سے ہو کچھ چھیڑ — نہ ہم کو ضعف سے یارا ستم اوٹھانے کا
تری گلی مین ہوئے خاک بھی تو کیا حاصل — ترا ہے ڈھب وہی دامن اوٹھا کے آنے کا
ہین ایک وہ بھی کہ اونکو ہے تم سے راز و نیاز — اور ایک ہم ہین کہ منہ تکتے ہین زمانے کا
گم ہو گئی شاید بت و بتخانہ کی الفت — کچھ اندنون آتا ہے جو رہ رہ کے خدا یاد
ہائے پانی بھی جو لانے کو نہ آیا دم مرگ — کوئی جز گریۂ حسرت ترے بیمار کے پاس
لب ہین جان بخش یہ کیسی کہ مین اونکی خاطر — اپنی جیتے ہی سیہ پوش ہوا جاتا ہون
پونچھے اشک اوسنے گمان غیر مین — مر گئے ہم اتنے ہی احسان مین

جان اجل کو دینگے اِک جھگڑے کی بات | تو ہے جو دے دین تجھے اِک آن مین

رفیع تخلص حاجی رفیع الدین خان لکھنوی

ناتوانون کے ستانے سے خدا کر ظالم | عرش بھی آہ سے مظلوم کے ہلجاتا ہے

رفیع تخلص منشی فرزند علی بن روشن علی بلگرامی اٹاوہ کی فوجداری عدالت کے سررشتہ دار تھے

اپنی آنکھون سے مجھے کھٹکا ہی ہر عنوان کا | روم مین دکھلاتی ہین نقشہ نوح کی طوفان کا

رفیق تخلص رفیق علی سوار رسالہ انگریزی

کبھی بجھی نہ ہر مین تیغ نگہ یار رفیق | کہ لگا یا زخم جو دل پر سو وہ ناسور ہوا

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق

روشن رہے گا داغ دل عاشقان ہم | ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل

یہ رہی ہے ہجر مین تیری سدا خونبار چشم | اور تو ہم سے خفا ہے حیف ہو گر جا چشم

رفیق تخلص امین اللہ

رہ عشق کے کج و پیچ مین جو رفیق تھے سو جدا ہوئے | مگر ایک نالہ و آہ کو مرے دلسے ہمسفری ہے

رقت تخلص مرزا قاسم علی شاگرد جرأت وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

گھر مجھکو کاٹے کھاے تھا شب کو یہ رنگ تھا | ہر دس بن پلنگ خواب بھی کل پلنگ تھا

خط وہ بھیجے رقیب کا لکھا | یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا

اوسطرف وہ ہاتھ سے دامن چھڑا جانے لگا | اسطرف چاک گریبان پاون پھیلانے لگا

ہمارے سامنے مت ابر بار برس | جو ہم سے ہو سکے تجھ سے نہ ہو ہزار برس

دیا اک بوسہ پنہان اوسنے ہمکو رات دل لیکر | سو ہم بھی یہ سمجھتے ہین حساب دوستان درد دل

مجھے بھلا مین پالا تھا اسی خاطر اسی خاطر | کیا رسوا مجھے تو نے ستمگر دل ستمگر دل

جسمین جو بات سو ائی وہ بھلا جگ کہان | حسن آخر ہوا اوسکا یہ ادا جاے کہان

چھٹ جاے کسی سے نہ ملاقات کسیکی | اللہ بگاڑے نہ نبی بات کسی کی

رقمت تخلص مولوی حبیب النبی مرحوم معاون مدرسۂ عالیہ کلکتہ ولد مولوی حیات النبی منصور سہسوانی ہاشندۂ رام پور حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں تھے اشعار غزل وفارسی بھی خوب کہتے تھے

دوسری کا سوگ لیجے ایک کا غم ہو چکا
اب جگر کو روئیے دل کا تو ماتم ہو چکا

ہم تو گل کھا کے موئے اور وہاں غنچہ دہن
جاتے ہیں اب تلک اپنے ادسی منوال پر چوٹ

اپنی تربت پہ نہیں مارتا پتھر کوئی
چڑھتے ہونگے کسی اللہ کی مقبول پہ پھول

زندگی کر عذاب سے تجھ بن
موت بھی تو خراب سے تجھ بن

رقم تخلص منشی سکھانند ہاشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر

دور مشتوق میں [illegible] کے لیے راہ کے لیے
نہیں میرا کہ بوسے کہاں کہاں کے لیے

رسم تخلص مولوی [illegible] خلف مولوی احسان اللہ ہاشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

[illegible] ہو [illegible] لبوں کے
زبان کو پر کر دشنام سے بند

رقم تخلص مرزا [illegible] ولی عہد ابو ظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ
[illegible] شاگرد [illegible] ذوق شعر انکے اچھے ہوتے ہیں

[illegible] ہوتی ہیں بیقرار
بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا

کیا فتنہ [illegible] کس ادا سے
مجھکو قسمت سے جدا دیکھا

[illegible] تجھے گردش دوراں کیا
ایک مشکل مری مشکل کا ہی آسان کرنا

[illegible] تو مجھے دغا کرتا
پر دل کی تسلی کو وعدہ تو کیا کرنا

[illegible] ظالم
رفتہ رفتہ مجھے تمام کیا

[illegible] خدا نے [illegible] دل کو
دیا ہے مینے اونھیں اپنے اختیار سے کیا

[illegible] اغیار
میرا کیا ہی ہوا ہوا نہ ہوا

[illegible] کی امید
کون ہوتا ہے برے وقت میں تو ہوگا

[illegible] جو پیدا ہوا مشکل درم پیدا ہوا
شفق نہیں شفیق نہیں مہربان نہیں

درد فراق فکر عدد وطعن دوستان — اس ایک جان پر مری کیا کیا نہین
وصل کی شب حشر کا دن ہو تو شاید کچھ کہین — اسقدر شکوے ہین دل مین اور سر تک آئے ہین
ہم کو کیا غیر کے آنے کی خبر — چغلیان نقش قدم کھانے ہین
نہ حرم مین جگہ نہ دیر مین جا — ہم گئے جا نہین اے خدا کہین
رمز الفت مین جو چاہو آرام — تو یہ راحت طلبی جانے دو
ہوئی صورت نہ کچھ اپنے شفا کی — دوا کی مدتون یہ سون دعا کی
بادبت بین عمر گذری بان تو رہ — کیا کہو گے وہان خدا کے سامنے
دل لے تو گئے ہین وہ ہمارا — پر دیکھیے اوسکو کیا کرین گے
الٰہی موت تو ہو گی مگر یون ہو تو بہتر ہے — کہ سر ہو پاؤن پر قاتل کے اور ہمدم ہین دم نکلے
نہو جب ضعف سے طاقت کہ آئی جان ہی لب تک — تو ہم سے ناتوانون کا کہو کیسا دم نکلا

رمز تخلص مولوی ظہور اللہ خلف چودھری انوار اللہ نامے زمیندار حال سکنہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت رقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین ٭

حکم ہے باد بہاری کا کہ ہر طفل کو آج — بوستان حقدا ہو اور باد گلستان ہو وے

رنج تخلص میر محمد نصیر محمدی مرحوم خلف میر کلو متوطن اکبر آباد مقیم دہلی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین ولواسہ تھے سنہ ۱۲۶۱ بارہ سو اکسٹھ ہجری مین انتقال کیا علم ریاضی وعلم موسیقی مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

خط دیکھکر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا — قاصد ادھر بدیدۂ پرنم اولٹ گیا
یقین ہو گیا دیکھکر اوسکا قیامت — کہ بیشک قیامت مین دیدار ہو گا
کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر — کوٹھی چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر
یاد دلوا کے جو ہم بستری یار رولائے — سو وہ تصویر نہالی ہے بغل کا دشمن
دیکھی نہین حالت یہ خدائی مین کسی کی — ہے طور جدا اپنا جدائی مین کسیکی

رنج تخلص حکیم محمد فصیح الدین قوم بنی اسرائیل مؤلف تذکرہ بہارستان ناز

باشندۂ میرٹھ شاگرد غالب دہلوی تذکرہ انکا نظر سے گزرا

نامہ مجھ سے وہ غیر کو لکھوائین — یہ بھی لکھا مرے مقدر کا
اک بار اور میری عیادت کو آئینگے — اچھی طرح سے مین ابھی اچھا ہوا نہین
مین خوب جانتا ہون لگاوٹ کو آپ کی — آنکھین تو مل رہے ہین مگر دل ملا نہین

رند تخلص لالہ کیہم نرائن کھتری دہلوی نبیرۂ لالہ لچھمی نرائن طب مین اچھا دخل رکھتے تھے مہاراجہ بکمیت رائے کے رفیقون مین تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے ہوگلی مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

نالۂ طنبور و چنگ اے اہل غفلت ہم سے — گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز کی
ہے سزا اوسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال — راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رند تخلص لگا پرشاد لکھنوی کشمیری شاگرد جرأت

رونا ہون چپکے چپکے آتا ہے باد ہمدم — وہ دیکھنا کسی کا نظرین چرا چرا کر
مانتے ہو گر برا معشوق کہنے سے تو جانان — ہم تمھین مشہور اپنا چاہنے والا کرین
وہی فغان ہے وہی آہ ہے وہی نالہ — خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہے سو ہے

رند تخلص مہربان خان پسر خواندۂ نواب احمد خان بنگش نائم فرخ آباد موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

جسکا تجھ سا حبیب ہووے گا — اوسکا عالم رقیب ہووے گا
دل کا گھبرانا کہون بایکہ نفس کی تنگی — دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی
مری چھاتی پہ رکھ کے بر چھی کو — نہ اوٹھا دل کے پار ہونے دے

رند تخلص اکرام الدین ماموزادۂ و شاگرد مولوی عبدالکریم سورٹ

تری زلف بکھری بکھری جو نہ دیکھتے کبھی ہم — تو نہ ہوتے یون پریشان نہ یہ حال زار ہوتا
نہ وصال اوس سے ہوتا نہ اوٹھاتی رنج و فرقت — جو شراب ہم نہ پیتے تو یہ کیون خمار ہوتا
تو نے ہماری یاد کو خاطر سے اپنی ہائے — حرف غلط کی طرح سے ظالم مٹا دیا
ہم پر تو التفات نہ تھی لیک بزم مین — ساقی نے رند جان کے ساغر پلا دیا

دل مین آنا ترے نہین مشکل	ہو گئے جب غبار آ بیٹھے

رقمطراز مخلص سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجۂ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

ٹوٹی بت مسجد بنی مسمار بتخانہ ہوا	جب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ ہوا
دونون زلفین یار کی ہلتی ہین نالون پر مرے	وجد کرتا ہے صدائے نے پہ جوڑا سانپ کا
خط پہ آتے ہین بت لہراتے گیسو یار کے	سبزۂ نوخیز پر غش ہے یہ جوڑا سانپ کا
کب مٹا عشق کا نشان دل سے	زخم اچھا ہوا تو داغ رہا
کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد	مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد
دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے نے	وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد
دل کو لے لیتا ہے محبوب جوان ایک ایک	مل ہی رہتا ہے مجھے آفت جان ایک نہ ایک
رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہین	اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین
گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین	جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین
غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین	پر ہم اون کے ہین وہ ہمارے ہین
تمھارے ہاتھ سے تنگ آئی ہین جان ہنا کرتی ہین	بہ مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتی ہین
نہین معلوم اونھین کیا حال میری بیقراری کا	غلط کہتے ہین دم دیتے ہین جھوٹی ہین گر آہین
ہو کے بیزار عبث گھر کو نہ جاؤ آؤ	تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ
دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو	روٹھے جاتے ہو اسی بات پر آؤ آؤ
نگہ یاس سے دیکھون تو یہ کہتا ہے وہ شوخ	پھر بری آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو
دیکھکر اپنی گلی مین کئی پتھر مارے	مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو
بت کرین آرزو خدائی کی	شان ہے تیری کبریائی کی
پاس دین کفر مین یہی تھا لحاظ	بت کو پوجا خدا خدا کر کے
خیال اور کچھ ہے رشک جو ہوتا ہے	خطا معاف ہو مجھے قصور ہوتا ہے

چنپئی او مہروش تجھکو نہ دھانی چاہیئے | چاند کھڑا ہے ڈوپٹا آسمانی چاہیئے
آزردہ ہو کہ خوش ہو مین کہتا ہون صاف صاف | ہان ہان نہین پسند تمھاری نہین مجھے

رنگین تخلص میر اکبر علی عرف میر سنگی لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گزرے

دکھا جا آن کر صورت خدا کیواسطے اپنی | ترے عاشق کا دم آیا بت بے پیر انگھو نیز

رنگین تخلص پورن لال کایتھہ دہلوی

رنگین نہین ہین قطرۂ شبنم یہ باغ مین | بادِ صبا نے رے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی تورانی الاصل ولد محکم الدولہ اطہا سپہ خان شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہگری کو اچھی طرح سے جانتے تھے بہت سے شہرون کی سیر کی تھی کلکتہ مین بھی آئے تھے ریختی کے موجد تھے صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد قیاس کیا ہے خطا کی ہے کیونکہ خود انشاء اللہ خان نے نسخۂ دریاے لطافت مین لکھا ہے کہ اونھون نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیا تھا ریختہ و ہزل بھی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی مین سنہ ۱۲۵۱ھ بارہ سو اکیاون ہجری مین اسی برس کی عمر مین انتقال کیا دیوان ریختہ و ریختی و ہزل و فرسنامہ و حکایت رنگین اور کئی مثنویان اسسے یادگار ہین فرسنامہ اور دیوان و مثنوی انکی نظر سے گذری

رباعی

اے وحدۂ عیش و شادمانی پھر آ | وے باعث لطف زندگانی پھر آ
ہین ہون بن تیرے چشم خوبان مین ذلیل | پھر آ تو اب اے مری جوانی پھر آ
جو نالہ رات کو لب سے نہ ہٹ گیا ہوتا | تو ساتہ آہ کے سینہ بھی پھٹ گیا ہوتا
کھینچ لائی ہے اوسے کشش دل یہان تک | ہارے صد شکر کہ تجھ کو بھی یہ مقدور ہوا
تھی مثل یاد وہ برق کہ جی میرا جل گیا | ایسے ہی کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا
ربط ہمسے آپ نے جواب بہت کم کر دیا | سچ بتاؤ تم کو صاحب کہنے برہم کر دیا
کیا کرتے ہو تم ناصح نصیحت راندن مجھکو | اوسے بھی ایک دن کہیں جا کی سمجھاتے تو کیا ہوتا

پرندے کا نہین مقدور ہو وہان جا کے بار ہی
گبوتر گر ہمارا نامہ بر ہوگا تو کیا ہوگا

قسم ہے ایک عالم کو رولا دیتا ہی ای رنگین
وہ اوسکی جھڑکیان کھا کر ترا مجبور ہو جانا

بار گشتی تیر ہے پھر کر یہ تیرا دیکھنا
صدقے تیرے اِس ادا پر سے مجھے تر بانکر

زاہد بنا تو کعبہ مین کیا دیکھتا ہے تو
جاتے ہین دیر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم

ہر سخن مین تم نہین کرتے ہو یہ کیا طور ہے
ناز بھی معشوق کو لازم ہے پر اِتنا نہین

جی چلا کر ایک بوسہ مانگتے ہین یار سے
آگے با قسمت وہ دیکھین ہان کرے یا نہین

گھر ہی تیرے اوٹھکے مین جاتا ہون رونا اسطرح
جیسے تو مکتب کو جاتا تھا کسی ہنگام مین

تیری گل پیکون کے خاطر ہی لازم ہے کہ ہو
ایک تو شمس کا اور ایک قمر کا تکیہ

پیار کے الطاف کے بوسے کے ہم خواہان نہین
وہ سمجھتے ہین ہماری آرزو کچھ اور ہے

وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگین
اِس مین کیا تیری شان جاتی ہے

میری چھاتی سے لپٹ جائیے اور سو رہیے
آئیے آئیے بس آئیے اور سو رہیے

کس رات ہوئے آپ ہین مہمان ہمارے
کب تم نے نکالے کہو ارمان ہمارے

دم آبا ناک مین اِس آہ اور زاری کے جینے سے
طبیبو موت ہے بہتر ہے بیماری کے جینے سے

روح نے جسم پر گرانی کی
اب یہ حالت ہے ناتوانی کی

دمبدم بسکہ ترا جعد فزون ہے ظالم
روز جی مین ہے کہ کھنچوائیے تصویر نئی

دِل کو کوئی کسطرح سنبھالے
یہان جان کے پڑ رہے ہین لالے

اس اپنی ہاتھ کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہے
نشانی اونکی چھلا تھا سو اوسکی یہ نشانی ہے

سہ لحتی

دِل تڑپے ہے تجھ بن مرا ای جان دوگانا
بیجا مرے گھر آج تو مہمان دوگانا

میرے گھر مین زناخی آئی کب
مین نگوڑی بھلا نہائی کب

کرون مین کہان تک مدارات روز
تمھین چاہیے جی دہی بات روز

تو دوا ایک ہے اللہ ری او حرفت باز
قادری مانگی تھی تو دوڑ کے لائی پشواز

ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو مین
شکر صد شکر کہ وصل اوس سے ہوئی رات کو مین

چل دوگانا چھاتیون سے چھاتیان مل مل گیا | چل بدن پر ہم بدن کو رگڑ بین اور صندل گھسین
آج فرصت نہین کل رات کی ٹھہرا کے اوٹھو | بات بندی سے ملاقات کی ٹھہرا کے اوٹھو
ابکی یہ عید ہے کہ جو بارہ وفات ہو | تو میرے اور تیرے زناخی وہ بات ہو
صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے | یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے
مین وہ تو اوڑھنی کی نہین کل کی اوڑھنی | باجی مجھے اوڑھا دے جھلا جھل لی اوڑھنی
برسات اوسکو کہتے ہین جی جس بہار مین | سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی
پھونچی لچک کمر کو اری لوگو دوڑ یو | کولے تلک جو سر سے مری ڈھلکی اوڑھنی
بھاری بنت منگا دی کہ رنگین لگاؤن مین | سر پر مرے ٹھہرتی نہین ہلکی اوڑھنی
ٹیس پیٹ رو مین اوٹھی اوہی مری جان گئی | مت ستا مجھکو دوگانا تری قربان گئی

روان تخلص سید جعفر علی لکھنوی شاگرد کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

عشق مین لیلی وشون کے گھر لٹایا چاہیے | وادی مجنون مین اک تکیہ بنایا چاہیے
پائی جس گلبدن مین بوی الفت اِک ذرا | گلشن ہستی مین دل اوس سے لگایا چاہیے

روشن تخلص میر علی حسین داروغہ سرکار نظام الدولہ خلف میر خلیل باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

اوسکی آنکھون سے بھلا کرتی ہے کیا بیچتی | جا کے بنواتے کہین نرگس بیمار آنکھین
بغل مین غیرون کے جب بیٹھتا ہے وہ دلبر | تو درد اوٹھتا ہے بے اختیار پہلو مین

روشن تخلص روشن شاہ باشندۂ بریلی مقیم میرٹھ

دیکھ کے مجھکو نہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا | واہ رہی تیری دانشمندی اسمین بھی اک کام کیا
آپ کرتے ہین بار بار نہین | ہم کو ہان کا بھی اعتبار نہین
کونسی جا ہے کہ جس جا نہ گذر اوسکا ہے | مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اوسکا ہے
دل کی طپش سے گرمی خورشید سرد ہے | سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد ہے
کوچہ مین تیرے بیٹھ گئے جب کہ ہم اے بت | جو نقش قدم ہے نہین اوٹھنے کی زمین سے

روشن تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

جی مین یہ تھا کہ جان کیجیے نثار — ایک دم بھی وہ بے وفا نہ رہا

رونق تخلص میر غلام حیدر خان عظیم آبادی

رحم کر اے دوست گاہے خاکساری پر مری — نقش پا کی طرح تیری راہ مین افتادہ ہون

رونق تخلص سیٹھ بابو جی پارسی باشندۂ بمبئی مقیم کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم

نہین ملتی دل وحشی کو اپنے ایکدم راحت — کبھی پیر تا ہون صحرا مین کبھی جاتا ہون گلشن مین
اب بنایا گھر کوندر کا اکھاڑا چاہیے — جو پری پیکر کہ آجائے پچھاڑا چاہیے

رونق تخلص رائے گنگا پرشاد بہادر ڈپٹی کلکٹر ولد بھوانی پرشاد باشندۂ بریلی

آغاز مین نہ فکر کی انجام کے لیے — چھوڑا خدا کو الفت اصنام کے لیے

رونق تخلص لالہ رام سہائے ولد حکیم منا لال باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ راجہ جھاؤلال کے غریبون مین تھے

صد چاک ہون شانہ کیطرح زلف کے غم مین — قاصد یہ اوسے کہیو زبانی مری دل کی

رونیت تخلص مولوی حبیب احمد خلف و شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت تال بھوپال مین رہتے تھے شعر انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے عرض و قوافی مین کمال تھا شروع جوانی مین انتقال کیا

کسی پری کی ہے زلف دوتا سی جا الجھا — یہ دل بلا ہے کہ ایسی بلا سے جا الجھا
سحر کہتے ہین جسکو چاک ہے اپنی گریبان کا — جسے کہتے ہین بجلی لمعہ ہے اک آہ سوزان کا
تصور یہ بندھا ہے مجھکو اوس رشک گلستان کا — نظر آتا ہے دنیا ہی مین عالم باغ رضوان کا
مزار ایسی جگہ کیجو نہ ظاہر تا کسی پر ہو — کہ مین کشتہ ہون اے یار و کسیکے نار پیچان کا
کیا غضب ہے پل بھر کے بیٹھون تو گلے وہ دور ہو — اور اگر ہون دور تو کہتا ہے کیون مغرور ہو

رہا تخلص میر رضی ولد میر عباس عرف میر مغل باشندۂ فیض آباد مقیم کانپور شاگرد شک

آرزو ہے کہ رہا دادی ایمن دیکھے — عاریت اوسکو عنایت کرد موسیٰ آنکھین

رہا تخلص غلام محمد خان قوم افغان باشندۂ اکبر آباد شاگرد گلزار علی اسیر ملازم راجہ بھوپال

اللہ رے بناوٹ کہ بگڑنے لگے سنکر — کچھ وصف کیا مین نے جو بے ساختہ پن کا

دل لگ چلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف
آنے لگا جو کچھ مرے غم کا بیان پسند

کہنا ترا ہمارے سر آنکھون پہ نا صحا
پر کیا کرین جو دل سے نہ ہوا اختیار مین

رہائی تخلص شیخ عبد اللہ ڈاکٹر ولد شیخ فقیر محمد باشندۂ موضع راگھوپور پرگنہ منیر ضلع عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم و عبد اللہ خان مہر راقم کے ملاقاتی ہین

مجھ باشکستہ کے لیے کیا اضطراب قید
قابل ہے بیڑیونکے نہ لایق رسن کے پاؤن

کیا ہو گئے وہ لوگ رہائی جو زیر چرخ
بیخون کے بل سے چلتے تھے رکھتے تھے تن کے پاؤن

ریاض تخلص شیخ ریاض الدین امجد خلف شیخ غیاث الدین اشرف باشندہ سندیلہ شاگرد خواجہ وزیر

تو وہ آہو چشم ہے جائے اگر گلزار مین
گل وہین شاخین نکالین نرگس بیمار مین

ریاضت تخلص اسلام علی ولد عبد اللہ شاگرد دخانہ زاد امانت

حسرت سے پس کے ہو گیا دل میرا پارہ پارہ
اوس شوخ نے دکھائی جو مہندی لگا کے ہاتھ

حسرت زار معجمہ

زار تخلص مغل بیگ معاصر میر تقی

مشہور تھے جو نالے میری گلی مین اوسکی
جب اور کوئی روتا سمجھا کہ زار ہو گا

زار تخلص برہان الدین خان دہلوی ملازم درگاہ شاہی خط شکست مین دستگاہ رکھتے تھے فارسی بھی کہتے تھے

کیونکر اوس بت کو یہ حال دل ناکام لکھون
کب وہ دیکھے ہے خدا کا بھی اگر نام لکھون

چشم طوفان خیز پھر اب گریہ پر تیار ہے
جسکے آگے اے سیہ رو ابر تو بیکار ہے

چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے
پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے

زار تخلص میر مشہر علی لکھنوی رفیق نواب احمد علی خان شوکت جنگ

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھ سے جو کبھی دم بھر مین ہم
خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور ہم کہین

اب رہائی ملے کیا اور پریشان مجھکو
خوب تھا اس سے وہی گوشۂ زندان مجھکو

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو | کافر ہوا گر اسمین کچھ بات بناتا ہو
اگر کچھ بس چلے اپنا تو کاہے کو یہ خواری ہو | نہ چاہین اوسکو اے ناصح جو الفت اختیاری ہو
فصلِ گل و بہار مبارک ہو عندلیب | یہن یار ایک سی ہے بہار و خزان مجھے

زار تخلص حافظ امام بخش نابینا باشندۂ تحانیسر مقیم دہلی علم فارسی و علم موسیقی و علم دعوت مین خوب دخل رکھتے تھے

دکھلاؤن چارہ گر کو جو زخم جگر تو وہ | رو رو کے یون کہے ہے کہ اسکا نہین علاج
زاریون دیتا ہون تسکین اس دل غمناک کو | اب کوئی لاتا ہے اوس نا آشنا بیباک کو

زار تخلص شیخ امیر الدولہ ولد شیخ محمد بخش متوطن بجنور منشی محکمہ صاحب ایجنٹ جھانسی

غیر کے پاس شب و روز رہا کرتا ہے | ایک شب بھی نہ مرے گھر وہ ستمگار آیا

زار تخلص میر جیون شاگرد محمد امان نثار وطن اگا کشمیر مولد دہلی

لیجاؤگے تم اوسکی گلی سے جہان مجھے | آرام جو یہان ہے نہ ہوگا وہان مجھے
کس سے ہولی کھیل کے آتا ہے وہ شہ بار | رنگ مین کپڑے ہین ساری تر بتر بھیگے ہوئے

زار تخلص لالہ دھنپت رائے خلف لالہ شنکر لال باشندون زادہ لالہ کندن لال الہ باد باشندۂ بریلی مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر

میری طرح کسی پہ تمھارا جو آئے دل | سینے پہ ہاتھ رکھ کے کہو ہائے دل
مین گرمیان کرون جو بھرین آپ آہ سرد | کیا خوش ہون مین کسی پہ تمھارا بھی آئے دل

زار تخلص منشی مینڈو لال خلف میدنی لال لکھنؤ شاگرد لطو طا رام عاصی صاحب دیوان ہندی و فارسی ہین

لیلی رگِ جان قیس کی کھینچ آئی ہے شاید | ڈولی یہ نہین پردہ محمل سے لگی ہے

زاہد تخلص عادل شاہ خان بن گلدار خان باشندۂ رائے پور ضلع فرخ آباد

تشریف وہ نہ لائے نہ بھیجی خبر کبھی | اے آہ کچھ کیا بھی تو نے اثر کبھی

زاہد تخلص سید علی محمد شاگرد صبا

کچھ فرشتہ نہین ہین بھی تو بشر ہون زاہد | اوسسے کہدے کوئی اچھی نہین تشریر صورت

زاہد تخلص مؤلف زاہد الدین خلف مرزا کام بخش ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

طرز بین بناؤ کی یہ فقط ہین برائے دل
کیونکر نہ اوس پری پہ بھلا اپنا آئے دل

جب ہم بغل رہے وہ گل گلشن مراد
پہلو مین کسطرح سے نہ پھولا سمائے دل

زاہد تخلص خواجہ ولایت حسین اکبرآبادی شاگرد اعظم

خدا کرے واسطے فرقت زدونکو مت چھیڑو
نہ پوچھو یہ کٹی کسطرح ہماری رات

قضا پکار رہی ہے یہ نعش زاہد پر
وہ لب ہلائے تو آجائے جسم زار مین روح

زائر تخلص مرزا علی حسین ولد مرزا خلیل اللہ بیگ شاگرد حسن یار خان افضل متوطن مشہد باشندہ لکھنؤ مقیم موجی کھولا متعلقہ کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

زلف شبگوں سے عیان چہرۂ زیبا ہوگا
آب حیوان اسی ظلمات سے پیدا ہوگا

رولاتا ہے تصور جب گلوے یار مہرو کا
صراحی دار موتی بنتا ہے ہر قطرۂ آنسو کا

مانند شمع یکسر دنیا مین تھی زبان ہم
خاموش ہو کے لیکن اس انجمن سے نکلے

فلک حسن خوبان سے روی زمین ہے
کوئی مہر وش ہے کوئی مہ جبین ہے

زر تخلص شیخ بلاقی ولد شیخ سعد اللہ سادہ کار لاہوری مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی مہر و مرزا عنایت علی ماہ

کبک وطوطی مین کچھ کمال نہین
اون مین تیری سی بول چال نہین

مجھسے کہتے ہو مرے گھر سے نکل جا ہرجا
کب مین باہر ہون بھلا آپ کے فرمانیسے

زکی تخلص میر محمد زکی ولد میر غلام رضا عرف غلام پیر باشندہ بلگرام

تصور بندھگیا رونے مین کس قتال دور کا
رگین گردن کی دم بھرتی لگین شمشیر خونخوار کا

زکی تخلص محمد زکی خلف قاری محمد تقی شاگرد عبدالرحمن خان احسان مقیم دہلی

میر اول سودا نزدہ اسمین سے نہ گرجائے
کر زلفون کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

زکی تخلص مرزا محمد علی لکھنوی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے خمسہ خوب کہتے ہین

مسیحا کے ہمنے زبانی سنا ہے — کہ بیمار الفت سنبھلتا نہین ہے
نکلتا ہے دم ایسے پردہ نشین پر — جو گھر سے بھی باہر نکلتا نہین ہے

زکی تخلص جعفر علیخان مرحوم دہلوی امرائے شاہ عالم بادشاہ مین تھے

سنکے احوال مرا ناصح مشفق نے زکی — ہاتھہ سے ہاتھہ ملے حیف سے سینہ کوٹا
عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانہ کی ساتھ — وصل مین وہ جان دی یہ ہجر مین جیتی رہی

زکی تخلص شیخ مہدی علی مراد آبادی خلف شیخ کرامت علی واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نے انکو ملک الشعرا خطاب دیا تھا صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بوسہ لیتے ہی جو پاپوش نگارین پاؤنکا — رشک سے کہتا ہے دل اپنا کہ دشمن زیرپا
جمال یار پہ ہمنے یہ ٹکٹکی باندھی — کہ اپنی آنکھہ کا تل اوسکے مُنہ کا خال ہوا
دھوم دیوانے اوڑاتے ہین پریزادونکی — شمع محفل کو لگا دیتی ہین پروانے پر
بو ہے غنچہ مین عیان یا تری ہوٹھون مین نسی — قید شیشے مین پری ہے کہ ضیا آنکھون مین
اب سبب کیا ہے جو کانٹا سا کھٹکتا ہے زکی — یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھون مین
شورش وحشت ہو اور دامان دلبر ہاتھہ مین — پاؤن مین بیڑی ہو اور زلف معنبر ہاتھہ مین
خسرہا کے طیش کھا کے خفا ہو کے ہنس پڑے — پاؤن پہ مین گرا جو بدن کو لگا کے ہاتھہ
گاہے غم فراق گہے آرزوے وصل — کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے
حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے — دھوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہے
جب یہ سنا کہ پاؤنکو مہندی لگی ہے واہان — شعلہ بھڑک اوٹھا نگہ انتظار سے
ماہتابی پر جو وہ خورشید رو دیے بیحجاب — اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی
دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ — گویا وہ ضمیر منفصل ہے
جوہر تھے مجھہ مین سب ملکوتی خصال کے — انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

زکی تخلص نواب محمد زکی خان عرف نواب بہادر خلف نواب دلیر الدولہ آغا حیدر حیدر نیشاپوری باشندہ لکھنؤ شاگرد اشرف علی قادر و علی اوسط رشک

زنجیر ہو گلے سے تیرے میرے موج می — میخواری مین اگر وہ مجھے یاد آئی زلف

اثر لال تخلص میر دوست علی خوشنویس خلف میر محمد پناہ باشندۂ اٹاوہ شاگرد صحفی و محمد یحییٰ
تنہا پہلے دوست تخلص کرتے تھے

کسی کاتب نے گر نامہ لکھا تھا اوسکو	آج کل روز قلم ہوتے ہین دو چار کی ہاتھ

زمان تخلص سید محمد زمان باشندۂ امروہہ تعلقات دنیوی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہین	نرگس کی چشم ہی پہ کبھی پلک نہین

زور تخلص داؤد بیگ برادر خورد و شاگرد محمود بیگ

ہوتے ہین اب سیاہ خانۂ خلق	سرمہ آنکھون مین مت لگایا کرو

زیب تخلص مرزا جمال الدین معروف بہ مرزا کلن بن مرزا بہادر بن مرزا بخت بیدار
نبیرۂ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

لہو مین بھر کے جو دامن کو اپنے یار آیا	یقین ہے آج کسی بیگنہ کو مار آیا
بعد اک عمر لگی آنکھ ذرا سونے دے	نہ کر اے شور قیامت ابھی بیدار مجھے

زیب تخلص مرزا احمد علی خان

تپ دق سے ہے یہ دانۂ جگر کی صورت	پھاہا اوڑھا ہے رکھنے ہی شرر کی صورت

زیب تخلص میر آغا خلف میر الٰہی بخش باشندۂ فیض آباد شاگرد وزیر علی صبا

پیش آتی ہے وہی جو ہے تقدیر مین لکھا	مٹتی ہے سر نوشت بیاض جبین سے کب

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندۂ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی
مرزا نہ ہوی و ایدیٹر ہندی مین عالم تخلص کرتے ہین

زیرک کل ایک طرف کو مین سنکی خستہ دل	تی جاتا تھا نا گہان وہ پیر و ملا مجھے
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو مین عرض کی	کب تک رکھے گا رنج مین تو مبتلا مجھے
سنتے ہی در جواب یہ بولا وہ تند خو	صحبت سے تیری رنج نہین ہے ذرا مجھے
لیکن یہ ڈر ہے اپنی محبت سے کہیں	ایسا نہ سکھائے تو مہر و وفا مجھے
زیرک شباب ہی مین ہے کیا لطف زندگی	یہ عیش پھر کہان جو جوانی گذر گئی

حرف سین مہملہ

ساجد تخلص محمد ساجد علی خان ولد نواب سید علی محمد خان بہادر شاگرد مولوی شہید

یاد آتی ہے جو اوس شوخ قمر کی صورت	دل بھی پہلو مین بھڑکتا ہے جگر کی صورت

ساحل تخلص مرزا اکبر علی ولد میرزا باقر علی دہلوی مقیم کانپور شاگرد رشک

جکڑون سے محو زلف کو نوکر وہ رکھتے ہین	اکڑون مین آج ہوتا ہے بھرتی غلام زلف
مہری یار سے گلشن مین کیا کرتی ہے	کور ہو جائین تری نرگس شہلا آنکھین

ساقی تخلص منتی میر محسن علی ساکن نگینہ

دم ناک مین ہے گبر و مسلمان کے بحث سے	یارب چھٹینگے مخمصۂ کفر و دین سے کب

ساقی تخلص میر غلام حسین متوطن بخارا شاگرد میر شمس الدین

آج کی رات میری جان نہ جا	راہ مین ڈر ہے بات مان نہ جا

سالک تخلص ارشاد علی شاہ خلف محمد علی مرید شاہ فضل حسین عظیم آبادی شاگرد ہادی دہلی بیخود باشندۂ بھوپال حال لکھنؤ مین بہت روز رہے سیاح وارفتہ مزاج تھے

نہ رہون مین کبھی نظرون مین حسینون کے ذلیل	چھوڑ دین حسن پرستی کا جو لپکا آنکھین
واہ کیا رنگ طلائی ہے کہ کندن گرد ہے	ہو گیا ہے نقرہ چھلا سنہرا پاؤن مین
گر یہی ہے اشتعال آتش رنگ حنا	شعلہ جوالہ نچاے گا چھلا پاون مین
اس ادا سے بزم مین مہمان ہوا وہ شوخ کل	بنگیا گھنگرو ہر اک چشم تماشا پاؤن مین

سالک تخلص مرزا حجتہ نجبت ابن شاہ عالم بادشاہ مرید میر محمدی قدس سرہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

مت دیکھ حقارت سے مرے گریہ کو ظالم	یہ اشک مسلسل نہین موتی کی لڑی ہے

سالک تخلص مرزا قربان علی بیگ ولیل راجہ الور خلف نواب مرزا عالم بیگ خان مرحوم شاگرد مومن خان و اسد اللہ خان غالب مولد اپنا حیدر آباد و مسکن دہلی راقم کے دوستون مین ہین اشعار اسکے نہایت بامزہ ہوتے ہین دیوان اپنا نظر سے گزرا

وہان دخل وہم کو نہ گزرے خیال کا — اچھی جگہ ہے دل کو بھروسا وصال کا
کچھ ہو پر اونکو جانب اغیار دیکھنا — اکبار منع کیجے تو سو بار دیکھنا
خلق خدا پہ رحم بھی کرنا ضرور ہے — مت دیکھنا کسی کو خبردار دیکھنا
کیسے حال دل گم شدہ یارب نہ کھلا — غیر کا راز تھا کیا یہ بھی کہ افشا نہ ہوا
یون عمر گزاری تری فرقت مین کہ ہر دم — جینے کا گمان تھا مجھے مرنے کا یقین تھا
دل وہ کافر ہے کہ مجھکو نہ دیا چین کبھو — بیوفا تو بھی اسے لیکے پشیمان ہو گا
کچھ بھی جور و ظلم حشر بڑھایا نہ جائے گا — قصہ تمام ہمسے سنایا نہ جائیگا
وہ اضطراب شوق کے طعنے وصال مین — کیا رنج ہجر ہے کہ اوٹھایا نہ جائے گا
سمجھتے ہین وہ فرض اسکی شکست — مرا دل بھی عہد وفا ہو گیا
خوبان ظلم دوست کو مین نے بُرا کہا — تم کیون خفا ہوئے تمھین اللہ کیا کہا
کیونکر ہو حرف کیں ستم عشق کی سیری — غم رزق مقدر ہے سوا ہو نہین سکتا
خراب کوے بتان ہے خلقت بہین سے باقی ہے رنج و راحت — سپہر گردش مین کرنہ جرات کہ دور آیا ہے اپنے مین کا
تیری تصویر کیون نہ بول اوٹھے — اسمین عاشق کی جان ہے گویا
خلقت کو یہ گمان ہے کہ خلوت عدو سے ہے — پردہ کو تم اوٹھاؤ کہ یہ پردہ در ہوا
اوس سے اور بوسہ کی خواہش اپنی حد سے بات کی — وہ اگر دی بھی تو سالک کب تری مُنہ پر کھلا
گمان مجھیر ہے اوسکو داد خواہی سے شکایت کی — قیامت ہو گیا حق مین مرے آنا قیامت کا
پسند اللہ کو کیا جانے کیا آجائے اسکی راہ — مجھے شرم گنہ تجھکو تکبر ہے عبادت کا
نیند اوڑنے سے بڑھا لطف شب وصل عدو — ہائے پہونچا ہے کہان شور سلاسل مجھ تک
تیز چلتی ہے سخت جانون پر — دم نہ چڑھ جائے تیغ قاتل کا
مرے کوچے سے گزر جائے عدو دیکھون تو — یہ بھی سمجھا ہے مگر دل مین ترے گھر ہونا
خوشی ہے اونکو یہ جانتا ہون مگر مین کہنے کو اپنی — کہون یہ اونسے کہ بعد مردن تم آکے ماتم مرا کرنا
نہین اکبار بھی اب سننے کی طاقت دل مین — ہمیں سو بار ترا نام لیا کرتا تھا
گرے ہین چشم خلائق سے خاک ہو کر ہم — ستم سے تم نے کیا کسطرح جہان اپنا

اپنی ستم کشی کا مجھے امتحان ہے اب
ورکار ایک اور نیا آسمان ہے اب

اقرار وصل اور وہ مست غرور ناز
آیا ہے پی کے تو کہین اے نامہ بر شراب

میری قسمت مین ہے وہان آوارہ ہونا چار
میری پیشانی پہ لکھا ہے نشان کوی دوست

سنی جو وصل مین ہجران کی بیقراری رات
تو غیر کے لیے روتا رہا وہ ساری رات

رفتار مین سپہر کی سرعت ہے شام سے
اے دل وہ اپنے وعدہ پہ آہین یقین ہے آج

یہ تازہ رشک کیسا ہے دل مین بخبر عدو
شاید ملے ہین وہ مرے پیغامبر سے آج

دیکھ لیتے ہین جو دروازہ کے اکثر باہر
تو مجھے ہاتھ سے کہہ دیتے ہین باہر باہر

یہ صحبت تجھہ مین نئی ہوگئی بدخو ہو کر
آپ بھی منہ سے نکلتا ہے تری تو ہو کر

ابتک بھی ہوش میرے ٹھکانے نہین ہوے
سالک کا حال رات کو ایسا سنا کہ بس

تم بھی وہی کہو تو کہے اک جہان بجا
مین بھی وہی کہون تو کہے اک جہان غلط

کیونکہ ممنون دہن مین اپنی گرانجانی کا
اونکو لطفون سے ہوا میرا گرانا مشکل

یہ بھی ہوگا اے ستم ایجاد تجھہ سا ہے کبھی
شوخیان ابتک جوانی کی ہین چرخ پیر مین

ہوتی ہے رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
سر چار جو زانو پہ وہ دھر لیتے ہین

یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک
بے نقط ہے وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین

پوچھتے ہو کہ مجھے غیر کے گھر دیکھا تھا
جان کے خوف سے کہدیتے ہین مجبور نہین

دیکھنا صبح شب وصل بھی ہے کیا ہی بلا
مین تو مین شمع کے بھی منہ پہ فروغ نہین

نہ وہ آئی نہ نیند آئی شب وعدہ مگر یارب
ہماری نیند لیکر سوگئے وہان پاؤن کہان مین

لیتے طالع نے اس عالم کو اب پہنچا دیا
چاہیے تحت الثری کو عالم بالا کہو ت

جھکتا نہین سر آج ترے در پہ ہمارا
ظالم نہ کہین غیر نے یہان پاؤن دھرا ہو

دل بھی کیا چیز ہے کھنچتا ہے جو خود یار کی سات
یہ دکان وہ ہے کہ چلتی ہے خریدار کے ساتھ

ہاتھ مین آئینہ لیکر تم دکھاؤ غیر کو
وائے بخت رفتہ ہے تقدیر پشت آئینہ

ہوا اور گرم ہوگئی محفل رقیب کی
کیا کیا جلا ہون مین نفس شعلہ بار سے

اے خضر اتنے دن تری کیونکر بسر ہوئی
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

واور روز جزا گھبرا گیا — مین نے اتنی حشر مین فریاد کی
فلک کا حال کہین با عدو کا با تیرا — نہ پوچھے کاش قیامت مین کچھ خدا ہمسے
میکدہ کی نہین ملتی گر راہ ❊ — آو مسجد کی زیارت ہی سہی
وصل اوس بت کا نہ ہو گر سالک — آج کی رات عبادت ہی سہی
صیاد اور بند قفس سے کرے رہا — جھوٹی خبر کسی کی اوڑا ئی ہوئی ہی ہے
وائے اے ضعف کہ سنتے تہے فرشتے اسکو — یاسائی نہین دیتی مری فریاد سنتے
ہون وہ خود رفتہ کہ کب جانے کہان دل کیو — یاد آتا ہے تو آتا کہ نہین یاد مجھے
روے سخن کدھر ہے نہ سمجھا ہزار حیف — ہم یار سے شکایت تقدیر کر چکے
ہے رشک کہ نالہ مرا اور غیر کے گھر جاے — ورنہ تمھین آرام سے یون رات گزر جاے
ہان سچ ہے کہ تم کیونکہ اوسے قتل کروگے — دشمن کا مرا احسان نہین ہے کہ اوتر جاے
کنج مزار مین بھی وہی اضطراب ہے — دل ہے کہ اک فرشتہ قہر عذاب ہے
پہونچے عدو کے گھر مین تو دہن جھٹک دیا — ہم خاک بھی ہوے ہین تو مٹی خراب ہے
جتنے گئے ہین سب ترے غم مین ہین مبتلا — ملک عدم یہان سے زیادہ خراب ہے
ہنسو بولو کہلے خوبی زبان کی — خموشی بات کھوتی ہے دہان کی
نزاکت سے بڑھا لطف شب وصل — نہین ہے تاب اونھین خواب گران کی
وصل صنم کی مانگ نہ یون دمبدم دعا — سالک خدا سے آنا تقاضا نہ چاہیے
جانے دے اے تصور جانان نہ کر تلاش — ایسا نہ ہو کہ وہ کہین دشمن کے گھر ملے
بات کرتے ہین وہ گھڑی مین چبا کر لب — وعدہ وصل مین اونکو بھی مزا آتا ہے

سامان تخلص میر محمد ناصر جونپوری مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان

رقیب اسطرح جلتے ہین ہمین دیکھ — مگر رشتہ مین ہین اوس شمع رو کے

سامی تخلص مرزا محمد جان بیگ کشمیری مرید حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ وطن انکا دشت قبچاق اشعار پارسی بہت خوب کہتے تہے کئی غزلین حسب فرمایش احباب ریختہ مین کہین تہین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین وفات پائی

افسوس کہ اغیار بنے یار تمہارے | لفاظ بنے محرم اسرار تمہارے
ہم گھر مین تمہارے کہو کس راہ سے پہنچین | دشمن ہین ہمارے در و دیوار تمہارے

سامی تخلص مولوی وجہ اللہ خان بہادر صدر الصدور ضلع بین پوری ولد مولوی عبد الحکیم چانگامی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین

جان تیر ستم کا سینہ سامی پہ ہو | سنتے ہین دعوا ہے اوسکو لذت آزار مین

سائل تخلص محمد یار بیگ دہلوی قوم اوزبک شاگرد شاہ حاتم سودا

دہ دیکھا زندگی مین اوسکو سائل | بہروسا کیا نگاہ واپسین کا
وہ حمائل ہو گیا دست شکستہ کیطرح | آہ اپنا جسکو مین نے قوت بازو کہا
شاخ کو کوئی ہلا دے تو ثمر جھڑتے ہین | اپنے ہر جنبش مژگان سے گہر جھڑتے ہین

سائل تخلص حکیم عبد الحق ولد شاہ ابو الحسن قادری باشندہ موضع نجتہ ضلع مونگیر شاگرد خواجہ وزیر و امیر احمد امیر

شوق سے اپنے گنہگار رگون کو چونگ کرین | سینے پار کے ابرو ہین تو خنجر پلکین
کھیل مرغ دل وحشی کا شکار اوضیاد | دونون آنکھین تری شہباز ہین شہپر پلکین
سوزش عشق سے جلتی ہین یہ آنکھین اپنی | پنجشانے کی طرح سہنکتی ہین شب بھر پلکین

سبحان تخلص عبد السبحان شاگرد ابرو مقیم دہلی

جان و دل ہے قبول سب جا | پر گلی مین ترے ہمین آنا

سبقت تخلص مرزا اعظم خلف مرزا علی اکبر اخوند شاگرد جرأت وطن انکا ایران مولد و مسکن لکھنؤ ۱۲۳۵ بارہ سو پینتیس ہجری مین رحلت کی +

تا بہ کجا یہ اضطراب دل نہ ہوا تسلم ہوا | جان لبون پہ آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا
جب سے ترے فراق مین تھا گرم گریہ مین | ہنگامہ تب سے سرد ہے ابر بہار کا
کس کس طرح سے اپنے تئین کرتے پایمال | افسوس اوسکو شوق نہین ترک تاز کا
ٹھنی ہے اب یہی دل پر کہ کم کسی سے ملین | نہ کوئی ہم سے ملے اور نہ ہم کسی سے ملین

سپاہی تخلص امام بخش معلم نستعلیق خوب لکھتے تھے

سپاہی یہ تنِ سوزان ہے میرا سطح آبِ گلی ہے جسطرح سے آہن شمشیر آتش مین

سپہر تخلص شتاب خان دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر یہ کہا — سمجھا کو ظالم بھی میسر کوئی سمجھا نہ ہوا
رکھا یاد تمنے مرے بھولنے کو — عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمہارا
بے حوصلہ سمجھ کے وہ ہنستا ہے اے سپہر — روتا ہون جسکے سامنے کہہ کر مین ہائے دل
کچھ آج کل مرے دلمین گزرتے ہین غیاب — کہلا نہ آنے کا بہان اونکے دعا مجھکو

سپہر تخلص میر محمدی خلف میر مہدی عرف میر شاہ علی لکھنوی خواہرزادہ محسن تخلص سراپا سخن شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

خال کا کشتہ ہون کیا ذکر ابرو ے خمدار کا — کام لیتا ہے وہ قاتل ڈھال سے تلوار کا
کہا یہ اوس بت نے گلرو نے دیکھکر تن زار — خدا کی شان یہ دیکھو پڑی ہے خار مین روح
نہین مسی ملی ہے یہ لب جانبخش جانان پر — خضر اودی گھٹا چھائی ہوئی ہے آب حیوان پر
ملا کر لب سے لب بوسہ دیا اوسنے نہ مونہ موڑا — سکندر رہگیا پیاسا سہی پھکر آبحیوان پر
مستی مین دعا روز ازل سے ہی یہ ساقی — دل نشہ وحدت سے رہے چور بغل مین
فردوس مین بھی بادہ کشی اپنی رہا کی — اک جام رہا ہاتھ مین اک حور بغل مین
اونکے زانو پہ جب رکھا سر کو — ہنسکے بولے اجی ذرا سر کو
وصل ہے یا وصال ہے صاحب — کیون بڑھاتے ہین آپ زیور کو
کمر ٹوٹی جو دیکھی خط سے قاصد کی کمر خالی — ملے دست ہوس دیکھے جو دست نامہ بر خالی
سرد آہین کر رہا ہون کچھ آنسو مین رواں — ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی
آہ سوزان کے شرارے ہین دم گریہ بلند — اوڑتے ہین جگنو برستی ہے گھٹا برسات کی
ہے کمند میری آہ و گریہ سے وہ سخت دل — رنگ لوہے مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

سجاد تخلص سید محمد سجاد مخاطب بہ ذوالفقار الدولہ برادر زن واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ خلف محمد تقی علی خان نواسہ انشاء اللہ خان باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا علیجان

شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

رہا بعد فنا بھی یہ اثر سودائے الفت کا
کہ مقتل میں سیاہی چھا گئی خون شہیدان پر

زخم شمشیر نگہ کا ری ہے
دونون آنکھون سے لہو جاری ہے

جو ترے عشق کا آزاری ہے
تندرستی اوسے بیماری ہے

سیہ پوشی یہ مائل کیون خط رخسار رہتا ہے
مگر حسن رخ سادہ کا ماتم دار رہتا ہے

کس عارض کا محو جلوہ دیدار رہتا ہے
کہ آئینہ ہمیشہ پشت بر دیوار رہتا ہے

سجاد تخلص حکیم میر سجاد اکبر آبادی ولد میر محمد اعظم شاگرد ابرو جد اعلی انکے میر منشی دار الانشائے شاہی تھے صاحب دیوان گزرے

دل کی جمعیت نہ کہو لب کھول کر
ہو وے ہے غنچہ پریشان بول کر

مر گئے پر اگر نہین آسیب
کیون یہ رکھتے ہین قبر پر تعویذ

میرے تمام حال کی تقریر ہے وہ زلف
روز سیاہ و نالہ شبگیر ہے وہ زلف

ایک دل رکھتا ہون جو چاہی سو بیداد سے آوے
خواہ کاکل خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

لب شیرین پہ اوسکے مرتا ہون
زندگی اپنی تلخ کرتا ہون

جب ہم آغوش یار ہوتے ہین
سب مزے در کنار ہوتے ہین

یار کا جامہ ہین تو ہے عزیز
یوسف اپنا پیرہن نہ کہے

بتون کے تئین کس قدر مانتا ہے
یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے

رات اور زلف کا یہ افسانہ
قصہ کوتہ تڑی کہانی ہے

سجاد تخلص میر علی سجاد محافظ دفتر کلکٹری ضلع الہ آباد خلف میر حید رعلی باشندہ موضع کڑا ایر گنہ بلیہ توابع ضلع مذکور شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

صدقے ترے قد پہ لاکھون خوش قد
آنکھون پہ فدا ہزار آنکھین

گلرنگ ہین آستین و دامن
دکھلاتی ہین کیا بہار آنکھین

سحاب تخلص محمد الہ یار خان خلف محمد ہارون خان رسالہ دار خیر آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد برق

ہر قدم پر مردے زندے کرتے ہین اندآیا | اے بتو معجز نما گویا تمہارا پاؤن ہے

سحاب تخلص کنور گوپال سنگھ ولد راجہ سالگرام شاگرد مولوی بخش قلق

شمع رو رو کے یہ زیر لب کہتی تھی کہ ہائے | خاک کرتی ہے مری گرمی بازار مجھے
اے دل رفتہ مگر جان پہ کچھ آن بنی | چارہ گر اب نظر آتے ہین عزادار مجھے

سحر تخلص محمد خلیل خان حیدرآبادی

بوتری باقی ہے اے رشک بہار | اشک کا ہر قطرہ سمن بن کیجئے
اے سحر یار مرد یار کسکو ملتا ہے | برا بھلا تو سہے در کنار خاطر خواہ

سحر تخلص میر ناصر علی مرحوم زمیندار بری برادن خلف میر محمد علی متوطن کویل مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ سنہ ۱۲۹۰ھ بارہ سو اوناسی ہجری مین نوت کی صاحب دیوان گزرے

آنکھین مری فرقت مین ہین ناسور سے افزون | پھوڑے سے زیادہ ہے دل زار بغل مین
کچھ سخت نکلتا کسی بدمست کو ساقی | شیشے سے فزون ہے دل میخوار بغل مین
نکلا ہے جو دم حسرت آغوش مین آکر | کس پیار سے لیتی ہے مجھے گور بغل مین
اسمین شیرین تری کچھ شان نہ کم ہو جاتی | چوم لیتی لب شیرین سے جو فرہاد کی ماتھہ

سحر تخلص مرزا افضل علی باشندہ لکھنؤ مقیم مومبئی کمولا متعلق کلکتہ شاگرد مرزا اعلی جان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

پریون سے مشابہ جو ہے پرواز پر تیر | انداز پری رکھتا ہے انداز پر تیر
مکالمین صلح مین اولجھن کی باتین | دیا بوسہ تو پیچ و تاب کھا کر
کھلاؤ چشم افسون گر مین سرمہ | دکھاؤ سحر کو جادو جگا کر
مردم دیدہ یہ کوئی زلف مین پھرتے نہین | پتلیون کا ہے تماشا نہ زنجیر مین

سحر تخلص منشی عبد المجید ولد غلام مینا ساحر باشندہ کاکوری

شام کو کچھ نہ الفت نہ ملاقات رہی | دن کو بھی آپ دہین رہیے جہان رات رہی
یہ شب وصل مین گردون کی عداوت دیکھو | صبح ہوتی ہے مرے گھر مین جو رات رہی

سحر تخلص شیخ امان علی ولد محمد امین لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

جو کچھ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوات
کہان تلک کوئی رویا کرے گلا دل کا

برق کے ہم ہین دیکھنے والے
ابر تر کے ہین یادگار آنکھین

چشم بیمار کی بیمار مرے جاتے ہین
لب جان بخش سے ہوتا نہین ایسا کوئی

سنہ کو آئینہ مین دیکھا دیکھ کے خوش ہوتے ہو
پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی

وصل کی بعد مرگ ٹھہری ہے
اسلیے گور پر مسہری ہے

سحر تخلص احمد علی خان خلف کرم علی خان مقیم دہلی

ہوی زخمی مژہ کی اور بھا چشم دلبر کے
نہین محتاج ہم نوک سنان و آب خنجر کے

سحر تخلص مولوی ظہور علی

عبث دار فنا مین گھر سکونت کا بناتا ہے
کہ آخر ایک دن داربقا کو بہا لے جاتا ہے

بعد مردن بھی مجھے رنج فراق یار ہے
گور کی ظلمت نہین ہے کم شب دیجور سے

سحر تخلص راجہ نواب علی خان ولد امیر علی خان باشندہ خیر آباد

حوروں مین کہان ناز و ادا صورت انسان
جنت مین بھی دنیا کے مزے یاد کرینگے

ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا
لجائینگے افلاک جو فریاد کرین گے

لکھینگے سراپا سحر اوس غیرت چین کا
کار قلم مانی و بہزاد کرین گے

سحر تخلص اجودھیا پرشاد پسر رام دیال دیوان اعتماد الدولہ افضل علی خان شاگرد مہدی علی خان قبول

تصور کر بار مین ہین اشک روان
کشک ہو کیون نہ جو پڑ جاے بال آنکھون مین

اسیر دیدۂ جانان ہین سب کی طائر دل
نہین یہ نشۂ کے ڈورے ہین جال آنکھون مین

سخا تخلص شیخ سخاوت حسین ولد گل محمد باشندۂ دیباے تونڈا بلند شہر شاگرد فدا حسین فدا

بھجوا دون سر کو کاٹ کی مینا سبو کے ہاتھ
ایذا نہ اپنا مین قتل مین تا فتنہ کر کے ہاتھ

یہ جان لے کہ جان بھی جا ئیگی ہاتھ سے
دم بھر بھی تیرے گر مرے سینہ سے سر کے ہاتھ

سخن تخلص رام دیال گھڑی ساز ولد پریم سکھ لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

خدا کے واسطے سن اے صنم گلہ دل کا
کہ تیری آنکھون نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

سخن تخلص حکیم مرزا محمد حسین وطن انکا کشمیر مولد دہلی شعر فارسی بھی کہتے ہین

جو ہین جان نکلی وہین آن نکلا | بھلا مرتے مرتے یہ ارمان نکلا

سخن تخلص خواجہ فخر الدین حسین خلف خواجہ جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ وکیل عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد عرف آرہ شاگرد مرزا نوشہ غالب سید فرزند احمد صفیر بلگرامی انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین کلام ان کا لکھنویون کے انداز کا ہے کوئی شعر یا کوئی فقرہ شرد ہلویون کے انداز کا انکے کلام مین نظر نہین آتا انکو آرہ مین دیکھا تھا انکا فسانہ سروش سخن نظر سے گزرا

یہ جان ہے یہ جگر ہے یہ دل تیرے نذر ہے | اسمین ہے کوئی بھی تو کر اے دلستان پسند
بناوٹ سے بگڑ کر مین گری مین لگے کہنے | خدا کی واسطے چھوڑ دو نہ ڈالو ہاتھ گردن مین
کبھی چھونے نہ پائین پانون تک جس بت کا ہم سر ہے | زہے تقدیر اوسکا ہاتھ ہو دست برہمن مین
پڑے ہے جن کو اوتار اساقی مہوش نے شیشے مین | کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر مین
دفن ہے اسمین سخن لاشۂ لیلیٰ شاید | ہائے مجنون کے جو مرقد سے صدا آتی ہے

سخنور تخلص دیوالی سنگھ کایتھ خلف راے جی سنگھ دہلوی منشی دفتر شاہی

گریبان رکھے ہے بن ترے یہ چشم تر مجھے | طوفان نوح آگے ہے اب پھر نظر مجھے

سخنور تخلص مولوی احمد علی لکھنوی مقیم مرشد آباد شاگرد صحفی

آب گو ہے سخن غیر مین لیکن صاحب | کان مین گرتے ہی کر دیتا ہے بہرا پانی
لب شکر شکن اوس غیرت گل کا دکھانا ہے | چمن مین طوطی و بلبل کو آپس مین لڑانا ہے
اثبات جز لا یتجزے مین تھا کلام | ساکت رہا وہ غنچہ دہن انفصال ہے

سخی تخلص سید پرورش علی ولد بیدار علی باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

دل کھلونا نہین جو کہتے ہو | ہم یہی لینگے ہم یہی لین گے

سراج تخلص مولوی سراج الدین باشندۂ ضلع فرید پور مقیم ضلع مرشد آباد راقم سے اسنے ضلع راج شاہی عرف رام پور بوالیہ مین ملاقات ہوئی تھی انکے بہت سے اشعار عربی و فارسی بھی نظر سے گزرے

حسن

حسن ہے خوبون مین لیکن کیہ وفاداری نہین | جون گل کاغذ کہ جسمین بو نہین ہے رنگ ہے

سراج تخلص سراج الدین دکھنی بعضے تذکرہ والون نے انکا نام قمر علی لکھا ہے

نہین ہے تاب مجھے تیرے سامنے جانان | کہان سراج کہان آفتاب عالم تاب
پتھر بھی نہین ہے شرر شوق سے خالی | بیتابی نبض رگ خارا کی خبر لو

سراج تخلص سراج الدین علی شاہ اورنگ آبادی درویش تھے

رفوگر کو کہان طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے | اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر مین آجائے
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا | مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا | کہ کتاب عقل کے طاق پر جو دھری تھی دھین ہری رہی

سردار تخلص سردار مرزا خلف سید محمد لکھنوی شاگرد وزیر

فردہ ای جوش جنون دشت مین آئی ہے بہار | پھر کہجاتے ہین کئی دن سے برابر تلوے
گرم رفتاری عشاق کا اعجاز یہ ہے | تر نہین ہوتے ہین بالائے سمندر تلوے

سرسبز تخلص مرزا زین العابدین خان خلف نواب سالار جنگ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

بے تکلف تھی دل کے لینے تک | ہم سے اب آپ منہ چھپاتے ہین
ترے ہاتھ سے بوے مشک آئی شانہ | مگر تو نے کاکل سنوارے کسی کے
اوسکے کوچہ کیطرف مین تو نہ جاؤن سرسبز | کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہے مجھے

سرشار تخلص لالہ ملوک چند لکھنوی

اس سج سے وہ دلبر چلے خوبون مین اکڑکے | جون ماہ ستارون مین چلے رات کو اڑکے

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ ولد مرزا اصغر علی لکھنوی شاگرد نوازش حسین نوازش صاحب دیوان و سرور سلطانی ترجمہ شمشیر خانی و شگوفہ محبت و گلزار سرور و فسانہ عجائب مین اردو نثر بہت خوب لکھتے ہین اوائل ۱۲۱۵ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راجہ بنارس کی سرکار مین متعلق تھے بہت سی تصنیفا انکی نظر سے گزری

ہزار صدمہ پہ دل نے ہماری اف بھی نکی
جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا

بہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا
گلی سے مل گئے سب رنج در کنار ہوا

رشک زلف یار سب عقدے ہین سیدھے اے سرور
اور اولجھا اوٹھتے ہین بیٹھے جب کہ سلجھانے کو ہم

نہین اوٹھتی پلک نزاکت سے
سرمہ ہوتا ہے بار آنکھون مین

اتنی چھائی ہے خاک تیرے لیے
چھا رہا ہے غبار آنکھون مین

جب سے اپنا لقب ہوا ہے سرور
روز و شب ہے خمار آنکھون مین

سرور مشرق و مغرب کی سیر کی ہم نے
نہین ہے حسن خداداد کا جواب کہین

کوچہ قاتل مین جا کر اپنے ہاتھون جان دی
مرتے مرتے کام آئے یہ ہمارے ہاتھ پاؤن

پیری و صد عیب یہ سچی مثل ہے اے سرور
ڈھونڈھتے ہین اب تو لاٹھی کی سہارے ہاتھ پاؤن

تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر
کہ مٹا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون

اللہ ری بیکسی کہ جو دریا مین غرق ہون
تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہ ہو

پھر نہ منہ اوسنے کیا میری طرف ہی ظالم
سخت تم بھی مرے نالو ہو اثر سے خالی

سرور تخلص مرزا افضل علی بیگ برادر حقیقی مرزا نیاز علی بیگ نکہت شاگرد شاہ نصیر دہلوی

آج آتی نہین ہے بانگ درا
ہمرہون نے کہین قیام کیا

سرور تخلص لالہ نیک رام نائب سررشتہ دار بندوبست ضلع فرخ آباد ولد جے کشن لال مقیم فتحگڈھ

مطلب کی میری ایک نفرمائی آپ نے
باقین شب وصال مین کین اپنے کام کی

سرور تخلص سید کاظم حسین شاگرد آباد ولد سید ظفر علی باشندہ لکھنؤ

دل مین جو مار گیسوی پیچان کا تھا خیال
ڈر ڈر کے چونک چونک اوٹھے ہم تمام شب

مر مر کے کاٹتا ہون شب انتظار یار
اوٹھتا ہے بار ہجر بھلا مجھ حزین سے کب

پر نور کیا ہین حسن سے ساری کلائیان
ہین شاخ نخل طور تمھاری کلائیان

سرور تخلص حمایت اللہ خان دہلوی شاگرد نصیر

زنجیر کی جو کانون مین آتی صدا نہین | مجنون کے سلسلہ مین کوئی کیا رہا نہین

سرور تخلص غلام مرتضی خان ولد نصیر اللہ خان عرب ہاشمی شاگرد خواجہ آتش وطن اکنا مدینۂ منورہ مولد و مسکن لکھنؤ

مجھسے جو پوچھتا ہے کوئی ماجراے دل | یہ کہکے لوٹ جاتا ہون مین ہاے ہاے دل

سرور تخلص ولایت علی کشمیری لکھنؤ مین خلف و شاگرد محمد جعفر مخمور و آتش انسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

آتی نہین کسیکو بھی اصلا نظر کمر | غنچا کی طرح گم ہے تمہاری مگر کمر
جدا ہوئے ہین کسی برق وش سے یہ شاید | بسان ابر جو روتی ہین زار زار آنکھین

سرور تخلص مرزا عزیز الدین دہلوی داماد سراج الدین بہادر شاہ تخلص بہ ظفر شاگرد ذوق

ہوتے ہین آپ چین بہ جبین بات بات پر | یہ ڈھنگ ہے تو ہو چکی صورت نباہ کی
یہ بھی سرور ترک کیا چاہتے ہین وہ | صحبت جو ہم سے اونسے ہے

سرور تخلص احمد حسین شاگرد و برادر خورد امداد حسین ظہور باشندۂ میرٹھ

الامان الحذر کا شور اوٹھے | جوش ہووے جو دیدۂ تر کا

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان شاگرد محمد جان بیگ سامی امراے دہلی مین تھے شعر اچھا کہتے تھے ایک تذکرۂ شعرا اور ایک دیوان انسے یادگار ہے ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین وفات پائی فارسی بھی اچھا کہتے تھے

مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین | قصہ ہے زندگی کا یہ سب انفصال تھا
سبزۂ خط گرد لب شاید ہوا اوسکے نمود | خود بخود ہمدم جو میرا رنگ کاہے ہو گیا
نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے | بابؤدون سے جو ہلاتا ہے کبوتر پنکھا
ہاتھ اپنے رہی زیر بغل بعد فنا بھی | تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
ترے کھولینگے جب بند قبا ہم | گرہ دل کی کرینگے اپنے وا ہم
دیوانے ہم نہین ہین جو فصل بہار مین | کہنے سے ناصحون کے گریبان رفو کرین

غیر لاوے یہان بہر تماشا دم نزع
دوستون سے نہ ہوا وہ جو ہوا دشمن سے
گھبرا کے نہ لے یار کی سرور تو بلائین
آسیب کہین اوس رخ روشن پہ نہ آئے

سروش تخلص امداد علی خان ولد منو خان فرخ آبادی

روے روشن کا تصور ہے مگر دل مین سروش
دل خون گشتہ بہا اشک کے شامل ہو کر

سریع تخلص سید محمد علی ولد داروغہ باسط علی شاگرد صفیر

نیچے سر اپنا جھکا لیتے ہین شرماتے ہین
مسکراتے ہوئے گاشن مین جو وہ آتے ہین

سعادت تخلص میر سعادت علی باشندہ امروہہ معاصر سودا

ہوش کھو دیتے ہین میرے اوسکی آنکھین دیکھ کر
بسکہ ہون کم ظرف ہو جاتا ہون دیا تو مین مست
یار سے جو رقیب لڑتے ہین
یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین

سعادت تخلص سعادت خان ولد جہان خان ساکن اعظمگڈہ مقیم کانپور تہانہ دار کرنیل گنج ضلع کانپور شاگرد رشک

چمکے ہے صبح وطن زلف جو کھولی تم نے
ہے غضب آئے تہ شام غریبان عازم
وہ جبین ماہ دو ہفتہ ہے وہ رخ غیرت مہ
دانت موتی کی لڑی لعل بدخشان عارض

سعید تخلص مرزا آغا نجف ولد مرزا امیر بیگ چغتائی باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا مہدی بتول صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کی ہم نے خوب سیر حسینان دہر کی
اے بت نہین جواب ترے کی قسم ترا
دل اوسنے لیکے جسم کی مٹی خراب کی
ہو جاتا ہے بغیر مکین کے مکان خراب
سحر کا تو نے فسون ساز ہے باندھا تعویذ
سر اوٹھانے نہین دیتا تری سر کا تعویذ
صاف معلوم ہوا شب کو ستارا ٹوٹا
منہ پھرانے مین جو سر کا ترے چمکا تعویذ
کہکشان ہالہ ہے رخ ماہ ہے پیشانی بدر
بال سے کے شب دیجور ستارا تعویذ
گر دکھینی ہو شکل بت لاجواب کی
عینک لگائے چرخ مہ و آفتاب کی
وہ بیکس آج آنے کو ہے شغل میکشی ہوگا
کرم تو بھی کرا اپنا ابر باران رحمت ہے
ہم دعا دینگے رہا کردی قفس سے صیاد
تو پہلے پھولے گا ہم سیر چمن دیکھین گے

مجھ خاکسار کو نہین حاجت سریر کی | ہے بوریائے فقر پہ عزت فقیر کی

سعید تخلص مرزا سردار حسین ولد مرزا علی اصغر

عجب کیا ہے اگر مین بھی اسیر چاہ بابل ہون | کسی زہرہ شمائل کے ذقن پر دل سے مائل ہون

سعید تخلص لالہ کنور بہادر ولد گنگا پرشاد فرخ آبادی

جوش وحشت کبھی زندان مین نہ رہنے دیگا | بیڑیان لاکھ بنھائی کوئی حداد مجھے

سعید تخلص محمد سعید الدین بن مولوی محمد اساس الدین باشندۂ بدایون مقیم دہلی
تلمیذ نواب زین العابدین خان عارف

ہے برق کا خواص شب وصل یار مین | یعنی ادھر سے لحظہ مین آئی ادھر نہین
گو لامکان تلک تو رسائی ہے آہ کی | پر کیا ہی گر ہوتون ہی کے دل مین نہ راہ کی

سعید تخلص قاضی سید الدین خان خلف قاضی القضات نجم الدین علی خان باشندۂ
کاکوری آخر ایام مین انکی بصارت زائل ہوگئی تھی

بید ماغی اوسے ملنے سے نہ ہو کبونکہ مری | کہ پری کو نہین خوش آتی ہے انسان کی بو

سعید تخلص قاضی میر سعادت علی باشندۂ اکبر آباد

یار بن آنکھون مین اپنے خار ہی گل باغ مین | ہے نمک پاش جراحت شور بلبل باغ مین

سعید تخلص حاجی سعید بخت ولد محمود بخت مجموعہ دار شاگرد حضرت سلیم باشندۂ سلمٹ
راقم کے ملاقاتیون مین ہین تاریخ گوئی سے بہت شوق رکھتے ہین فارسی بھی کہتے ہین
اجداد انکے ہندو تھے کئی پشت سے مشرف باسلام ہوئے ہین

کاس سے محرم صنم خدا را کہ تیری انگیا کی ہے جو لہ | یہ ادھر ادھر ادھر ادھر ادھر ادھر ادھر ادھر ادھر ادھر
پاتا نہین ۔ ہے سرمہ کا ہر گز قرار رنگ | ہر آن مین بدلتی ہین آنکھین ہزار رنگ

سفیر تخلص خواجہ بادشاہ ولد شاگرد خواجہ وزیر لکھنوی

دیوانہ مجھکو آپ نے اچھا کیا کیا | لے لوگا اب تو زلف گرہگیر ہاتھ مین
وہ سحر کر کہ طائر رنگ حنا ترا | طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

سفیر تخلص حاجی جلال بخش خلف حاجی حسین بخش باشندۂ سلمٹ شاگرد منشی [illegible]

مست راقم کے ملاقاتی ہین

سحر آفرین یہ سایۂ زلف سیاہ ہے | بچاے کیا عجب ترے بیمارون کا ہار سا

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی مرثیہ گو باشندۂ بنجابشاگرد محمد شاکر بنجابی شراب بہت پیتے تھے وطن سے دہلی گئے وہان سے حیدرآباد مین جاکر انتقال کیا وہان کے باشندون نے اونکی ہڈیون کو کربلا مین بھیجدیا

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا | مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا
نہ دیکھا ہو جو کسی نے حباب مین دریا | وہ دیکھ لے مری چشم پرآب مین دریا

گرا ہے مانگ مین دل میرا آہ ڈھونڈھون کدھر | کہ آدھی رات ادھر ہے اور آدھی رات ادھر
سحر گزرا جبین من کو نسا خورشید رو یارب | کہ شبنم گل کے منہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

سکندر تخلص سکندر خان باشندۂ شاہجہان پور مومن خان سے کسب سخن کرتے تھے ایک دن ایک شعر کی اصلاح پر بہت مباحثہ کرکے ترک مشورہ کیا

کسکا نام اوسکے لبون پر تھا کہ اس نفرشتہ | حرف ناصح سے دماغ اپنا پریشان نہ ہوا

سلام تخلص نجم الدین علی خان اکبرآبادی خلف شرف الدین علیخان پیام

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ | درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سلطان تخلص شہزادۂ انیردبخش بہادر عرف مرزا ابلی خلف شاہ عالم بادشاہ

دور رکھ دوران سر سے گردش دوران مجھے | مت رکھ اے دیر خراب آباد سر گردان مجھے

سلطان تخلص نواب نصراللہ خان مرحوم والی رام پور

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر | دیکھا تو نہین اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلطان تخلص سلطان شاہ خلف شاہزادۂ جمعیت شاہ ماہر دہلوی

بن جلاے دل وجگر جل جاے | کیا بری آگ ہے محبت کی
آتے آتے وہ پھر گئے گھر کو | یہ بھی خوبی ہے اپنے قسمت کی

سلطان تخلص صاحبزادۂ اعظم الدین نواسے ٹیپو سلطان مرحوم مقیم ٹالی گنج متعلق کلکتہ صاحب دیوان فارسی اور راقم کے دوستون مین ہین

دراغون

داغون سے غم کے رشک چمن ہے فضاے دل	ہے جاے سیر یہ چمن دلکشاے دل

سلطان تخلص خواجہ طالب علی خان عرف خواجہ سلطان جان مرحوم خلف خواجہ حسین علیخان مرحوم رئیس عظیم آباد مقیم گیا اولادمین خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کی تھی سلسلہ انکے ننہال کا حضرت خواجہ میر درد قدس سرہٗ سے ملتا ہے موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بہت دنون تک کلکتہ مین آکر رہے تھے لکھنؤ کی بھی سیر کی تھی تین دیوان انکے نظر سے گزرے اشعار فارسی و اردو خوب کہتے تھے ۱۲۰۵ھ بارہ سو بہتر ہجری مین کلکتہ سے گیا جی مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے راقم نے یہ تاریخ اونکے وفات کی لکھی ہے

قطعہ تاریخ

خواجہ سلطان جان کہ رحلت کرد واے	دوستان را کرد با اندوہ جفت
سال مرگ او چو جستم از سروش	خواجہ سلطان جان بمرد افسوس گفت ۱۲

اشعار سلطان

اک نئی طرح کا ہر حلقہ نے پہندا مارا	تو نے اے زلف مسلسل مجھے اولجھا مارا
وار کیا معلوم ہو تیغ نگاہ یار کا	ساحل بحر فنا ہے گھاٹ اس تلوار کا
موجۂ آب زمرد سے مری زنجیر ہو	ہون مین دیوانہ کسی کے سبزۂ رخسار کا
اے بتو ہر مومن و کافر کی لگتی ہے نظر	ہے خدا حافظ تمہاری مصحف رخسار کا
بوے عطر خس تھی سلطان یار کے رومال مین	اوسنے جو پوچھا پسینا سبزۂ رخسار کا
دل کی جا سینے مین میرے اوسکا پیکان گیا	میزبان جاتا رہا اور گھر مین مہمان رہ گیا
کمر لچکی تو وہ گل ہنسکے بولا	بھرا ہے پھولون سے دامن ہمارا
دیکھی جو تری چاند کے ٹکڑون سے یہ دو گال	انکار نہ کافر کو رہے شق قمر کا
مثل مشہور ہے دیوانہ راہوئی بست اے دل	بہین آنکھون سے دریا نامے گر کوئی گنوکا
لگائی تیغ اگر قاتل تو شادی مرگ ہو جاؤن	دہان زخم مین ہو جاے عالم روے خندان کا
مانی بیٹھے خاک مین سب مونگا فیا ن	اوسکی کمر مین فرق اگر بال بھر رہا

اندنون حسن پہ آپ اپنے ہین مغرور بہت — اور شب باتین تو موقوف ہین چل دور بہت
اس دم کسی کا ڈر نہین شہر ملی گھر اپنے یار — لیجاؤنگا تجھے مین اگر اور مگر نہ سہی
رندون نے آج نشہ مین کیا دھج نکالی ہے — مینا بغل مین سر پہ سبو جام دوش پر
افتادگی پسند تھی طفلی ہی سے مجھے — آیا نہ ایک دم کبھی آرام دوش پر
بات کہتے نہین ہن موتی پروتے ہین ہم — ہے بجا کہیے زبان کو جو زبان الماس
مرنے کے بعد بھی نہ گئین بیقرار یان — عالم ہے برق کا مرے سنگ مزار مین
لڑاتا ہے وہ اپنی عکس سے آئینہ مین آنکھین — مری نظر نہین ای سلطان ہرن گویا کہ لڑتی ہین
جب آتا ہون ہو جاتا ہے سوراخ جگر مین — کاہیکو کوئی آئیگا اب آپ کے گھر مین
چاہیے عاشق و معشوق مین گرما گرمی — وصل کی رات نہین خوب یہ شرماشرمی
دام بلاے عشق مین ہم بے سبب پڑے — کم بخت دل پہ ہاے خدا کا غضب پڑے
تاب گستی جو کرے رات اوس بت مغرور سے — حور بھی دیکھے تو لے اوسکی بلائین دور سے
معشوق کو جو وصل کی شب مین حجاب ہے — دامن مین صاعقہ کے گل آفتاب ہے
پڑھی جو بادہ کشون نے نماز استسقا — تو جھوم کر طرف قبلہ سے گھٹا آئی
تمکو پردیسی فقط بات بنا آتی ہے — یا کبھی چاند سی صورت بھی دکھا آتی ہے
دفن جس کوچے مین ہم عاشق ناشاد ہوے — جتنے پیر جم تھے وہان غیرت فرہاد ہوے

سلیس تخلص سید محب علی متوطن کانپور شاگرد مونس مرثیہ گو

بے اذن بوسے لے کے گنہگار ہو گیا — اب تو قصور وار مین سرکار ہو گیا

سلیم تخلص مرزا سلیم بہادر خلف اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی مرید میر محمدی مرحوم

جھگڑے سے سب دوئی کی فراغت ہوئی مجھے — کثرت مین سیر عالم وحدت ہوئی مجھے
ہے کوئی اپنا خانہ دل بھی عجب مکان — جسمین نصیب یار سے صحبت ہوئی مجھے

سلیم تخلص میر عباس ولد میر عالم علی لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

کیا کرین ہم جو موثر نہ ہو نالا دل بن — جان جان دل نہین جانا کوئی ڈالا دل مین
وا اے قسمت نہ ہوا یار بغلگیر سلیم — رہگیا عید کو ارمان مرے دل کا دل مین

یار آیا ہے نظر خواب مین بعد مدت | کھولیو چونک کے غافل نہ خبردار آنکھین

سلیم تخلص میر سلامت علی بنارسی

کہتے ہوا لعل سے بہتر لب معشوق ہوا | سخت نادان ہو پتھر لب معشوق ہوا

سلیمان تخلص مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر خلف حضرت شاہ عالم بادشاہ شاگرد شاہ حاتم و انشا مدت تک لکھنؤ مین جلوہ افروز رہے شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے ۱۲۵۵ھ ہجری مین اکبر آباد مین قضا کی اور وہین مدفون ہوے راقم نے انکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان نظر سے گزرا

کرے یہ کاش فلک میرے بند بند جدا | یہ مجھ سے ہو نہ مرا شوخ خود پسند جدا
جنازہ تیرے دیوانے کا اس تو قیر سے اوٹھا | کہ شور نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اوٹھا
ناز سے کرکے وہ ایسا ہی اشارہ چمکا | کہ نئے سر سے یہ پھر داغ ہمارا چمکا
لبون پہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا | تو آسمان و زمین سب اولٹ گیا ہوتا
رہ گئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب | یون ترے کوچہ سے مین بے سر و سامان نکلا
جان دی راہ محبت مین الٰہی صد شکر | بات جو ہم نے کہی تھی سو بنا ہے صد شکر
بات کہنے مین جواب نامہ لایا سچ بتا | کیا نکالی تو نے اب ای قاصد چالاک پر
زخم کھاکر جو گرا مین تو وہ یہ کہنے لگا | اچھا اچھا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ
ہزار طرح سے وہ چھپے کرے لیکن | نہ پہونچے نالہ کو میرے ترا نہ ربلنل
غیر کا نام جو تم پیار سے لیتے ہو تو بس | ایک برچھی ہے کہ پہلو مین چبھو دیتے ہو
شیخ کی تسبیح اور عمامہ کس گنتی مین ہے | وہ کمند طرہ ہے یہ گنبد تلبس ہے
دل اگر فولاد ہو تو بھی کھنچا جاتا ہے آہ | اوس صنم کا جذب الفت سنگ مقناطیس ہے
کیا اجابت کی ہوا در کو خداوندا آہ | مارے مارے جو دعاے سحری پھرتی ہے
جبہہ سائی کا نشان جاے جبین سے کیونکر | کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

سلیمان تخلص سلیمان خان دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد اشرف علیخان فغان

نظر آئی حنا بندی مجھے کس گل کے ہاتھون کی | کہ اشک سرخ سے کاسہ ہوا معمور آنکھون کا

سلیمان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

تجھ سے ظالم سے ملا دیکھیو طرار ی دل | کچھ بھی دیکھا نہ کیا بیل بے جگر داری دل

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع شاگرد شاہ حاتم وطن اصلی کابل مولد دہلی ایام شباب مین لکھنؤ مین جاکر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربون مین منسلک ہوکر ملک الشعرا کا خطاب پایا تھا سنہ ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین انتقال کیا سوائے مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھی لیکن ہجو و قصیدہ گوئی مین اپنے عہد مین بیمثل تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا | جون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا
صحبتون کا نہ کر و غیر کے مجھسے اخفا | کونسی شب تھی کہ مین وان پس دیوار نہ تھا
بدنام تو عبث مجھے کرتا ہے ناصحا | مدت ہوئی بتون سے سروکار اوٹھ گیا
دو نسخے مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر | لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا
گل لکھون مین اگر تیری نیرنگ فال کا | لہو مین غرق سفینہ ہو آشنا ئی کا
طلب نہ چرخ سے کر نان رحمت ای سودا | پھرے ہے آپ یہ کاسہ لیے گدائی کا
لطف ای اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون | رحم اے آہ شرر بار کہ جل جاؤن گا
چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل | بھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا
دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا | جون اشک پھر زمین سے اوٹھایا نہ جائیگا
بھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا | در وازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا
آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا | کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
سینے سے مین دعا کو لایا جو شب لبون تک | کہنے لگی اجابت کیدھر خیال آیا
کونین تک ہے ہی جب دل کی مجھکو قیمت | قسمت کہ اک نگہ پر جا اوسکو ڈال آیا
برنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوے | جو اپنے دل پہ کسی شکل سے غبار آیا
حکاک کا پسر بھی مسیحا سے کم نہین | فیروزہ ہووے مردہ تو دیتا ہے روبلا
نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو چکا لالا | کہین بیہوش ہے شیشہ کہین ساغر ہے متوالا

سو بھی تدبیر برِ تقدیر کو بھلا نے کی
جب تجھے قتل پہ عاشق کی چلتے دیکھا

کمال کفر ہے اے شیخ ایسا کرنا کہ اوس بت نے
پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا

ہے رنگ تماشا ہی جہان صورتِ خورشید
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا

نورِ اخذِ ہنر کرنے مین دل کا مین گنوایا
جون آئینہ جوہر نے مجھے عیب لگایا

انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب

ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
پوجون ہون مین اوسی کو جو ہے آشنا پرست

ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون
قہقہہ مار کا کہنے وہ طنازِ درست

سودا مین اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہون
ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کے من کے بیچ

گالی نہین بے بوسہ مرے دل پہ گوارا
جھوٹا کوئی کہاتا ہے تو بیٹھے ہی کہ لائے

یا تبسم یا نالہ یا وعدہ یا گالی سہی پیام
کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے بہلانے کو ہے

گذری جس غم سے ہمین زندگی دہ روزہ
رکھے اوس غم کو خدا ماہ محرم سے دور

حضرتِ اک نالہ اے صیاد جاتی ہے بہا
سنکر ہمنوا کو لگا اوبلنے یہ دل

کردیا مادر ایام نے گھر سے باہر
ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین جن اشک مجھے

سمجھے اکسیر مجھے نکلا یہ غبار آخر کار
کام آیا نہ کچھ اپنا تنِ زار آخر کار

جا بجا سورت ہے پانی کی تہ خاک ہنوز
کسکے ہین زیر زمین دیدۂ نمناک ہنوز

گرد پھرتے ہین گریبان کے مرے چاک ہنوز
ایک دن گھیر مین دامن کا ترے دیکھا تھا

آتش پہ برستی ہے پڑی مشعل آتش
اشک آتش و خون آتش و ہر لخت دلِ آتش

چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ
اے لالہ گو فلک نے دیے تجھکو چار داغ

لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف
غیرون کی بات پر نہ کہون کان مت رکھو

وہ کر چکے ہین دین و دل و جان نیاز عشق
ناصح نہ اونسے بک جو ہین آگاہ رازِ عشق

منگ کے مول یہ بکے ہے لعل
لے مرے دل کو دے کے اپنا دل

ذرہ بھی ہم تڑپنے نپاے کہ بس تمام
قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام

جو چاہے تجھسے یہ دل کامیاب ہو معلوم
نہ زور نہ زور نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم

بلبل چمن مین کسکی ہین یہ بدشگونیان — ٹوٹی پڑی ہین غنچون کی ساری گلا بیان
جگرا دنکا ہے جو نجہ کو صنعہ گہ یاد کرتے ہین — میان ہم تو مسلمان ہین خدا کہتے بھی ڈرتے ہین
کسی کے مرگ پر ای دل نہ کیجے چشم تر ہرگز — بہت سا رویئے اوپر جو اس جینے پہ مرتے ہین
بوسہ بھی کر نہ دیا اون نے سوائے دشنام — سو بھی بہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہمین
گرم جوشی نہ کرو مجھسے کہ مانند چنار — اپنے ہی آگ مین مین آپ جلا جاتا ہون
صفحۂ ہستی پہ اک حرف غلط ہون سودا — جب مجھے دیکھنے بیٹھو تو اوٹھا جاتا ہون
ناوک فگن تیرے صید نہ چھوڑا زمانے مین — تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین
پیارے زبرا مانے تو اک بات کہون مین — کس لطف کی امید پہ یہ جور سہون مین
یہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو الطاف — جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین
پاس ناموس مجھے عشق کا ہے ای بلبل — ورنہ یہان کونسا انداز خزان ہے کہ نہین
جی تک تو دیکھ لون کہ جو ہو کارگر کہین — اے آہ کیا کرون نہین کیا اثر کہین
نے بلبل چمن نہ گل تو دیدہ ہون — مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
مگر تجھ سے رنجیدہ خاطر ہے سودا — اوسے تیرے کوچے مین کم دیکھتے ہین
ہاتھ کسکا ہے تری زلف کا شانہ سچ کہہ — رات آتی ہین نظر خواب پریشان مجھکو
کسکی ملت مین گنون آپ کو بتلا ای شیخ — تو مجھے گبر کہے گبر مسلمان مجھ کو
مطلب کی میری عرض پہ اکبار بھی سودا — ان نے نہ چھڑایا کبھو اوس لب سے نہین کو
اسرار خرابات سے واقف جو ہو زاہد — کعبے سے نہ کم سمجھے در پیر مغان کو
دل لیکے تجھسے برق کے شعلہ کو دیجیے — پر ہے یہ ڈر کہ اوسکی بھی ایسی ہے خو نہ ہو
سن کے یہ کہتا ہے یہ رے نالہ جانکاہ کو — کیون مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو
بہار جوبن ہو جیتا ہو جام مہیا ہو — ہوا ے ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو
زخم کی طرح نہ سینے مین تو کاٹ اپنی عمر — خندہ ہا گریہ جو کچھ ہووے سو تک در کے دستے
میر شتابی جو مت و دین دایمان — روؤن کس کس کو مین یارو کہ گیا کیا کیا کچھ
سنے ہی چلے ہو دل کر تو خاطر مین یہ رہے — اک وقت مین بلا تھا یہ ناز و نعم کے ساتھ

سو دل اوسکے تو نہو بات نہ کرنے سے ملول
وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہین بات کی راہ

ہمارے کفر کے پہلو سے دین کی راہ یاد آوے
صنم رکھتے ہین جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے

غنچہ سے مسکراکے اوسے نار کر چلے
نرگس کو آنکھ مار کے بیمار کر چلے

اب تو مین چھوڑنے کا نہین اوسکو ناصحا
ہونے جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی

مستی سے اوس نگاہ کی لی محتسب خبر
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی

یارو وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
نظرون مین سو طرح کی حکایات ہو گئی

کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہین الٰہی
یک قطرۂ خون سینے مین آفات طلب ہے

دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن
جب دیکھیے ہے وہ مجھکو تو اک جنبش لب ہے

مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق
توبہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے

اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہی فوج اشک
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے

انصاف کسکو سونپیے اپنا بجز خدا
منصف جو بولتے ہین سو تجھ سے ڈرے ہوئے

جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر مرتا ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

دہن غنچے کا جب دیکھون ہون گوش گل پہ گلشن مین
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے

منت تو لاکھ کیجے پر جو غرور ہے دارن
منت غریب اوسکے عہدی سو کب برآے

تھی سرد مہری اوسکی آب حیات دل کو
جو نی تپاک نے تو کچھ آگ ہی لگا ئی

سودا کو بزم عشق سے کرتے ہین آج قتل
چاہتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے

دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے
ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہی تو جہان ہے

خواہ کعبے مین تجھے خواہ مین بتخانے مین
اتنا سمجھون ہون مرے یار کہین دیکھا ہے

مری آنکھون مین بستا ہے مجھے تو کیون رولاتا ہے
سمجھکر دیکھ تو اپنا کوئی بھی گھر ڈباتا ہے

ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم
ہر اک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے

سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار مین مجنون
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے

گردش سے آسمان کے نزدیک ہی سبھی کچھ
ہم سے تجھے ملانا اک دور ہے تو یہ ہے

گزرا ہے کسکی خاک سے ظالم تو بیخبر
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہی سو ہے

کچھ تازہ تعلق نہیں اس دل کو الم سے
تھا طفلی مین کھوا رامرا دامن غم سے

یہ رنگ مین تصویر کی تیرے ہے نزاکت
جسکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدۂ نم سے

اثر ہے آہ مین ہر چند نے تاثیر نالے مین
پر آتا ہے کہ ان دونون سے میرا جی بہلتا ہے

کیا مین کی لازم ہے کیا قتل میرا
لگا کہنے ہنسکر کہ خواہی نخواہی

رہا کرنا ہمین صیاد اب یا مال کرنا ہے
پھڑکنا بھی جسے بھولا ہو سو پرواز کیا جانے

جس روز کسی اور پہ بیداد کرو گے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے

نہین ہے رشتۂ تسبیح صورت زنار
قسم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی

نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجھ سے
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھ سے

آہ و زاری سے مرے شب نہین سوتا کوئی
تجھسے نالان ہون مین اک خلق ہے نالان مجھسے

گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

کیا ضد ہے خدا جانیے مجھ ساتھ وگرنہ
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی

تنہا مرے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہین مر بھی

جان سے کندن دل کار سخت ہے فرہاد
گفتگو کو کہنی زور آزمائی ہے

نامہ کا جواب آنا تو معلوم ہے اے کاش
قاصد کے بدلے ملک الموت خبر آوے

تجھہ تیغ تلے کہہ تو رستم سے کہ سر دھر دے
پیارے یہ ہمین سے ہو ہر کارے دھر مرے

مجرم ہون مین تو کہد و لکافات کے لیے
منہ مین خدا نے دی ہے زبان بات کے لیے

سفان مین کیا کون زاہد پسر کی کیفیت
کہ جسکو دختر رز دیکھ کر اودھل جاوے

ہوگئے صاحب جوہر تیرا منہ دیکھہ فقیر
ہے ندیوش سدا آئینۂ فولادی

پھر نظر مجھکو نہ دیکھا کبھو ڈرتے ڈرتے
حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے

کھینچنے کیا ہو میان تیغ کہ پیمان رشتۂ عمر
صرف سینے کا ہوا ٹانکے ہے بھرتے بھرتے

بیلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے
اپنا ہے تو فریفتہ ہو وے خدا کرے

قاتل ہماری لاش کو تشہیر ہے ضرور
آئندہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

فکر معاش وعشق بتان یا دِ رفتگان
اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے

گر ہو شراب وخلوت ومحبوب خوبرو
زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز تخلص مولوی عبدالکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی مقیم دہلی صاحب دیوان گزرے شعرا نکے بامزہ ہوئے ہین

ہوتی ہے ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا
راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا

فکر مین تھے انتہاے عشق کی مدت سے ہم
بارے یہ عقدہ ہمین آکر ترے خنجر کھلا

صبا رقیب سے رکھتی تھی راہ کچھ ورنہ
ستم یہ کیون مرے مشت غبار پر ہوتا

کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی
رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہوگیا

ابھی دل مین ابھی آنکھون مین ابھی دامن پر
اشک مین بھی تری شوخی کا اثر آہی گیا

سوز کو بیگانہ ہے پر بزم مین رہنے تو دے
رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہوجاے گا

پاس آنے مین نہ کشتون کے لگے دیر کہین
لے لیا موت نے گھڑی تری بیمار کے پاس

جتنا جتنا روکا اوسکو اوتنی اوتنی بیرے اور
طفل تو ہین یہ اشک ابھی پر کتنی شرارت کرتے ہین

مجھکو ہر کھٹکے پہ گزرا ترے آنے کا خیال
اور شب وعدہ مین ہوتی رہے کیسے لاکھون

جان سینے مین نظر آنکھون مین دم ہونٹون پر
اک نہ آنے سے تری کام مین اسکی لاکھون

آج یہان رسوا ہوا کل وہان خرابی مین پڑا
یون ہی گھٹ گھٹ کر مری توقیر آدھی رہگئی

اوسکو ہے شوق ستم مجھکو ستم کی خواہش
مین ستمگار کو درکار ستمگار مجھے

سوز ہے کچھ تو تمنا کہ پڑے پھرتے ہو
کیون یہ کہتے ہو نہین اوس سے سروکار مجھے

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے تھے وطن انکا بخارا مولد دہلی نواب صف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ مین گئے تھے خط نسخ اور نستعلیق خوب لکھتے تھے تیر اندازی مین کمال تھا۔ شعر اس انداز سے پڑھتے کہ مضمون شعر کی صورت بنا کے دکھا دیتے تھے۔ پہلے میر تخلص کرتے تھے جب میر تقی لکھنؤ مین گئے اونھون نے سوز تخلص کیا۔ اشعار عاشقانہ انکے غایت پرسوز ہوتے ہین انسٹھ برس کی عمر مین ۱۱۹۵ھ مین وفات پائی۔ دیوان انکا نظر سے گزرا

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہو گیا
آہ یارب راز دل اوپر بھی ظاہر ہو گیا

تن چاک سینہ سوزان دل داغ چشم گریان
تو دیکھتا نہین ہے تجھکو دکھائین کیا کیا

کیون ملتفت اشک تجھکو آنکھون مین نے پالا
اسپر بھی میرے منہ پر تو گرم ہو کے آیا

ایک تو تھا دل عندلیب اسیر مرے زلف
پاؤن زنجیر مین اور ہاتھ گریبان مین پھنسا

جسکے نامے پہونچتے ہین تجھ تک
کاش مین اونکا نامہ بر ہوتا

بہت چاہا کہ تو بھی مجھکو چاہے
ولے تو نے نہ چاہا پر نہ چاہا

رقیبون کے ڈر سے مبادا نہ کہدین
کبھو کھولکر دل مین رونے نہ پایا

کہے ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا
جو تم سے بتو ہو گا سوا اللہ کرے گا

ہم اوس سے شب جو بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رولا دیا
ولے کین بھی کیا ہون کہ روتی مین بنا بنا کہ ہنسایا

کی فرشتون کی راہ ابر نے جذب
جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج

نہ بھولا دل تو اس نیرنگی میناے دوران پر
یہ شیشہ ہے اسی قابل رہے جو طاق نسیان پر

چوری چوری تیرے منہ شاید لگا
ہونٹھ جو ہین آج پیمانے کے خشک

برق طپیدہ یا شرر برجیدہ ہون
جس رنگ مین ہون ہون غرض از خود رمیدہ ہون

منت کش خزان ہون نہ حسرت کش بہار
جون سرو باغ دہر مین دامن کشیدہ ہون

بس جی کہا ؤن نہ قسم جانتے ہین
جیسے تم ہو تمھین ہم جانتے ہین

بند مین اپنے گرہ دے کہ تجھے یاد رہے
مین یہ ڈرتا ہون نہ ہو جاؤن فراموش کہین

ہان اہل بزم آؤن مین بھی پر ایک سن لو
تنہا نہین ہون بھائی بالہ و فغان ہون

قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے
کیون سوز چپ ہی بیٹھا کچھ بول اوٹھ نہ ہان ہون

کیا خاکر دیا جوانی کو
کوسون کس منہ سے ناتوانی کو

خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانونگا کہا اب تو
نہ چھوٹے گا ترے کہنے سے میرا دل لگا ابتو

کیسوای باد صبا بچھڑے ہوئے یارون کو
راہ ملتی ہے نہین دشت کی آوارون کو

کھول نہ دیجیو لاڈلے اس دل ناصبور کو
بہاب لگی ہے چلبلے جہانکیو مست تنور کو

دامن تلک تو تیرے کہان دسترس مجھے
تیری گلی کی خاک بھی ہو تو ہو بس مجھے

جو سر کوشی مین بوسہ لے لیا احسان کیا اسکا — تکلف بر طرف یہ جفتالی کی ہے رزاقی
منہ دیکھو آئنہ کا تری تاب لا سکے — خورشید پہلے آنکھ تو مجھ سے ملا سکے
تصویر تیری کھینچے مصور تو کیا مجال — دست قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے
اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے — دور کے بھی دیکھتے سے ہم گئے
مثل نے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے — کچھ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے
گفتار مین اب ضعف سے آواز نہین ہے — تجھے نہ دہی بات جو ہمراز نہین ہے
مر جائے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے — بسمون سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مارڈالا ہے
مانند جرس پھٹ گئی چھاتی تو فغان سے — فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے
فرض کیا مین کہ وہ ہے سنگدل — آہ مین اپنے بھی اثر چاہیئے

سوزان تخلص شہزادہ امام بخش دہلوی معروف بہ مولوی کلو شاگرد عبدالرحمن خانصاحب

پھر دام سے زلفون کے نا حشر نہ چھوٹیگا — اے دل تو کہین اوسکے پھندے مین نہ آجانا
مین خون دل پیون اور ہنگام بادہ نوشی — بوسہ یہ جام لیوے اوسکے لب دہان کا

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ فرزند مرزا علی جان لکھنوی

اوس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسی کے — دل مت لگا کسی سے کہتے یہ جا کسی کے
فرقت مین اوسکے سوزان ناحق تو جان دیتا ہے — ہرگز نہین نہ ہونگے یہ آشنا کسیکے

سوزان تخلص مولوی غلام مرتضی مرحوم رامپوری مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے پہلین وفات پائی

سینے پہ ہمنے کھائے داغ ایک دو تین چار پانچ — تمنے جلائے کیا چراغ ایک دو تین چار پانچ
مٹکے کے مٹکے خم کے خم پی گئے غیر سا قیا — بھر کے ہمین بھی دے پیالہ ایک دو تین چار پانچ

سوزان تخلص شیخ شمس الدین دہلوی مقیم فرخ آباد

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑ کے — سیان جاؤ کہین گھر سے تو آئے نہین لڑکے

سوزش تخلص حافظ عبدالرحمن شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلی مین طالبعلمی کرتے تھے

اس قدر ضعف ہے بیٹھون ہون تو اوٹھنا ہی محال — ناتوانی سے اوٹھا بھی تو گرا جاتا ہون

ہوا منظور میرا رشک جو اوس شوخ پر فن کو | تصور مین بھی سادا اپنے لیے آیا وہ دشمن کو

سہراب تخلص سہراب بیگ دہلوی شاگرد نصیر خوشنویسی و فن رمل مین کامل تھے فارسی بھی کہتے تھے

ہم آئے بہ تنگ زیست سے پر | اے خانہ خراب تو نہ آیا
نہ ہوئی کوئی شب وصل میسّر ورنہ | دیکھتے شوق محبت سے مین کیا کیا کرتا
کس دن نہین خیال دہان و کمر مجھے | وہ کونسا ہے روز کہ سیر عدم نہین
یہ عجب ہے کہ نہ تو بہر تماشا نکلے | ایک عالم ترے شیدا کا تماشائی ہے

سہیل تخلص مرزا حسن جان لکھنوی مقیم موجی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد علیجان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

غش یہ غش آتے ہین اوس زلف کی بیمار دنکو | نخلہ بھیجے گیسو کا سونگھانے کے لیے
کہہ کے یہ خواب عدم سے ہمین چونکاتے ہین | آنکھین کھولو ہم کہ آئے ہین منانے کے لیے

سہیل تخلص مرزا محمد عباس

ماہ رویون کو دل اپنا نہ کبھی دیجئے سہیل | وصل اک دن نہ ہوا داغ الم کھائے بہت

سہیل تخلص ارتضے علی خان ولد مولوی احمد علی خان فرخ آبادی

کسواسطے آزردہ طبیعت ہے سہیل آج | کیا حال ہے کچھ تو کہو رنج و محن اپنا

سیاح تخلص میاندو خان اورنگ آبادی ولد عبداللہ خان شاگرد غالب اطراف مغرب و عجم و ہندوستان کی سیر کی تھی ۱۲۶۱ھ اٹھارہ سو باسٹھ عیسوی مین کلکتہ مین آئے تھے اندنون سورت مین رہتے ہین شعر اچھا کہتے ہین یا قدم کے احباب مین ہر یہ شعر انہون نے لکھ کر بھیجے تھے

آیا نہ یار وعدے پہ سیاح صبح تک | کیا کیا شب فراق مین تڑپی بدنصیب روح
عبث جاتا ہے کعبے کو خدا تو یک ہو دلسے | تو کیا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل سے
نہ کھینچے قدم دہشت کی ماری غیر و ہان ہرگز | نہ گڑوائین اوٹھا کر لاش میری کوی قاتل سے
ل وحشی کا بھی کیا کارخانہ لاؤبالی ہے | زرد داغ جنون کا چرچ ہے سر کا عالی ہے
کہ ن گر جان تو سمجھے کہ سمکو بیوفا سمجھا | سمجھ اوس بدگمان کی ساری دنیا سے نرالی ہے
پھر اگر ہون گرد اوسکے نہین اب ہم آغوشی | مین ہون تصویر اور وہ شمع فانوس خیالی ہے

ہوتے مزہ تیری ثنا خوان پہ کیا کرین
قاتل دہان زخم کی گویا زبان نہ تھی

پڑ گیا ہے اوسکو چسکا جاٹ کر کسکا لہو
اوکلی ہی پڑتی ہے جو تلوار اوس خونخوار کی

آتش قدم ایسا ہون جو بیٹھون تو زیادہ
ہو دھوپ سے بھی سایۂ دیوار مین گرمی

مشتعل ہے بزم مین شعلہ جو اوسکے حسن کا
شمع پروانون سی جو بالی پر پرواز ہے

بارے اتنا تو اثر نالۂ بلبل نے کیا
نظر آتا ہے ہر اک گل ہمہ تن گوش مجھے

بچھاتا خار غم ہے دہان جہان بستر لگاتا ہون
کھٹکتے میرے دو دن کی فلک کو زندگانی ہے

عدم کا کیون کیا ثابت وجود اہل سخن بھولے
ندیتی تھی عدم کے ساتھ تشبیہ دہن بھولے

سیادت تخلص میر مجاہد الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون

مثل نسیم صبح پھرا مین تو ہر کہین
پردہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین

سیارہ تخلص مرزا فخر الدین بن مرزا مغر الدین ثابت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان ستارا جا بجاتے تھے

خدا کے واسطے جا کر کہو اوس آفت جان سے
کہ وقت نزع ہے رخصت ہو تو بیمار ہوان سے

سیّد تخلص سید غلام رسول ولد سید احمد رامپوری

مژگان پہ دم گریہ ہے لخت جگر آیا
یا ہے شجر عشق صنم مین ثمر آیا

سعید تخلص میر غلام رسول اکبر آبادی بعض صاحب تذکرہ نے انکو مراد آبادی لکھا ہے

خوبرویون کے تو ملنے سے نہ باز آئینگے
یہ تو بد خو نہین جائے کی مگر جان کے ساتھ

سعید تخلص میر علی نقی برادر خورد میر ابو القاسم محب دہلوی برادر زادہ میر نظام الدین ممنون

قربان سادگی کے گیا کہنے غیر سے
کیا جانے آج کیا تھا کہ سعید خفا گیا

کھلے بال شاید کوئی خوبرو ہے
صبا کے لپٹ مین جو عنبر کی بو ہے

سیّد تخلص میر بہادر علی ولد سید مرد انعلی باشندۂ فرخ آباد

کرے کیا اثر خاک ہمکو دکھا کے
تری چشم فتان کے بیمار ہین ہم

سعید تخلص حکیم میر قطب علی عرف قطب عالم باشندۂ سکندر آباد

جادو کرے ہے شہر مین سید کا ریختہ | دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہوگیا

سیّد تخلص میر غالب علی خان دہلوی مخاطب بہ سید الشعرا دفتر شاہی کی نشاندار تھے سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا پہلے غریب اور آشنا تخلص کرتے تھے

نہ غازہ نہ گلگونہ ہے نہ رنگ حنا تو | اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ ری کفر ای بت | پڑھنے جنازہ اوسکا سب آئے تو نہ آیا
سماوے گا پھولا قبا مین نہ سید | ہم آغوش جب وہ گل اندام ہو گا
نہ ہین گردون نہ منکل آسیا ہم | ولے گردش مین رہتے ہین سدا ہم
مین اور ترک عشق یہ امکان ہے نہین | ناصح کے پند سنے کو یہان کان ہی نہین
جو آنکھ اور سے وہ لڑا جانتے ہین | تو ہم بھی کہین دل لگا جانتے ہین
یار و مرے بالین سے نہ اٹھو نہ جاؤ ہو | حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو
بنائے کفر و دین اک تار سے ہے | کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

سیّد تخلص امام الدین

ہماری حسن کے کوچے مین بینوائی ہے | یہ آنکھین دیکھنے ہو کاسہ گدائی ہے

سید تخلص میر بادگار علی باشندہ بارہ معاصر شاہ عالم بادشاہ

شور شین باقی ہین دل مین نس یہ آتی ہے بہار | دیکھیے کیا کیا تگونے اب کی لاتی ہے بہار

سید تخلص سید حسین عظیم آبادی خلف شاہ فیض الدین احمد شاگرد میر محمد واجد پریشان تخلص اسنے کلکتے مین ملاقات ہوئی تھی

گرچہ ظاہر مین نظر ہمکو نہ آئے گا ہے | پر تصور مین میان تیری کمر دیکھ چکے

سید تخلص میر امداد علی ولد سید حسین باشندہ بارہہ مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر

حسن کی ہے اب سراپا مین سمائی پیٹ پر | خط نے رخ گھیرا نظر اپنی اب آئی پیٹ پر

سید تخلص نظام الدولہ سید علی خان بہادر خلف معتمد الدولہ باشندہ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد رشک سنہ ۱۲۵۶ اٹھارہ سو چھپن عیسوی مین کلکتے مین آئے تھے

صاحب دیوان ہین

بازار کسقدر مرے یوسف کا گرم ہے
لائے ہین نقد عمر خریدار ہاتھ مین

شانہ نہ کھینچ زلف مین مشاطہ بار بار
اک روز کاٹ کھائے گا یہ مار ہاتھ مین

سمید تخلص آغا سید مولوی میر محمد لکھنوی صاحب دیوان ہین

فرق ہے ظاہر و باطن مین حق و باطل کا
لب پہ ہے ذکر خدا عشق بتونکا دل مین

ہر گھڑی گرد کدورت سے تہ و بالا ہے
اے صنم شیشۂ ساعت کا ہی نقشا دل مین

سیر تخلص مرزا عباس علی خلف مرزا بندہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی خانخان آباد۔ تجمل حسین خان کے غزنیون مین ہین

گجری نہ پہنو ہاتھون مین پھولون کی اے صنم
لچکین نہ بار گل سے تمھاری کلائیان

سیف تخلص مرزا محمد حسن مرحوم ولد مرزا علی جان اعظم فارسی گو بن مرزا محمد فاخر مکین باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

وہ دن رہے نہ وہ سن اور نہ وہ شباب رہا
دل خراب یہ اب تک مگر خراب رہا

جدا جو شب کو تو اے رشک ماہتاب رہا
ہر ایک داغ جگر مثل آفتاب رہا

مثل ہے جل گئی رسی مگر نہ نکلا بل
جو مجکو شیب مین شوق شراب ناب رہا

اسقدر سوزش ہوئی دلکو تپ فرقت مین آہ
اشک گرم اپنا زمین پر گر کے چھالا ہو گیا

خاک جل جل کے ہوا آہ تن زار اپنا
سیف ہے شعلہ فشان داغ دل زار کی آنچ

کافر عشق ہین اسلام سے کچھ کام نہین
ہے زیادہ ہمین تسبیح سے زنار پسند

پھول کانٹے مرے آنکھون مین نظر آتے ہین
دشت وحشت کے سوا خاک ہو گلزار پسند

خم کے خم صرف ہون تو بھی نہ چھلکون اے ساقی
مین وہ کمظرف نہین ابلون جو مے پی کر

قسم لون غیر کے اس سلسلہ سے اوس بت سے
خدا کرے کہین لٹکائے آسمان زنجیر

قصد مے جب کیا ساقی نے مری جانب کو
بند شیشہ کا گلا ہو گیا آپھو ہو کر

کان تک اوسکی رسائی کی ہوئی ہی مورث
آہ پہونچی ہے مرے حلقۂ گیسو ہو کر

قہر تیر نگہ اوس قاتل سفاک کی ہے
رہ گیا مرغ دل زار ترازو ہو کر

قتل کے ساتھ ہے منظور ادب عاشق بھی
آج محفل مین وہ بیٹھا ہے دوزانو ہوکر

کہتا ہے شب کے پردے مین گھر جانیکو مہر
یارب نہ شام ہووے نہو یہ تمام روز

اب زندگی فراق مین مثل حباب ہے
رہتا ہے اپنی عمر کا لبریز جام روز

انکار بوسہ کرتے ہو اقرار وصل مین
دیکھا نیا ہے ہمنے یہ اقرار کا طریق

جھڑکی ہے لاکھ بار تو گالی ہزار بار
بدلا ہے صاف یار کے گفتار کا طریق

پہلے ہین لطف بعد بہت ہین خرابیان
یہ ابتداے عشق ہے وہ انتہاے عشق

اے پاؤن وقت طاقت و امداد ہی سہی
بھاگین ہم اسطرح کہ نہ پہر ہمکو پاے عشق

جنہین بہائی ہے بوے خاکساری گودہ منعم ہین
کسی دن عطر بھی ملتے ہین تو مٹی کا ملتے ہین

شاید کہ گنج حسن بتان ہاتھ آئے گا
کنجلاتی ہین جو آج ہماری ہتیلیان

مجھے ہے خوف تم رکھنا نگہبانی یہ اے مرغ
ہے طفل اشک تنہا بلکون کی کانٹونکا جنگل ہے

یہ گل پہلے کے کہاے ہین کسیکی یاد گیسو مین
کہ سر سے تا قدم اپنا تن لاغر مسلسل ہے

بری ہے صاف آرایش ہے حسن اوس مہرانو کا
نہ مہندی ہے نہ افشان ہے نہ مسی ہے نہ کاجل ہے

سیف تخلص خواجہ سیف اللہ فرخ آبادی ولد خواجہ احمد اللہ شاگرد صفیر

ہوا در آب کا کچھ کم نہین باد بہاری سے
پیر پر داوس پہپتی کہتے ہین تخت سلیمان کی

سیف تخلص سیف اللہ مرحوم ولد حاجی لعل محمد باشندہ کلکتہ

صحف رخسار بیضاوی پہ کشف فال سبز
وقف ہے اک سورہ والشمس کے تفسیر کا

سیف کو دل مین کھبی ہے جب سے وہ ترچھی نگاہ
سانس ہر دم کام کرتی ہے دم شمشیر کا

سیفی تخلص میر وارث علی خوشنویس ولد میر بشارت علی باشندہ نواب گنج توابع فرخ آباد مقیم کانپور شاگرد ناسخ

دل جو روشن ہے اثر ہے چہرہ پر نور کا
رات جو تاریک ہی ہوتی ہے یہ تاثیر ہے

سیل تخلص سید محمد ولد سید علی جان باشندہ فیض آباد مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ
یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کارگر کچھ بھی نہ زنگار کا بھایا ہو گا
زخم تیغ نگہ یار نہ اچھا ہو گا

درد فرقت سے شب و روز ہین گریان کتھین
اس سے بڑھکر غم دانند وہ بھلا کیا ہو گا

ابھی آئے ہو ابھی مجھسے ہے رخصت کا سوال
ہان یہ کہیے کہ کسی اور سے وعدہ ہو گا

حرف شین معجمہ

شاباش تخلص کلب سجاد خان عرف مبارک میرزا وزیر ضلع اٹاوا ولد کلب حسینخان بہادر نادر تخلص

عاشق شہید خنجر ناز وادا ہوا
سردی کے آج حق محبت ادا ہوا

شاد تخلص منشی الفضل حسین خلف سید قمر الدین احمد باشندۂ میرٹھ مقیم فرخ آباد

یون خوشقدون مین قامتِ جانان بلند ہے
جیسے نشان قلب مین ہووے سیاہ کی

شاد تخلص میر یار خان منشی پلٹن انگریزی باشندۂ میرٹھ

زلف منمم ہے مشکبو ساری جہان مین ہمدا
ہوئے جین جہان ملی جا نیو یار کی گلی

شاد تخلص شبویر شاد شاگرد میر حسین مسکین باشندۂ دہلی

جاکے قاصد بھی وہان غیرون مین شامل ہوگیا
اور اک کانٹا نکل آیا مری تقدیر کا

شاد تخلص رجب بیگ خان شاگرد جرأت

الفت نہین جانے کی صنم تیری قسم ہے
جب تک تن فرسودہ عاشق مین یہ دم ہے

وحشت مین گریبان ہے اور پنجۂ غم ہے
جو خار بیابان ہے سو اب زیر قدم ہے

شاد تخلص محمد ایاز خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

اوسکو تو کہتے خلق نے میرا گلا سنا
میرے بھی منہ سے گاہ برا یا بھلا سنا

شاد تخلص الہ یار بیگ شاگرد مصحفی کیانی نسب تھے

اگر چاک سینے کا ہم وا کرین
تو ہنگامۂ حشر برپا کرین

شاد تخلص سکندر آباد کے ایک برہمن کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوس رنگ حنا کی کا پڑا جس زمین پہ عکس
چنپا کے پھول اوگتے ہین وان سی بہار مین

شاد تخلص بڑھانہ کی ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

خون ٹپکے تھا آنکھون سے لگے جھڑنے شرر بھی | کامل ہوئے فن اپنے مین یہ دیدۂ تر بھی

شاد تخلص شیخ محمد جان خلف وارث علی لکھنوی فارسی مین شاگرد مرزا اعلی اکبر شیرازی کے اور اردو مین شاگرد میر کلو عرش کے

کہین ہو دفن نکلتا ہے کوے جانان مین | زمین مین بھی نہین لیتا قرار دل میرا
جو رو کے کہتا ہون ملنے سے غیر کے حاصل | تو ہنس کے صاف یہ کہتا ہے بار دل میرا
جیتے ہی جی نہ پوچھا پوچھینگے کیا مری پر | مردے کی روح کو بھی گھر سے نکالتے ہین

شاد تخلص فضل علی مرحوم شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نہین سنتا کبھی وہ درد دل کا | عجب بیدرد کے پالے پڑا دل
عجب کم بخت وہ ساعت تھی اے شاد | لگا تھا جس گھڑی اوس سے مرا دل

شاداب تخلص خوشوقت رائے باشندۂ چاندپور شاگرد قایم و میان مصحفی

جب تلک ہو کام مژگان سے تو ابرو مت چڑھا | تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

شادان تخلص میر رجب علی دہلوی شاگرد بھوری خان آشفتہ و درویش تھے

دل نہ تجھیے آہ نادان طفل ابتر کو کبھی | یاد ہے نکتہ مجھے حضرت اوستاد سے

شادان تخلص لالہ بسادلال کایتھ

یون داغ دل ہین اس مرے سینے کے آس پاس | چنے جڑے ہو جیسے نگینے کے آس پاس

شادان تخلص مرزا حسین علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب ان سے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

غیرون پہ ہین وہ لطف کہ بڑھتی ہین ہمیشہ | ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا
ذوق نظارہ سے نہین باقی ادب کا نام | سر کجے سے زیر تیغ جھکایا نہ جائے گا
شادان نے دل لگا کے بتون سے یہ راز عشق | اوس سے یہ راز عشق چھپایا نہ جائیگا

شادان تخلص میان رحمن بخش خلف منشی فیض بخش تاجر شاگرد راقم وطن انکا فرید پور مولد و منشا و مسکن کلکتہ بہت اچھی طبیعت پائی ہے

شاد کیسے ہوتے ہین ہنستے لوٹے جاتے ہین | دست طفلان مین دل شادان کھلونا ہو گیا

کھاؤنگا تلوار کا پھل جب تمھارے ہاتھ سے
تب مرا نخل تمنا بار ور ہو جاے گا

جو کہتا ہون نہ مل اغیار سے فرماتے ہین ہنسکر
بھلا کیجئے تو میرے آپ کیا ناراض بیٹھے ہین

ذکر وفا پہ دیتے ہین کیون آپ گالیان
گر جی نہ چاہے آپ کا اچھا نہ کیجئے

شادان تخلص راجہ چندو لال نائب والی حیدرآباد دکھن ولد نراین داس کھتری باشندۂ راے بریلی شاگرد شیخ حفیظ الدین و شاہ نصیر دہلوی حالات انکے نہایت مشہور ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے
اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے

شاد تخلص محمد عباس خلف مرزا غلام علی بیگ ولد مرزا عظیم بیگ صوبہ دار توپخانہ فرحت بخش باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق شہر کلکتہ شاگرد امداد علی بحر راقم نے انکو مشاعرے کے شاعرے مین دیکھا ہے یہ شعر اس تذکرے لیے بھیجے تھے

روشن ہوا یہ تار شعاعی سے سر بسر
بکھری ہوئی ہے زلف پریشان آفتاب

سچ ہے کہ آگ ہوتا ہے غصہ شباب کا
مشہور ہے جہان مین کڑی دوپہر کی دھوپ

فریاد کر اوس زلف سیہ فام نے مارا
کی مشک نے تاثیر مرے زخم جگر پر

پایا نہ کبھی آگ پہ سیماب کو قایم
پھایا کبھی ٹھہرا نہ مرے زخم جگر پر

تیر نگہ یار کسی سے نہین رکتا
آئینۂ فولاد ہو یا ہو سپر سنگ

ہوائے تند کے جھونکے نہ دو برد قت آئی ہو
بھڑک اوٹھین نہ میرے شعلۂ داغ جگر دیکھو

شاد تخلص میر احمد حسین مقیم شکوہ آباد بزرگ انکے سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین حجاز سے ہند مین آئے تھے

لب ہلاؤ کبھی بس ایسی ہے رعنائی کیا
کام آئے گی قیامت مین مسیحائی کیا

شاعر تخلص میر بسم اللہ لکھنوی خلف میر فیروز علی ملازم راجہ نواب علی خان شاگرد کرامت علیخان فرخ صاحب دیوان ہین

نہین ہوگا لیان اک بوسہ لیکر ای پری پیکر
پھر اب آزردہ کیون ہے تو حساب دوستان دل

جسے نہین ہے مروت وہ آدمی ہی نہین
بشر کو چاہیے شاعر حجاب آنکھون مین

ہاتھ خالی آئی سب ہاتھ خالی جائینگے	لائے تھے کیا ہاتھ مین لیجائینگے کیا ہاتھ مین

شاعر تخلص میر ناصر پرست عرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ وقرابت رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا تخلص کلو لکھا ہے

اپنے مطلب کی کہے جائینگے ہم	گرچہ سو بار نہین سنیے گا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہین	حال شاعر ہجر مین کیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی	غم الم وحشت جنون سودا رہا

شاعر تخلص شیخ خدا بخش باشندۂ سہارن پور

یہ کیا انصاف ہے اے چرخ نا انصاف تجھ کو	کہ یوسف ہو عشرت گہ مین اور یوسف ہو زندان مین
اوٹھایا لطف دنیا مین سبھون نے عشق خوبان سے	رہا شاعر ہے لیکن حسرت و افسوس و حرمان مین

شاغل تخلص اشرف حسین لکھنوی خلف و شاگرد کاشف علی کاشف مقیم کانپور

محرم گلابی ساقی میکش کی دیکھ کر	کیا دوڑنے لگا مرا وقت خمار ہاتھ

شاغل تخلص شیخ امیر الدین معروف بمولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا شاگرد مصحفی الہ آباد مین وکالت کرتے تھے

بیقراری سے مری آہ وہ آگاہ نہین	جسکا مین چاہنے والا ہون وہی چاہتا نہین

شافی تخلص امین الدین دہلوی معاصر سودا مقیم عظیم آباد

ہست زخم دل مرے کو کوئی التیام دو	ظالم کو بلکہ زخم دگر کا پیام دو

شاکر تخلص شاہ شاکر علی دہلوی درویش صاحب دل تھے

اوسکی آنکھون نے نہ اک خلق کو بیمار کیا	زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمہارے ہین تمہین ہمسے ہے شرمانا کیا	دور سے شکل دکھا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر تخلص محمد شاکر شاگرد محمد علی حشمت

قطعہ

گلچین تجھے کیا تری بلا سے	گل توڑ کے تو گود بھر لے

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا | جو اون پہ گزرتی ہے گزرے

شاکر تخلص منشی عبدالسبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ صحیح

تڑپتے ہین ترے کوچے مین قاتل نیم جان کیا کیا | تماشے مرغ بسمل کے دکھاتے ہین جوان کیا کیا
وابستہ ہوگیا تری زلف دوتا کے ساتھ | دل لے ملا بلا کے مجھے کس بلا کے ساتھ
کاہیدگی جسم کا ممنون کیون نہ ہون | پہونچا مین کوے یار مین باد صبا کے ساتھ
جو تیرے حسن کا مشہور عالم مین فسانا ہے | مرے بھی عشق سے آگاہ ایجان اک زمانا ہے
نہین معلوم کس منزل پہ یہ جا کر اوترتے ہین | یہان سے قافلہ ہر روز یارون کا روانا ہے
سوی کاکل لگی رہتی ہے اپنی آنکھ کیون شاکر | خم گیسو مین کیا مرغ نظر کا آشیانا ہے
ڈر موت کا جینے کی تمنا نہین رکھتے | ہم دل مین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکھتے

شاکی تخلص مرزا بختاور شاہ بہادر خلف ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مبشر

لائے اے آہ جگر تو اوسے یا نالۂ دل | کون دونون مین کرے جلد اثر دیکھین تو
ایک پر زخم ایک پر ہے داغ | دل تو وہ کچھ ہے اور جگر پہ کچھ

شان تخلص اکبر حسین خان بن حسن علیخان بن بجل حسین خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

دل مین کبھی ہے ذکر خدا گاہ یاد بت | خالی رہا مکان یہ اک دم مکین سے کب
ہالا کیے دیا کیے وہ دم تمام شب | امیدوار وصل رہے ہم تمام شب

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ دہلوی درویش صاحب کمال تھے

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہان زیست | جب تو ہی نہین تو پھر کہان زیست

شاہ تخلص درویش خدا آگاہ محمد شاہ مقیم دہلی

کیا بھروسا خوبرویان سمن اندام کا | ان پہ مرنا ہاتھ سے کھونا ہے ننگ و نام کا

شاہ علیخان دہلوی معاصر سودا ملازم نواب سراج الدولہ و نواب عالیجاہ محمد قاسم خان دکھن مین انتقال کیا

کیا مری آہ کیا صنم کی نگاہ | ایک ترکش کے تیر ہین با للہ

شاہی تخلص شاہ قلی خان باشندۂ حیدرآباد دکھن ملازم تاناشاہ

ملنا تمہارا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچ مچ کہو | کس کس کا منہ موندوں منہم کوئی کچھ کہے کوئی کچھ کہے

شاہی تخلص مرزا نورالدین کہین برادر مرزا حیدر شکوہ حیدر تخلص مقیم لکھنؤ شاگرد آتش ونواب عاشور علیخان صاحب دبیران گرزے

ملو گلے سے تو جاتا رہے گلہ دل کا | تمہارے وصل پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
مژدہ باد اے مے پرستو میکدہ کا در کھلا | خم سر شیشہ کھلا شیشہ سر ساغر کھلا

شاہی تخلص مرزا مجاہدالدین دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

مین اور کس سے سازنہان آپ کا کہون | کیا مین بھی غیر ہون کہ چھپایا نہ جاے گا
شب کو گیا وہ ماہ لقا بزم غیر مین | یہ داغ دل سے اپنے مٹایا نہ جایگا

شایان تخلص پنڈت ہیم نراین خلف پنڈت رام نراین منصف مہوبا باشندۂ بریلی

قائل نہین مین دیدۂ پرنم کے سامنے | طوفان نوح اگلے زمانے کی بات ہے

شائق محمد ہاشم خیاط دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

دل مرا تم نے چرایا نہین سچ کہتے ہو | اک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو
سراپا اوس پری رو مین لطافت ہی صفائی ہے | تصدق ہم ہین اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے

شائق تخلص میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کسفی مہوی مین کامل عیار تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

اوس سنگدل کے دل مین ذرا بھی نہ راہ کی | تاثیر ہم نے دیکھ لی بس اپنے آہ کی

شائق تخلص منشی محمد بخش ساکن حال عظیم آباد

میرا جور فلک سے یہ حال ہوا میرا جینا بھی مجھ پہ وبال ہوا
نہ تو ہوش و حواس بجا ہی رہا نہ تو پاس شفیق و لگانہ رہا

اب اونکا کاسۂ سر پایمال عالم ہے | کہ جنکا تھا نہ کوئی ہمسر آسمان کے تلے

شائق تخلص سید محمد حسین عرف میان جان بن سید سرفراز علی باشندۂ بریلی مقیم فرخ آباد

ترک الفت اغیار برا تم سے ہوا ایجان | باور نہین آتا مجھے باور نہین آتا

شائق تخلص عبد اللہ باشندہ سہارن پور

لگائے اور سے پروانہ لو پر وا نہیں اس کو	جلا دے گی محبت جو کہ ہے شمع شبستان ہن

شائق تخلص شیخ محمد پیر بخش اکبر آبادی شاگرد ہاشمی بیجاپوری

تماشا دیکھ کر جراح کے مرہم لگانے کا	ہمارے زخم طاقے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہین
بزیر دور فلک جب تلک زمانہ رہے	ہمارے سجدے کو یارب وہ آستانہ رہے

شائق تخلص شیخ محمد نذیر الدین حسن فرزند شاہ غلام محی الدین رومی سہسوانی باشندہ آگرہ

ہین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا	دن گیارات گئی رات گئی دن آیا

شائق تخلص خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر جان باشندہ ڈھاکہ ولد خواجہ خلیل اللہ مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب شعر فارسی وارد وا مکے پر درد ہوتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا بارہ تیرہ برس ہوئے کہ فوت کی کلکتہ مین ہی آئے تھے

اوسی نے کیا مجکو رسوائے عالم	کہ جس نے تجھے عالم آرا بنایا

گئے کل سوئے مرقد ہنفسان کہ وہ سوتے تھے راحت وچین سے وہان
غم دل سے پکارا یہ آہ و فغان دلے آئی وہان سے صدا ہی نہین
کوئی رفتہ ملک عدم نہ پھرا کہ جو پوچھون وہان کا مین حال ذرا
ہے مقام عجب کہ وہ کیسی ہے جا جو گیا سو وہان سے پھرا ہی نہین

شیشہ گر کیا ہے بنا تجھ سے جو پتھر شیشہ	اشک کا اس سے بنانا ہون ہون ہر شیشہ

شائق تخلص منشی سرفراز علیخان ناظر محکمہ ڈیوٹی کلکٹری و ڈپٹی کلکٹری و ڈپٹی مجسٹریٹی بانکا ضلع بھاگلپور بھاگلپور مین رہنے کے ہنگام مین اس سے اصلاح لیتے تھے

موت بھی سر پٹختی ہے اوسکے بالین پر کھڑی	حال ابتر ہے تمہارے عاشق بیمار کا

شائق تخلص لالہ فتح چند ولد لالہ بستی رام لکھنوی شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

دل اپنے قبضے سے باہر ہے اون کے ہین	نہ زور دل پہ ہمارا نہ اختیار مین روح

شباب تخلص سید ولد ارحیدر خلف سید ولی حیدر شاگرد صفدر باشندہ
سانڈی ضلع فرخ آباد

جاہت وہ روگ ہے کسی بت پر جو آئی دل | تم بھی کہو پکڑ کے کلیجہ کہ ہائے دل

شتاب تخلص مرزا غلام عباس خلف مرزا آغا جان مضطر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

دست بردار ہوئے تم کسے لکھون کاغذ | ابرو کسکی کرون اور کسے بھیجون کاغذ

شجاع تخلص مرزا اکرم الشجاع بن مرزا دارا بخت بن ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

کب سے شجاع مضطر نالے بھرے ہی اکثر | کوچے مین اوسکے گھر گھر مذکور ہے تو یہ ہے

شجاعت تخلص شیخ بہادر علی ولد شیخ فتح علی عرف شیخ مداری باشندۂ لکھنو شاگرد امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

نام پر بیٹھ کے آنکھین جو دکھاتے ہو تم | پتلیون کا سر بازار تماشا ٹھہرا

ہرن کی آنکھ نہ ایسی نہ ایسی حور کی آنکھ | ہو ایک آنکھ تمھاری ہزار آنکھون مین

شرافت تخلص مرزا اشرف علی لکھنوی نبیرۂ میر شرف شاگرد میر نظام الدین ممنون

چمک کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات | نظر مین پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

شرر تخلص سید علی حسن دہلوی ولد سید قدرت علی طپان نبیرۂ میر سوز متوطن الہ آباد اسی ہجری مین مکہ مین آئے تھے راقم کے ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے دیے تھے

نکل ہرگز نہ چشم تر سے لخت دل سمجھ لیتا | ادھر شدت سے مینہ کی خوف ہے چھت کے ٹپکنا کا

جو اہل سوز ہین بیرنگی عالم سے کیا اونکو | بہار نخل شمع بزم کو کیا ڈر ہے پتجھڑ کا

شرر تخلص مرزا جعفر دہلوی برادر خورد حکیم مرزا محمد عشق تخلص حیدرآباد مین جاکر انتقال کیا

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند | اک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہون

شرر تخلص حافظ میر حافظ نواسہ حافظ اشرف مرحوم حافظ تخلص باشندۂ دہلی

جو بیخودی ہے شرر کو کہ جانتا ہی نہین | زمین ہوتی ہے کیسی اور آسمان کیسا

تم جانتے تو تھے کہ مروت نہین ذرا
مرنا تمھین بتون پہ شرر کیا ضرور تھا

اللہ اللہ ری سجدے کی تمنا مجھکو
اوسکے ہر نقش کف پا پہ جھکا جاتا ہون

تری تقدیر مین ہونی تھی اسیری ورنہ
ساتھ لیکر تجھے ہم اے دلِ مضطر آتے

شرر تخلص مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شید تخلص نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق

شرر خدا سے ڈر وکل تھے سجدۂ بت مین
اور آج تم کو یہ دعوے ہے پارسائی کا

روز کے ظلم و ستم اوٹھ نہ سکے اے ظالم
تنگ آخر ترے ہاتھون سے شرر آہی گیا

ہر جفا کو ترے وفا کہیئے
یہ نہ کہیئے تو اور کیا کہیئے

شرر تخلص مولوی علی بخش خان بہادر صدر الصدور بن مولوی حذا بخش باشندۂ بدایون

برائے نام بھی ہے اوسکو وصل سے نفرت
وصال کا بھی مرے وہ ملال کرتے ہین

لبون پہ جان ہے آنکھون مین دم رکا ہے شرر
یہ کسکے آنے کا ہم احتمال کرتے ہین

شرر تخلص سید فضل حق ولد سید عظیم الدین باشندۂ میرٹھ شاگرد عبد الصمد ذوق

مانا کہ حال غیر پہ تو مہربان نہین
پر مجھسے بھی تو پہلی سی وہ گرمیان نہین

شرر تخلص مرزا صادق علی مرحوم برادر مرزا جعفر علی فصیح ترک دنیا کیا تھا

گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادہر کے رہے نہ اوہر کے رہے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ اوہر کے رہے

شرر تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نوازش حسینخان نوازش بیشتر فارسی کہتے تھے

جھوٹی ہے محبت بیان تم کسکو جتاتے ہو
تقریر مین لکنت ہے کیون باتین بناتے ہو

سامعین کا نہ فقط سننے سے دم رکتا ہے
سرگذشت اپنی جو لکھین تو قلم رکتا ہے

شرر تخلص عبد الغفور خان تھانہ دار ضلع بوندیکھنڈ خلف نور محمد خان ابن شاہ محمد خان کابلی باشندۂ رامپور بریلی

ہاتھ پا بی جب سے کرتا ہے وہ کافر بے خبر
ٹوٹتے ہین رشک کے ماری ہمارے ہاتھ پاؤن

کس ستم بدن پر سری ان روزون بڑی آنکھ
سونے نہین دیتی ہے مجھے ایک گھڑی آنکھ

شرر تخلص مرزا آغا حسن ولد آغا محمد فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان مین

پاپوش اوسکی مہندی لگائی ہے اے شرر
یون ہی ہین سرخ اوس گل نازکبدن کی پاؤن

مین نم کو دیکھتا ہون محبت کی آنکھ سے
تم مجھکو گھورتے ہو عداوت کی آنکھ سے

شرف تخلص سر فراز الدولہ مرزا ابو طالب خان خلف نواب سفیر الدولہ ولد میرزا ابو الحسن خان نواسۂ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

جب تب غم کا نہ اے خورشید رو چارہ ہوا
نبض میری چھوڑ کر بھاگا مسیحا ہاتھ سے

یار خود رنگین ادائی سے ہوا بیہوش رات
لے لیا دزدِ حنا نے صاف چھلا ہاتھ سے

شرف تخلص میر امام علی خلف میر قادر علی باشندۂ فرخ آباد

مند سے ہو تو نہ مانیگے جبین یا مرجان
جان جاسے تو نہین غم ہے مگر آن رہے

وصل مین ہوکے ہم آغوش وہ بولا یہ شرف
ابتو فرمایئے کچھ اور بھی ارمان رہے

شرف تخلص شرف الدین حسین تھانہ دار ضلع کانپور ولد شہاب الدین باشندۂ علیگڈھ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

ایسی کسی حسین نے بھی پائی نہین جبین
دن کو ہے مہر رات کو ماہِ مبین جبین

گیسو ہی رات تا ہے بن تل مانگ کہکشان
ابرو اگر ہلال ہین ماہِ مبین جبین

دعوے کوئی شاید کرے خون کا اپنے
اسواسطے ابرو کی طرف دار ہین پلکین

شرف تخلص مرزا شرف الدین بیگ لکھنوی

مژگان اوسکی برچھی ہین با خنجر ہین ابرو
سینہ سپر یہان ہم بھی ہین سب سے آگے دیکھیے بھائی

شرف تخلص سید سادات حسین خان عرف آغا مجو خلف سید محمد میر عرف میر لقبا باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش سنہ ۱۲ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آنے سے راقم سے اسنے بزم مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہوا نہ ضبط تو بیتاب ہوکے کہہ بیٹھا
خبر بھی ہے تمھین کرتا ہے پیار دل میرا

شب فراق مین تڑپا کے مار ڈالیگا
قرار واقعی ہے بیقرار دل میرا

داغ دل ہے بت مجنون پہ چڑھا آؤن گا
فصل گل مین جو ذرا بھی سیر اسود اٹھا

یار کرتا ہے مرے سوء تنفس کا علاج
ہون وہ بیمار کہ دم ساز مسیحا ٹھہرا

بیتاب ہون سنو لگا نہ ہین انتظار انسان — گستاخ ہون ڈرو لگا تری اس نہین سے کب
گھنٹے گھستے پاؤن کی زنجیر آدھی رہ گئی — آدھی چھٹنے کی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی
آدھے دھڑکا دم نکلتا تھا کہ آیا خط یار — پڑھتے پڑھتے مر گئے تحریر آدھی رہ گئی

شرف تخلص شیخ شرف الدین حسین دہلوی شاگرد سودا بیشتر مرثیہ اور منقبت کہتے تھے

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیان ہوا — وہ رحیمن جو رات کو پھر میہمان ہوا
لوٹے چمن مین گل کے خزان یون بہا حیف — اور عندلیب جیتی رہے تو ہزار حیف
مانند مرغ قبلہ نما گرچہ مضطرب — پھرتا ہون اپنے گھر مین یہ غربت گزیدہ ہون

شرف تخلص میر محمدی خلف سید جعفر خان صوبہ دار مرشد آباد برادر زادہ نواب خان دوران خان

رباعی

فراق نہین کہ توڑ لاتے ہین ہم — نوکر بھی نہین کہ روز پاتے ہین ہم
کیا پوچھتے ہو یاد و حقیقت اپنی — اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہین ہم
اک صفائے قلب بس ہے بہر تسخیر جہان — خاتم دست سلیمان ہے نگین آئینہ
خاکساری مین تردد سخت بے تاثیر ہے — پاؤن مین ریگ رواں کے موج کی زنجیر ہے
تو بنائے جسم مردم خاکساری کیون نہ ہو — فی الحقیقت خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

شرق تخلص سہر غلام عباس خلف سید غلام رضا لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

فکر عقبیٰ کی نہ کچھ خواہش دنیا دل مین — ہے فقط یار کے ملنے کی تمنا دل مین
مین وہ بیمار ہون احسان نہ لون مرنے کا — خوب سمجھے ہوئے ہین مجھکو مسیحا دل مین
یاس و حرمان و غم و رنج فراق جانان — آ بسے پنجم اجل کا انہین دو چار کے ہاتھ
ذبح کر ڈال تو چھوٹون مین غم فرقت سے — فیصلہ ہے مرا قاتل تری تلوار کے ہاتھ
کیون لوٹ پڑا گیسوئے شبگون یہ تمہارے — لو اور سنو آئی ہے شامت مرے دل کی

شرم تخلص تہ ربیگ باشندہ دہلی شاگرد حافظ اشرف حافظ و شاہ نصیر دہلوی

ظاہرا انکے شرم تخلص کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی

تری محفل مین جانے کی مجھے رخصت اگر ہوتی | برنگِ شمع قوت پاؤن کی بھی صرف سر ہوتی

شرر تخلص احمد خان دہلوی فیروزپور مین رہتے ہین

خاک اپنی زندگی ہوائے غرز وجب کو وہان | صورتِ امید مرمر کر بنے اور ٹوٹ جائے

شرر تخلص منشی کریم الدین سودا گر پنجابی کٹرہ دہلی

ہم کو خالق نے کیا بے سر و سامان پیدا | نہ تو دامن ہے میسّر نہ گریبان پیدا

شریف تخلص مولوی شریف الحسن بن مولوی نظام الدین باشندہ فرح آباد

مرے سواد مین پنہان ہین معنی روشن | نگاہ غور طلب ہون خطِ غبار ہون مین

شریف تخلص مرزا شریف بیگ مرتبہ خوان دہلوی

شریف رونے پہ آجائین گر یہ دیدۂ تر | تو ابر و نہ رہے کچھ گھٹا برسنے کی

شریف تخلص مرزا محمد شریف خلف مرزا فیض شاگرد ولی اللہ محب

ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے | تو نے سو طرح سے ٹالا ٹلے بیٹھے گئے

شکستہ تخلص مرزا حاجی قادر بخش بن مرزا بلند بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد و مرید عبیدہ شاہ

پھر فصل بہار آئی شاید کہ گلستان مین | آباد جو دو دن سے زندان نظر آتے ہین

شکستہ تخلص مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان مضطر بن مرزا سلیمان شکوہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا داستان طرازی و افسانہ گوئی مین کمال رکھتے تھے

کام تو کچھ بھی نہین ہے حشر مین اپنا مگر | آن نکلینگے ترے خاطر اگر آنا ہوا

ناتوانی کا بُرا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا | ایسا کیا بوجھ بہت طوق گلوگیر مین تھا

ستم کا یہ مزہ ہے دل کو الفت مین کہ الٰہی | لیے پھرتے ہین ہم سر پہ سدا گردون سے دشمن کو

شجاع تخلص محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف الصدق جنت آرامگاہ حضرت شاہ عالم بادشاہ آفتاب تخلص ۱۲۵۳ھ بارہ سو ترپن ہجری مین ۸۰ برس کی عمر مین انتقال فرمایا راقم نے دہلی مین انکے مزار کی زیارت کی ہے

تجھہ زلف کے سودے سے یہ دل کو نکہ برآوے | تا حشر نہ چھوٹے یہ بلا جسکے سر آوے

شعلہ تخلص امرناتھہ وطن اصلی کشمیر مولد لکھنؤ

جان دی شعلہ نے حسن سبز سے پرہیز کر | حق مین اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا
غبار راہ ہین پر اے ہوائے عالم بالا | فلک پر ایک دن ہم پہونچینگے ہم اس خاکسار کی ہے

شعور تخلص میان شعور احمد سرہندی پیرزادے تھے

عشق نے کیا کیا دے آزار اوٹھتے بیٹھتے | دم ہوا لینا ہین دشوار اوٹھتے بیٹھتے

شعور تخلص شیخ عبدالرؤف ولد شیخ حسن رضا باشندہ بلگرام مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

گلے سے اپنے لگائے وہ جان جان جو مجھی | بدن سے رشک کرے کیون وصل مین روح
آسمان سے کون لے احسان تاج خسروی کا | اوٹھہ سکیگا کس سے یہ بار گران بالای سر

شعوری تخلص ایک شخص باشندہ جوالاپور کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پھرتا رہے ہے چار پہر مضطر آفتاب | روشن ہے یہ کہ محو ہوا تجھہ پر آفتاب

شفا تخلص حکیم یار علی دہلوی قوم بنی اسرائیل معاصر محمد علی حشمت یا ولی دکھنی

جون ڈانک دیتے سیپی دونا کھلے ہے جوہر | چمکا ہے رنگ یان سے شہرہ ترے لبا کا

شفا تخلص مرزا اکرم بیگ خلف مرزا انور علی بیگ لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

خیال ہو گیا دھیان اوس پری کا ہے | نکل کے نور سے رہنے لگی ہے نار مین روح
وہان بھیجہ دیا آگ کا تھا خیال یہان اختر ہوا | وہان یہ بیضا تھا یہان نکلا ہے تارا ہاتھہ مین

شفا تخلص خواجہ محمد کاظم کشمیری

تیرے خنجر کے وہ احسان مین کہ ہر زخم جگر | خود ادائے شکر کو قاتل دہن ہو جائیگا

شفق تخلص مرزا علی جان خلف مرزا جان لکھنوی شاگرد بحر غلام نے انکا دیوان نیساری کے نذر کیا کہ پڑیون مین صرف ہوا۔ راقم کے دوستون مین ہین۔ اندنون سوجی کھوے مین رہتے ہین شعرا اچھا کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے دیے تھے

سوا تیرے نہین پاتے کسی کو دوست ہم | نظر آتا نہین کوئی یہان سے تا عدم اپنا

جو قصد فصد ہے تو خون کر لین پہلے ہم اپنا | اگر تیر الم دیکھا نکل جائے گا دم اپنا
سر شوریدہ اپنا وقف تیغ جور خوبان ہے | بنا لین جو مسیحا جی بھر کے اب اہل ستم اپنا
ملے دو آنسوؤن کی بھی نہ رکھو اہل دنیا سے | شفق جی بھر کے رو لو بیتے جی کر جاؤ غم اپنا
چھڑایا اسنے مجھکو کیسے کیسے نوجوانون سے | مرے ہاتھونسے اک دن خون ہوگا پیر گردن کا
وہ دوست مل گئے غیرونسے جن پہ وعدہ تھا | کسی کا اب نہ زمانے مین اعتبار رہا
ملو تو صورت آئینہ صاف ہو کے ملو | مرا نہین ہے دلون مین اگر غبار رہا
کرے مین کوئی کسی کا شریک حال نہین | چلے ہے چھوڑ کے تنہا مجھے مزار مین روح
جو بات کی اونھون نے خبر ہو گئی ہمین | حاصل ہوئی ہے عشق سے ہمکو صفای دل
کیون ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو غیرونکو دیکھکے | محفل مین شمع ساں نہ جلاؤ بہائے دل
رخ کا یہ قول ہے رشک کرہ نارہون مین | زلف بڑھ بڑھ کے یہ کہتی ہے دیوان حال ہون مین
ادھر خدا بندگی کا طالب ادھر ہوس حب نفس غالب | یہ روح اکر میان قالب عجب مصیبت کی درمیان ہے

شفق تخلص دولت رام گلفروش باشندہ دہلی

پس از مردن بھی گردش ہے نصیبون مین مقدر مین | بگولے کیطرح رہتی ہے میری خاک چکر مین

شفق تخلص محمد علی خان بن مولوی احمد علی خان باشندہ فرخ آباد

بوسہ ہوا نصیب جو خال حبیب کا | چمکا ہے مدتون مین ستارا نصیب کا
ہاتھ اگر گڑ رہا ہون ترے آستان سے | لکھا مٹا رہا ہون مین اپنے نصیب کا

شفق تخلص انور الدولہ محمد سعید الدین خان بہادر عرف منجھلے صاحب خلف نواب احمد بخش خان بیتاب، شاگرد امجد علی قلق، باشندہ موضع کدورا ضلع کالپی، صاحب دیوان ہین، انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

ہوا ہے کس سے الٰہی مقابلہ دل کا | کہ رشک ساغر جم ہے ہر آبلہ دل کا
ٹھوکرین کھاتا ہے میرا کاسۂ سر خاک مین | بعد سر کٹنے کے بھی اک دردسر پیدا ہوا
دہن سے اوس گل تر کے جو آب آب ہوا | ہر ایک غنچہ گل شیشہ گلاب ہوا
مقام عشق مین غفلت ہے عین ہشیاری | کہ رہنما نے زلیخای زار خواب ہوا

ہاتھ دکھلا کر مجھے دیوانہ و مفتون کیا
ہین لکیرین یا کہ ہین نقش بمت ہاتھ مین

بگولے لیتے ہین تعلیم مجھ سے ہر زہ گردی کی
کہ آندھی ہون مین صحرائے جنون کے خاک اڑانے مین

سرگین مژگان کی یہ فوج صف آرا دیکھیے
اس سیہ کرتی کی پلٹن کا تماشا دیکھیے

حوصلہ دل مین تڑپنے کے ہین کیا کیا دیکھیے
ذبح کر کے رقص بسمل کا تماشا دیکھیے

چتون سے ہے سحر اوس پری کی
آنکھین استاد سامری کی

ایسا تھا شوق وادی وحشت کہ دوڑ کر
بوسے ہمارے آبلون نے خار کے لیے

یہ ضعف ہے کہ سانس کا لینا محال ہے
بار گران ہے روح تن زار کے لیے

گھر سے وحشت مین نکلتے ہی وطن بھول گئے
یہ فضا دشت کی دیکھی کہ چمن بھول گئے

شفقت تخلص میر بشارت علی باشندۂ دہلی مقیم حیدرآباد دکن

دل مین بسا ہے حسینان پریرو کا خیال
بند کی ہم نے ہے افسون ہوا پری شیشے مین

شفقت تخلص شکر اللہ بارہی شاگرد مرزا طپان

اوس گل نو سے سوم مین مرے آیا نہ گیا
پھول بھی مارے نزاکت کے اوٹھایا گیا

شب جو تھی بے نور پیش روے دلبر چاندنی
لوٹتی تھی خاک پر حسرت سے شب بھر چاندنی

شب کو بیٹھے تھے بچھا کر تم جو اپنے بام پر
رشک کرتی تھی تمہاری چاندنی پر چاندنی

شفقت تخلص عبد الرحیم ۱۲۵۸ھ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین کلکتہ کے میڈیکل کالج مین ڈاکٹری سیکھتے تھے

رسم الفت دہر مین مطلق نہین شفقت رہی
بیوفاؤن سے بس اب دل کا لگانا چھوڑ دے

شفقت تخلص سید محمد حسین باشندۂ موضع کلاوٹھی مقیم دہلی شاگرد مولوی مصباح فاسی بی ڈی

وہ چشم مست ہے ساقی کہ جھکی گردن پر
بغیر جرم ہے خون لاکھ شیشۂ مل کا

جاتی ہے اپنی جان سحر کی امید مین
آفت ہے کوئی طول شب انتظار کا

چلتی ہے جب تو میرے ہی جانب ہوا لگاتار
کیا دشمنی صبا کو ہے میرے غبار سے

کہیں کس سے مین بچاؤن دل ناتوان کو آہ
اوس فتنہ گر سے یا فلک بد شعار سے

شفیع تخلص محمد شفیع مقیم لکھنؤ معاصر سودا و میر

شام کو جب یاد تیری بات آتی ہے نہین | نیند کافر ہون جو ساری رات آتی ہے نہین

شفیق تخلص مظہر علیخان شاگرد ثناء اللہ خان فراق

آتا نہین چین مین مرا گلعذار حیف | جاتی چلی بہار ہے یونہین ہزار حیف

شفیق تخلص خواجہ نورالدین خان عرف سانولے صاحب برادر سعیدالدین خان شفق شاگرد امجد علی قلق

کندن سا دمکنے لگا وہ پھول سا چہرہ | کی مے نے اور تر تے ہی یہ تاثیر گلے مین
واہ کیا ہو نو ہے اے مہر طلعت ہاتھ مین | ہے یہ بیجا نہین مہندی کی رنگت ہاتھ مین

شفیق تخلص شیخ ناصر علی خلف شیخ مدد علی باشندہ فرخ آباد

انکار بات بات مین ہر دم شب وصال | اوٹھتے نہین شفق سے غمزے جناب کے

شفیق تخلص تلسی رام شاگرد کیول رام ہوشیار

مرے سینے کی سوزش کا بیان کیا | فلک آہون کا میرے اک دہوان ہے

شکر تخلص سادھا کشن کا تھہ مراد آبادی

دیکھ تو اے چشم سیل اشک طغیانی مین ہے | گھر سنبھال اپنا کہ دیوار ثمرہ پانی مین ہے

شکوہ تخلص مرزا محمد رضا لکھنوی شاگرد مرزا قتیل

مجھکو دلدار مین سمجھتا ہون | کیا غلط یار مین سمجھتا ہون
نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہی دل کو | عجب طرحکا الٰہی عذاب ہے دل کو
تھوڑے ہی نیک و بد کی گروہ تمیز رکھے | کافر ہو پھر جو اوس سے دل کو عزیز رکھے

شکوہ تخلص آغا محمد حسین خلف احمد حسین احمد بن مرزا امیر فارسی گو۔ صاحب تذکرہ حدائق الشعراء۔ باشندہ لکھنؤ۔ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد اصغر علی خان نسیم

یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

ہان وہ بات اور ہے گر آپ بتا ہی نہ سکین | ناز قرآن تو نہین ہے کہ اوٹھا ہی نہ سکین
اسمین کچھ راز نہین ہے تو چھپاتے کیون ہین | رخ خط غیر نہین ہے کہ دکھا ہی نہ سکین
دیکھنا جب وہ عنایت کی نظر کرلین گے | ہم بھی سرمے کی طرح آنکھ مین گھر کرلین گے

شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن سادہ

نہ دم مین دم ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھون مین — کبھی جو روئے تھے خون جم رہا ہے آنکھون مین

شکیبا تخلص غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی شعرائے پائے تخت معین الدین اکبر شاہ بادشاہ دہلی مین تھے

نیم بسمل اوس نے گر چھوڑا شکیبا غم نہین — پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا

سہین قتل ہم نے کیا کیا نہین کہتے ہم کہ بر آیا — یہ بھلا کیا یہ کہوگے کیا جو کوئی کہے کہ یہ کیا کیا

تری چین جبین ہے موج طوفان — اسی سے ہم کنارے ہو رہے ہین

بچنا ہون مین طبیب ہر امکان ہی نہین — تو نبض دیکھتا ہے یہان جان ہی نہین

یاد اوس ساق بلورین کی دلائی مجھکو — شمع نے آگ سی سر سے لگائی مجھکو

اوس چشم سرمہ سا کی نظر کیون نہ گرم ہو — اوتری ابھی ہے سان پہ تلوار گرم ہے

نہ پوچھو ماجرا ہجران کی شب کا سخت آفت ہے — مہ تابان بھی میرے سر پہ خورشید قیامت ہے

شگفتہ تخلص مرزا شگفتہ بخت عرف مرزا حاجی خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم بنارس

ساقی ہے مے ہے باغ ہے ابر بہار ہے — تیرا ہی رشک گل بقط اب انتظار ہے

مشکل ہے میرے اوسکے ہو صحبت برابر آہ — مین جلد باز ہون وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص بدھ سنگھ آہنگر دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ

پروانہ وار جلکر گو خاک ہو گئے ہم — پر شمع رو نہ چوکا اپنی شرارتون سے

شگفتہ تخلص سیف الدولہ سیف علی خان خلف نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد کاظم علی جوان صاحب دیوان گزرے

خرام ناز ترا بس مری نظر مین رہا — تمام عمر ہی بیٹھا مین رہگذر مین رہا

آنکھین چرا کے شب وہ بہانے سے اوٹھ گیا — حرف مروت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھو ادب کرتے ہین — گالیان دیتے ہین یہ آپ غضب کرتے ہین

غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی تاریکی ہے — پاس ہے روز اوسکا یعنی صبح بھی نزدیک ہے

شمس تخلص میر شمس الدین عرف مرزا حسین

شب سنگلے روبکی مری آواز کہتا ہے وہ شوخ | یہ وہی کم بخت شاید بہان لیں دیوار ہے

شمس تخلص شمس الدین منشی کتب خانہ مہاراجہ بردوان

گلستان مین گزر ہے آج کس ساقی گلرو کا | کہ ہاتھون مین صراحی ہے لیے ہر نخل شبو کا

شمس تخلص شریف احمد خان عظیم آبادی شاگرد مرزا غلام حسین قمر

اگر نکلے وہ مہ بے حجاب دریا مین | تو تھرتھرانے لگے آفتاب دریا مین

شمس تخلص شیخ علی محمد مرحوم باشندہ بریلی

اللہ رے صفائی بدن نازک جانان | سینے کی نظر آتی ہے زنجیر پس پشت

شمس تخلص میر آغا علی لکھنوی شاگرد قاضی محمد صادق خان خیر کلکتہ مین بھی آئے تھے

رافسم کے ملاقاتی ہین

یہ تو فرمایئے کب آئیے گا | تو خوشی آپ کی رخصت ہی سہی
نہ کرو بات ادھر دیکھ تو لو | نہین الفت تو مروت ہی سہی
کٹی شب یار کی آرایشون مین | سحر تک زلف بگڑا کی بنا کی
بتاع حسن ہاتھون ہاتھ لوٹی | بندھی مٹھی کھلی قسمت حنا کی

شمس تخلص مرزا اکبر علی شاگرد حیدر علی آتش

تیرہ بختی سے نہ دیکھی کبھی گھر کی صورت | خانہ بردوش ہمیشہ ہون سفر کی صورت

شمس تخلص میر آغا شاگرد ثاقب باشندہ لکھنؤ

ہنس کے وہ بولے جو بکھری پیٹ پر چوٹی کی بال | دیکھ کر دیکھی نہ ہو زنجیر پشت آئینہ

شمسی تخلص لالہ سورج پرشاد ولد لالہ جیتی لال باشندہ فرخ آباد شاگرد مجذوب

واللہ منکران قیامت کو اے صنم | قاتل اگر کیا تو تمہاری ہی چال نے

شمشاد تخلص میر احمد علی لکھنوی نواسہ اقبال الدولہ شاگرد مرزا علی حسین اوج

خوف کیا ہم کو اگر ساتھ ہے اوس گلکے رقیب | کہین بلبل کی جھپکتی ہے بھلا خار سے آنکھ

شمیم تخلص عباس مرزا عرف امراو مرزا خلف مرزا امداد علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

بغیر یار کے کیا سیر باغ کو جائین
ہماری آنکھون کو ہے خار ہر چمن کی بہار

پھر وقت ہجر یار مین ہے یہ صدای دل
بھولے سے بھی کسی سے نہ کوئی لگائے دل

سمیم تخلص سید غالب علی ولد سید حیدر بخش بنارسی شاگرد مرزا الطافت حسن

رہبر اہل جنون ہوتے ہین اسباب جنون
پیچھے پیچھے ہم ہین آگے نالۂ زنجیر پا

شناور تخلص صاحب مرزا خلف شاہ میر خان ابن آغا نصیر نیشاپوری باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

باد ہین مجھکو بھی عیارے کے دستور بہت
آپ گرد و رہ تو بندہ بھی ہے پھر دور بہت

کیسکو تیغ ملتی ہے کیسکو خنجر بران
ہمارے قتل کا ساماں ہے وہان ہر بار بہتے آن

لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہم بستر بھی ہو نے مین
اگر وہ پھیل کر سوتے ہین تو ہم خود سمٹتے ہین

پھر شب عیش و طرب ہو وہی چرچا پھر ہو
وہی ساقی وہی ساغر وہی مینا پھر ہو

اے آئینہ رو ایک مجھی کو نہین حیرت
بت بن گیا جسکو تری صورت نظر آئی

دینا تھا مرا خط اوسے غیرون سے چھپا کر
اتنی بھی تجھے عقل نہ اے نامہ بر آئی

شنکر تخلص دباشنکر دہلوی حیدر آباد مین فوت کی

ان طبیبون سے کچھ ہوا نہ علاج
عشق کا درد لا دوا دیکھا

دیکھ گریان مجھے وہ ہنستا ہے
غنچۂ گل ہے ابر کا رونا

اثر سے خالی اگر ہے فغان بلبل کا
ہوا ہے چاک گریبان کس لیے گل کا

شور تخلص مرزا محمود بیگ شاگرد سعادت یار خان رنگین وطن اجداد ایران مولد دہلی سپاہی پیشہ تھے لڑائی مین مارے گئے

وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہین
یہان کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہین

غضب آنکھین ستم ابرو عجب بانکی صفائی
خدا نے اپنے ہاتھون سے تری صورت بنائی ہے

شور تخلص مغل جان ولد مسماۃ نصیبن باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ نسیم و فرزند علی مسلم جوانی مین فوت کی

لڑکے کشتی دیو مضمون کو پچھاڑا چاہیے
جھنڈا میدان سخن مین آج گاڑا چاہیے

شورش تخلص بابو مدن موہن لعل بن چھدامی لال مقیم فتح گڈھ

ہم کو آبادی سے مطلب ہے نہ ویرانی سے | رات دن غم مین پھرا کرتے ہین دیوانے سے

شورش تخلص غلام احمد دہلوی خلف محمد اکبر قبالہ نویس شاگرد مومن خان

کمر کہے گا مجھکو میرا دیدۂ تر ایک دن | شمع سان گھل جائیگا یہ جسم لاغر ایک دن
تا خواب مین بھی جلوہ فروز اونکے نہو تو | ہم کوچۂ اغیار مین فریاد کرین گے

شورش تخلص منشی زین العابدین خان ولد میر محمد عطا حسین خان مصنف نوطرز مرصع مقیم لکھنو صاحب دیوان ہین

شکایت درد ہجران کی جو کی اوسسے تو فرمایا | بس اب ہو چکی باتین کیجے گفتگو مین مدعا سمجھا

شورش تخلص میر غلام حسین عظیم آبادی خواہرزادۂ ہادی شاگرد میر باقر حزین سنہ ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین وفات پائی اوسسے ایک دیوان اور ایک تذکرہ شعرائے اردو یادگار ہین

رقیب گرچہ بہت برخلاف ہے شورش | ہوا کرے ہمین ہے یار اپنے کام سے کام
ابر روتا ہے تو بھی روا اے چشم | اسمین جو ہونی ہو سو ہوا اے چشم

شورش تخلص حافظ ناصر حسین شاگرد نثار اللہ خان فراق

تجھ مین انداز و ادا و دلربائی قہر ہے | ساری باتین خوب پر شب کی لڑائی قہر ہے

شوق تخلص شیخ الٰہی بخش اکبر آبادی ملازم مرزا مظفر بخت خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم فارسی اور ریختہ مین صاحب دیوان گزرے سنہ ۱۲۴۱ بارہ سو چالیس ہجری مین انتقال کیا

دیکھیے جو رنگ اس مژۂ اشکبار کا | دل جھلتون سے آب ہوا ابر بہار کا
اس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹھا سکے | جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا وہین رہا

شوق تخلص جوہر بیگ لکھنوی شاگرد مصحفی فن نغز و معما مین اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام مین مشہد مقدس کو چلے گئے تھے

تجھ بن فلک ہے بستر غم پر تمام رات | تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات

شوق تخلص مولوی قدرت اللہ باشندۂ موضع موہی ضلع سنبھل مرادآباد مقیم رامپور بڑے عالم تھے انسے دیوان وتذکرہ شعرا یادگار ہین

دسی کرتا ہے تو گو یار مرا پیار مجھے
مارے ڈالے ہے یہ یہ الفت بیمار مجھے

اے خدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی
کہ مجھے اوسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوق تخلص روشن لال علم موسیقی اور ستار نوازی مین کمال حاصل کیا تھا

گردش چشم دکھانا نہ گل اندام کہین
ورنہ لو ٹینگے صراحی کہین اور جام کہین

شوق تخلص ہوگی لال

کہین وہ شوخ بھی آجاے دیکھون مین تماشے کو
مبارک جب مجھے اے شوق ہو دیوانہ پن اپنا

شوق تخلص حسن علی خان دہلوی شاگرد خان آرزو نواب عماد الملک غازی الدین خان کے متعلقون مین تھے صاحب دیوان گزرے

دکھا دیدار اے پیارے کہ مین فرقت سے دکھتا
مجھے فردا اے محشر آج ہے مین کل ہی در گزرا

عبور بحر دنیا مین سبکباری سے کرتا ہون
حباب آسا شمار دم سے بے کشتی گزرتا ہون

مدت سے یہ بحث درمیان ہے
پر علم نہین کمر کہان ہے

رباعی

اس دور مین بد قماش اکثر دیکھے
تھے وہ جو غلام تاج بر سر دیکھے

اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتھون
اوراق جہان تمام ابتر دیکھے

شوق تخلص ایک شخص باشندۂ دہلی شاگرد سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دامن کو ترے خون نہ ہے بن بھر دیجے
چھوٹے نہ اپنا عشق تو قاتل مری جیے

شوق تخلص حافظ غلام رسول دہلوی شاگرد نصیر امامت مسجد وتعلیم اطفال کرتے تھے

لکھا ہوا تھا یہ اوس مہ جبین کے بردی پر
نہین ہے کوئی اب السبار بین کے پردے پر

رونگٹے پاؤن مین چبھتے ہین نزاکت کی سبب
فرش مخمل پہ وہ گلرو جو قدم رکھتا ہے

شوق تخلص محمد بخش دہلوی شاگرد برکت اللہ خان

ساقی یہ کونسی تھی مئی تند جسنے آہ
غربال کردیا ہے ہمارا ایاغ دل

سورۂ والشمس کی تفسیر ہے مکھڑا ترا | شوق سے لینگے اوٹھا اس بات پر قرآن ہم
اے شوق اوچھالے ہی دھنیے کو نشے مین | منظور کسی کی تواضع سے دلشکنی ہے

شوق تخلص محمد جہانگیر خان باشندۂ فتح گڈھ

آواز ہے اذان کی نہ گھڑیال کی صدا | ہے ہے شب فراق یہ کیسی بلا کی ہے

شوق تخلص عنایت اللہ متوطن فریدآباد شاگرد مولوی امام بخش صہبائی بسبیل روزگار پنجاب مین رہتے تھے

کرون مین شکوۂ اغیار کسطرح جب شوق | ملا ہو بار ہے قسمت سے بیوفا مجھکو
ایک عالم کو ہے آرام کی خواہش پر دل | نہین معلوم غم و درد کا خواہان کیون ہے

شوق تخلص حکیم تصدق حسین خان عرف نواب مرزا ولد حکیم آغا علی خان لکھنوی شاگرد خواجۂ آتش انکی کئی مثنویان نظر سے گزریں

دیکھ لینے ہین جو ہم اوس گل کے پیاری ہاتھ باندھ | بیخودی سے پھول جاتے ہین ہماری ہاتھ باندھ
شوخیان کرنے مین چل نکلے ہو تم حد سے سوا | باندھینگے مہندی لگا کر ہم تمہاری ہاتھ باندھ
دیکھا نہ کر و میری طرف آنکھ دبا کر | ناقص ہوا چہرہ جو ہوئی چھوٹی بڑی آنکھ
ایک ایک سے دلچسپ ہے ہر عضو بدن کا | رہ رہگئی پھر دن وہین جس جا پہ پڑی آنکھ
کہنے مین نہین ہین وہ ہمارے کئی دن سے | پھرتے ہین اونھین غیر اوہماری کئی دن سے
اک شب مرے گھر آن کے مہمان رہے تھے | آتے نہین اس شرم کے مارے کئی دن سے
مہندی بھی ہے مشی بھی ہے لاکھا بھی ہے لب پر | کچھ رنگ ہین بیرنگ تمہارے کئی دن سے
ڈر سے ترے کاکل کے نہین چلتے ہین رستے | دم بند ہے اس سانپ کی ماری کئی دن سے
آخر مری آہون نے اثر اپنا دکھایا | گھبرائے ہوئے پھرتے ہو یاری کئی دن سے
پھر شوق سے کیا اوس بت عیار سے بگڑی | ہوتے نہین باہم جو اشارے کئی دن سے

شوق تخلص حکیم سید علی ضامن خلف و شاگرد رشک انکی ہر غزل کا مقطع تاریخی ہوتا ہے صاحب دیوان ہین

مارا کبھی ہمین تو ڈرایا کبھی ہمین ✦ | کس سے بیان کیجیے جور و جفائے زلف

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر | ایسا نہو کہ منہ پہ کوئی بات لائے زلف

شوق تخلص رائے دولت رائے ولد شیو سنگھ لکھنوی شاگرد مشی مینڈو لال زار

نہین معلوم ترے طالب دیدار کو آہ | خواب کیا چیز ہے لگ جاتی ہین کیونکر آنکھین

شوکت تخلص حنیف علی ولد میر رستم علی بجنوری شاگرد غلام علی عشرت مشہور ہے کہ بنارس مین بہ سبب طمع و حرص کے دین اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا تھا اور حنیف مسیح اپنا نام رکھا، میرٹھ مین فیسیون کی لڑکیون کو پڑھایا کرتا تھا

مجھ مین اور ابر مین ہے معرکہ آرائی آج | سرخ رو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شوکت تخلص میر حسین علی دہلوی ناظر عدالت دہلی

داد لین کس سے ترے حسن کی اے غیرت ماہ | عذر ہے دیدۂ یعقوب کو بینائی کا
دور چشم یار مین سب ہو گئے باہم رقیب | ایک ادنیٰ یہ فریب نرگس مستانہ تھا
ہے تصور دل مین میرے اوس بت مغرور کا | جسکا تو اوکھے کے بھر منہ نہ دیکھون حور کا
وعدۂ امروز کو فردا پہ بھیجا ہمنفس | یار کا آنا قیامت کا کچھ آنا ہو گیا
جی لگ گیا قفس ہی مین اب تو نہین ہے دھیان | موسم بہار کا کدھر آیا کدھر گیا
ساقی ترے طفیل سے ہمکو مہ صیام | معلوم ہی نہین کدھر آیا کدھر گیا
شوکت نے جان دی تری دزدیدہ نہ راشکر | وہ مرنے مرنے آہ بڑا کام کر گیا
جب کہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل | اوس ستمگر کی بلا لیتی ہے خنجر کا تھ مین
وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ سہی | دل کی بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہیے

شوکت تخلص مرزا صدق علی خلف قلندر بخش جرأت باشندۂ لکھنؤ

ہر سو صدا اے الحذر آتی ہے کوہ سے | نکلی ہے فوج نالۂ دل کس شکوہ سے

شوکت تخلص میر قاسم علی بنارسی کلکتہ مین بھی آئے تھے رامپور انکو بزم مشاعرہ مین دیکھا ہے

کس نے دکھلایا ہے یہ چاند سا مکھڑا مجھکو | اڑیان گھستے ہی گزرا یہ مہینا مجھکو

شوکت تخلص میر امداد علی متوطن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

لاکھ صورت سے کیجیے تدبیر | ہوگا لکھا ہے جو مقدر کا

شوکت تخلص مولوی باسط علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شوکت ظلم رسیدہ نے نکالی آخر — تیری ہر بات مین لاکھون ہین ستمگر پہلو

شہامت تخلص شاہ شہامت علی درویش تھے

باد حق گر ہو نہ دلمین تو ہو غالب نفس شوم — بوم ہو جاتا ہے وارث خانہ ویران کا

شہرت تخلص امیر بخش دہلوی خلف عیسی خان شاگرد ثنار اللہ خان فراق دکھن مین جاکر بذریعہ شاعری دیوان چندو لال کے ملازمون مین داخل ہوئے تھے نوجوانی مین انتقال کیا

ہزار افسوس لب پر یون خاک مین ملتا ہی اے شہرت — یہ طفل اشک وہ ہے اپنی جو آنکھون مین پلتا تھا

ہو کے ہر اک پہ مبتلا سہتا ہے جو اور جفا — اسمین ہے اوسکو کیا مزا یہ تو مین بتا ہی دل

دم دلاسے جانتے ہین سب ترے اے جان ہم — دل جو دے بیٹھین تجھے ایسے نہین نادان ہم

وہ تو کہتا ہے قسم ہے ہم اودھر دیکھین تو — چل تو اے آہ رسا تیرا اثر دیکھین تو

کہتے ہین مہر کو نسبت ہے ترے عارض سے — تک تو برقع کو اوٹھا رشک قمر دیکھین تو

حیرت پڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے — آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے

شہرت تخلص افتخار الدین علی خان برادر نواب وائق علی خان

غیرون سے خوش رہو اور یار و نسے بیزار جہ خوش — یار نا خوش رہین اور خوش رہین اغیار جہ خوش

خمایستہ نظر آوین جو تیری اوانگلیان پانچون — حواس اپنے گنوا بیٹھون نہ کیونکر مین ہمان پانچون

دل کو جگر کو داغدار کرنے کیا ہے یار تو — سینے کو رشک لالہ زار کرنے کیا ہے یار تو

شہرت تخلص مولوی سعید الدین مرحوم سر ہندی پیرزادے تھے کلکتہ مین آکر دفاتر کی

نہین دل ہے بلکہ وہ ہی حجر ہ ہو عشق کا جسمین کہ آباد — نجد اوہ چشم ہے بے بصر جسے شوق دید بتان نہین

شہرت تخلص احمد علی خان شاگرد جرأت

بلا ہے آفت جان ہی پر یوش ہے کہ انسان ہے — دلا وہ کیا ہے تو جسکے لیئے دن رات نالان ہے

شہرت تخلص جرأت کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

دل ڈہونڈتے ہو جاسے مرے دل تو کہان ہے — اک شعلۂ آتش ہے کہ پہلو مین نہان ہے

شہرت تخلص حیدر بیگ حیدر ابادی

کل عزابات مین وارد جو ہوئے زاہد خشک
دیر بارندون نے اونھین آتش ترین عوطہ

شہرت تخلص محمد شاہ ولد خواجہ عبدالوہاب متوطن کشمیر باشندۂ عظیم آباد شاگرد مہدی بخش تسلیم بحر عدالت منصف وصدر امین ضلع بھاگلپور راقم کے ملاقاتی ہین

کرتے ہین تعریف ابروی بت بے پیر کی
دیکھنا تیزی ہماری برش شمشیر کی

آگئی اوس جنگجو کی یاد جو ہنگام غسل
موج دریا مین روانی ہوگئی شمشیر کی

شہرت تخلص مرزا حاجی خلف مرزا اقبام الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبدالرحمن خان احسان ونظام الدین ممنون ومفتی صدر الدین خان آزردہ

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے پہ میخانے مین
نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا

غبار اوٹھا نہ ترے دل سے در یغا ظالم
ہماری جان کو اک وہ بھی آسمان ہوتا

تیر سے نالے وہ اب ہوتے نہین سینے کے پار
ہے کہین یار مرگیا ناکام شہرت کیا ہوا

کچھ نشان مجھ بے نشان کا بعد مردن رہ گیا
حسرتین ہو ہو کے اک جا جمع مدفن ہو گیا

کفر ودین ہین خانہ کچھ عقدہ بجز ہندِ نقاب
اوسکے کھلتے ہی یہ کار مشکل آسان ہوگیا

ہائے جی بھر کے وہ دیدار میسر نہ ہوا
حشر کا دن شب غم کے بھی برابر نہ ہوا

یون بیٹھتے ہو جیسے کسی سے کسیکو کچھ
مطلب نہین مراد نہین مدعا نہین

بنون پہ لے نہ بایا تھا اپنے حرف امید
کہ اتنی دیر مین وہ ہو گئے خفا ہم سے

شہرت تخلص محمود عظیم آبادی

تصور جب سے ہے برق رخ محبوب برقن کا
چراغ طور پر وانہ ہے اب داغ روشن کا

حباب آسا مجھے خانہ بدوشی اپنی خوش آئی
خیال دس بحر فانی مین ہوا مجھکو نہ مسکن کا

ہمارے اشک خونی سے فروغ روی جانان ہے
چراغ ماہ لیتا ہے شفق سے کام روغن کا

دیکھتے ہین اوسکی بسمل آنکھ سے روی اجل
صید گہ مین صاف ہے شمشیر قاتل آئینہ

خود نما کب آسکین روشن دلونکے سامنے
ہو سکا کب مہربان کے مقابل آئینہ

ہون جو دیوانہ خود آرائی کا تیرے اے صنم
جائے مصحف ہے گلے مین جا بجا کل آئینہ

عکس پڑ جائے جو تیغ ابرو دلدار کا | خاک پر تڑپے برنگ مرغ بسمل آئینہ

شہرہ تخلص مرزا نصیر الدین حیدر خلف مرزا آغا جان مضطر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمٰن خان احسان

نہ ایک وعدے پہ وہ یار بے وفا ٹھہرا | سحر تو ہو چکی اب رخصت شام کا ٹھہرا

شہید تخلص مولوی حاجی فخر الدین حسن خان مرحوم باشندۂ شاہجہان پور متیم دہلی منشی دار الانشاء شاہی تھے گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ طپش ہے میرے نامے میں کہ بس تڑپا کیا | جب تلک بال کبوتر سے نہ اوسکو دا کیا

زیر روشن فتیلہ ہے مرے ہر داغ سوز نہاں | ہا کنج لحد میں بھی مرے عالم چراغاں کا

رخ دلدار ہے بوسے کے تصور سے کبود | مین سمن زار مین پھولا گل سوسن تجھا

شہید تخلص مولوی غلام حسین غازی پوری مدت تک نواب فضل حسین خان کی رفاقت مین تھے ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین عدالت بنارس مین مامور تھے

ٹپکے جو مرا اشک شرر بار زمین پر | سبزہ نہ اوگے خاک سے زنہار زمین پر

اے آبلہ پا مجھے یہ چشم ہے تجھ سے | پیدا نہ رہے دیکھ کوئی خار زمین پر

شہید تخلص مولوی یوسف علی شاگرد نجم باشندۂ بہار اسنے ۱۲۰۰ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے تھے

ہے تماشا گلفشان اپنا چراغ خانہ ہے | دید کے قابل یہ جنگ بلبل و پروانہ ہے

شہید تخلص مولوی حفیظ الدین مرحوم سابق ڈکری نویس عدالت صدر دیوانی کلکتہ خلف منشی نجم الدین مرحوم منصف بردوان شاگرد لالہ لکھیم نراین رند باشندۂ ضلع فرید پور متعلق ڈھاکہ راقم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اشعار فارسی انکے نہایت نمکین و شیرین ہوتے ہین جوبیس پچیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

تہی مرنے کی خواہش تو شب وصل مین آنسو | نکلا نہ شب ہجر بھی ارمان ہمارا

شہید تخلص ایک شخص معاصر میر و سودا کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

گئے برباد اپنے نالہ و فریاد میں ہم تو | بہار آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد قفس سے

شہید آخر مقدر تھا ہمیں حسرت میں جی دینا | ہمارے سر پہ آکر کیا جلا دیا سمت

شہید تخلص مولوی محمد بخش ولد شیخ خدا بخش خوشنویس باشندۂ سندیلہ مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی اولاد میں تھے صاحب دیوان گزرے

کہاں ہے محفل رندان میں دور ساغر سے | کہ پھر رہی ہے یہ بزم شراب خوار میں روح
بدل وہ ہوں کہ یاد نہیں کچھ سوائے دل | ہر دم پکارتا ہوں یہی کہتے ہائے دل
نہ آئے گی مجھے فرقت میں فرش گل پر نیند | کہ چبھتی ہے رگ گل مثل خار پہلو میں
بوسے کے وعدہ میں جو مجھے یاد آئے ہو | بے اختیار منہ سے یہ نکلا کہ ہائے ہو تھ
کس درجہ وا شد اوس بت کافر کی آنکھ ہے | ہے سحر سامری کہ فسونگر کی آنکھ ہے
دست بگیر جب کہ دکھائی وہ اہتمام رقص | شمع محفل بنگئے اوس خوش ادا کی ہاتھ سے

شہیدی تخلص منشی کرامت علی خان مرحوم ولد عبد الرسول خان عروضی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی و نصیر دہلوی بیشتر پنجاب و گجرات و رامپور بریلی و بھوپال و دہلی میں رہتے تھے علم عروض و حساب میں امثال و اقران سے زیادہ دخل رکھتے تھے بڑے بے تکلف اور عاشق مزاج تھے آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے ۱۲۵۵ھ بارہ سو پچپن ہجری میں سفر حجاز کیا اور بعد ادائے حج بیت اللہ روانہ مدینہ منورہ ہو کر اثنائے راہ میں بیمار ہو گئے لیکن چہارم ماہ صفر ۱۲۵۶ھ بارہ سو چھپن ہجری میں بوقت مدینہ منورہ میں پہنچے اوسی وقت روضۂ مبارک کو دیکھکر جوش اشتیاق سے انکی جان نکل گئی

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت | مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

اشعار انکے بہت خوب ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا +

یہ قدرت لقب ہے میرے کلک گوہر فشاں کا | بیاض صنع اک سادہ ورق ہے اپنے دیوان کا
خدا نہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے | زبان پر میری جب نام آتا ہے محمد کا
نام میت کا سنتے ہی جسے غش آتا ہو | وہ جنازے پہ شہیدی کے مقرر آیا
وعدہ شام پہ کی ہم نے عبث جاگ کے صبح | وہ اوسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا

قدر سب چاہنے والو کی ترے دیکھ چکے
خوار رہتا ہے پڑا تو پشیمان نیسا

عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر
تجھسے کیا ضد تہی اگر تو کسی قابل ہوتا

ہزار مرتبہ دیکھا ستم جدائی کا
ہنوز حوصلہ باقی ہے آشنائی کا

فضاے باغ سے ہے گوشۂ قفس خوشتر
گر اپنے دل مین نہو وغدغہ رہائی کا

مجھے عذاب جہنم کہ بت پرست ہون مین
وہ بت بہشت مین دعوا جسے خدائی کا

شہیدی حشر کے دن بھی ہمارا ہو چکا اوسنا
یہی عالم رہا بعد فنا گر ناتوانی کا

خلوت مین کوئی لحظہ ٹھہرتا وہ شمع رو
بیصبر ہو نہ جاتی آپ شہیدی محفل ہوتا

شاد ہو ہو کے جلاتا نہ مجھے یون ہر دم
گر وہ بے رحم مرے حال سے غافل ہوتا

نئی باتین نئی گھاتین نئی چاہت نیا پیار
کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا

تیغ رکھنا دوش پر باعث ہوا سوناز کا
ایک پر سے اوس پری کو قصد ہے پرواز کا

شرم آتی ہے وگرنہ ان بتونکے صدسے مین
جیتے جی اللہ سے اب خور جنت مانگتا

جسکو سینے سے نکالا تو نے پیکان جانکر
دل ہے اے قاتل یہ تیرے عاشق دلگیر کا

ہو چلا خنجر بیداد کا بسمل ٹھنڈا
لے ہوا بتو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا

ملتوی رہجاے گا خلق خدا کا سب حساب
گر مرے اعمال بد کا حشر کو دفتر کھلا

اسقدر لطف نہ فرما و شب وصل مین تم
روز ہجران مجھے اندوہ فراوان ہوگا

دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک
موت یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا

رت جگے ہوتے رہے ہین کہ بڑی ہے غم کی
ایک شب درد دل زار نے سونے دیا

شب وصل ایک نہین کہنے مین اوس نے لے
حوصلہ دیکھ لیا میری شکیبائی کا

بیمار محبت کو اب اللہ شفا دے
سنتے ہین کہ ہاتھ اوس سے سمجھانی اوٹھایا

وصل کے تدبیر کا خواہان رقیبون سے ہوا
تیری فرقت مین مرا ہوش اسقدر جاتا رہا

دن رہائی کے قریب آئے شہیدی شاید
خود بخود آج مرا طوق گلو ٹوٹ پڑا

دعائین مانگتا ہی وہ کسی عاشق کا خدا سے
نا شوق اندون پیدا ہوا اوسکو کبوتر کا

پاکباز ایسا ہون گر مر جاؤن میری قبر پر
لائے پروانہ چراغ اور گل چڑھائے عندلیب

لطف سو دیکھے بلا کر اوسے یک جام شراب
وصل کی رات مین کیا آنے مرے کام شراب

گو مین نائب ہون پر انکار کا موقع ہی کوئی
خود بھری بزم مین دے جب وہ گل اندام شراب

یار نے بے تیغ کر ڈالا شہیدی کو شہید
کسکی باندھی جب وہ پتلی سی کمر خدمت کو قمت

ہوئے عشاق نوازی کے وہ دیہی مصروف
ہاے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد

کافور میرے داغ کا بالخاصیت ہو مشک
مرہم ہو میرے زخم کے تاثیر سے نمک

بیقراری دلکی مین کیونکر جتاؤن یار کو
سینے پر جب ہاتھ رکھتا ہے ٹھہر جاتا ہے دل

دیکھا کبھی نہ خار کے دامن کشی کا لطف
صحرا کے سیر کو گئے عریانیون مین ہم

ہر وضع کے انسان سے ملاقات ہے اوسکو
سب خلق مدارات کے قابل ہے گر ہم

گھر ہمارے آج وہ خورشید پیکر آئے گا
دیکھتے ہین شام مین کچھ صبح کے آثار ہم

اے روز قیامت ادب اسکا ہی تجھے فرض
ہے تجھسے بڑی میری شب تار کئی دن

شہیدی مین تو کیا ہون لیکے بوسہ سنگ اسکو
کیا خوشنود اوس بت نے خدا کو ایک بو ہی مین

گو ایک بھی نہ رشک ندامت ہوا قبول
رونے مین کچھ مین حضرت آدم سے کم نہین

نزع کے وقت شہیدی سے جو خواہش پوچھی
کیا ہی حسرت سے کہا کچھ مجھے مرغوب نہین

سوند و تم دو ہی دو بوسے دلے اک دہنے دو
ہے مثل مشہور مین مطلب کے سو مطلب کے دو

کیون نہو بس بس ابھی سے دیکھو ہو دس کے دو
تو بھی اب لون مین بارہ دس تو وہ بس بس کے دو

آپ نے جو چار بوسون کی قسم کھائی ہی کل
آج لونگا مین مقرر دو کے دو باقی سے دو

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے
دن عیش کے گھڑیون مین گذر جاتے ہین کیسے

وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدے
بن آئے کسی شخص پہ مر جاتے ہین کیسے

بڑا ہو دست تہی کا کلال کے در پر
کھڑے تھے آج شہیدی لیے سبو خالی

ہاے وہ اوکنا زستان مین یہ کٹنا شب وصل
نہ اوترتے نہ سیرے ہوتی حائل ٹھنڈی

پاس وہی کے پڑی رہتی ہے سر دان خاک پر
عاشق اوس پردہ نشین کے ہے مقرر جانی

میرے زخمون پر نمک ہی مشک بہتر مشک سے
سودہ الماس بہتر سب سے بہتر چاندنی

ہر جگہ مین سو تغافل سے ہے نسان
سادگی نازان ہے اوس عیار سے

صورت دلکش جہان آئے نظر ہین مرگیا | اور دلکا انجام میرے عشق کا آغاز ہے
قیامت تک نہ بھولونگا یہ احسان تنگی جا کا | مرے زانو پہ زانو بے تکلف رات دھر سو نے
گالیان ہین مقبرے پر دیکھکر پر پونکا رقص | کسقدر بدظن ہے اپنے عاشق مغفور سے
ناکامی جاوید کی ہم مانتے منت | افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی

شہید تخلص منشی غلام علی باشندۂ اٹالی ضلع بست وچہار پرگنہ شاگرد قاضی سراج الدین علیخان بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین

مرگیا ہون بتون کی فرقت مین | ہو مزار اپنا سنگ مرمر کا
داغ دل اپنا بمنزل مہر تابان ہے شہید | کیا ہوا گر یہان چراغ زندگی گل ہو گیا

شیدا تخلص میر فتح علی شمس آبادی متبنای میر سوز + شاگرد سودا

وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین | اب دیکھنے کو جنکے آنکھین ترستیان ہین

شیدا تخلص حکیم اسلام بیگ نواسۂ حکیم نصر اللہ خان وصال باشندۂ دہلی

میری امید وحسرت واریان کیطرح | پایان نہین ترے ستم بے شمار کا
سرہبت فتنۂ محشر نے فلک پر کھینچا | پر ترے قامت دلکش کے برابر نہ ہوا
پھر اب کی دھوم دھام ہے ابر بہار کی | رہ جاے آبرو مزۂ اشکبار کی

شیدا تخلص میر جھنو جان باشندۂ دہلی شاگرد مومن خان گیارہ برس ہوے کہ رحلت کی

مگر عدو سے ہے وعدہ کہ خود بخود شیدا | کچھ اضطراب مین ہین دل کے اضطراب سے ہم
ناشکر ہم نہین ہین ادھر کو نگاہ ہے | پردہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہین
دریا ہین کہین کہین فرگان بھی تر نہ ہو | مرجاے کوئی اور کسی کو خبر نہ ہو
کہتے ہین اوسکے کوچے مین مارا گیا کوئی | مجھکو یہ خوف ہے کہ مرا نام بر نہ ہو

شیدا تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

کرتے ہو کیون سبک تم درسے مجھے اوٹھاکر | کیا میرے بیٹھنے کا خاطر پہ بار گزرا

شیدا تخلص حامد علی خان خلف مولوی احمد علی خان شاگرد فرزند حیدر

رونے سے میرے کیون نہ ہنسے وہ گل مراد
تاثیر آہ سرد مین ٹھنڈی ہوا کی ہے

اب مجھ پہ مہربان ہین شیدا بتان دہر
بندے کے حال پر یہ عنایت خدا کی ہے

شیدا تخلص میر ہنگا شاگرد میر محمدی بیدار وطن اصلی کشمیر مولد و مسکن دہلی

لیکے دل اے دلربا کیون قسم کھاتے ہو تم
ہم نظربازون کے ہاتھون سے کہان جاتے ہو تم

جا کان مین باتون کے بہانے لیا بوسہ
دیوانہ ہون شیدا پہ بڑا کام کیا ہے

شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرہ نواب غازی الدین خان متخلص بہ نظام مقیم کالپی

آیا نازک ہے مزاج اے بت قاتل تیرا
کہ تڑپنا نہین دل کھول کے بسمل تیرا

شمع تک ٹھنڈی اوٹھی بزم سے اوسکی پرہم
اوٹھے تو جلکے اوٹھے بیٹھے تو جلکے بیٹھے

شیدا تخلص منشی تفضل حسین خان باشندہ کاکوری برادر خورد فدا حسین خان انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

بدن پر بدھیان پڑ جائینگی پھولون کی چادر سے
اوٹھالے جلد کوئی پھول میرے گل کے بستر سے

ہوئی فصاد کی حاجت نہ مجھکو دشت وحشت مین
کیا خار مغیلان نے زیادہ کام نشتر سے

شیدا تخلص نواب محمد حسن خان ولد رمضان علی خان لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

جاتے ہو اک گھڑی کو جو گلگشت باغ کو
کرتی ہے درد آپ کی دو دو پہر کمر

ہنگام نزع وصل بت سیمبر ہوا
نسخہ یہ کیمیا کا لگا ہمکو مر کے ہاتھ

شیدا تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا کلو نبیرہ حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

عدم سے آئی نہ یاران رفتگان کی خبر
خبر نہین وہ کہان جا کے قافلہ ٹھہرا

کہتے نہ تھے ہم اے دل مت نام لے وفا کا
تو نے وفا کا ثمرہ خانہ خراب دیکھا

مارا گیا مقرر شیدا کہ اوس گلی مین
لاشہ پڑا ہوا ہے آج ایک نوجوان کا

ایک مدت سے ہے تہی پہلو
نہین معلوم کیا ہوا دل کو

شیدا تخلص مرزا عالی جاہ بہادر عرف تجھلے صاحب موسوی خلف رشید الدولہ محمد علیخان عرف آغا حیدر حیدر نیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا سرفراز علی قادر انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

سینے کو کرے شق نہ تڑپنا مرے دل کا — ہو جاے کہین فاش نہ پردا مرے دل کا
آوین ہمارے قتل پہ وہ باندھکر کمر — تو ہم بھی جان دینے پہ باندھین ادھر کمر
عاشقونکی نہ کھوسکین او الجھن — پھر یہ کس در دکے دو اہین بال
لبونسے کیا زندہ جسے مارا لگاوٹ نے — نئی ہے بات ہونٹھونمین نیا انداز آنکھونمین
ہو گرم مجھ پہ چاہو بلا لو مکان مین — ہے دوزخ و بہشت تمھاری زبان مین
اوس نوجوان کے عشق مین سر پٹکین کب تلک — طاقت نہین ہے اے فلک پیر ہاتھ مین
کیون کعبہ و کنشت مین ہوتا ہی تو خراب — جسکی تجھے تلاش ہے غافل نہین نہ ہو

شیفتہ تخلص حافظ عبد الصمد دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ سپاہی وضع تھے

بے سبب کاکل مشکین مین یہ شانا کیا تھا — نہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانا کیا تھا

شیفتہ تخلص اعظم بیگ خان لکھنوی برادر زادہ حیدر بیگ خان شاگرد جرأت

جو شب کو وہ نہ رہا پاس اپنے تا دم صبح — تو سو طرح کا ہمین سوچ بار بار رہا
چھکایا بادہ الفت نے اسقدر مجھکو — کہ جسکا صبح قیامت تلک خمار رہا
وفت فلوت نہین کہہ سکتے جو کچھ یار سے ہم — بیٹھے منہ تکتے ہین حیرت زدہ لاچار سے ہم
کھلی نہ کیونکہ رہی آنکھ اوسکی بعد از مرگ — کہ جسکی موت دلا وقت انتظار آئے
ہزارون وسوسے خاطر مین کیون گذرین نہ — جو اوس گلی مین نظر کوئی بیقرار آوے

شیفتہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

عید کے دن بھی نہ دیکھا اوس ہلالی ابرو کو — چاند دیکھا ہم نے لیکن منہ نہ دیکھا چاند سا

شیفتہ تخلص سید محمد حسن خان بہادر ڈپٹی کلکٹر ضلع مین پوری بن سید تیغ علی مقیم سندیلہ

ہے کسے حسرت قفس مین گلشن ایجاد کی — نسرین کی ہین اسیری کے لیے صیاد کی

پھر چلا جاؤنگا گر رہنے نہ دیگا اغیار ۔ راہ مین بھولا نہین ہون خانہ صیاد کی
میرے دل مین کیسکے ابرو کا تصور ہی بنا ۔ جھولتی ہے عرش پر تلوار کیس جلاد کی

شیفتہ تخلص مخدوم مکرم جناب نواب حاجی محمد مصطفےٰ خان بہادر دہلوی خلف عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضیٰ خان بہادر مظفر جنگ شاگرد رشید مومن خان اوصاف حمیدہ انکے بیان ہو نہین سکتے ہر دو زبان فارسی و اردو مین اشعار انکے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہین ۔ دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو اونکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا ۔ تذکرہ گلشن بیخار و رہ آورد حسرتی و دیوان اردو انکا نظر سے گذرا فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین اور صاحب دیوان ہین ۱۲۸۲ ہجری مین انتقال کیا

ہاے اوس برق جمال پر آنا دل کا ۔ سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا
شکل مانند پری اور یہ افسون وفا ۔ آدمی کا نہین مقدور بچانا دل کا
شیفتہ بیٹھ کر وایسی بھی کیا بیتابی ۔ جو کوئی پوچھتا ہو تم سے احوال سنانا دل کا
اوس شوخ کج ادا سے نہ آئی موافقت ۔ کیونکر گلا نہ ہو مجھے طبع سلیم کا
شیشہ اور سنگ کو بالاے طاق رکھ ۔ کیا اعتبار زندگی بے ثبات کا
اے مرگ آ کہ میری بھی رہجاے آبرو ۔ رکھا ہے اوسنے سوگ ہمدرد کے وفات کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے ۔ دیکھا اثر یہ نالہ بے اختیار کا
خوبیٔ بخت کہ پیمان عدو ۔ اونکو ہنگام قسم یاد نہ آیا
کس لیے لطف کی باتین ہین پھر ۔ کیا کوئی تازہ ستم یاد آیا
اوس سے مین شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا ۔ کیا کروں تھا مرے دل مین سو زبان نہ آیا
آپ مرتے تو ہین پر جیتے ہی بن آئیگی ۔ شیفتہ صدمہ جو اسنے وہ ستمگر آیا
مین نے کیا جانیے کس ذوق سے دی جان مفت ۔ کہ بہت اوس سے ستمگر کو پشیمان دیکھا
کون کہتا ہے کہ ظلمت مین کم آتا ہے نظر ۔ جو نہ دیکھا تھا سو ہم نے شب ہجران دیکھا
جفا و جور کا اوس سے گلا کیا ۔ جو پوچھے مہربانی کیا وفا کیا
یار کو محرم تماشا کیا ۔ مرگ مفاجات نے یہ کیا کیا

غیر ہی کو چاہین گے اب شفیقہ — کچھ تو ہے جو یار نے ایسا کیا
کب طلائع خفتہ نے دیا خواب مین آنے — وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا
یاس سے آنکھ بھی جھپکی تو توقع سے کھلی — صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
شب ہجران نے کہا قصۂ گیسوے دراز — شفیقہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
لبکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا — پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا
ذکر عشاق سے آتی ہے جو غیرت اوسکو — آپ عاشق ہے مگر وہ بت خود کام اپنا
تاب بوسے کی کسے شفیقہ وہ دین بھی اگر — کر چکی کام یہان لذت دشنام اپنا
جی داغ غم رشک سے جل جاے تو اچھا — ارمان عدو کا بھی نکل جاے تو اچھا
پروانہ بنا میرے جلانے کو وفادار — محفل مین کوئی شمع بدل جاے تو اچھا
سب باتین اونھین کی ہین پر سچ بولیو قاصد — کچھ اپنی طرف سے تو تصرف نہین کرتا
کیا حال تمھارا ہے ہمین بھی تو بتاؤ — بیوجہ کوئی شفیقہ اف اف نہین کرتا
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار — شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
شرماتے اسقدر رہے کیون آپ سے ات کو — مدت مین گو ملے تھے مگر مین نیا نہ تھا
کل شفیقہ سحر کو عجب حال خوش مین تھے — آنکھون مین نشہ اور لبون پر ترانہ تھا
تھا غیر کا جو رنج جدائی تمام شب — نیند اونکو میرے ساتھ نہ آئی تمام شب
یہ ڈر رہا کہ سوتے نہ پائین کہین مجھے — وعدے کی رات نیند نہ آئی تمام شب
تھوڑا سا میرے حال پہ فرما کر التفات — کرتے رہے وہ اپنی بڑائی تمام شب
غیر جو گزری سو گزری پر یہی اچھا ہوا — خط دیا تھا نامہ بر نے اونکو تنہا دیکھ کر
ہین تو دونون سخت لیکن کونسا ہے سخت تر — اپنے دل کو دیکھیے میرا کلیجا دیکھکر
التماس وصل پر بگڑی تھی بیڈھب بات کو — کچھ نہ بن آئی مگر جوش تمنا دیکھکر
مجھکو سنا کے کہتے ہین ہمدم سے یاد ہے — اک آدمی کو چاہتے تھے ہم بھی اب سے دور
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا — مرتے رہین گے آپ پہ جیتے ہین جب تلک
ملیو بوس لطف سے نہ کر اے دشمنی شرار — امید سے اوٹھاتے ہین ہم جو رات تک

خواہش کام دل اتنی نہ کر اے شوق کہ وہ
ڈھونڈھتے ہین چلے جانیکو بہانا شب وصل

کہ ہم سے خفا وہ ہین گئے اونسے خفا ہم
مدت سے اسیطرح بنھی جاتی ہے باہم

نے طبع پریشان تھی نہ خاطر متفرق
وہ دن بھی عجب تھے کہ ہم اور آپ تھے باہم

کیا کرتے ہین کیا سنتے ہین کیا دیکھتے ہین ہاے
اوس شوخ کے جب کھولتے ہین بند قبا ہم

ہے آرزوے شربت مرگ اب تو شفیقہ
لگتی ہے زہر ہم کو شفا اور شفا کو ہم

آنکھون سے یون اشارہ دشمن نہ دیکھتے
ہوتے نہ اسقدر جو نگہبانیون مین ہم

شکوہ کردن جفا کا تو کہتے ہین کیا کردن
تم سے وفا کردن کہ عدو سے وفا کردن

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین

یہ کیا کہا کہ کہتے ہو کیون آپ ہی آپ تم
اے ہمنشین مگر وہ مرے روبرو نہین

گر مجوشی ہے مگر فرق شرارت مین نہین
چھیڑ کس بات مین طعنہ کس اشارت مین نہین

عذر اک ہاتھ لگا ہے اونھین بہانے مین
کیون کہا مین نے کہ چلیے مرے غمخانے مین

کیونکر اوٹھتا ہے خدا رنج قفس
مر گئے ہم تو کف صیاد مین ؟

ممکن نہین بن ملے بنا ہون
بیگانہ آشنا نما ہون

لیلی کہے سے بگڑ گئے تھے
دیوانہ مین جا نکر بنا ہون

کہتا ہون جو غیر سے نہ ملیے
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہون

ہمدم نہ سہی محبت اوسکو
اس بات پہ کیا اوسے نہ چاہون

کرم ہے مصابت ظالم کہ شادی مرگ ہو جاؤن
ستم سے فائدہ جب کام نکلے مہربانی مین

فلک سے نالہ موزون نکل آئے تو کہتے ہین
تمھین کیا غم گزرتی ہے تمھاری شعر خوانی مین

ہاے وہ شوق ملاقات عدو مین جاگے
جسکی آنکھون کی تصور مین مجھے خواب نہین

ہم بھی دکھاتے غیر سے اخلاص کا مزا
آفت تو یہ پڑی ہے کہ تم بدگمان نہین

بوسے کئے قبول تو گنتی بھی چھوڑ دو
ایسا نہ ہو پڑے کہین جھگڑا حساب مین

افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شفیقہ
طاعت مین کچھ مزا ہے نہ لذت گناہ مین

ہم سے جو ہو عبث تو دشمن سے صاف ہو
تقصیر ہو کسی سے کسی کی معاف ہو

غیر سے حرف تمنا سے جفا کہتے ہو
کس سے کہتے ہو کہین خیر ہے کیا کہتے ہو

کہتے ہین لاف وفا موت سے پہلے کیسی
ہم نہین جانتے تم کسکو وفا کہتے ہو

شفیفتہ شکوۂ دشمن سے بس آگے نہ بڑھو
دیکھو وہ دوست ہے تم کسکو بُرا کہتے ہو

ہاے وہ شفیفتہ کی بیتابی
تھام لینا وہ تیری محمل کو

زنجیر آجھی رات کو کھڑکائی اور کون
اے جذب اشتیاق وہ پہان کل نہو

دشمن کے افترا سے رہائی محال ہے
گھر یار کا جو گھر کے مرے متصل نہ ہو

پھر دل وہی مین گرم ہے دلدار شفیفتہ
ڈرتا ہون مین کہ پھر کہین خواہان دل نہو

کیا مانگتے ہو جان بہت لوگ دے چکے
وہ بات ہمسے کہیے کہ حد بشر نہ ہو

اونکا گلا دبا اور بھی کرتا ہے بیقرار
دہان کچھ نہ ہو تو جوش پہان اسقدر نہو

اجل نے کی ہے کسدم مہربانی
کہ جب پہلو مین وہ نامہربان ہے

سحر اونکو ارادہ ہے سفر کا
قیامت آنے مین شب درمیان ہے

اور الفت بڑھ گئی اب اوس ستم ایجاد سے
اک نئی لذت جو پائی دل نے پھر بیداد سے

دل سے پہان آنے کی تدبیر ہے
کیا اثر نالۂ شبگیر ہے

خوار باتین بناؤ ملے ہو غیر سے تم
نشان ہم کو بلاگم ہوئی نشانی سے

یہ ہے نصیحت پیران کار افتادہ
کہ بلا ہے جوانی ڈر و جوانی سے

جس لب کے غیر ہو سے لین اوس لب سے شفیفتہ
کم بخت گالیان بہی نہین تیرے واسطے

نہ لکھو نامہ نہ بھیجو پیغام
عشق کی آپ سے نسبت ہی سہی

کیجے اغیار سے ملنا موقوف
مجھکو الفت نہین غیرت ہی سہی

رشک سے رنگ مین تغیر جو پائی تو کہا
تجھسے ڈرتا ہون کہ تو دم مین بدل جاتا ہے

صدقے اس غوش حرکاتی کے سحر چھیڑنے کو
شب کو سوتے مین مجھے عطر وہ ملجاتا ہے

یہ اچھا ہے تو اچھا غیر کو بہی
سناؤ اور پوچھو کیون غمین ہے

دو یوسف شفیفتہ کا حال صاحب
یہ حالت ہے کہ اپنے مین نہین ہے

کی تمنا ہے کرم مین نے تو فرماتے ہین
شفیفتہ تیرے لیے جور و ستم بھی بس ہے

ہر چند کہ ہے آپ سے ملنے کی تمنا — پر آپ سے ملنے کی تمنا نہین رکھتے
ضد تو دیکھو تشنہ کام شوق مجھکو جان کر — قتل کرتا ہے تڑپکر خنجر بے آب سے
کسکی زلف خم بخم پھر لے گئی تاب و قرار — شیفتہ پھر کچھ نظر آتے ہو تم بیتاب سے
گر نہین یہ کہ برتتا ہے وہ طاہر داری — کیون نگاہ غلط انداز ادھر کرتا ہے
دیکھیے آہ ہماری بھی اثر کرتی ہے — سخن درد سنا ہے کہ اثر کرتا ہے
ایک دن شام ہماری بھی سحر کردے گا — وہی جو شام کو ہر روز سحر کرتا ہے
بدگمان آپ غلط محرم اسرار سے ہین — دل ہین راز نہانی کی خبر کرتا ہے
ملنے کا مرے اور ترے چرچا نہ کرینگے — گر دوست ہین اغیار تو رسوا نہ کرینگے
بے عذر وہ کر لیتے ہین وعدہ یہ سمجھکر — یہ اہل مروت ہین تقاضا نہ کرینگے
مر رہا ہون درد فرقت مین نہین دنیا کوئی — سچ اگر پوچھو تو ہم بھی کم نہین اکسیر سے
وعدہ عدو کا آپ کی تکرار سے کھلا — مین نے یون ہی کہا تھا کہ کیا آنے کیا چلے
وہ شیفتہ کہ دھوم ہے حضرت کے زہد کی — مین کیا کہون کہ رات مجھے کسکے گھر ملے
گردن غیر پہ چلتے نہین دیکھا ہرگز — پیار رکھتے ہین مگر دشنہ و خنجر ہم سے
ایک حالت پر نہین رہتا کوئی — اب وفا ہو بیوفائی ہو چکی +
پھر بلا سے کوئی بیٹھے شیفتہ — اوٹھ گئے جب آپ کوئے یار سے
میری خوشی کا اونکو نہایت خیال ہے — کچھ اندنون مین غیر سے شاید ملال ہے
تری خوبیان غیر کیا جانتا ہے — تو جیسا ہے بس جی مرا جانتا ہے
ہوا انس کیون دل کو اول نظر مین — کہ وہ مجھکو زود آشنا جانتا ہے
خجل ہون آپ مین بیوقت آنے سے — تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجھے
جفا کو ترک کرو تم وفا کو مین چھوڑون — کچھ اختیار نہین ہو کچھ اختیار مجھے
بڑے فساد اوٹھین شیفتہ خدا کرے — کہ اونکے بزم مین ہو دخل اختیار مجھے

حرف صاد مہملہ

صابر تخلص مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر ابن مرزا خورد بہادر ببیرہ

مرزا مغل الدین جہاندار شاہ پادشاہ دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستانِ سخن اِنکے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت مین تذکرہ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم کا لکھا ہوا ہے

عصیان کے دولت اب تم خجلت سے بعد مرگ
اوٹھنا مرے غبار کو دشوار ہو گیا

محفل مین مین تو اوس لب میگون کے سامنے
نامِ شراب لیکے گنہگار ہو گیا

اونکی گلی مین آن کے کیا کیا اوٹھای رنج
خاکِ شفا ملی تو مین بیمار ہو گیا

مثل زر تیری کدورت سے مری رنگت ہی زرد
حکم رکھتا ہے ترے دل کا غبار اکسیر کا

ظالمونکے واسطے کج طینتی بھی حسن ہے
خوبیِ ترکیب مین داخل ہے خم شمشیر کا

ہماری خاک مین اتنی کہان رسائی ہے
نہ جانین دلمین ترے کسطرح غبار آیا

مرتا ہون قبر مین بھی اسی خوف سے کہ ہاے
پوشیدہ زیر خاک کہین آسمان نہ ہو

مجھسے ہی چاہتا ہے وہ ہر ہر ستم کی داد
سمجھا ہے اپنے ظلم کا اِک قدردان مجھے

مرگِ شبِ وصال کی خوبی ہے ورنہ یار
رکھتا نہ گھر مین تا بسحر مہمان مجھے

ہون مین بھی اپنے شیشۂ دل کی صفا سے تنگ
مشکل ہوا ہے رازکا رکھنا نہان مجھے

تیغ کھینچے ہوئے ابرو ہے مرے سر پہ لگے
ہے فقط چشم سخنگو کا اِشارہ باقی

صابر تخلص صابر شاہ دہلوی محمد شاہ کے عہد مین تھے

جو ہم بستر نہ ہو ہم سے تو اوسکی کیا شکایت ہے
نظر بھر کے ہمین اِک دیکھنا اوسکا کفایت ہے

صابر تخلص احمد مرزا خلف و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

نزع کا وقت ہے پہلو مین وہ آ بیٹھے ہین
بے خبر ہم ہین وہ کرتے ہین خبرداری دل

صاحب تخلص نواب ظفر یاب خان خلف مسٹر شمر و فرانسیس باشندہ دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز علم موسیقی اور مصوری مین اچھا دخل رکھتے تھے کشروع جوانی مین رحلت کی

نظر آیا مجھے شب بام پہ پیارا اپنا
بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے آس پاس
یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

صاحب تخلص صاحب علی خان باشندۂ الہ آباد

خار اور خس جھوڑتا ہے اب نہین دامن مرا — اور جنون کو ہے مرے چاک گریبان کی ہوس

صاحب تخلص شریف زمان خان دہلوی نبیرۂ حافظ عبد الرحمن خان احسان شاگرد عبد الرحمن خان احسان و محمد ابو سعید فوق

شرمندہ ہے ناکامیٔ فرہاد سے اپنا — ہرگز کبھی تیشہ کا سر راہ پر نہین ہوتا
کس کس کو مین بتاؤن کہ بار غم فراق — دل پر نہین جگر پہ نہین جان پر نہین
ذرہ آنکھون مین رکھنا اسکو صاحب — کہین یہ طفل اشک ابتر نہ ہووے

صاحب تخلص مولوی صاحبعالم خلف پیارے صاحب سجادہ نشین بارہہ ضلع علیگڑہ

ضعف سے حال یہ پہونچا ہے اسیر دلگیر — قوت نالہ نہین طاقت فریاد نہین

صاحب تخلص ایک شاعر قدیم صاحب دیوان کا ہے جسکا کچھ حال معلوم ہوا

زور کیفیت مے سے ہے کہ سبھی جھکتے ہین — جام پر شیشہ جھکا شیشہ پہ میخوار جھکا

صاحب تخلص مزاج انس نصرانی شاگرد میر وزیر علی صبا

دیکھنا توڑکے وحشت مین نکل جاؤن کا — مجھکو پہنانے ہو زنجیر پہ زنجیر عبث

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد غلام حسین رضوی بلگرامی معاصر جرأت و انشا

ہزل اور فحش سے اشعار انکے مملو ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکی بھٹنی کو پکڑ مین نہ ملا بیٹھہ گیا — چینی اسطرح وہ چرخ کہ گلا بیٹھہ گیا
نخل موسی کیطرح تھا مین کھڑا گلشن مین — گرمی عشق سے پھولا نہ پھلا بیٹھہ گیا
مجھکو شہوت ہوئی تیمم سے — تھی مقدر کسی چھنال کی خاک
چیون غضب ہے ننھی کی ہے بے مثال آنکھ — چھوٹے سے سن مین اسلی بڑی ہی چھنال آنکھ

صادق تخلص مرزا صادق بیگ سامبوری

عشق دلبر مین کہون کیا دوستو کیا کیا گیا — دل گیا ایمان گیا راحت گئی ہنسنا گیا

صادق تخلص مرزا محمد امیر تیموری کی اولاد مین سے

تیرے ہی سر کی قسم مین اپنے سر کو کاٹ دون — گر کوئی دیوے ترے سر کی قسم پر سے بنا

صادق تخلص میر محمد صادق خلف میر سید محمد باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خزانے مقدر کے نہ تھا آہ کوئی ساتھ
ہمراہ کسی دوست کو مشکل میں نہ دیکھا

بھلا دل کو چہ گیسو میں سرگردان ہو کیونکر
یہ مہ راہیں ہیں جن خضر بھی اکثر بھٹکتے ہیں

ادھر ہر زم مئے جام جلی رہے
ادھر اشک آنکھوں سے ڈھلتے رہے

صادق تخلص پنڈت دیبی پرشاد متوطن بریلی

کیوں نہ برسات میں ہو سبز ڈوپٹے کی بہار
رنگ بہتر نہیں دنیا میں کوئی دھانی سے

صادق تخلص دوارکا پرشاد خلف لالہ کنور بہادر وکیل عدالت فرخ آباد

جنیم کوکب کھلی ہے کیوں یا رب
آسمان کس کی راہ تکتا ہے

صادق تخلص محمد عزیز الدین برادر محمد سعید الدین سعید تخلص خلف مولوی اساس الدین متوطن بدایون باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب پہلے عزیز تخلص کرتے تھے

رہی تا بعد مردن بھی علامت جذب کی باقی
بنا ناسنگ مقناطیس سے صادق کی مدفن کو

ہم دم ذبح تجھے بھر کے نظر دیکھ تو لین
کاشکے تیز ترا خنجر خونخوار نہ ہو

لگ گئی دل کی لگن میں اوسکی جنیم نیند خواب
مست ہم سمجھے تھے اوسکو پر بہت ہشیار ہے

صادق تخلص نور بیگ متوطن شمس آباد باشندہ دہلی

اوارگان عشق کو مانند گرد باد
یکجا قرار ہو تو کوئی جستجو کرے

صادق تخلص شیخ محمد صادق قریشی باشندہ دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

نے جنگ ہے کا طور نہ کچھ صلح کا ہے ڈھنگ
سامان نہ سود کا ہمیں حاصل نہ ساز کا

صادق تخلص میر جعفر علی خان دہلوی مصنف بہارستان جعفری

یون ہمیں غیر شراب اور مثال نرگس
ہم سے ہیں دیکھتے ہی ہاتھ میں پیمانہ لیتے

شرم سے نام وہ نہیں لیتا
پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان فیلبان مرزا سلیمان شکوہ بہادر عزیز فوجدار خان فیلبان شاہ عالم بادشاہ باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد انتصار اللہ خان

صادق

صادق اب اور سرد کا رنگین اوس سے مگر — ایک بوسے کی رکھی ہے دل غمناک ہوس
جسنے دیکھا ہے تری جلوہ گری کا نقشہ — اوسکو بھاتا ہے کب اے یار پری کا نقشہ
تھی ایک ترکنی ہے لاہی کی غضب تیر — ہے آفتِ جان کافر اگیا کی یہ سگھڑائی
کہ اوس سے اشارے مین کہا ہون جو کہا ہے — دانتون مین دبا اونگلی ہو وا ہے یہ رسوائی

صادق تخلص صادق علی خان عظیم آبادی

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن مین آب — دیکھے تو خضر کے بھی بھر کے دہن مین آب
کیا دخل ہم وفا سے پھیرین اور جفا سے یار — سو مرتبہ زمانے مین گر انقلاب ہو

صادق تخلص صادق حسین خان ولد نثار علی خان خواہرزادۂ راجہ تاج الدین حسینخان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

آتش رنگ حنا ہے باعذاب نار ہے — خاک کبکان دری کرتی ہے شبون زیرپا

صادق تخلص حکیم سید محمد صادق عرف صادق مرزا ولد حکیم سید محمد حسن خان نبیرۂ روشن علی خان برادر معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد ہادی علی بیخود

نگہ بد سے جو اوسس گل کی طرف تو دیکھے — پھوٹ جائین تری اونگس تہلا انکھین
کثرتِ آب یم اشک سے مانند حباب — دیکھ لو رکھتی ہین آغوش مین دریا انکھین

صادق تخلص صادق علی خان عرف میان مسیتا بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

رباعی

کس سے کہون آہ جا کے حالت دل کی — کہتی باقی ہے روز طاقت دل کی
وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی — افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

صالح تخلص مرزا مصلح الدین نوابہ ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد مرزا یار علی حیرت

ہا یون بی ہے آپ نے مجھسے جو کچھ کہا — لیکن زبان خلق کی تدبیر کیا کرون
ہمکو تو مل گئی مین اونھین مین ملا و تمین — سو دل خدا جو دیوے تو سودا بھلا ہے

صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی فارسی شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین کلکتہ اور مرشد آباد مین آئے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

منسی کی اوس محبت پر دیا تھا جان دل صابر | نہ تھا معلوم یون ہوجائیگا نامہربان اپنا

صبا تخلص صبا شاہ مغلیہ آخر ایام مین فقیر ہوکر امام شاہی فقیرون کے سرگروہ ہوے تھے اور خورجہ شکارپور مین اپنے مرشد کے مزار پر چار ابرو کی صفائی کرکے یاد الٰہی مین مشغول تھے

چھوڑ بیٹھا جو تعلق عالم ایجاد کا | سرو چیلا ہوگیا ہے کیا کسی آزاد کا

صبا تخلص احمد حسین خان خلف محمد کاظم خان باشندۂ حسین آباد ضلع مونگیر شاگرد مولوی اولاد علی کا ہش

سکندر کو مبارک آینہ خاتم سلیمان کو | خدا اس دل کو رکھے اور دل پر داغ ہجران کو
لب غنچہ دہن جسدم تکلم مین گل افشان ہو | ہنسی بھولے چمن مین باغبان گاہی خندان کو
کان چھدوائے جو اوس نے تو غش آگیا مجھکو | بالے پن ہی نے کیا پیس تہ و بالا مجھکو

صبا تخلص لالہ کانجی مل متوطن فیروزآباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

مجھے آتا ہے تجھ پر رحم اوس قاتل کے کوچہ مین | لیے جاتا ہے نامہ آج نوائے نامہ بر کس کا
صبا ہم نے تو ہرگز کچھ نہ دیکھا جذب الفت مین | غلط یہ بات کہتے ہین کہ دل کو راہ ہے دل سے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تربت صبا کی دیکھی کل رات دور سے جو ق آئے نظر مجھے دہان شمع و چراغ کتنے

جاکر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص | اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کو داغ کتنے

صبا تخلص مرزا راجہ شنکر ناتھ بہادر پیشکار نظارت شاہی دہلی ولد راجہ رام ناتھ بہادر شاگرد سعادت یار خان رنگین

دل جب اوسکی نگہ مست کا مخمور ہوا | سر خوشی کیفیت بادۂ انگور ہوا
ہونین صدقے ترے بہانے کے | زور مذہب بادہ مین نہ آنے کے

صبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی خواہرزادۂ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش سنہ ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین گھوڑے سے گر کے انتقال کیا۔ شعر عاشقانہ پڑھ طرز پر اچھا کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا ۔

کیون کیفیتِ اشراق ہم مستون کو حاصل ہو
ہر اک خم اپنے میخانے مین سینہ ہے فلاطون کا

بلند و پست عالم ایک ہے چشمِ حقیقت مین
حصیر فقر ہمپایہ بنا تخت فریدون کا

بنگیا خالِ جبین کوکبِ بختِ خورشید
کس ترقی پہ ترا حسن خدا داد آیا

دکھلائینگے تجھے ہم داغ جگر کا عالم
منہ اسطرف کبھی تو اے آفتاب ہوگا

اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے
کیونکر کوئی جیے گا جب یون عتاب ہوگا

آسمان نے مجھے محروم شہادت رکھا
تیغ قاتل کے لیے بخت سیہ ڈھال ہوا

جمشید اپنے وقت کا ہون مین فقیر مست
جامِ جہان نما ہے پیالہ سفال کا

کوٹھون مین گردشِ نگہ یار سے پسا
تل تیل ہوکے بہگیا چشم غزال کا

روتے روتے چشم نابینا ہوئی
یہ کنوان ٹوٹا تو اندھا ہوگیا

کیا بنایا ہے بتون نے مجھ کو
نام رکھا ہے مسلمان میرا

اب تو صاحب کی ہوئی خاطر جمع
سن چکے حال پریشان میرا

عروس گل پہ ستی کا گمان ہوتا ہے
فراق یار مین سنبل دہوان ہے ہر گھٹ کا

ہوگیا مین قتل اونکا نام لیکر پیار سے
مجھکو سیفی یار کا اسم جمالی ہوگیا

لگیا جمین کے دل وہ بت پرفن کیسا
رہگئے دیکھ کے منہ شیخ و برہمن کیسا

اوس یادشاہ حسن کا سایہ جو پڑ گیا
ہر سرو لنگ باغ مین تیمور ہوگیا

جور گلچین عشق گل خوف خزان ایذای خار
لاکھ آفت مین پھنسی ہے ایک جان بیکس

دل ہے غذائے رنج جگر ہے غذائے رنج
پیدا کیا ہے مجھکو خدا نے برائے رنج

آدم سے باغ خلد چھٹا مجھسے کوے یار
وہ ابتدائے رنج تھی یہ انتہائے رنج

کسی کے وعدے کا روز کے دھیان آہ
اٹک اٹک کے نکلتی ہے انتظار مین روح

کھا پینگے زہر اونکے خط سبز فام پر
سرسبز ہونگے خضر علیہ السلام پر

مردے پڑے ہین ہجر کے مارے پلنگ پر
تابوت کا گمان ہے ہمارے پلنگ پر

کروٹ بدل کے آپ جو سوئے ہین وصل مین
ہم لگ گئے ہین گور کنارے پلنگ پر

مسافر ہون مسافر ہون مضطر ہون پریشان ہون
یہ سب کچھ ہو دے مجھ خیال سودائی جانان ہون

مجھے بھی اور اوسے بھی امتحان کا اک بہانا ہے
اوسے تیغ آزمائی ہے مجھے دل آزمانا ہے

بادشاہون کے لب گور سے آتی ہے صدا
مور کو بھی نہ ستائے جو سلیمان ہو جائے

تجربہ دونون کی جانباریون کا کردم قتل
امتحان غیر کا میرا سر میدان ہو جائے

صبا تخلص خواجہ عبدالرحیم خلف الرشید خواجہ سلیم اللہ داماد برادر زادہ خواجہ علیم اللہ مرحوم رئیس اعظم ڈھاکہ ہر دو زبان مین شعر خوب کہتے ہین راقم کو دستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے ۱۲۸۵ھ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

جائیے آپ اوس گلی مین صبا
ہم یہین سے سلام کرتے ہین

طوفان نوح پھر ہو جہان مین جو باندہ دون
دامان ابر سے مین گریبان کے تار کو

در دیدہ اون نگاہون کے مضمون کا فیض ہے
سب کو گمان جو سرقہ کا میرے سخن مین ہے

جو کہ دیکھا خواب ہے اور جو سنا افسانہ ہے
اس سے یہ ثابت ہوا دنیا تو ہم خانہ ہے

دہان ہے عذر لغزش مستانہ آنے مین ترا
اور یہان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہے

دیکھکر کثرت دلونکی تار تار زلف مین
آئنہ حیرت مین ہے اور کشمکش مین شانہ ہے

یہ تو ہو معشوق وہ عاشق زہے نیرنگ عشق
ایک ہی آتش سے جلتی شمع اور پروانہ ہے

صبا تخلص کریم بخش باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

عاشق کی بعد مرگ بھی مٹی خراب ہے
خاک مزار کا بھی تو ملتا نشان نہین

صبر تخلص سید محمد علی مرتبہ گو فیض آبادی

غم ہجر صنم مین رات دن کی بیقراری سے
نہ تھی فرصت مجھے وقت سحر تک آہ و زاری سے

صبر تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم ابو علی خان شاگرد عزت اللہ خان عشق دہلوی
الکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

کہے مضمون رنگا ہے سر میخانہ رکھتے ہین
غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکھتے ہین

صبر تخلص میر علی حسین شاگرد کیف

گنوائے دل کو نہ دنیا مین جو کہ ہو ہشیار
کہ پایدار نہین گاہ اس چمن کی بہار

صبر تخلص شیخ محمد رضا شاگرد عبدالرؤف شعور

کام آتی ہے بیٹھتے اور اٹھتے — ضعف مین آہ خوب دستی ہے
خیر ہے کس سے خفا ہو آج کیا ہے مزاج — زلف کیون بکھری ہے کیون بگڑی ہین ہو برابر لیے
خط اگر بھاڑا تو بھاڑا قتل کیون اوسکو کیا — جرم کیا قاصد کا تھا تجھ کو پیمبر بولیے

صبر تخلص ابو دہیا پرشاد قوم کایتھ مقیم شاہجہان آباد شاگرد منشی بسنت سنگھ نشاط
و شاہ نصیر دہلوی حکیم مومن خان

ہین گمان کہ وہ آئے ہمارے قابو مین — اونھین یقین کہ مرے ہاتھ اک شکار آیا
دل لگانے کو بتاتا ہے تو مشکل ناصح — ترے نزدیک چھڑانا مگر آسان ہو گا
زیست کم حسرت بہت کس کس کا شکوہ کیجیے — طالع خوابیدہ کا یا دیدۂ بیدار کا
بدنامیان ہین باعث نام آوری سہی — ہم جانتے تھے عشق مین کچھ سرفروشان نہین

صبر تخلص ابو دہیا پرشاد قوم کایتھ خلف خیرانی لال باشندہ سکندرہ شاگرد حافظ تسلیم
سررشتہ کمسریٹ سے متعلق تھے شعر بہت جلد کہتے ہین انسے ۱۸۵۳ء اٹھارہ سو ترپن
عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

مار ناگ ہے مار سر کھاتا ہے سنبل پیچ و تاب — مشک چین نے چین مانی ہے یہ وہ کیسوی دوست
گرد کدورت کہین دل ہو تری دوری ہو — پس کے مین سرمہ بنون جو تجھے منظور ہو
گر بہار نکہت پیراہن یوسف نہ اسے — کب نہال آرزوے پیرکنعان سبز ہو
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے — طائر فکر و تصور صورت پروانہ ہے
کسنا ہے اوسکی چھاتی پر سینہ بند در ستارے — دیا چاندی کی ڈبیا پر کمنچی تحریر سونے کی

صبر تخلص میر اسد خلف میر مہدی باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

میرے سر پر ہین شگفتہ مثل گل داغ جنون — کیا عجب گر ہو ہجوم بلبلان بالائے سر

صبیح تخلص میر وارث علی لکھنوی

سیر منظور جو ہے میرے تڑپنے کی اونھین — پوچھتے ہین دل بیتاب تمہارا ٹھہرا
کس نے دیکھا ہے کہ رہتا ہو اور باقی ٹھہرا

صحبت تخلص مرزا بخشش علیخان خلف نوروز علی خان بن امیر الدولہ حیدر بیگ خان

باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

ہوگیا ہم کو جنون ٹکڑے گریبان کو کیا — رکھ لیا اوسنے دم رقص جو داماں سر پر
اون غزلی اکھڑیون کا جو تصور ہے مدام — دیدہ ہاے زخم کے مانند ہے خونبار آنکھ
جنسے آنکھین لڑاتی تھین چشمک انھین سے جا کر — ہم سے او بیدید اب ہرگز نہ انھی ار آنکھ

صحت تخلص محمد حسنخان ولد حکیم غلام عباس نبیرہ محمد یار خان وکیل باشندۂ لکھنؤ شاگرد ماہر

محفل مین رہ گئے کف افسوس ملکے ہم — پردے مین یار نے جو چھپائے دکھاکے ہاتھ

صدر تخلص سید صدر الدین مرحوم ولد میر بدر الدین نبیرہ خواجہ باسط باشندۂ لکھنؤ
شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

آندھیان آتے ہین آہونسے ہمارے اکثر — اوٹھا طوفان اگر رونے پہ آئین آنکھین

صدر تخلص محمد صدر الدین علوی شناوری و شکار سے بہت شوق رکھتے تھے

کرتا نہین ہے تو جو ادھر منہ تو زلف سے — کیا جانیے کہ کان مین کیا کہدیا ترے

صدق تخلص شیخ محمد اشارت علی بن شیخ نوازش علی نبیرۂ نواب ابو محمد خان کمبوہ
باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تاریخ گوئی مین اجتہاد حاصل رکھتے تھے

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے — اوس بدگمان کو وہم کہ مغرور ہو گیا
بیتابی شمع رویون کو مری قربت سے نفرت ہے — کہ گل ہووے چراغ و شمع گر آدمی مرے گھر مین

صدق تخلص ایک شاعر حیدرآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بدقت اشک اب نکلے ہے شاید — ہوا آنکھون مین اب لخت جگر بند
کمان نکلے ہے تار زلف سے دل — کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

صرر تخلص محمد نظیر باشندۂ بلگرام شاگرد شرف

بارکے آگے شب وصل مین مرجاؤنگین — نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

صرر تخلص محمد میر خان شاگرد امداد حسین صفیر

اپنے ہاتھون سے رقیب اپنا بنایا ہمنے — آئنہ اوس بت خودبین کے مقابل کرکے
وعدۂ وصل تو ہر روز ہوا کرتا ہے — آج دے ڈالیے اک بوسہ کرا دل کرکے

صغیر تخلص میان نجم الدین خلف شاہ نصیر دہلوی

گریہ اے پردہ نشین چھپکے کیا کرتے ہین — غم دوستی مین بھی ہم پاس وفا کرتے ہین
آہ صحبت ہوئی کیا خنجر و گل کے باہم — جنکا رونا ہون وہ اوتنا ہی ہنسا کرتے ہین
صغیر دیکھ تو دریا یہ بھی نصیب ہے شرط — پیاس سے لب ساحل کے تڑپ مرتے ہین

صغیر تخلص شیخ حیدر علی ولد شیخ دبو من لکھنوی شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

سیاہی تلبون کی یہ بھی اک پردہ ہی ظاہر کا — پھرا کرتی ہے تیری سرمئی انکھوان مین
مسیحائی ملی ہونٹون کو یا سحر باتون نے — کرشمہ ہے بھوؤن مین اور ہے اعجاز پلکون مین

صفا تخلص برن شاہ دہلوی خلف رتن شاہ مرحوم شاگرد ذوق

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا — یہ خرابی ہے منہ لگانے مین
جب رہے خدا کے لیے اے حضرت ناصح — اسوقت خدا جانے مراد ہان کہان ہے

صفا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

محتسب جھوٹ ہے مے کسنے بھری شیشے مین — رہگئی ہے مرے آنسو کی تری شیشے مین

صفا تخلص لالہ منولال لکھنوی قوم کایتھ ولد رائے پورن چند اخبار نویس شاگرد میر تقی صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکو صبا کا شاگرد لکھا ہے

خوبصورت جو بہت جور کو سمجھا ہے صفا — تونے دیکھا نہین اوس شوخ کی کافرادا
چرخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین — کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے حسرت کے نام مین لکھا ہے

مرے منہ مین تو اوسکے نام سے پانی بھر آتا ہے — مزا ایسا ہے کیا اوس بوسۂ جاہ زنخدان مین
مرے رونے سے دل اوسکا تو کچھ مائل بہ رقت ہے — مرے حق مین مرا رونا تو یہ باران رحمت ہے

صفا تخلص حافظ محمد حسین باشندہ میرٹھ شاگرد غلام مولی قلق

تونے کیونکہ چونک اوٹھا گر اثر نہ تھا — واعظ یہ میرا نالہ ہے شور اذان نہین

صفا تخلص مرزا سعید الدین دہلوی عرف مرزا تھے برادر شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

گھر مین بیٹھے ہین اور انا نہین کہتے منہ سے — کون ٹکرائے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفت تخلص غل جان نظام الملک آصف جاہ کے قرابت متوسلون مین تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا صفت تخلص لکھا ہی

سینے مین آہ دل مین تپش اشک چشم مین ۔ شہرہ ہے عاشقی کا مرے جا بجا ہوا

صفدر تخلص میر صفدر علی باشندہ سونی پت

تجر سوختۂ شمع سے جب گل نکلے ۔ چاہیئے بیضۂ فولاد سے بلبل نکلے

صفدر تخلص میر فرزند حیدر خلف میر امیر حیدر فرخ آبادی شاگرد آمیل حسین میر

دنیا کے دن پھرین جو وہ یوسف سوار ہو ۔ ہو جاے صاف ابلق ایام چار دانگ
وہان رنگ پان سے در و دندان مین لال لال ۔ یہان خون لب سے سرخ ہین صفدر کی یار دانت
ہوتے ٹھوکر سے ہزارون گل و بلبل پامال ۔ تیرا گلگون چمنستان مین جولیا ناخن
منہ دیکھے کی ایمان محبت نہین اچھی ۔ رہنے دو تم اتنی یہ عنایت نہین اچھی
دیوانے بنے ملکے ہم اوس سنگ دل سے ۔ بچ کہتے ہین ناجنس کی صحبت نہین اچھی

صفدر تخلص صفدر بیگ خلف حیدر بیگ باشندہ کرنال مقیم دہلی

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس ۔ اب تمک تو مری عادت سی خبر دار نہین
آرام تھا گلی مین ترے نقش پا کی طرح ۔ ظالم اوٹھا کے کیون مری مٹی خراب کی
اسطرح سمجھا مجھے ناصح کہ دل سمجھے مرا ۔ پند کرنا اور ہے اور سر پھرانا اور ہے

صفدر تخلص میر صادق علی دہلوی کہین برادر و شاگرد میر نظام الدین ممنون جوانی مین ایک کافر بے پیر کے ہاتھ سے مارے گئے

نہین معلوم ہوا پاے نگارین کس کا ۔ چھپا ہٹ ہے حنا کی سی گل قالین پر
نہین معلوم دل مین صفدر کی درد کیسا ہے ۔ کہ ہر دم ہاتھ سینے پر وہ بے تابانہ رکھتے ہین
صفدر کی قد کو کہین اوسکے کہا تھا گل سرو ۔ سیدھی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو
چیچک کا شکر ترے ابرو پہ یہ ہے داغ ۔ یا قبضۂ شمشیر مین چنتی ہے جڑی ہے

صفی تخلص محمد صفی اللہ باشندہ دہلی

اللہ ہر اک دل کے ہے احوال سے آگاہ ۔ گر نالہ فلک رس نہین اپنا تو نہ ہووے

صفیر تخلص لودی خان شاگرد میر حسین مسکین و غلام مولی ملکی باشندۂ میرٹھ

ترے جانکون سے فتنۂ عالم — روز رہتا ہے روز محشر کا
اپنا خنجر ذرا بچا لیجے گا — دھیان سودائی کو نہیں سر کا
سرگشتہ روز و شب نہ رہے کسطرح مدام — اپنا ہی دودتاہ ہے یہ آسمان نہین
کچھ صبح ہجر صبح قیامت سے کم نہین — کم صور کے فغان سے صدائے اذان نہین

صفیر تخلص میانخان باشندۂ دہلی شاگرد مومن

لب شیرین کے جو بوسے سے ہوئے لب بند — ہمسے ہرگز بھی ترا راز نہ پنہان ہوتا
نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا — نہ اختیار تمہارا نہ اختیار اپنا
کہتے ہو جان جاے تری اور تمھین مہ جان — ہے ہے خدا نخواستہ یہ تنے کیا کیا
ہوا ہو سنو تو پھر خوب یاد کر لیجے — کہ رہ نہ جائے کوئی حور امتحان کے لیے

صفیر تخلص شیخ امداد حسین خلف شیخ واحد بخش فرخ آبادی شاگرد امداد علی بحر

دشمن کو بھی نصیب نہ ہون یہ برا لمحان — رسوا ہوئے ذلیل ہوے دل لگا کے ہم
ہاتھون سے اوسکے رنگ اوڑا یا غضب کیا — قاتل ہین سحر سازی وزر و حنا کے ہم

صفیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص داروغہ آبکاری ضلع مونگیر باشندہ بلگرام مقیم ضلع شاہ آباد اردو مین محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی سحر سے اور فارسی مین مرزا توشہ غالب سے اور مرثیہ مین مرزا دبیر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان اردو و قصدۂ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم مین شعرا جمع کہتے ہین راقم کے احباب مین ہین راقم نے اس تذکرہ کے لیے اون سے کچھ اشعار طلب کیے تھے اوسکے جواب مین اونھون نے نامہ منظوم و اشعار مندرجہ ذیل بھیجے تھے

بس اے سرشک جوش ترا ہی یہ ناگوار — ایک ایک قطرے سے ترے پیدا ہو نجات
اک شور ہے جہان مین تیرے چڑھاؤ کا — نکلا بساط سے ہے ترا پاؤن ایک بار
عالم کو تو نے عالم آب ایسا کر دیا — موقوف رہگیا ہے زمانے کا کاروبار
ہر چند تیرا جوش ہے صد موسے ہجر کے — مجھپر بھی رحم کر کہ ہوئی آنکھ اشکبار

چھپرہ کے واسطے جو ہوا دل مرا نڈھال
آنکھون کو میرے حال پہ جوش آیا اکیبار

اتنا بھی چاہنا نہ تھا اے اشک مہربان
جس سے زیادہ طول ہو فرقت کا کاروبار

تو جانتا ہے مجھکو ہے چھپرہ کا اشتیاق
عبد الغفور خان نے کیا ہے وہان قرار

کچھ بے طرح ہے شوق مجھے اونکی دید کا
ہوتا نہ جوش آب تو بیڑا نہ ہوتا پار

مانند موج آب ہے اب دل کو پیچ و تاب
تو ہے مری مدد کو پہونچ اے دفا شعار

اک موج بھیج چھپرہ کی جانب بصد شتاب
جا کر وہ زیر قصر معلی کرے قرار

جسوقت سیر آب کو آئے وہ نامجو
میری زبان سے بولے لب موج اکیبار

اے بحر فیض ابر کرم منبع وفا
اے کان علم و حلم و سخن فہم روزگار

دانندۂ رموز سخن واقف عروض
کشاف سر شعر دقیق دنکو شعار

بعد از نیاز و عرض سلام ابنا اشتیاق
کہنکر کردن بیان کہ نہین اسکا انحصار

ہر دم تڑپ رہا ہے دل اشتیاق مند
لیکن دو ر آب نے روکا بحال زار

ہفتہ ہوا کہ آرہ سے اک نامہ نظم مین
بھیجا ہے ڈاک پر جو بڑھا دل کا اضطرار

پٹنہ مین اتفاق سے پہنچا ہون آج کل
دو چار روز اور مگر ہے یہان قرار

مسکن مرا ہے آرہ یہ امید ہے مجھے
جب تک ہون آنکھین دید کے قابل بصد وقار

محروم مین نہ نامہ و پیغام سے رہون
بھیجا کرین حضور بھی خط مجھکو بار بار

محظوظ دل کیا کرین اپنے کلام سے
مضمون لغز دل کو مرے لطف دی قرار

اس نامہ کا جواب جو آئے تو آرہ مین
حامل کو بھی ملے تو نہین کچھ برا یہ کار

بھیجیگا میرے پاس بہر حال بہر جگہہ
در اصل یہ اقامۂ آرہ مین ہے قرار

اپنا کلام تحفہ مین کیا بھیجون آپ کو
آیا ہے کو بسا نیگا اک موتیا کا ہار

لیکن نہین پسند کہ خالی ہی جائے خط
جاتی ہے اک غزل بھی کہ دہان پا اعتبار

نامہ دعا پہ کرتا ہون ختم اور یہ دعا
جب تک نہ پہنچون ور روز زبان پہ ہو یار یار

یارب مقیم چھپرہ ہون عبد الغفور خان
صحبت مین اونکی ہو بصفیر و ما شعار

اشعار

تاثیر محبت کا اوسوقت مزا ہوتا
وہ آپ منا لیتے میں جب کہ خفا ہوتا

جو دیکھ لیگا سگ یار پھاڑ کھائے گا
ہما چیا تو مرے استخوان بہت اچھا

مژہ سرع فکر نہ پامال ہو کیونکر اے شوخ
تری رفتار کا مضمون ہے چلتا پھرتا

بے سبب میری بغل میں یہ مچلنا کیا تھا
خواب میں غیر کے پہلو میں تو سونا کیا تھا

پاس اوسکی نزاکت نے کیا خوب ہمارا
پہنچتا نہیں اوس شوخ سے مکتوب ہمارا

قتل تیغ الفت کی پریشانی نہیں جاتی
بگولا خنجلوں میں ہے تن بے سر لیے پھرتا

بس کرو کثرت افشاں سے چھپاؤ نہ اسے
اک یہی خال تو اے جان ہے جان عارض

سب دیکھتے ہیں اور کہیں جاتے نہیں ہم
ہیں مردم دیدہ کیطرح خانہ نشین ہم

تجھسے بھی شب ہجر میں کچھ کام نہ نکلا
اے موت مگر مرنے کے قابل بھی نہیں تم

یہ ذائقہ پاؤگے نہ اغیار کے منہ میں
دیکھو تو زبان دے کے نکلوا رکے منہ میں

کیا کیا لب شیریں پہ ٹپکتی ہے مری رال
جی چاہتا ہے دے دوں زبان یار کے منہ میں

کھلتا نہیں کہ کھلتے ہیں کیا اوس پہ سبز عیب
جو عاشق دہن ہوا کچھ بولتا نہیں

جرم نظارہ پہ دربان نہیں رسوا کرتے
قہر ہے وہ آپ دیکھیں روزن دیوار میں

ہم بغل غیر سے تو وہ گل شاداب نہیں
آج آنکھوں میں ہماری اشر خواب نہیں

دے دو اک بوسہ خوشی سے اپنی
اچھا تم میری خوشی جانے دو

اے پریخوان وہ پری شیشے میں اوترا ہی کیا
جانتا ہے بند محرم کی کشش تسخیر کو

میں کڑھتا ہوں یہ میں دشنام دیتا ہوں جسکو
کیا کام مرے حال پریشان سے کیسکو

بولوں میں کسطرح بھلا حال سناؤں اونکو
دل بیتاب وہ محفل میں ادھر دیکھیں تو

تکلم تیرے ہونٹوں کا جو سمجھیں لطیفان حیرت
اشارہ تیری آنکھوں کا اگر انے بیان جائے

سب دیکھ چکے ہیں دلبروں کو
اب دل پہ نگاہ ہے ہماری

مژگان کے تلے ہیں لخت دل گرم
آتش نہ نگاہ ہے ہماری

منہ میں اونکے وصل میں دیکر زبان
ان بتوں کو بے دھرم کیا کیجئے

گر کہیں دل مین جو ارمان کسی نے
وہ لگے میرا کلیجا چیر نے

کہیے کیسے غیر سے اسوقت کیا مذکور تھا
دیکھکر مجھکو زبان اپنی لگی کیون دانتنے

باتون نے ترے کیا ہے بیمار
کیا ہو نٹھہ مری دوا کرین گے

وہ دہان سے چلے ہین ہم یہان سے
مضمون کیا صلح کا لڑا ہے

ویسے گزرتے ہی نظر اوس رشک ماہ کی
بوتل تراشتی ہے سر وہی نگاہ کی

ساقی دعا ئین مانگ تو زلفون کو کھولکر
رندون کو احتیاج ہے ابر سیاہ کی

کل جو اوٹھے تھے جنازے کے لیے
آج بیٹھے ہین اوٹھانے کے لیے

صمیم تخلص تشفی داس دہلوی طب ہندی و ستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

بھولی بھالی تری صورت سے بڑی دھوکے
تو تو عیارون کا عیار ستمگر نکلا

صنعت تخلص کریم الدین زرگر مراد آبادی بیشتر اپنی اوقات عزیز کو عبادت مین صرف کرتا تھا اور وضع آزادانہ رکھتا تھا

یہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن
ہمارا ہی دل لے کے دلدار ٹھہرے

صولت تخلص نواب محمد تقی خان لکھنوی خلف نواب حسین علی خان اثر شاگرد ناسخ شعر خوب کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

گھل گیا پیری مین فرط غم سے ایسا جسم زار
پوست ڈھیلا ہو کے آخر جامۂ تن ہو گیا

جو دیکھی فال مین نے بھر دیدار
تو قرآن مین بھی نکلا لنترانی

صولت تخلص قاسم علی خان بن کاظم علی خان حیران نبیرۂ قائم خان مداری بانسدہ نبار

تربت مین آنکھین بعد فنا بھی کھلی رہین
تھا زیست مین مژدہ جو مجھے انتظار کا

ملتے ہو رقیبون سے مری گھر نہین آتی
اللہ تمہین اتنی بھی فرصت نہین ملتی

صید تخلص اخوی راقم مولوی عبد الباری مرحوم شاگرد مولوی رشید الدین مرحوم وحشت مدرسۂ عالیہ کلکتہ مین زبان انگریزی کے مدرس تھے ہر دو زبان مین شعر اچھا کہتے تھے مگر کلام انکا ضائع ہو گیا ۱۳۱۲ھ مین جو تپ محرقہ مین وطن لینی فرید پور مین جاکر انتقال کیا راقم نے اونکا ارتحال کی تاریخ کہی ہے ؎

چون مرد برادر من عبد الباری
بگذشت خرد سال وصال او باے

در دیدۂ من تیرہ جہان خندا گا
صد حیف شکست بازوے مجبور کرا

ولہ

ہے غم سخت موے مولوی عبد الباری
اسی حالت مین ہوئی مجھکو جو تاریخ کی فکر
موجۂ صرصر بنا ہے خنجر شمر لعین

تشنگی صاف ہوئین جرخ کے بس ہاتھون سے
دل یہ بولا کہ قضا کی ہے یہ بھائی نے
حسن گلشن ہے خزان مین کربلا ہو عید سب

حرف ضاد معجمہ

ضابطہ تخلص مہر علی متوطن دہلی

نام کی تو شرم کر ضابط خدا کے واسطے
یہ ترا کریہ تجھے آخر بھا لیجائے گا

ضاحک تخلص درویش صاف باطن شیخ مراد بخش خیاط باشندۂ دہلی

چاک کرد جگر کے سینے مین لوٹا ہزار بار
ضاحک یہ رشتہ بھی کہین یمان بار ہے

ضاحک تخلص میر غلام حسین ولد میر غریب اللہ دہلوی مرزا رفیع سودا کی ہجو خوب کہی ہے اور سبب یہ کہا ہے میر حسن اونکے بیٹے نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے کہ ایسے ظریف تھے کہ کوئی غزل انکی ہزل سے خالی نہین

کیا دیکھے اصلاح خدائی کو دلبسکین
جب سے اوس طفل پر بوئین نے چھاپین انکھین

کافی تھا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا
بس مرا لکھنہ نہ حلا رو کے تماشا مین انکھین

ضامن تخلص شیخ ضامن علی لکھنوی خلف شیخ ابو تراب شاگرد اسیر

میرے کو ہمنشک دیکی لحد سے اوچھالکر
شاید وہ لکھین گھر سے بس اتنی امید پر

میرے گنہ کا بوجھ اوٹھے گا زمین سب
کوچے مین اونکے بیٹھ رہے ہم تمام شب

ضامن تخلص حکیم محمد ضامن باشندۂ اکبر آباد مقیم حیدر آباد شاگرد رشا نصیر آبادی

خاطر مین دو لوان چاہو سے چاہو اوسکو لو
تم کو کیا کیا وفا کے دعوے ہین

جان آپ کی ہے دل بھی میرا جان ہے آپ کا
حیرت ہے مجھے یقین آیا

صانع تخلص میر خیر الدین باشندۂ ناگور مقیم دہلی

صانع کا اے عزیز و کچھ ڈھنگ ہی نرالا | تا صبح روتے رہنا تا شام خوار پھرنا

ضبط تخلص کنھیا لال سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد خلف موہن لال مراد آبادی

وہ کوٹھے پر چڑھے ہے جو چشم بد دور | اوتارا چاند کو سب کی نظر سے

ضبط تخلص نوازش علی خان خلف مقصود علی خان دوپٹے باز باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہیں

شرمندہ لعل لب سے ہو یاقوت و برگل | صاف آئینہ خجل ہو جو دیکھے صفائی رخ

ضبط تخلص سید حسن شاہ برادر سید شاہ حسین حقیقت شاگرد جرأت مرأت حیدری اور کئی رسالے منظوم جفر اور رمل میں انسے یادگار ہیں

نقد دل و خشت بیں کھو کر اس جنون پیدا کیا | ہم نے بازار محبت میں یہ کیا سودا کیا
ایسا نہ ہو کہ پاؤں تلک آ رہے کہیں | آئی لٹک کے زلف گرہگیر دوش پہ
طفلی میں بھی خیال یہ آتا تھا مجھکو ضبط | رہنے نہ دیگا یہ فلک پیر دوش پر

ضبط تخلص سید آغا جان ولد سید علی خان برادر نواب معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد ہادی علی مجوز

تو سراپا چمن حسن ہے اے رشک بہار | رخ ہے گل سرو ہے قد نرگس تہلا انگین

ضحا تخلص مولوی غلام رسول خلف شیخ محمد پناہ ساکن قصبۂ ملانوان پرگنۂ سندیلہ شاگرد نواب عاشور علی خان

مذنگر ہو تیں ہیں تیکھی وہ انکھڑیاں | مانند رند مست نہ کیوں لڑکھڑائے دل
ڈر ہے ضحا نہ گل کہیں شمع حیات ہو | ان روزوں بڑھ چلی ہے نہایت ہوائے دل
کوچے سے یار کے انہیں الفت کمال ہے | کیونکر لحد میں ٹھہریں گے مجھ خستہ تن کے پاؤں
خیرت مہر وہ عارض جو تاباں ہو جائے | داغ دل اپنا یقین ہے مہ تاباں ہو جائے

ضرغام تخلص مرزا بہادر بیگ دہلوی

اے ستمگر سبب خاطر ناشاد نہ پوچھ | ہم سے مغموم مزاجوں کو نہ کر یاد نہ پوچھ

خاک مرغام کا کوسون نہین لگتا ہے پتا | تیری شوخی نے کیا کیا اوسے برباد نہ پوچھ

ضرورت تخلص محمد جمیل باشندۂ بانی پت دہلی مین معلمی کرتے تھے

تاثیر آہ و نالہ معلوم ہے جو کچھ سو ہے | کیا ہوگے اے ضرورت گر پھر لگا کروگے

ضعف تخلص عابد حسین باشندۂ دہلی

ایسا نہ ہو کہ دست نگارین سے گم ہو دل | اے شوخ خوفناک ہین دزد حنا سے ہم
افتادہ رہگزار مین ہین اسلیے کہ گاہ | کچھ رہزون کا راز نہین نقش پا سے ہم

ضعف تخلص شیخ غلام عباس آئینہ ساز ولد شیخ غلام محی الدین لکھنوی شاگرد امیر مینائی

کیون نہ کھٹکین دل عاشق مین ستمگر بلکین | ہین رگ جان کے لیے صورت نشتر بلکین

ضعیف تخلص شجاعت علی باشندۂ دہلی اپنے آخر وقت مین آزادانہ زیست کرتے تھے

ہم بھی گویا کہ نقش پا ہین ضعیف + | جس طرف بیٹھے پھر وہین کے ہوئے

ضمان تخلص میر محمد کامل باشندۂ دہلی

بجھلا دیا ہے ضعف نے گو جسم زار کو | پر پھرتی ہے لیے مری وحشت غبار کو
نہ پہونچی اوسکی دامن تک مری خاک | مجھے شکوہ رہا باد صبا سے

ضمیر تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی صوبہ دار عظیم آباد قرابت دار علی وردی خان مہابت جنگ حسین آباد مین نعمت کی

نہین صہبا کی یہ ہے جلوہ گری شیشے مین | کی ہے ساقی نے فسون پڑھ کے پری شیشے مین

ضمیر تخلص گنگا داس رمال شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی

روکش ابر بہاری کیا یہ چشم زار ہے | خندہ زن گل پر بھی زخم سینۂ افگار ہے
مین بتاتا ہون نمیراب کچھ تجھے کہی ہے خیال | چشم خواب آلود اوسکی فتنۂ بیدار ہے

ضمیر تخلص شیخ مداری اکبر آبادی شاگرد نظیر اکبر آبادی

وہ ابھی ہے نو گل آزردہ ہنوز تازہ بہاری | نہ کچھ آئینہ سے اوسے خبر نہ حیا ہی کچھ سروکار ہے

ضمیر تخلص میر مظفر حسین مرثیہ گو خلف میر قادر علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

گاہ پہلو مین گاہ یار کے پاس | دیکھیو تو کہان کہان ہے دل
دیکھنا عاشقون کی ارزانی | ایک بوسے پہ بھی گران ہے دل

ضمیر تخلص رائے بلونت سنگھ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہوگا ہمارا ضبط کسی کو کہان نصیب | جلتے ہین مثل شمع زبان پر فغان نہین

ضمیری تخلص مرزا مظہر تاجدار باشندۂ بنارس درویش وارستہ مزاج تھے روم و شام تک کی سیاحت کی تھی دلی مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

یون عادتون کو تیری کیا کیا نہ جانتے تھے | لیکن تجھے ستمگر ایسا نہ جانتے تھے

ضو تخلص غنی کمال الدین باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی

دیکھنا ہے تو دیکھلو ضو کو | آگے کیا جانیے کہ کیا ہو جاوے
عشاق تفتہ جان پہ کبھی اک نگاہ ہے | اے برق منتظر ہے ہمہ تن نگاہ بھی
مشکل نہین ہے ربط کسی کا کسی کے ساتھ | پر اوسکے ساتھ شرط ہے کچھ اک نباہ بھی

ضیا تخلص میر ضیاء الدین دہلوی عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی سنہ ۱۱۹۴ گیارہ سو چورانوے ہجری مین فوت کی اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ سنہ ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین عظیم آباد مین بقید حیات تھے

صاف تھا جبتک تو ہمکو بھی جواب صاف تھا | اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
کل کی رسوائی تجھے اے ضیا نہ تھی ایسی ننگ خلق | اوسکے کوچے مین ضیا تو آج پھر جانے لگا
پلا دے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جاتے ہین | جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق مین پانی چواتے ہین
مے دل جلا ہون گہ نہ مین سینہ تفتہ ہون | ہین داغ یاس و حسرت یاران رفتہ ہون
کسی دشمن کی بھی یارب نہ گزری شب جدائی کی | کہ جیسا اوس سے میرے وصل کا یہ دن گزرتا ہے

ضیا تخلص مرزا ضیاء بخت دہلوی فرزند مرزا فرخندہ بخت خاندان تیموریہ سے ہین

نہ شب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے | مجھے کسی کا مگر انتظار رہتا ہے
چھڑا کے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن | بندھا ہوا اشک کا ناجیب تار رہتا ہے

ضیا تخلص ضیاء الدین مدام نشۂ شراب مین سرمست رہتے تھے

جون چنار اسجانہ پھولے ہین نہ پھل لاتے ہین ہم
جب مراد اپنی کو پہنچے ہین تو جل جاتے ہین ہم

ضیا تخلص مرزا سخاوت علی خلف مرزا حاتم علی مہر مقیم اکبر آباد

مزا قند مکرر کا ہے لب مین +
نہ ہو بوسون مین پھر تکرار کیونکر

ضیا تخلص غلام جیلانی باشندۂ دہلی شاگرد امراو مرزا انور

وہان نازوہ کہ در تک آیا نہ جائے گا
یہان ضعف یہ کہ جان سے جایا نہ جائیگا
مرجائینگے مراد نکو بلایا نہ جائے گا
احسان دو ستون کا اوٹھایا نہ جائیگا

ضیا تخلص سید محمد میر خلف میر محمد تقی لکھنوی شاگرد مذنب مرثیہ گو

پڑا ہے عرصہ جو سے معاملہ دل کا
بھڑا ہے جا کے کہان بل بے حوصلہ دل کا

ضیا تخلص شیخ ولی اللہ اکبر آبادی

رہیگی یون ہی اگر دل کو بیقراری رات
خدا ہی جانے کہ کیونکر کٹے ہماری رات
نہین امید کہ تا صبح اپنی جان بچے
یون ہی رہا جو رگ و پی مین درد ساری رات

ضیا تخلص حسن جان شاگرد وخلف سعید علی جان درخشان باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خبر کیا ہے بتان شمع رو کو
خدا ہر حال ہے روشن ہمارا
دل مراد اغ مرا سینہ مرا اشک مرا
گل ہوا غنچہ ہوا باغ ہوا تال ہوا
صنم بے دہن ہنسے ہم کو
یہ بھی گویا خدا کی قدرت ہے

ضیا رتخلص منشی وارث علی باشندۂ ڈھاکہ معلمی کرتے ہین تھوڑی سی غزلین اور ایک مثنوی کے بعض بعض داستان راقم کو دکھلائے تھے طبیعت انکی علم شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے صاحب لوان ہین

بات میری بھی نہین سنتا ہے صحبت کا اثر
دل مرا عشق بتان مین سخت بدخو ہو گیا
شکر اوس قاتل کا کرتا ہے اشاری ہر ادا
ہر دہان زخم اک چشم سخنگو ہو گیا
لکھتے ہین آج وصف دوابروی یار ہم
حاسد کے سر پہ کھینچے ہین ذوالفقار ہم

ضیائی تخلص سید زین الدین دہلوی علم فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

ضبط آہ و نالہ مدت سے کیا کرتے تھے لیک
اب وہ راز دل ہمارا آشکارا ہو گیا

بس اسے کیا دھرا تھا اے فلک جز نقد دل
وہ بھی اے ظالم نیاز ناز خواں ہو گیا

ضیغم تخلص جناب حافظ اکرام احمد خلف حافظ قطب الدین مرحوم باشندہ رامپور۔ داماد و شاگرد شاہ رؤف احمد رافت سرہندی پیرزادے ہیں پہلے حشمت تخلص کرتے تھے۔ عروض و قوافی و صنائع و بدائع شعری میں فی زمانہ تالی مثل ہیں۔ جمیع اصناف سخن پر قادر ہیں۔ شعر پر مضمون اور عاشقانہ فرماتے ہیں۔ غزل اور رختی اور مرثیہ میں تخلص کرتے ہیں۔ بہت سے ملکوں کی سیر کی ہے۔ بہت سی زبانوں سے واقف ہیں۔ طب یونانی اور ہندی و ڈاکٹری اور بیشتر فنون و ہنر میں کامل ہیں۔ چودہ پندرہ برس تک کلکتہ میں تھے سات آٹھ برس سے ڈھاکہ میں تشریف فرما تھے کہ ما گرمشہور ہیں ۱۲۸۶ بارہ سو چھیاسی میں انتقال کیا

ہوں شاہ کشور سخن دلپذیر کا
کرسی عرش پایہ ہے اپنی سریر کا

دیتا ہے قلب کاخ کو ترجیح کاخ پر
سمجھا جو مدعا ہے نقوش حصیر کا

یہ ذکر سلسلے میں ہمارے مدام ہے
اوس زلف سے خیال بندھا ہے اسیر کا

کھینچا ہے دل کو زلف سے مچھلی نے کان کی
ماہی کو سحر یاد ہے کیا مار گیر کا

ہو اس بتان میں منعکس جلوہ خدائی کا
نابان کفر سے ہے استفادہ رہنمائی کا

قفس میں بند ہو کر طوطی جان شاد ہے ایسی
کسی کو قید ہونے کا ہے غم اسکو رہائی کا

مرغ جان کیوں قفس تن سے نہ پرواز کرے
ہر پر تیر ستمگار ہے ٹھہرا اپنا

کسی عنوان نہیں جاتا جو خیال خط غیر
ہوش اوڑا دیتا ہے ہر ایک کبوتر اپنا

رؤف کا وصل روی سے مجھے دینا ہی ضرور
شب مہتاب ہے اور آیا ہے دلبر اپنا

اپنے سینے میں وہی عشق نہاں ہے کہ جو تھا
کعبۂ دل میں وہی ذکر بتاں ہے کہ جو تھا

تیرا انداز وہی آفت جاں ہے کہ جو تھا
کشتۂ ناز و ادا پیر و جواں ہے کہ جو تھا

آپ تشریف جو یہاں لائے اے بندہ نواز
دیدۂ و دل وہی صاحب کا مکاں ہے کہ جو تھا

آہ و نالہ ہے وہی اور وہی رونا ضیغم
پر اثر نالہ و افغاں میں کہاں ہے کہ جو تھا

ہو گیا افشاے راز عشق آہ سرد سے
آنا جانا عندلیب کا ہے ہوا جاسوس کا

جو گیا ہدہد کبوتر بلبل اوس گل کا بنا
دل نہ کیون ہو آشیانہ طائر افسوس کا

اونکے جوڑے مین رہا کرتا ہی جوڑا سانپ کا
اور یہان ہر پیچ مین بی کے توڑا سانپ کا

زلف جانا کا دم تحریر لازم ہے خیال
تا سمند طبع کے خاطر ہو کوتاہ سانپ کا

نظم کو جادو بنایا یاد نرگس نے تمام
فکر سنبل نے ذرا مضمون نہ چھوڑا سانپ کا

زلفین آپس مین سدا ہوجاتے ہین زیر و زبر
سانپ کے ہے واسطے موضوع گھوڑا سانپ کا

شانۂ مشاطہ نے سلجھا کے کب کو ندھی ہی جعد
توڑ کر دے لے نے ہر اک جوڑ جوڑا سانپ کا

مدتون دل مین رہا جو مار کاکل کا خیال
رفتہ رفتہ ہو گیا آخر وہ پھوڑا سانپ کا

تیری آنکھون مین نہین ہے سرمۂ دنبالہ دار
سر نکالے ہے پٹاری سے یہ جوڑا سانپ کا

دھکدھکی کے دُر مین اوجھے دونون کر نوکسے
ایک من پر لڑ رہا ہے آج جوڑا سانپ کا

مانگ پر اونکی بندھی تعویذ ہونے کے نہین
شیر کردون کی سواری مین ہے گھوڑا سانپ کا

عشق گیسو مین سبق گر ہے تو یا ہی کا ہے
آج کل منتر کیا ہے یاد تھوڑا سانپ کا

دہان رہتا ہے جو ابرو خمِ بت بے پیر کا
اور طے کہتے ہین جسکو میان ہے شمشیر کا

بندۂ الفت نے کھینچا دل بت بے پیر کا
آج قائل ہون مین مقناطیس کی تاثیر کا

رخ مین ہے گرمی غضب - ہی قہر اوسکی ہر ادا
دیکھیے گر نقشہ تو ہووے رنگ فق تصویر کا

جھوٹ مین کہتا نہین ہر بات مین اعجاز ہے
دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا

حسن ہے جلوہ نما زلف چلیپا ہے بلا
ابرو و دن مین اوسکے عالم صاف ہے شمشیر کا

خط ابھی نکلا نہین رخ کا عجب انداز ہے
دم ہے آنکھون پر نکلنا لعبت کشمیر کا

ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون
کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا

تا لب آیا ہی دم جینا ہی اب مجھ پر زبون
غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا

رہتا ہے درد والم احوال دل کس سے کہون
خلق در بان بھی نہین رکھتا بت بے پیر کا

جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے
حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

آٹھ شعر مرقومۂ بالا صنعت توشیح مین ہین کہ دو دو مصرع ثانی کو سلسلے کے ساتھ

ملانے سے ایک ایک مطلع نکلتا ہی۔ یعنی

دیکھے کر نقشہ تو ہووے رنگ فق تصویر کا
دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا

ابرو دون مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا
دم ہے آنکھون پر نکلتا بعبت کشمیر کا

کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا
غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا

خلق و رہان بھی نہین رکھتا بت بے پیر کا
حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

دوسری صنعت یہ ہے کہ اول مصرعون سے دو شعر مرقومۂ ذیل ذو بحرین یعنی بحر رمل
ثمن مقصور و محذوف اور بحر منسرح ثمن مطوی موقوف یا مکفوف مین نکلتے ہین

رخ مین ہے گرمی غضب جھوٹ مین کہتا نہین
حسن ہے جلوہ نما خط ابھی نکلا نہین

ہجر مین تیرے صنم تا لب آیا ہے دم
رہتا ہے درد و الم جب سے تو آتا نہین

اور دو شعر مرقومۂ ذیل بحر رجز ثمن سالم مین بھی نکلتے ہین یعنی

ہی قہر اوسکی ہر ادا ہر بات مین اعجاز ہے
زلف چلیپا ہے بلا رخ کا عجب انداز ہے

ہر دم ہون پیتا اپنا خون جیتا ہی اب مجھ پر زبون
احوال دل کس سے کہون غم مونس و دمساز ہے

اور پانچ شعر مرقومۂ ذیل بھی بحر رمل ثمن مقصور و محذوف مین نکلتے ہین یعنی

رخ مین ہے گرمی غضب ہر بات مین اعجاز ہے
حسن ہے جلوہ نما رخ کا عجب انداز ہے

ہجر مین تیرے صنم جیتا ہے اب مجھ پر زبون
رہتا ہے درد و الم غم مونس و دمساز ہے

جھوٹ مین کہتا نہین ہے قہر اوسکی ہر ادا
خط ابھی نکلا نہین زلف چلیپا ہے بلا

ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون
تا لب آیا ہے دم جیتا ہے اب مجھ پر زبون

جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے
رہتا ہے درد و الم احوال دل کس سے کہون

اشعار مرقومۂ بالا کو قلب کرنے سے اور بھی کئی شعر نکلتے ہین اصحاب طبع پر مخفی نہ رہیگا

جلوہ ہر صحبت کا ہو جاتا ہے اے نسیم اثر
آج کل رتبہ بڑا ابر حبیس سے ہے قیر کا

رونق بزم طرب ہے آج شمع روی دوست
آتی ہے گلہای نخل آرزو سے بوی دوست

سرد آہین بھرنے بھرتے مین یہان ٹھنڈا ہوا
گرمی دشمن سے وان خالی نہین پہلوی دوست

چشم ہی ناصح کی اب پتلی سکندر کی بنی
مین نے کیون اوس دشمن جان کو دکھایا روی دوست

لوٹتا ہے کون اِن روزون بہار رہے دوست
کسکے ناخن ہین کلید قفل عقدِ مویِ دوست

خندہ زن اوس دست مین شانہ بدبضا پہ ہے
غیرتِ ثعبان موسیٰ کیون نہ گیسوی دوست

شب کو اونکے بام پر ہمنے لگائی جو کمند
گر پڑے چڑھ چڑھکے مثلِ شانہ گیسوی دوست

آنی جانی دمبدم مثلِ نفس ہے مرگ و زیست
کھیل مین مصروف ہین جب سے لب و ابروی دوست

دنبالہ دار سرمہ نہین چشم یار مین
نکلے ہے عین مستی مین ضیغم ہرن کی شاخ

زنجیر کی سنکر ترے مجنوں نے کہا ہے
کیون جان نہ لے عاشقِ مایوس کی جھنکار

ہین چوڑیان اوس ساعد نازک مین قیامت
کھوئی تمہاری ساق نے توقیر پائے شمع

اِس غم سے موج اشک ہے زنجیر پائے شمع
ہر شئی کی عمر گھٹتی ہے دنیا مین دمبدم

یہ ہے زبان حال سے تقریر پائے شمع
تعریف ساق یار مرے دلسے پوچھیے

پروانے کچھ سمجھتے ہین توقیر پائے شمع
آنکھون مین کیا تپنگ کی چربی ہی چھا گئی

لیتا ہے بوسے شمع کی گلگیر پائے شمع
گالیان غیر دنکو اے غیرت شیرین نہ سنا

تلخ ہو جاے نہ شیر اکہین دشنام سے کام
چھاتی گدرائی ہوئی چھوتے ہی آفت آئی

ہو گیا سخت خراب اِس طمع خام سے کام
مہر و مہ خدمتِ عالی مین سدا رہتے ہین

صبح سے ایک کیا کرتا ہے اک شام سو کام
حور کے غم سے غلمان کے صدمے ضیغم

بعد مردن بھی رہا ہمکو نہ آرام سے کام
یار کی باتون مین کچھ آجاتی ہے بوے وفا

کیا عجب ہے گر پلٹ کر کان پہونچے ناک مین
آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین +

پر آپ کی گئی نہین اب تک نہین نہین
عریانی آئی جب سے یہ جھگڑا ہے مٹگیا

کل جیب تھی کلی نہ تھی آج آستین نہین
جان تیرے غم مین ہی دی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

شوخی یہ ہم نے بھی کی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیرون سے ڈرتا ہے کیا کوچے مین اوسکے تو جا

کہتا ہے مجھسے یہ جی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
روٹھے گا ہے تو گر تیشے سے پھوڑینگے سر

ٹھانی ہے دلمین یہی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
شکوہ ہے لب پر تیرے روز و شب اے میرے دل

ہونٹھون کو اپنے تو سی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
دہان ہے تو خوش میری جان م میرے لب پر ہی بیان

کہدے یہ اوس سے کوئی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

ساقی ہے بنا ہے اور گل کی بھی آئی ہے فصل	یا وہ بھی تھوڑا سا پی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیروں سے ملنا ہے تو کوئی بت اہی میری جان	لائینگے ضد سے تیری اب تو جو کچھ ہو سو ہو
جیسے یہ جامہ ہے شق ویسے ہی دل ہے میرا	چیرینگے سینے کو بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ملنے میں خوبونکے ضیغم کوئی بچتا ہے جی	سر پہ یہ جو کھون ہے لی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

غزل مرقومہ بالا بہت سے بحور واوزان مختلفہ میں موزون ہے اور پڑھی جاتی ہے اور یہ بہت بڑی اور مشکل صنعت ہے کہ آج تک کسی شاعر عرب وعجم کا کوئی شعر جو چھ سات بحر سے زاید بحرون میں موزون ہو نظر آیا نہیں اسلیے غزل مذکور کے

ایک ایک مصرع کو چند بحور جدا گانہ میں تقطیع کرکے لکھا جاتا ہے

بحر مدید مثمن سالم ارکان فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن
تقطیع جان تری غم فاعلاتن میں ہے دمی فاعلن اب تو جو کچھ فاعلاتن
ہو سو ہو فاعلن

بحر مدید مثمن مخبون ۱ ارکان فاعلاتن فعلن فاعلاتن فعلن
تقطیع شوخی یہ ہم فاعلاتن نے بھی کی فعلن ابتو جو کچھ فاعلاتن
ہو سو ہو فعلن

بحر بسیط مثمن سالم ارکان مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
تقطیع غیروں سے ڈر مستفعلن تا ہے کیا فاعلن کوچے میں اوس مستفعلن
کی تو جا فاعلن

بحر بسیط مثمن مخبون ۱ ارکان مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن
تقطیع کہتا ہے مجھ مستفعلن سے یہ جی فعلن ابتو جو کچھ مستفعلن
ہو سو ہو فعلن

بحر بسیط مثمن مطوی ۱ ارکان مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
تقطیع رو ٹھے گا ہم مفتعلن سے تو گر فاعلن تیشے سے پھو
مفتعلن ڈینگے سر فاعلن

بحر کامل مسدس مضمر مقطوع مرفل یا مذال ارکان متفعلن فعلاتن متفاعلاتن تقطیع
شکوہ ہے لب متفعلن پہ ترے رو فعلاتن رو شب اے مرے دل متفاعلاتن
بحر مضارع مثمن اخرب ارکان مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن تقطیع ہونٹھوں کو مفعول
اپنے تو سی فاعلاتن اب تو جو مفعول کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر رجز مثمن مقطوع مخبون ارکان مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن تقطیع وہاں ہے
تو خوش مستفعلن مری جان فعولن دم میرے لب مستفعلن پہ ہے یہاں فعولن
بحر رمل مثمن مخبون مقطوع ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن تقطیع کہدے یہ اوس
فاعلاتن سے کوئی اب فعلاتن تو جو کچھ ہو فعلاتن سو ہو فعلن
بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکشوف ارکان مفتعلن فاعلن یا فاعلات مفتعلن
فاعلن یا فاعلات تقطیع ساقی ہے مے مفتعلن نا ہے اور فاعلات گل کی بھی
مفتعلن ئی ہے فصل فاعلات
بحر متقارب اثرم ابتر شانزدہ رکنی ارکان فعلن فعلن فعلن فع فعلن فعلن فعلن
فع تقطیع بادہ فعلن بھی تھو فعلن ڑا سا فعلن پی فع اب تو فعلن جو کچھ فعلن ہو سو
فعلن ہو فع
بحر مشاکل مثمن مجبوب ارکان فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن فعل تقطیع غیر ون سے
مل فاعلاتن تا ہے تو کو مفاعیلن ئی بت امی مو فاعلاتن رہی جان فعل
بحر مقتضب مطوی مکشوف ارکان فاعلن مفتعلن فاعلن مفتعلن تقطیع لائینگے فاعلن
ضد سے ترے مفتعلن ابتو جو فاعلن کچھ ہو سو ہو مفتعلن
بحر وافر مثمن اغصب مصوب ارکان مفاعلتن مفعولن مفاعلتن مفعولن تقطیع جیسے یہ جا
مفاعلتن مہ ہے شق مفعولن ویسے ہے دل مفاعلتن ہے میرا مفعولن
بحر محبتث مثمن مقطوع ارکان مفعولن فاعلاتن مفعولن فاعلاتن تقطیع چیریں گے مفعولن سینے
کو بھی فاعلاتن ابتو جو مفعولن کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر منسرح مثمن مطوی مخبون مکشوف ارکان مفتعلن فعولن مفتعلن فعولن

تقطیع ملنے مین خوشگلن بونکے ضی فعولن غم کوئی بچ مفتعلن تا ہے جی فعولن

بحر مقتضب مثمن مکشوف ارکان مفعولن مستفعلن مفعولن مستفعلن تقطیع سر پر یہ مفعولن جو کہون ہے لی مستفعلن اب تو جو مفعولن کچھ ہو سر ہو مستفعلن

بحر خفیف مثمن مجنون مقصور ارکان فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن تقطیع جان ترے غم فاعلاتن مین ہے دی فعولن ابتو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فعولن

بحر عمیق مثمن سالم یا مسبغ ارکان فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن یا فاعلیان تقطیع جان ترے فاعلن غم مین ہے دی فاعلاتن ابتو جو فاعلن کچھ ہو سو ہو فاعلاتن

اس غزل کے شعر سوائے بحور مذکورۂ بالا کے اور اور بحر مین بھی موزون ہوتے ہین عروض دانون پر چھپا نہ رہے گا

ہمنے کب پہونچا کر بانہ اوس زلف کی لٹ چھوڑ دی
ہان جو دیکھی اک ہے کالی ناگنی جھٹ چھوڑ دی

تو جو مژگان کو جھپک لیتا ہے عیاری سے
چیرتا دل کو ہے اے جان کوئی آری سے

اسقدر بوسے لیے ہم نے ہجوم شوق مین
مٹتے مٹتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی

ہوند خاک ہو کے بھی جنبش بدن مین ہے
کیا رشتۂ حیات ہماری کفن مین ہے

بنکے جوانی گھٹا جھوم بڑی اور بھی
بھیگ کے اونکی مسین ہونگی کڑی اور بھی

ساقی شفق کو دیکھ کے کہتا ہے ناز سے
صہبائے سرخ شیشۂ چرخ کہن مین ہے

بھاتا ہٹے نوگرمی داغ جگر دکھاؤن
اے مہربان ابھی تو یہ سورج گہن مین ہے

صیغہ تخلص نواب سید حسین خان عرف اچھے صاحب خلف نواب سید حسین خان

اوس جان کی کبھی الفت کو نہ مین چھوڑ دونگا
مجھ پہ کرتا ہے ستم ای فلک پیر عبث

صیغہ تخلص مولوی محمد غضنفر مرحوم شاگرد محمد رضا برق

جب سے پیش نظر وہ صورت ہے
آئینہ کو کمال حیرت ہے

کسکے رخ پر پڑی ہے اوسکی نگاہ
جو سفید آئینہ گی رنگت ہے

حرف طاء مہملہ

طالب تخلص طالب حسین بن محمد عسکری نالان شاگرد انشا وطن انکا کشمیر مولد دہلی

دشت مین آہ شرر بار جو طالب نے بھری | ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ
مجھ سے جب آنکھ وہ ملاتا ہے | دل ہی سینے مین لوٹ جاتا ہے
فردہ اے قیس میری وادی مین | ناقہ لیلے کا آج آتا ہے

طالب تخلص میر طالب علی خلف سید استعرا میر غالب علیخان سید تخلص

مضطر ہو کب مین شب او ٹھ ای ماہر نہ آیا | گھر سے تری گلی مین تا بام تو نہ آیا

طالب تخلص عاشو بیگ خلف دولت بیگ خان شاگرد میر تقی وثنار اللہ خان فراق وطن انکا توران مولد ہندوستان

رقص بسمل ہے تمنا ئے دل | تو بھی آ دیکھ تماشائے دل

طالب تخلص امام الدین دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی مرید شاہ مولانا عبدالعزیز قدس سرہ انکا رسالہ تقویت الشعرا نظر سے گزرا

نہ کہا تھا تجھے اے دل نہ لگانا دل کو | اپنی چھاتی پہ نہ رکھ لینا کبھی اس سل کو

طالب تخلص طالب علی خان نقشہ نویس عدالت فرخ آباد ولد دلاور علی خان باشندہ آنولہ ضلع بانس بریلی صاحب دیوان ہین

بوسہ لیا جو رخ کا وہ طالب خفا ہوئے | صحف کو چوم کر مین گنہگار ہو گیا
میرے او سکے نہ ہوا وصل مین بھی رفع حجاب | دل مین تھا شوق ملاقات حیا آنکھون مین
جلاے وصل سے یا ہجر سے کر مجھے قتل | حیات و موت مری او سکے اختیار مین ہے

طالب تخلص محمد عباس ولد داروغہ عدالت نظام احمد خان لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

رونے نے مری مجھکو کیا عشق مین بدنام | او ٹھتی ہے مرے آنسوون کے جوش پر انگشت

طالب تخلص حافظ شیرانی نابینا رامپوری شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق علوم عربی و فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے علم معما مین لاثانی تھے صاحب دیوان گزرے ۔ صاحب تذکرہ گلشن بیخار و گلستان سخن نے جو انکا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے

گریہ مین چشم تر سے دن رات چاہتا ہون
بویا ہے تخم الفت برسات چاہتا ہون

چیرے نے سننے کو شوق کیجے دل دلگیر کو
مین یہی دو جاے اور کیا کھا گیا مین تیر کو

کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے
میری آنکھون سے تو کچھ لعل و گہر سے برسے

رات بھر نالے کیے ہم نے تو دن بھر روے
جسقدر شام سے گرجے تھے سحر سے برسے

اشک اڈا ہے مرا ابر سے کہہ دو جاکر
آبرو چاہے تو ہٹ کر مرے گھر سے برسے

طالب تخلص شیر محمد خان دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان

مجھ سے تمھارے بزم مین جایا نہ جائیگا
جب تک رقیب واہن سے اوٹھایا نہ جائیگا

بہر عیادت آئین تو او سوقت آئینگے
جسوقت مجھسے لب بھی ہلایا نہ جاے گا

طالب تخلص الایچی رام باشندۂ جلال آباد ضلع امرت سر ولد سوبی رام برہمن سارست کچھ دنون سنہ ۱۲۱۸ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین باقر گنج عرف بریسال مین وارد ہوکر راقم سے اصلاح لی تھی طبع سلیم رکھتے ہین

مجھ پر وہ ظلم بار نہ اغیار نے کیا
جو کچھ کہ بخت و چرخ ستمگار نے کیا

آیا نہ رحم پر دل صیاد و دام مین
نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا

ذرا ادھر کو بھی تشریف لاؤگے کہ نہین
مرا بھی خانۂ ویران بساؤگے کہ نہین

منجمی سے سوم بھلا ہے کہ دی جواب شتاب
اجی تم اتنا تو فرماؤگے کہ نہین

بیگناہون کو قتل کرتا ہے
روز محشر کا تجھکو ڈر ہی نہین

ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے
واہ جی تم کو کچھ خبر ہی نہین

طالب تخلص مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین احمد خان ثاقب شاگرد مرزا غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

طالب کی خبر لو کہ وہ بیمار ناتوان
دنیا مین کوئی دم کے لیے میہمان ہے اب

قفس صیاد نے گلشن مین رکھا ہے زہے قسمت
اگرچہ ہم ہین زندان مین پہ رہتے ہین گلستان مین

رسا دے نکلتے ہین اب آنسو کیا سبب اسکا
مگر اشکے ہین لخت دل ہماری چشم گریان مین

وہ جب کرتے ہیں طالب وعدہ رہتا ہی یہان جگر | ہمیشہ آس مین اور یاس مین اور شوق و حرمان مین
درسے اوسکے اوٹھوا اوٹھائے ہر کسے | ناتوانی ذرا سنبھال ہمین

طالب تخلص پنڈت کشن لال کشمیری باشندۂ دہلی اکونٹنٹ محکمۂ نہر جمن دہلی شاگرد مولوی محمد حسین آزاد و نواب مرزا ظہیر انسے دہلی مین ملاقات ہوتی تہی۔

محفل سے گر عدو کو اوٹھایا نہ جاے گا | تو ہم سے گھر مین دوست کے جایا نہ جائیگا
مین جاؤن اس جہان سے یا جان جاے | پر پاے کوے یار سے جایا نہ جاے گا

طالب تخلص قاضی محمد یعقوب خلف قاضی فیض اللہ مقیم دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

گھبرا کے مرے گھر وہ گل اندام نہ آیا | یہ جذبۂ الفت بھی کسی کام نہ آیا
دل لیتے ہی وہ بات رہی اوسکی نہ طالب | ہے اور مزاج اوس بت عیار کا ایسا

طالع تخلص شمس الدین لکھنوی مقیم سہسوا

ناز و کرشمہ غمزہ و ادا عشوہ و خرام | یہ سب ہے ان بتون مین پہ اک دلبری نہین
بس معمور ہے سینہ مرا الفت سے داغون سے | نگاف سینہ کو اپنے در گلزار کہتے ہین

طاہر تخلص مرزا بندہ حسین باشندۂ فتحپور نہسوا شاگرد نواب عاشور علیخان

سالہا سال رہے بادیہ پیما طاہر | ایک مدت سے نہین دیکھی ہی گھر کی صورت
نہ دیکھا اوسکو تو رویا مثال ابر بہار | کھلین جو عالم رویا مین ایک بار آنکھین

طاہر تخلص طاہر علی خلف سید اظہر علی فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

دل آپ کے مانند مکدر نہین رہتا | اس آینہ مین دیکھیے زنگار کہان ہے

طاہر تخلص محمد طاہر قندہاری مقیم دہلی ہندیون کی صحبت مین زبان اردو کو اچھی طرح سے سیکھا تھا

ناز کرتی ہے نئی ہم پر جو صبا آتی ہے | کوچۂ زلف سے اس شوخ کی کیا آتی ہے

طائر تخلص شیخ اکبر آبادی شاگرد نظیر

اسطرح پاتے ہین پیارے ترے دامن کے | جیسے رہتا ہے عیان کاکل بلدار مین بل

طبیب تخلص حکیم محمد حسن خان ولد فتح خان فرخ آبادی شاگرد اسمٰعیل حسین میر

بیدلی کا درد جانے وہ صنم — اے خدا اوسکا کبھی پر آئے دل
روز تیرہ دن کا نشانہ کیون بنے — اسقدر چھاتی لہان سے لاے دل
فتنۂ حشر بھی جھک جھک کے قدم لیتا ہی — تم تو دو ہاتھہ قیامت سے بھی بڑھکر نکلے

طپان تخلص مرزا احمد بیگ خان مرحوم ولد نواب عطاء اللہ خان باشندۂ دہلی مقیم کلکتہ مختار صدر دیوانی کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین تعتمش خان والی دشت قبچاق کے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۳ اٹھارہ سو چوتیس عیسوی مین فوت کی مرزا احمد بیگ اپنا تخلص حرف طا جملہ سے لکھتے تھے

رات کو چرخ سے ٹوٹا نہ ستارا ہوگا — آہ سوزان کا مرے کوئی شرارا ہوگا
کیون نہ جھولوگے ہنڈولے مین تم اغیار کے ساتھ — میری قسمت کا جو گردش مین ستارا ہوگا
پابند نہین اپنے وہ رتبۂ عالی کا — پڑجاے جسے چسکا اوس پیار کی گالی کا
طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہو — امکان نہین بجا اک ہاتھ سے تالی کا
پڑ گئے داغون سے کیا کیا نہ جگر مین سوراخ — پھول جڑ جڑ کے کئے ہم نے سپر مین سوراخ
وہ بولے دیکھ کے اس دل کے داغ تازہ و خشک — کہ اس فضا پہ نہین کوئی باغ تازہ و خشک
کیجو دل شوریدہ کو ہرگز نہ میرے ساتھ دفن — کھوئیگا زیر خاک بھی ورنہ مرے آرام کو
کون آئینہ رو آج گیا ہے مرے گھر سے — پیدا ہے جو حیرت مرے ہر حلقہ در سے
دریا سے نکلتے نہین جو مردم آبے — پنہان ہین مری آہ شرر بار کے ڈر سے
تغیر وعدۂ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے — کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے

طیان تخلص سید قدرت علی دہلوی خلف میر سوز

داغ الفت سے جو مانوس نظر آتا ہے — مرغ دل سینے مین طاؤس نظر آتا ہے
جان کھوئی ہو کے عاشق ابروی خمدار کی — کشتی عمر آکے ڈوبی گھاٹ پر تلوار کے

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخاری کی اولادون مین سے مولد و مسکن انکا دہلی دبان سے آکر لکھنو مین مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت مین رہے بعد ازان بنگالہ مین آکر مدت تک شہر ڈھاکہ مین نواب

شمس الدولہ بہادر کی رفاقت مین رہے سنسکرت مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات انکے بہت خوب ہوتے ہین کلمات انکا نظر سے گزرا مرزا جان طپش کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی غزلون مین تخلص اونکا طاہر معلوم ہوا اسلیئے مین نے بھی ہاے فوقانی سے نہین لکھا

کیون وصل کی دل سے جاے امید
آخر دنیا ہے جاے امید

ایسی کیا کی ہے دلا ہم نے بتونکی چوری
دیکھکر ہم کو جو یہ آنکھ چرا لیتے ہین

جب کہین غنچہ پژمردہ نظر آتا ہے
دل سمجھکر اوسے چھاتی سے لگا لیتے ہین

نہین ممکن رہائی قید سے اوس لعل شکین کے
قلندر ہوکے مین بھی اوسکی پیچھے سر مُنڈاتا ہون

کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھلاؤن ق
تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکاتی ہے

لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون
اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے

طپش اب بیچتا ہے دل کو اپنے ق
بہا اس جنس کی کئی بوسے پر ہے

ہوے ہین خوبرو کتنے خریدار
تمنا سائی مین جن جن کو نظر ہے

کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار
ولے اوسکا ارادہ بیشتر ہے

سو یہ ہے عرض خدمت مین تمہارے
کہ لینا آپ کو منظور گر ہے

تو اب اس سے بھی کچھ بڑھ ہیے زیادہ
یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے

کسکی طرف سے آج طپش تجھکو یاس ہے
سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اودا اس ہے

نازسے وہ منہ پھراکر اسطرف سونے لگے
چپکے چپکے لیکے کروٹ ہم ادہر رونے لگے

نے پیروی قیس نہ فرہاد کرین گے
ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے

ہم خوش ہوے سوراخونکے ٹپر نیسے جگر مین
اب نے کی طرح شوق سے فریاد کرینگے

کبھی تو پانوکے ٹھوکر سے تیرے آشنا ہوتے
اگر خوابیدہ کوچے مین ترے جون نقش پا ہوتے

سُرخ اپنے لہوسے ترے دستار کرینگے
آخر کو ہم اک دن ترے سر چڑھکے مرینگے

دیکھینگے جنازے کو ورکے گا کوئی کیونکر
اب باندھکے ہم بھی تو یہان سر سے کفن نکلا

طرب تخلص ولایت حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھہ شاگرد امداد حسین طور

آبرو والے ہون نہ ترا من | دیکھو روشن ہے حال گوہر کا

طرب تخلص منشی گوپال سہاے بن پنڈت برج لال باشندہ مین پوری مقیم فتحگڈھ

سوے نصیب کو نہ جگایا حضور سے | آے نہ ایک رات مری خوابگاہ مین

طرب تخلص دتی لال کھتری شاگرد شاہ نصیر دہلوی

نہین گوندہی ہے چوٹی دست مشاطۂ جانان کی | یہ مشکین باندھ لی ہین اوسنے زردین ابا کی

طرب تخلص دھومی لال برادر زادۂ راجہ کنول نین قوم کائتھ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر صاحب دیوان گزرے

مین ہی کیا تنہا ترے کوچے سے سر دیکر اوٹھا | جو مشکل نقش پا بیٹھا ہوا وہ مشکرا اوٹھا

ابر و مینا ے و مہ ساقی و مطرب ہے طرب | کیا مزا تھا جو مرے پاس وہ دلبر ہوتا

تیرے مجنون کے گلے مین نالۂ آہن گداز | آن کر اکا تو پانی طوق گردن ہوگیا

طرب تخلص مولوی رحیم بخش نواسۂ شیخ نور محمد قادری تھانیسری مقیم دہلی شاگرد عبد الکریم سوز

آتش مزاجیون کا نتیجہ ہے مفلسی | خالی رہے ہے بیجہ ہمیشہ چنار کا

قتل تو کرتا ہے مجھکو پر مین ہون ہر گشتہ بخت | خوف یہ ہے منہ نہ پھر جاے تری تلوار کا

بہت ہی ملتی ہے اوسکی طرب سے کچھ صورت | ہوا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا

ہوا ہے شوق سے اوڑ کر چمن مین بہو بچنگے | نہین سہی ہم اگر بال و پر نہین رکھتے

طرز تخلص گردھاری لال باشندۂ امروہہ شاگرد قایم صاحب سراپا سخن نے جو انکا تخلص طرار لکھا ہے غلطی کی ہے

نہ سلجھا شانے کے ہاتھون بھی زلف سی تیری | نپٹ کوچ پڑا ہے معاملہ دل کا

آہ اوس شوخ نے احوال نہ پوچھا ہرگز | رہ گیا رو تھ چکا بیٹھ رہا مل دیکھا

طرز تخلص احمد حسین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا فضل بخش فیضی

دل کو ترے ستانا چاہا نہ ہم نے ورنہ | نالے گریہ بے اثر تھا نالہ نارسا تھا

اتنا تو صبر دے ہمین یارب کہ بہر وصل | جلدی کرین نہ اوس بت بیدرد آشنا سے ہم

اب کی ملجاے وہ تو کام نہین ۔ اگلی پچھلی حکایتون سے ہمین ۔

طرز تخلص میر علی حسین لکھنوی شاگرد مرزا وزیر علی صبا۔ انکے ملاقاتیون مین ہین

ہم سے چشمک نہ کرے غیر ۔ یار تم نے ضرور ماری آنکھ
ہو گئی فرقت جدائی ہو چکی ۔ آؤ ملجاؤ لڑائی ہو چکی

طرہ تخلص طرۂ بازخان بنارسی ؎

مصور کھینچے گر اوس شوخ کی تصویر کا نذیر ۔ مری صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کا نذیر

طفل تخلص مرزا عبد المقتدر بہادر عرف مرزا طفل خلف مرزا ابا مرحوم و خویش شاہ عالم بادشاہ زمہد و ریاضت مین اوقات گزارتے تھے صاحب دیوان گزرے

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہے ۔ دل ہے میرا کوئی وحشی صحرائی ہے

طوبی تخلص راجہ نہال سنگھ راجہ کپورتھلہ شاگرد غلام محی الدین غلامی

مین صدقے اس نزاکت کے کمر لچکانہ کھاجاے ۔ بھری باندھی تو باندھی تم نے کیون تلوار کی باندھا

طوبی تخلص سید علی حسین ولد امان علی لکھنوی مقیم حیدرآباد دکھن

چہرہ یار پہ بکھری ہوئی کیا خوب ہے زلف ۔ دستۂ سنبل گلشن سے ہے منسوب ہے زلف

طور تخلص محمد ۔ صا خلف مرزا اعظم بیگ قوم افشار باشندہ لکھنو شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

جب تلک بیٹھا رہا وہ پاس مین بیخود رہا ۔ طور کو بابار کی دیکھی نہی صورت خواب مین
مین جی جاؤن اجل سے آپ جائین اگر پہلے ۔ یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
عوض بوسے کے ہم نے گالیان دین یا کہ صاحب نے ۔ ذرا انصاف تو کیجے نکالا کسنے شر پہلے
مرکے جنت مین بھی نہ جائین گے ۔ رہنے والے ہین کوے دلبر کے
آسیا گہتی ہے ہر صبح باواز بلند ۔ رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن ہر کیڑے
ہر انگوٹھی پہ عقیق شجری کی ہے بہار ۔ تجھنے ہاتھون پہ دکھائے ہین مہین پھر کے
چراغ طور مرے گھر مین طور جلتا ہے ۔ خیال عارض روشن سے روشنی دل کی

طوفان تخلص میر نوازش علی خلف میر نظر علی باشندۂ مقبرہ اسیون توابع لکھنؤ شاگرد رشک

ابر برسات مین ایسا نہ برستا ہو گا | ایسی روتی مین بہا دیتی ہین دریا آنکھین

طوفان تخلص میر حسین ولد میر عبداللہ عرف میر عبو لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

دیکھکر چاند کو حیران سا رہجاتا ہے | شبیہ ہے یہ ترے چاندسی رخسار کا دل

طوماس تخلص ایک فرنگی زادہ مشہور بجا فصاحب باشندۂ دہلی شاگرد نصیر دہلوی کا ہے

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اسقدر | روتے ہین ہم کھڑے سر بازار زار زار

طیش تخلص رحمن علی خلف منشی سبحان علی باشندۂ دہلی شاگرد احمد جان عیش آٹھ نو برس ہوے کلکتے مین کرحافظ اکرام احمد صبیح کے شاگرد ہوے تھے راقم کے ملاقاتیون مین ہین

آنکھین غماز ہوگئین ہین طیش | راز افشا ہوا ہے محرم سے

حرف ظا معجمہ

ظالم تخلص ظالم سنگھ برہمن باشندۂ دہلی فارسی بھی کہتے تھے معلمی کرتے تھے

دل کو رو پیٹ کے بیٹھے تھے لیکن | ہجر کی شب بہاڑ آتی ہے

ظاہر تخلص رام پرشاد کھتری شاگرد مرزا رحیم الدین ایجاد باشندۂ دہلی

مین خاک ہون ہوئی شاید مجھے کو راہ دہان | یہ لوگ کہتے ہین دل مین ترے غبار آیا

بچے دل اوس بت بیداد گر سے کیا ظاہر | کہ سادگی یہ وہ عیار ہے زمانے کا

مبادا تیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یہان | مین اور چین دیوے گھڑی بھر فغان مجھے

ظاہر تخلص حکیم میر محمدی دہلوی مقیم اکبرآباد

یہ تو سب جور و جفا ہوتے ہی کرتے ہم کو | چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظاہر تخلص خواجہ محمد جان دہلوی شاگرد مرزا مظہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین قضا کی

اے آہ اس قدر تو گر بے اثر نہ ہوتی | ممکن نہ تھا کہ اوسکے دل کو خبر ہوتی

ظریف تخلص لالہ مینی پرشاد ولد روشن لال برادر خورد چنی لال حریف باشندۂ

لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین

تیرے عشق مین ہوا ہون بتا وہ لگاگی مفت مین یہ دل کی لگی
ہر امور دردوالم ہی ہوئی شاد کبھی بیبیت دل

ظریف تخلص میر امان اللہ لاہوری آخر ایام مین لکھنؤ مین سکونت کی تھی

وعدۂ وصل تلک کیون نہ جیے مدعی فسوس
مر کے ہم ایسے پشیمان ہین کہ جی جاتے ہے

ظفر تخلص شیخ فتح علی باشندۂ الہ آباد مختاری کرتے تھے

اوسنے کھینچا تھا مرا نامۂ حال سیاہ
اے خدا کیون نہ ہوا فرد مرا حال سیاہ

ظفر تخلص میر ظفر خان

شب نظر آیا لب بام پہ پیارا اپنا
بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

ظفر تخلص میان ظفر علی ولد مولوی کرامت علی ماجر لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

بدنام کیا جوش مے ناب نے ساقی
اوٹھنے لگی رندان قدح نوش پہ انگشت
ہم اک صنم کے روز ازل سے مرید ہین
اپنا تو سلسلہ نہین کوئی سوائے زلف
کشتہ ہون ابروؤن کا جو بادہ نہ ہو تمین
کہہ دون مین رکھکے تیغ کے قبضے پہ ہاتھ

ظفر تخلص نواب نصیر الدولہ تجمل حسین خان بہادر ولد نواب ناصر جنگ مستدام اقبالہ فرخ آباد

اچھا نہین ہے دامن محشر کا پھیلنا
چھوڑو نہ ہاتھ سے دم رفتار ابھی سے

ظفر تخلص ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد شیر دہلوی و محمد ابراہیم ذوق بعد رفتن بر پسر کی عمر مین ۱۲۷۹ بارہ سو انا سی ہجری مین رنگون مین انتقال کیا اکثر خطوط کو اچھی طرح سے لکھتے تھے شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے چار دیوان انکے نظر سے گزرے

تیر تلک دست ستم جون ہی ترا قاتل بڑھا
خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا
تن گل خوردۂ عاشق کو جو کھانا ہے گا
تمہین اچھا کوئی بھلکاری کا منگوا ہے گا
بوسہ جو طلب کیا شب اوس سے
بولا وہ رشک اہ کیسا خوب
کھا کے بچہ مین نہ کیون غصہ مرو گر چکر
چاک دل دیکھ رفو بھی ہے رفو در چکر
ہم ہوئے شب کو یہان بس وہ یہان سے کہ بس
کھو کر ظفر کہنے لگے وہ نا چار کہ بس

ہاتھا پائی مین جو کل ٹوٹ گیا ہار اونکا — اسقدر میرے گلے کے وہ ہوئی ہار کہ بس
ہمیشہ باد ہے مین شاعر شراب کو آتش — بڑے ہی جھوٹے ہین کہتے ہین آب کو آتش
جگر برشتہ و جان خستہ دلفگار در یغ — ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ
ہمیشہ وعدہ خلافی شعار یار افسوس — ہمیشہ جانب در چشم انتظار در یغ
غم محبت و درد فراق و رشک رقیب — ہجوم آفت و اک جان بیقرار دریغ
صد آرزوے وصال و حیات نیم نفس — نفس شماری و اندوہ بے شمار دریغ
ہزار خنجر الماس و یک دل صد چاک — ظفر دریغ دریغ آہ صد ہزار دریغ

یون تو مدت سے ہی الطاف و عنایات مین فرق — لیکن ایسا نہ ہوا جاے ملاقات مین فرق
جو کچھ وہ پوچھے تو ترک جائیو نہ اے قاصد — مجھے خدا کی قسم کہیو تو تڑاق پڑاق
کبھی تو آو ہمارے گھر مین سنو ہماری بھی چار باتین — عجب ہے شکوہ رقیب کا یہان ہزار نہین ہزار باتین
لیتے بوسہ خال لب جو پاس ہم اونکی جاتے نہین — بوسے تو وہ دیتے نہین پر کالی جھوٹی ہین
کیا بوسہ طلب جسدم تو وہ جھنجلا کے یہ بولے — نہ بیوہ بکو تم یہانسے بس جاؤ ہوا کھاؤ
ہم پتون کے دل کو جذب دل ہی کھینچے جائینگے — پر بڑے پتھر ہین یہ مشکل سے کھینچے جائینگے
نہین ستارون سے یہ چرخ پیر کے جھولے — بھری ہی کوڑیون سے اس فقیر کی جھولی
نہ بھیجا کوئی اپنے پاس پہنچا جبکہ وقت ایسا — اجل کو آفرین ہے وقت پر پہنچی تو یہ پہنچی
بدن پہ بال ہین یون اس ملول کے کانٹے — کہ ہون درخت مین جیسے ببول کے کانٹے
تم آکر کرو حضرت دل نالہ و فریاد — چاہو کہ ہو کچھ اوسکو اثر ہو نہین سکتا
کیا کان بھر دیئے ہین خدا جانے غیر نے — غصہ مین جو بھرے ہے وہ کافر بھرا بھرا
ظالم ترے جیب رہنے کا عقدہ نہین کھلتا — کیا جانے کہ ہے دل مین ترے کیا نہین کھلتا
لپکا مجھے بوسے کا اونھین عادت دشنام — کیا سخت ہے مشکل کہ نہان منہ نہ وہان منہ
دوستو جی کیونکر اپنا اوسکے جی مین ڈالدون — جو عداوت دشمنون کی دوستی مین ڈالدون
ہمیشہ رہتے ہین اونکی مصاحبت مین وہی — ظفر ملاتے ہین جو ہان سے ہان نہین سے نہین
کسیکے دل کے پرزے کر رہے ہو منہ پہ وہ مین — نہین یہ چھالیا چلن کی تم اندر کترتے ہو

ہاتھ اوٹھانے کی نہین زلف دوتا ہی کیجہ ہو
ہو چکے ہم تو یہ بخت بلا سے کیجہ ہو

خط اوسے جلدی مین لکھنا ہون قلم برداشتہ
جائیو اے نامہ بر تو بھی قدم برداشتہ

مجکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
کیجہ کہین یا نہ کہین آپ کی صحبت والے

قیمت جنس دل اپنی مین کہون کیا تم سے
پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے

تھے توہم موفیونکے پیر پہ اب ہین مشہور
اے شرابی تری صحبت مین شرابی والے

اشک کے قطرے لیے جاتے ہین بھر بھر کر سبو
جوش گریہ نے مرے آنکھونکو مٹکھٹ کر دیا

وہ کہا گئے سو بار مرے آگے قسم جھوٹ
اور پھر ہے یہ دعوی کہ نہین جھوٹ کہتے ہم جھوٹ

ہون جو ٹیڑھے ترچھے دکھلاؤنگا اونکو اپنا بانکپن
ہم ہین سیدھے سادھے ہمسے بات کر سیدھی طرح

محفل سے اوٹھا غیر کو اور اوسکے عوض تو
رکھدے مری چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور

سب اونکے نالہ معنا مین دوستی
اور اوس مین دشمنونکی شکایت علی الخصوص

نہ کیونکہ مجکو ہو خوبان پر جفا کا خوف
یہ کافر ایسے ہین انکو نہین خدا کا خوف

دل و جان بوسہ بغیر ای بت بیباک نہ دون
دون ملا خاک مین لیکن تجھے مین خاک نہ دون

بل بے نذرت کہ ہین دلبر کے خوبان فرنگ
جلد جلد اور بھی بجھے کو سوا بانکے ہین

ناصح مجھے کیون عشق سے مانع ہے اوسی کیا
ہون رنج و مصیبت مین گرفتار تو مین ہون

نہ آیا خواب رہا رات بھر یہی کھٹکا
کہ در پہ یار کے زنجیر ہل گئی تھی کیون

زبان شمع کو کاٹا جو تونے خوب کیا
پیشکو بزم مین گلگیر ہل گئی تھی کیون

گالیان دے چکے اب بالہ و زاری لو سنو
اپنی سب کہہ چکے تھوڑی سی ہماری لو سنو

لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تمھین
اے نالو ہاتھ آتے بقیمت اثر تو لو

ہو گیا اور زیادہ وہ کشیدہ ہم سے
دوستو کیا کشش دل کا اثر پوچھتے ہو

ساغر مین حباب مئی گلرنگ ہے ساقی
اے دختر رز کے ہے یہ محرم کا نمونہ

نہ چوکو آج گر ہے کچھ ارادہ ہاتھ پا لی کا
کہ اوسنے دست و پا مین اے ظفر مہندی لگائی ہے

گل داغ مین چمک کے جو اوسنے بنایا ہے
معلوم کیا ہمنے کہ دل مین کالا ہے

کعبہ کی سمت ہمنے کیا تھا پہ خانہ
برگشتہ نیت اپنی سوی دیر ہو گئی

خدا بچاے نظر دوستی سے اس دل کی — جو ہو یہ دوست تو حاجت نہیں ہو کی مجھے
واہ تم صبح کو بہلے آئے — دن چڑھے کہہ کے دن ڈھلے آئے
پاس اونکے رقیب آ پہنچا — ہاے دشمن قریب آ پہونچا
دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ مچ — آگیا تم کو تو ہان تیر لگانا سچ مچ
تیرا مریض مرے گیا تین دن کے بعد — اچھا اثر دوا نے کیا تین دن کے بعد
چن چن آپس مین کیون ہو نامہ بر دونو نطف — لوگ کچھ کچھ ہین لگاتے آن کر دونو طرف
اب تو خط مین نے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا — پھر نہین لکھنے کا کہیے تو مچلکا لکھ دون
سکھائی کسنے چوری چشم ترا نکو نکے لڑکونکے — ہوئے یہ جو رایسے آنکھ کا کاجل چراتے ہین
مرے مژگان سی آنسو استرح برسون برستے ہین — کہ جون برسات کی موسم مین منہ چھاجون برستے ہین
قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو — اے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
تیری چشم مست کو جو دیکھے ہو جاے خراب — خواہ صوفی خواہ ہو مینو اسا ہین کوئی کہو
نہ بہان تک آپ آتے ہو نہ تم ہمکو بلاتے ہو — کہینگے بے مروت ہم بھلا مانو برا مانو
بتون پر شاہد دگر ہم فدا ہونگے تو ہونے دو — نہین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونے دو
مین کردن توبہ مے سے جھوٹ نہ بول — توبہ کر زاہد اعاذ اللہ
نہ دیا بوسہ نہ منہ تم نے لگایا منہ سے — آپ کہتے رہے یون ہی ہین کیا کیا منہ سے
ہاتھون سے ترے نرگس بیمار کے نالان — مین آگے مسیحا کے مسیحا مرے آگے
خدا کے واسطے زاہد اوٹھا پردہ نہ کعبہ کا — کہین ایسا نہ ہو یہان بھی وہی کافر صنم نکلے
نمود بنتے ہین گھر مین جھوٹ موٹ بڑے — الٰہی جان پہ جھوٹون کے قہر ٹوٹ پڑے
سوئین تجھ بن مین تے کیا زیر سر ہم رکھے ہاتھ — تار بخیہ آستین مین آستین کا سانپ ہے
ناز و غمزہ جو ہے اوس کا فدا اوسکا چور ہے — دل چرا لینے کو یہ اک اک ادا کا چور ہے
مصور نے ترا سب چہرہ مقبول کھینچا ہے — مگر اک زلف ہی کے کھینچنے مین کھول کھینچا ہے
کبھی آگئے وہ جو یہان چلتے پھرتے — تو دے کر ہوئے گا لیان چلتے پھرتے
اوسکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کہ کے — کرے جواب تسے جواب و سوال دشمن ہے

بوسہ لیا جو منہ سے بھڑا منہ چٹاق سے — تھے چپ حیا سے بول اوٹھے وہ بتاں سے
اوس مصحف رخ کا تو ہم و میان نہ چھوڑینگے — ایمان ہے وہ اپنا ایمان نہ چھوڑینگے
ہین جو کہتا ہون بیوفا ہے رقیب — وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے
دین کے ستون ہین پیغمبر و چار یار پاک — قربان ہون ہم تو دل سے ظفر چار یار پنج کے

ظہور تخلص مولوی ظہور علی خلف مولوی فتح علی باشندۂ ہریانہ مقیم دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و شاہ نصیر و مومن خان اولاد مین محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے تھے

قصد ستم سے پہلے ہی یہان دم نکل گیا — کلی نہ ہاے اوس ستم ایجاد کی ہوس
گردش ہے مجھے چشم کے مانند ہمیشہ — آوارہ مین گھر مین ہون مسافر ہون وطن مین
سامنے اوسکے نکلنے کی نہین بات ظہور — گھر مین تم بیٹھ کے باتین ہی بنا جانتے ہو

ظہور تخلص احمد جان باشندۂ مرشد آباد دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

ہم خاک ہو کے اوسکی گلی مین رہے تو کیا — بادِ صبا کو ضد ہے ہمارے غبار سے

ظہور تخلص لالہ شیو سنگھ دہلوی شاگرد انعام اللہ خان یقین

بہا اس بے بہا کا کیا بھلا ہو — سر قاتل پہ جسکا خون بہا ہو
چشم گریان حسن سے معمور ہے — چاندنی برسات کی مشہور ہے

ظہور تخلص حافظ ظہور اللہ بیگ وطن انکا توران مولد و مسکن دہلی

باتون پہ تیری بھولے ہوئے تھے پر اب یہ کیا — حالت کو میری دیکھ کے ہشیار ہو گئے
ایسا نہ ہو قاصد کہ مرا کام نہ ہووے — گم نامۂ حال دل گم نام نہ ہووے

ظہور تخلص حافظ امداد حسین نبیرۂ غلام محی الدین متخلص بہ عشق و مبتلا شاگرد مرزا رحیم بیگ رحیم باشندۂ میرٹھ

جبہ ساغر ہون ترے در پر — ہے یہ لکھا مرے مقدر کا
کر آرزو نہ تنگ دہانون سے بات کی — سب جانتے ہین غنچہ کے منہ مین زبان نہین

ظہور تخلص منشی شیخ ظہور محمد ولد منشی اسمعیل عرف منشی نہال بن حافظ محمد صالح

شاگرد مصحفی تاریخ تولد انکے نام سے نکلتی ہے ایسے دیوان اور مثنوی ظہور عشق یادگار ہیں

سزا ایسا ملا بوسے کا مجھکو ✦ رہا مین مرنے دم تک چاٹتا لب

ظہیر تخلص سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے — کیا مجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جاے گا
یہان یہ نیاز ہے کہ سراپا نیاز ہون — وہان ناز وہ کہ ناز اوٹھایا نہ جاے گا
ہے میری خستگی مری صورت سے آشکار — کچھ داغ دل نہین کہ دکھایا نہ جاے گا
جانے کو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر — حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا
کوچے دشمن سے گزرنا کیا تھا — اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

ظہیر تخلص سید محمد جان خلف و شاگرد میر یحیی ناظم باشندۂ دہلی

یہان حرف موفاؤن کا تھا بسبیل ذکر — ہمنے خدانخواستہ تم کو کہا نہین ✦
اک دلربا کے کہنے پہ اتنا خفا ہوئے — کچھ جنگجو کہا نہین بدخو کہا نہین
وہ بھی کیا ملک عدم ہے اے ظہیر — اوس گلی مین جو گیا آیا نہین

ظہیر تخلص منشی ظہیر الدین بلگرامی خلف محمد مسعود صاحب دیوان و اسیر کربلا مین

عادت یہی ہے تیری کیا کرینگے نہین — رکھتے ہین یار لوگ تری اس نہین سے کیا

ظہیر تخلص شیخ علی بخش خلف شیخ عباد اللہ بلگرامی

بوسہ لیا ہے وہ کیسو لگا کہنے — ہون جزم کا مقر نہین حاجت گواہ کی

ظہیر تخلص حافظ مولی بخش نابینا باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کیا گلہ چرخ سفلہ پرور کا — سخت واژون ہے اہل جوہر کا

حرف عین مہملہ

عابد تخلص میر عابد علی کمیدان پلٹن ذوالفقار حیدری ولد میر مہدی باشندۂ

لکھنؤ شیخ امان علی سحر اور میر انیس مرثیہ گو دونوں انکو اپنا شاگرد بتلاتے تھے

معلوم تم کو بھی ہو کسی پر جو آئے دل
ناحق ستایا کرتے ہو صاحب پر آئے دل

مٹی ہوا ہوا ہوا پامال ہو گیا
کیا پوچھتے ہو خاک کہوں ماجرا ہے دل

عابد تخلص مرزا زین العابدین ولد مرزا غلام علی بیگ اکبرآبادی

اے صبح شب وصل یہ اندھیر کیا کیا
تو آئی اور اوس مہ سے جدا کر دیا ہمکو

عاجز تخلص سید کاظم علی شاگرد شوق

جان لبگر غم و اندوہ و الم نے چھوڑا
مر کے عاجز نظر آئی ہے مفر کی صورت

عاجز تخلص سید اکرام علی تحصیلدار فیروزآباد بن سبحان علی باشندۂ متھورا بنسوا

تخت دل سینے سے آنکھوں تک ہوا لکڑ رہگیا
نخل مژگان کے تلے ٹھہرا مسافر دور کا

عاجز تخلص پیر جی شرف الحق کوتوال دہلی

ترے ہجر کا اب علاج اے مسیحا
اگر دیکھتے ہیں تو سم دیکھتے ہیں

مدت سے چھوڑ بیٹھا اس جسم ناتوان کو
دم تیرے دیکھنے کو آنکھوں میں آرہا ہے

عاجز تخلص مرزا عبداللہ بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ شاگرد قادر بخش صابر

اللہ اللہ رے تراکت ترے دوزخ کو ظالم
کسنے دیکھا کہ نشان اوس پہ نظر کا نہ ہوا

روتا ہوں تو ہنستے ہیں وہ کم ظرف سمجھکر
کرتے ہیں خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور

لخت دل صد پارہ ہے ہر نوک مژہ پر
ہے آج تو کچھ رنگ ہے اے دیدۂ تر اور

عاجز تخلص لالہ موہن رام دہلوی

عاجز کچھ احتیاج نہیں ہے شراب کی
پر ہے ہمارا خون جگر سے ایاغ دل

عاجز تخلص عارف علی خان اکبرآبادی صاحب دیوان گزرے

ترے برگشتہ مژگان کا خیال آتا ہے یوں کیہر
کہ دکھنی فوج جون بھالے لیے میدان میں آئے

عاجز تخلص الف خان افغان باشندۂ خورجہ

کیا ہوا گر جسم تر سے خون ٹپک کر رہگیا
بادۂ گلگوں کا ساغر تھا چھلک کر رہگیا

عاجز تخلص میر غلام حیدر دہلوی شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم عظیم آباد

سورش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی | مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

عاجز زور آور سنگھ کھتری باشندہ دہلی نبیرۂ نند رام مخلص شاگرد نصیر الدین غریب

عاشقون کو ترے اک جا نہین آرام کہین | دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین
شب مہتاب کس کم بخت کو ہجران کی بھاتی ہے | کہ اس سے گرمیٔ روز قیامت یاد آتی ہے

عادل تخلص میر عنایت حسین ولد میر نور روز علی لکھنوی مقیم کلکتہ برادر جمشید محل زوجۂ واجد علی بادشاہ شاگرد مرزا محب علی لوبی یہ شعر اس نے کرکے کے لیے بھیجے تھے

زہے فتوق شہادت طلب شہادت فاتحہ کہتا ہے | کمان کو تیر کو سوفار کو چلے کو چلہ کو
اگی شکر اگنی تو ہوئی تاثیر آہون مین | کلیجہ تھام لیتے ہین وہ شکر شور و افغان کو
ہمارا آفتاب داغ سوزش پر جو آجائے | بنا دے رشک تابستان ابھی فصل زمستان کو

عارف تخلص محمد عارف رفوگر کشمیری دہلوی شاگرد نجم الدین ابر و صاحب دیوان گزرا

اس ابر مین بے ساقی و مے جی یہ بنی ہے | ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے
دخت رز سے کہو کہ جا کے ملے | ورنہ عارف افیم کھاتا ہے
ہمیشہ دل پہ خیال نگار گزرے ہے | اسی خیال مین لیل و نہار گزرے ہے

عارف تخلص محمد عارف لکھنوی

اوس نور کی تجھکو جستجو ہے | جسکا جلوہ یہ چار سو ہے

عارف تخلص میر عارف علی باشندۂ امروہہ شاگرد مصحفی، عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام مین مراد آباد مین سکونت اختیار کی تھی اور شعر گوئی ترک کرکے وعظ و نصائح سے خلق اللہ کو ہدایت کرتے تھے

رات ساری مجھے دونون کی تسلی مین کٹی | ہاتھ دل پر سے اوٹھایا نو جگر پر رکھا
وہ ہوا گرد سے جب وقت شکار آلودہ | تیر خاکی بنے مژگان غبار آلودہ

عارف تخلص نواب زین العابدین خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان متخلص بہ جسور شاگرد شاہ نصیر و اسد اللہ خان غالب ۱۲۶۵ھ بارہ سو اٹھسٹھ ہجری مین انتقال کیا شعر انکے اچھے ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

کیون نہ غیرت سے مرون مین کہ تجھ پہ نہین
عالم الغیب سے ممکن نہین پنہان کرنا

نہ خداوند کو گر پاک منزہ سمجھون
کب گوارا ہو مجھے تجھ پہ گمہان کرنا

ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب تھی
سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھا کر جنسے دامانکا

کہان سے آگئی اسمین تری رفتار کی تیزی
کہ چلنا قتل کرتا ہے ہمین تمشیر بران کا

رسوا ہوا تو اہل وفا مین ہوا عزیز
اچھا ہوا وہ حق مین مرے جو بُرا ہوا

شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا جا نہین پاتی
دشوار ہے آنا تری آنکھون مین حیا کا

بیٹھا کس فکر مین تم نے مڑوڑا دیر تک
جا بجا جو آپ کے بند قبا مین بل پڑا

سخت شرمائی مین اتنا نہ سمجھتا تھا انھین
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بیجا کرنا

دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان
اب مانتا ہے کون بڑا میری بات کا

مفلسون کو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال
کہان پیمنگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا

اسی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آنی
ہے خدا کو بھی کہین کیا تری رفتار پسند

اے پری تیری زبان کی نہین فہمید ہمین
اس سبب اوٹھتی ذرا لذت دشنام نہین

امتحانا وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج
یہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین

دے چکا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب
لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین

غصے مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
کیا لطف رہے شب کو اوٹھائے ہوئے نقاب مین

مجھ کو اور آپ کو عالم مین نہ رسوا کیجے
آپ ہو رہیے مرے یا مجھے اپنا کیجے

اے غم عشق وہ دل جسکو بغل مین پالا
پیوین اوسکا یہ لہو کیون کہ گوارا کیجے

ہم تو دیوانے ہین مجنونکے کہے جائینگے
ہین حسین آپ طرفداری لیلیٰ کیجے

نہ تو روزن کوئی سینے مین نہ پہلو مین شگاف
دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے

آج کچھ مشکل ہے کل اور ہے صورت اپنی
عاجز آجائے نہ کیونکر ترا دربان ہم سے

جمع جب تک نہ کیے حرف مقطع ہم نے
خط مین لکھا نہ گیا حال پریشان ہم سے

بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی
کوئی بیوقت مرے سر پہ بلا آتی ہے

کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین
کہین آپس مین اگر ذکر وفا آتا ہے

عارف تخلص سید محمد علی ولد سید محمد مجتہد لکھنوی مقیم کلکتہ شاگرد میر نواب مونس یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

شوخیٔ دیدۂ محبوب پہ مین مرتا ہون — سبزۂ گور مرا گاہ غزالان ہو گا
عرق ٹپکا جو وقت قتل اونکے روی روشن سے — ہوا دینے لگا ہر زخم تن قاتل کو دامن سے
کبھی اک دم نہ اسنے روشنی تربت پہ اپنی دی — ہوا کو کس قدر ہے لاگ میری شمع مدفن سے

عارف تخلص میر جمال الدین خلف میر بدر الدین نواسہ خواجہ باسط شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

بہار آئی گلستان مین ہوا پیدا جنون میرا — چلو صحرا کو دیوانو دم اکتاتا ہے اب گھر مین
مری وحشت کا باعث ان حسینون کی ہے آنکھین — وہان زلفین سنورتی ہین جنون بڑھتا ہی جاتا ہے یہان

عاشق تخلص مولوی جلال الدین شعرائے قدیم سے ہین

یہ کس کے نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے مین — کہ بندھنے بھی نہ پایا زخم کا انگور سینے مین

عاشق تخلص سید محمود حیدر آبادی

مرد ک کھائے ہے نت خون جگر مین غوطہ — آہ مارے نہ کبھی بحر اثر مین غوطہ
اوسکے دانتون کی صفا سے نہ مقابل ہووے — مارے الماس اگر آب گہر مین غوطہ

عاشق تخلص مرزا محمد رضا خان عرف مرزا بھچو خلف نوازش علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی علی خان کوثر

وصل کی شب ہو میسر ہین بھی سامان عیش — آج ساقی بادۂ گلگون بھی ہونا چاہیے
نرگسی آنکھین ہین معشوقون کی اور جادو نگاہ — جنبش لب مین مگر افسون بھی ہونا چاہیے
نازِ معشوقانہ سے ہنستا ہے گر اے شوخ تو — غمزدون کے حال پر محزون بھی ہونا چاہیے

عاشق تخلص عاشق بہار ساکن سیالکوٹ

کچھ یاد ہے تمھین کہ وہ سب بھول ہی گئے — جو جو سوئے تھے میرے تمھارے کلام شب
محفل مین آپ ہنستے رہے دشمنون کے ساتھ — گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب

عاشق تخلص بختی بھولا ناتھ پنڈت فرزند راجہ گوپی ناتھ دیوان سرکار مجد الدولہ

قیس ناداں سراسر نظر آیا مجھکو ۔ جائیے دشت مین کیون کوچۂ دلدار کو چھوڑ
غیرون کی بغل مین تو مری جان رہا گرم ۔ اس رشک سے آنکھون سے مری خون بہا گرم

عاشق تخلص رام سکھ کھتری شاگرد غلام حسن نجفی وفصیر دہلوی باشندۂ دہلی

حیرت زدہ مین دیکھون ہون یون اوسکو برابر ۔ تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علی خان دہلوی نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم انسے تین دیوان ریختہ مین اور دو دیوان فارسی مین اور چند مثنویان یادگار ہین اشعار اونکے قریب دو لکھ کے ہونگے

ابر آتا ہے آفتاب چھپا ۔ ساقیا مت شراب ناب چھپا
گو آہ مین اپنی نہین تاثیر سر دست ۔ پر ہے یہ بساط اپنی مین اک تیر سر دست
دن تو جون تون کے کٹا رات پھر آئی سر پر ۔ آفت تازہ خدائی تری لائی سر پر

عاشق تخلص شیخ نبی بخش ولد محمد صالح اکبرآبادی شاگرد نظیر

دام مین لاکر ہمین صیاد پچھتایا بہت ۔ استخوان آیا نظر جب بال اور پر کے تئے
ابیا دیکھئے سے چھٹے ہین ہو ہار ندامت سے مین ۔ اوس گل کو جو وقت رخصت چھاتی سے لگانا بھول گئے

عاشق تخلص منشی عجائب رائے

جسکی غیرون سے لڑ رہی ہے لگا ۔ ہمین اوسکی کٹار نے مارا

عاشق تخلص علی اعظم خان خلف خواجہ محمدی خان مرید شاہ گھسیٹا عشق آخر ایام مین ترک دنیا کرکے فقیر ہو گئے تھے

روز و شب یار سے ملا کیجے ۔ جین اسپر نہ ہو تو کیا کیجے

عاشق تخلص میر یحیی اعرف عاشق علی خان دکھنی

اکھر کیون تو نے بھلا ہمسے ملائی پیارے ۔ بجھ گئی تھی سو پھر اب آگ لگائی پیارے

عاشق تخلص میر برہان الدین شاگرد حسن

ہو بچے نہ یاس ہم کبھو اوس گلعذار کے ۔ دام و قفس مین جاتے رہے دن بہار کے

عاشق تخلص مشیر الدولہ محمد علی خان ولد رحمت اللہ خان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ

شاگرد میر حیدری مرتبہ کو صاحب دیوان ہین

سر کے تو نیزون پہ تیرے مین کہون پہنچی نہ کی | خوشہ پروین ہے یہ اے مہربان بالای سر

عاشق تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی احمد شاہ درانی کے سبب جب دہلی مین انقلاب ہوا یہ مرشد آباد مین مقیم ہوئے تھے صاحب دیوان رنجتہ و فارسی گزرے

بے دیکھے ترے ایسی ہین متصل آنکھین | بے نور ہوئین نور نظر تجھسے مل آنکھین

عاشق تخلص سدا سکھ

شام سے تا صبح عاشق بس بقول میر کہ | مجھکو بالین پر نہ دیکھا کھولی سو سو بار چشم

عاشق تخلص سید عاشق علی ولد بخشش علی باشندہ اٹاوہ

کون سلجھائیگا وہ زلف دوتا میرے بعد | کسکو اوسنے کہا یہ کالی بلا میرے بعد

عاشق تخلص محمد عاشق حسین خان بن محمد مشتاق حسین خان باشندہ آگرہ شاگرد غالب

شور سنکر وہ دریچی سے نظر کرتے ہین | آج نالے مرے ممنون اثر کرتے ہین

عاشق تخلص پنڈت دیا رام سابق صدر الصدور بنارس خلف پنڈت رودچند متوطن دہلی

عاشق اگرچہ یار نہین تجھسے بولتا | بول اوس سے جسطرح سے بنی چھیڑ چھاڑ کر

عاشق تخلص پنڈت شام نراین بن پنڈت رام نراین متوطن دہلی

جو بات بات پہ روٹھے علاج کیا اوسکا | کہان تلک اوسے ہر روز ہم منائینگے

عاشق تخلص منشی بانکے سنگھ مقیم فرخ آباد شاگرد مولوی غیاث الدین رامپوری

کی ہے جب سے کہ تاک اپنی دختر رز پر | مدام سیکدہ کا ہم خیال کرتے ہین

عاشق تخلص عاشق علی

آتے ہین تو کچھ باتین کیا کیا وہ بناتے ہین | پر غور سے جب دیکھو اوپر ہی کی باتین ہین

عاشق تخلص مرزا نظام الدین بن مرزا ولی الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا عالی بخت عالی سنا اچھا بکالتے تھے

روز فراق و جور یتان نالہائے شب | کن کن مصیبتون مین خدایا نہین ہون مین

اوس گل کے گر باغ مین آنے کی خبر ہے | ہر غنچہ لیے ہاتھ مین اک مشت جوزر ہے

عاشق تخلص شیخ محمد جان شاگرد احمد علی کامل وطن اصلی فیض آباد مسکن دیومی پرگنہ کوڑا ضلع فتح پور ہنسوا

ہر عضو بدن یار کا ہے کان ملاحت | بہیرے کی کلائی ہے تو بلور کی گردن

عاشق تخلص مرزا رحمت بخش عرف منجھلے مرزا نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

پگھلے نہ دل بتون کا نہ دل غیر کا جلے | نالون کی اب اثر دہ خدا جانے کیا ہوے

عاشق تخلص اقبال حسین خلف منشی نور الدین باشندہ دہلی شاگرد مرزا غالب

مر کے پردہ رہ گیا عاشق کا یہ اچھا ہوا | در بدر کوچہ بکوچہ مدتون سے خوار تھا
توبہ تو کر چکا ہون مگر کچھ کچھ اندیشہ ہون | دیتی ہے دم بہار کی آب و ہوا مجھے
گر ہماری بندگی ہے نا قبول | تو بتون کی بھی خدائی ہو چکی

عاشق تخلص راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب رائے ناظم عظیم آباد صاحب دیوان گزرے

مچایا ہے جگر نے حشر کا سا شور پہلو مین | مگر دیکھا ہے یہ حال دل رنجور پہلو مین

عاشق تخلص نواب والاجاہ عرف چھوٹے صاحب خلف ولیر الدولہ مرزا محمد علیخان عرف آغا حید زنشا پوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد سرفراز علی قادر

گل مراد کھلا ہے خزان کے جانے سے | چمن چمن ہے شگفتہ مری بہار مین روح
جلد آئیو جواب کا یہان انتظار ہے | اگر یہین پہ کھولیو اے نامہ بر کمر
بلا جاہ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین | صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین
یار در خانہ و ما گرد جہان مے گردیم | عرش و کرسی مین نہ پایا دے پایا دل مین
گرم رو ایسا ہون مین دیوانہ آتش قدم | بنگیا ہر دانہ زنجیر اخگر پاون مین

عاشقی تخلص آغا حسین قلی خان خلف آغا علی خان مقیم لکھنؤ وطن اصلی خراسان مولد عظیم آباد سکندر آباد مین تحصیلدار تھے

جس سے کہ مین پوچھون ہون مراغشق کا کیا | رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

عاشور علی خان بہادر لکھنوی بن نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ بہادر انکا کوئی شعر سوائے ایک غزل کے جو سراپا سخن مین مندرج ہے سنا نہین گیا اور لکھنؤ کے بہت سے معتبر شاعرون سے سنا کہ یہ خود شعر کہتے نہ تھے صرف اپنے شاگردون کے غزلین بنا دیتے تھے

کعبۂ صدق و صفا مشرقِ انوارِ دل | عالمِ علمِ خفی مخزنِ اسرارِ دل
خضرِ طریقِ وفا عیسیِ معجز نما | برقِ تجلی طورِ طالبِ دیدارِ دل
خاکی و قدسی سرشت نوگلِ باغِ بہشت | آئینۂ حق نما شمعِ شبِ تارِ دل
نالۂ قلبِ سقیم گوہرِ اشکِ یتیم | کشتۂ گلگون قبا بزمِ عزا دارِ دل

عاصم تخلص صمصام الدولہ خان دوران خان خواجۂ عاصم خلف خواجۂ قاسم ساکن اکبرآباد امرائے فرخ سیر بادشاہ مین تھے نشلا گیارہ سو اسی ہجری مین انتقال کیا

تو دیکھ لے خزان کا ہووے گزر چمن مین | تو شور کرے بلبل وے جو تیرے مین مین

عاصمی تخلص خواجۂ برہان الدین دہلوی خواجۂ عبید اللہ احرار کی اولاد مین سے تھے

چمن کی تحت پر جب دم شۂ گل کا تجمل تھا | ق | ہزارون بلبلون کا شور تھا فریاد تھی غل تھا
خزان کے دن گئے تو کچھ نہ تھا خبر خارِ گلشن مین | بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ دہان گل تھا
صاف دل ہوا بہت دشوار ہے | آئینہ بھی عکس سے خالی نہین

عاصی تخلص منشی امداد حسین خلف سبحان علی خان شاگرد ناسخ

اے عاصی کوچۂ گردو سے | دیوانون مین انتخاب نکلا
مین کس کس شعلہ رو کو سینہ صد چاک دکھلاؤن | رہا تھا ایک دل سو جلگیا کیا خاک دکھلاؤن

عاصی تخلص ایک شخص رامپوری کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کملائے ہے گرمی سے نگہ کی وہ گلبدن | اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

عاصی تخلص شیخ بنگالی باشندۂ ڈھاکہ

بھلا مین تو برا ہون پر تجھے کچھ پاس ہے ظالم | قسم کا قول کا اقرار کا وعدہ کا پیمان کا

عاصی تخلص نور محمد باشندۂ برہان پور دکھن

سمجھے ہین ہم کہ اب کہین تم نے بھی دل دیا | بیٹھے نہین ہو بات کہین اور نظر کہین

عاصی تخلص منشی صدر الدین اکبر آبادی

مین ترک عشق کرون دے کے جان کو کیونکر | نہ بس مین دل ہے مرا اور نہ اختیار مین روح
جہان مین یہ ملی کیا ہمین عاصی | کہ خاک بن کے رہی اپنی کو ہی بار مین روح

عاصی تخلص لالہ سالگرام ناظر عدالت فوجداری لکھنؤ

ہنسا کیے وہ رقیبون سے اور مین شب بھر | لبان شمع رہا اشکبار صحبت مین

عاصی تخلص منشی جمعیت رائے نائب سررشتہ دار عدالت فوجداری فرخ آباد خلف لالہ کیسری داس باشندۂ اوگرپور

باندھ رنج رشک نہ کیونکر ہو دل مرا | کھلوائے بند غیر سے تم نے نقاب کے

عاصی تخلص گھنشام رائے کایتھ مقیم دہلی شاگرد نصیر صاحب دیوان گزرے

آپ ہی تک اپنے ابرو سے پرچم کو دیکھیے | تیغ و دوم کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے
فوارہ کا سا حوصلہ اتنا نہ کیجیے تنگ | ملیو بھرے ہی پانی مین گر بھر اوچھل پڑے

عاقل تخلص لالہ لکھن لال عملہ عدالت کلکٹری ضلع الہ آباد

بے نشانی اس چمن مین ہے نشان عندلیب | تہہ پر عنقا ہے چوب آشیان عندلیب
ہے گلستان جہان مین عاقل شیرین سخن | ہمصفیر و ہمنوا ہم داستان عندلیب

عاقل تخلص عاقل شاہ دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے

قید بھی یہان کچھ نہین اور چھوٹ بھی سکتے نہین | واہ وا اس دام کو اور آفرین صیاد کو

عالم تخلص صاحبزادہ محمد شاہ عالم خلف شاہزادۂ غلام محمد ابن ٹیپو سلطان باشندۂ ٹالی گنج متعلق کلکتہ شاگرد مولوی نجم الدین حسین نادر

یار کے گویا دہان تنگ مین دندان ہے یہ | غنچۂ گل مین مسلسل دانۂ شبنم نہین
کیا عجب گلریز آتش بار شاخ گل کی طرح | ہاتھ مین تیرے جو اے رشک بہاران سیم

کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ

واہ رے پاس ادب کو سون پھر اہون دور دیکھ
نہ ق اپنا آپ سا منھ پر گردش مین ہے

تا نہ آئے سایۂ دیوار و لبسر زیر پا
ہے لکھا شاید مرا خط مقدر زیر پا

عالی تخلص مرزا عالی بخت بہادر نبیرۂ شاہ عالم پادشاہ شاگرد مرزا مغرالدین ثابت و عبدالرحمن خان احسان

حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پھیر دیکھ
آب دم شمشیر کا کسکے ہے بیان ذکر

معدوم وہ کمر ہوئی غائب دہن ہوا
پانی جو بھر آیا ہے لب زخم خنجر مین

عالی تخلص شاہ ابوالمعالی نغور خلف حضرت شاہ اجمل اجمل صاحب دائرہ الہ آباد ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے تھے

نور تجلی یہ نہین موسی طور پہ ایسا جلوہ کہان ہے
خانہ خراب ہوا اس عاریت کا دن کہ عین خواب ہے

آکے ہمارے نور نظر نے برسے مین دیکھا مین اکھیر
آنکھ لگی اک پل نہ ہماری جب سے تمنے لگائین انکھیر

عالی جاہ خلف الرشید نظام الملک کا تخلص ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

رات دن اشک سے آنکھون مین تری رہتی ہے
شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

عبادت تخلص مرزا عابد علی بیگ ولد مرزا بخش اللہ بیگ لکھنوی شاگرد امانت

کرتے ہین خون مرا وہ حنائی دکھا کے ہاتھ
مشک ختن کہا تری زلفون کو کر معاف

ہین قہر کے ستم کے غضب کے بلا کے ہاتھ
پڑتا ہون پانون باندھ نہ مجھ پنجلا کے ہاتھ

عباس تخلص میر عباس تھانہ دار لکھنؤ ولد میر امام الدین لکھنوی شاگرد وزیر صاحب دیوان گزرے

او تارے قبر مین مجھکو اگر وہ رشک چمن
محتاج ہین غنی بھی فقیرون کی طرح سے

خوشی سے پھولی سمائی نہ پھر مزار مین روح
پھیلے ہین تیرے سامنے شاہ و گدا کے ہاتھ

تصویر نے جو میری کیا چاک پیرہن
بہزاد شرمسار ہوا کیا بنا کے ہاتھ

عجز تخلص عبداللہ دکھنی مصنف مثنوی در المجالس معاصر میر و مرزا

کہون مین کس سے یہ دکھ یار کی جدائی کا
دوا پذیر نہین درد آشنائی کا

عبد تخلص غلام ربانی ہوگلوی اندنون کلکتے مین سکونت اختیار کی ہے راقم کو ملا قاتی ہین

شوخی رنگ حنا مین یہ اثر ہوتا نہین
خنجر خونخوار قاتل سے ہم آغوشی ہوئی

خون عاشق سے وہ پنجہ رنگ مرجان ہوگیا
کیا مبارک ہمکو ماہ عید قربان ہوگیا

عبرت تخلص میر ضیاء الدین باشندہ دہلی مقیم رام پور شاگرد نواب محبت خان پدماوت کی مثنوی قریب نصف کے انکی تالیف سے نظر آئی صاحب دیوان گزرے

بیتاب کوئی تجھ سے نہین سیماب کے مانند
مین مثل کتان چاک کرون جامۂ تن کو

پردہ بھی نہین اس دل بیتاب کے مانند
آئے جو سر بام تو مہتاب کے مانند

عبرت تخلص نواب حسن علی خان لکھنوی عرف بڑے مرزا خلف نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

سکھیے مین دفن مین ہون وہ ہے کوئی یار مین
گرد کدورت آئینہ رو کی مٹی نہ ہاے

میرا الگ مزار خدا ہے فرار دل
ہر چند آب گریہ سے دھویا غبار دل

عبرت تخلص دولت رام خلف راے ہیرالال کاتھ باشندہ دہلی شاگرد شیخ ابراہیم ذوق

روسیاہی گو اوٹھائی عشق مین ہم نے بہت
ہر دم صبا سے ہے طلب بوی زلف یار

لیک مانند نگین نام اپنا روشن ہوگیا
لڑتے ہین بات بات مین انبو ہوے ہم

عبری تخلص اسحاق یہودی کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین

اشک نے شیشہ جگر چشم ہے پیمانہ بنے
دیکھیے اب ہمہ تن غیرت میخانہ ہوا

عرش تخلص میر حسن عسکری عرف میر کلو ولد میر محمد تقی میر باشندہ لکھنؤ پہلے زار تخلص کرتے تھے مشہور ہے کہ انھون نے سرقہ کے بہت سے مضامین ناسخ کے دیوان سے نکالے ہین صاحب دیوان ہین صاحب سراپا سخن محسن علی محسن شاگرد خواجہ وزیر شاگرد ناسخ نے انکو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے حالانکہ انکو ناسخ کی شاگردی سے انکار ہے

ٹکڑے ہوتا ہے سر شوریدہ اپنا سنگ سے
حیران ہے چشم جوہر شمشیر دوش پر

بند حنی ہین دستار کی جا پنہان بالاے سر
تلوار ہے کھنچی ہوئی تصویر دوش پر

کیا وصف فرہ کرتے ہین آخیر گلے مین
پڑجاتے ہین کانٹے دم تقریر گلے مین

گلگیر نے کاٹ کر سر شمع
پروانے سے شب جلی کٹی کی

دنیا مین فکر نان ہے عدم مین عذاب ہے
ہر طرح سے غریب کی مٹی خراب ہے

عرشی تخلص منشی عبد الحی ولد منشی رسول بخش مرحوم باشندۂ کاکوری اشعار اردو فارسی انکے نہایت مرغوب و مطبوع ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے واسطے دیے تھے

عذر قتل بیگانہ فرمائین کیا
شرم آتی ہے اونھین شرمائین کیا

زخم خندان کا تو رونا ہی ہا
چارہ گر ہم کو ہمنوا ئین کیا

ایک عکس روے رنگین سو بہار
پھول تیرے ہاتھ مین کھلائین کیا

قبر عاشق محفل دشمن نہین
بیجا نہ لحد پر آئین کیا

شکایت ہون تو لاکھون ہین جفا کی
دوا کیا ہے ستمگر تیری کیا کی

مجھے یاد آگئی صبح شب وصل
بہت کچھ دھوم سے روز خدا کی

مرے ناخن کو زخم دل سے ہے ربط
عدو کھولین گرہ بند قبا کی

نگاہ ناز دشمن دار قسمت
غضب اولٹی تیغ تیری ہم پر چلا کی

تبسم سے تمھارے بلبلون مین
ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی

فراست طبیعی ہے سودا یون کی
مجھے کیسی وحشت رہی عاقلون سے

عرفان تخلص مولوی سید عرفان علی خلف سید قربان علی متوطن بریلی مقیم شمس آباد

نہ کیون سرسبز ہو دل مین ہمارے تخم الفت کا
سنا ل شوق سینچا جسنے آب چشم گریان سے

عرفان تخلص میر عباس دہلوی بڑے تواریخ دان تھے

تیر برسائے جو وہ ابرو کمان بالای سر
ہو سپر داغ جنون شانہ یہان بالای سر

یہ خال نہین ابرو رخسار کے نیچے
زنگی کو قضا لائی ہے تلوار کے نیچے

لب جانان کی جنبش صاف اعجاز مسیحا ہے
دہان تنگ اوسکا غنچۂ تصویر گویا ہے

صفائے تن سے یہ عالم ہے شبنمی ڈوپٹے کا
کہ جسکے رنگ سے یہ چادر مہتاب میلی ہے

عروج تخلص احمد حسن خان خلف منشی محمد حسنخان شاگرد رشک وطن انکا قصبہ اسیون مسکن کانپور

لپٹا جو شب وصل مین سینے سے تمھارے
کیا پھوٹ کے رویا یہ پھپھولا مرے دل کا

کیون تولتے ہو تم خلش داغ محبت
آنا بھی تو چھوٹا نہین کانٹا مرے دل کا

لو نام خدا شعر بھی کرنے لگے موزون
اب اور بھی پہلو نہ بچے گا مرے دل کا

راز اشارون مین ہی بجھاتی ہین کیا کیا آنکھین
لب تقریر ہین اوس شوخ کی گویا آنکھین

عزت تخلص نواب نیاز علی خان باشندۂ دہلی شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

حسن دو روزہ پہ نازان ہے عبث اے گلرو
ایک دن ہوگی خزان تیری بہار ایسے آپ

عزلت تخلص سید عبدالولی خلف شاہ سعد اللہ سورتی بڑے فاضل تھے دہلی ولکھنؤ کی سیر کی تھی عالمگیر بادشاہ انسے بہت اعتقاد رکھتا تھا اور علی وردی خان مہابت جنگ کے مرنے کے بعد یہ حیدرآباد کو گئے تھے صاحب دیوان گزرے

بخیر رفاقت تنہائی آسمانہ رہا
سوائے بیکسی کوئی بھی اب مرا نہ رہا

بہار آئی چمن مین غل ہے بلبل کے صفیر و نکا
جدا ہے ہر گلی مین شور زنجیر اب اسیر و نکا

پھر آئی فصل گل اے یار دیکھیے کیا ہو
جنون کا دل مین چبھا خار دیکھیے کیا ہو

شانہ اوس لف مین پھرتے یہ بجا کہتا تھا
بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہے

تجھ پر فدا ہین سارے حسن و جمال والے
کیا خط و خال والے کیا صاف گال والے

تنہا جو مین چلا طرف وادی جنون
زنجیر پاؤن پڑ کے مرے ساتھ ہو گئی

عزیز تخلص بھکھاری لال دہلوی شاگرد خواجہ میر درد فولاد گیارہ سو چھیاسی کو ہجری مین الہ آباد مین تھے

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ
یاقوت جسکے آگے لگے ایک سنگ سرخ

کرے نہ یار اگر دل کو صاف کینے سے
عزیز موت بھلی پھر تو ایسے جینے سے

ملین کیونکر بھلا اوس شوخ طفل لاابالی سے
کہ سوتے سوتے جو چونکے ہے تصویر سنالی سے

جو دم کا دلنا ہے وہ ہے تیر ہوائی | جو سانس کہ پلٹے ہے سو برچھی کی انی ہے

عزیز تخلص عزیز اللہ دکھنی شعرائے قدیم سے ہین

ایسے بیدرد سے کیون دل کو لگایا ہمنے | عشق مین جسکے کبھو چین نہ پایا ہمنے

عزیز تخلص شیونا تھہ مہاجن دہلوی

لیا دل اک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین | کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

عزیز تخلص نواب عبدالعزیز خان خلف نواب محمد سعادت یار خان نبیرہ حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر والی روہیلکھنڈ عدالت دیوانی فرخ آباد مین وکالت کرتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

نظارۂ جمال سے سرشار ہو گیا | مجھکو شراب شربت دیدار ہو گیا

فرقت مین جان بھی نہ بدن سے نکل سکی | یہ سہل کام ضعف سے دشوار ہو گیا

نام رکھینگے وہ ہم لینگے اگر نام جفا | بات شکوہ کی کہینگے تو شکایت ہو گی

آمد یار سے خوش ہے دل ناتجربہ کار | نہین واقف کہ قیامت دم رخصت ہو گی

کرین سوال نکیرین کس سے بعد فنا | بدن مزار مین ہے روح کوی یار مین ہے

عجب فرے سے گذرتی ہی میکشون کی عزیز | پیالہ ہاتھ مین مینا ے مے کنار مین ہے

عزیز تخلص لالہ دیبی پرشاد بن لالہ لچھمن لال باشندۂ شاہجہان پور مقیم فتحگڈھ

آتا ہے یہ بھی تمام جدائی مین اپنے کام | ہر داغ دل چراغ ہے شبہاے تار کا

عزیز تخلص راجہ یوسف علی خان رسالہ دار مخاطب بہ اعتماد الدولہ ولد غلام رضا خان ہمشیرہ زادہ سعید الدولہ علی محمد خان شاہ اودھ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ صاحب سراپا سخن نے انکو مولوی محمد بخش شہید کا شاگرد لکھا ہے لیکن انھون نے راقم سے آتش کا شاگرد رہنا بیان کیا تھا واللہ اعلم بالصدق والصواب

بعد رسوائیون کے بارنے پوچھا تو کیا | ساری دنیا سے برا ہو کے مین اچھا ٹھہرا

اکیلی وضعون کا پھر دم بھرے مگر پہلے
کرے ہمارا سا پیدا دل و جگر کوئی سنگ

جوانی سخت دلونکے مزے سے خالی ہے
بہار مین بھی نہ ہو زیر نیشتر رگ سنگ

شرگانون پہ بن جاتے ہین گل لخت دل آکر
پلکون کو بنا دیتی ہے پھولون کی چھڑی آکر

باغ مین فصل بہار آئی خوشی ہے تو یہ ہے
عاشق گل ہون تمنا جو مری ہے تو یہ ہے

دن مین سو مرتبہ بے وجہ رولا دیتے ہین
اور تو کچھ نہین بس اونکو ہنسی ہے تو یہ ہے

سیر گردون تجھے دکھلائے وہ ملکی مستی
آرزوے فلک پیر مری ہے تو یہ ہے

مرتے ہین تنگ دہان پہ کسی گلرو کے
کیا بتائین سبب کم سخنی ہے تو یہ ہے

کاندھا دینا ہے پڑا الاشہ عاشق کو ضرور
پہلی آفت مرے نادان پہ پڑی ہے تو یہ ہے

حشر ہو جاے لپٹ جاے بلا سے دنیا
تم کسی طرح سے آجاؤ اجی ہے تو یہ ہے

عزیز تخلص منشی عبد العزیز رائیلر بلہتہ کانپس شہر کلکتہ ولد منشی کرامت اللہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ وطن انکا جسر مولد و مسکن وجاے تربیت کلکتہ طبیعت انکی شعر گوئی سے سنایت مناسب ہے شعر اچھا کہتے ہین عرصہ قلیل سے شعر گوئی شروع کی ہے صاحب دوان ہین

پیا ہے جسنے پانی یار کے چاہ زنخدان کا
خضر ہوے وہ کب محتاج تیرے آب حیوان کا

نہین ہے خط عذار آتشین رخسار دلبر کی
سمندر اب ہے پروانہ چراغ مہر تابان کا

گمان شمع میرے خون کے فوارے پہ ہوتا ہے
بنے پروانہ ہر جوہر تری شمشیر برّان کا

دل مقید ہو گیا زنجیر زلف یار کا
طوق گردن مین پڑا ہے ابرو خمدار کا

دونون رخسارون کا تیرے نور چین لے ماہ و شس
ماہ کامل ایک ہے مہر منور دوسرا

اوسس شوخ پر جفا پہ کسی کا جو آے دل
صدمے ہزار لاکھ جانمین اوٹھاے دل

چاہ غم مین دل ڈبو بیٹھے ہین ہم
زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہین ہم

یارب کشتگی ہجر کی راتین یہ کس طرح
پہلو مین جلوہ گر ہو وہ رشک قمر نہین

ذرہ افشان نہین ہین زلف عنبر فام مین
تارے چھٹکے ہین مقرر یہ سواد شام مین

وہ شوخ فتنہ خو اوٹھے چہرے سے نقاب اپنی
ستم ہو قہر ہو محشر بپا ہوا در قیامت ہو

رہون مین سایۂ دامان پاک لطف احمد مین
سوا نیزے پہ چمکن یا خدا مہر قیامت ہو

زلف سیہ نہ روے مصفا پہ چھوڑیے
شام خزان نہ کیجیے صبح بہار کو

کرتے ہین یون مریض محبت کا وہ علاج
دیتے ہین زہر گھول کے مجھکو دوا کے ساتھ

مثل پروانہ نہ کیونکر رشک سے ہم جل بجھین
حیف وہ مہر و چراغ خانۂ بیگانہ ہے

خواب مین ہمکنار دلبر تھا
مجھکو ہے ہے جگا دیا کس نے

تعجب سب کو ہے اس فکر مین سارا زمانہ ہے
مہ نو ابرو مین ہے یا کاون زلفون مین تیرے شانہ ہے

وہ کج حسن آیا ہے غربزاب اپنے قبضے مین
مرے پیش نظر کیا مال قارون کا خزانہ ہے

آج سر خنجر مژگان سے جدا ہوتا ہے
مجھپہ قاتل کا جو حق تھا وہ ادا ہوتا ہے

غریب تخلص مولوی محمد عبدالعزیز خلف مولوی امام بخش صہبائی مرحوم مقیم دہلی

نہین ہے رحم و مروت جو تجھ مین خیز ہو
ذرا خدا ہی کا کچھ تیرے دل مین ڈر ہوتا

خدا نخواستہ کیا اوس سے ہمکو تھا انکار
غریب کعبہ اگر کوچۂ بتان ہوتا

یک قلم کیونکہ تمنا کو مٹا دون ظالم
اک خدا ٹھہر گیا مین کوئی بندا نہ ہوا

کج مضمونون سے خلق کے دیکھا کہ کیا ہوا
منصور کو حریف نہ ہونا تھا راز کا

ہم عاصیون کا بار گنہ سے جھکے ہے سر
اور خلق کو گمان ہے ہم پر نماز کا

وہ نہین لطف وہ وفا ہی نہین
تو تو گویا کہ آشنا ہی نہین

تیری اس شوخی رفتار سے نکلی ہاری
خاک ہو کر جو تہی اک دل مین تمنا باقی

غریب تخلص مرزا غریب الدین شاگرد عبدالرحمن خان احسان شاہ عالم بادشاہ کی اولاد مین تھے

تو جو تیغہ کو اودہر قاتل اوٹھا کر رہ گیا
مین ادہر حسرت سے سراپا جھکا کر رہ گیا

مین یہ حیران ہون غربزدا یہ کیا ہو گیا
بیٹھے بیٹھے عشق کا آزار کیسا ہو گیا

غریب تخلص مولوی غریب الدین باشندۂ فرید آباد دہلی مین نشو نما پائی تھی

باجتے تھے کبھی گھر کو ترے گھر اپنا
عالم مین اے غریب نسیم و صبا کے ہاتھ

باگزار نہین ہوتا ترے در پر اپنا
کیا کیا اوڑی نہ خاک ہمارے غبار کی

غریب تخلص نواب یوسف علی خان

اب خاک گلرخون سے کرون ربط و عشق — وہ دل نہین دماغ نہین وہ جگر نہین
نے تو رخو کی جا ہے نہ مرہم کا ہے مقام — کوئی علاج زخم دل اے چارہ گر نہین

غریب تخلص مہاراج سنگھ قوم کائتھ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی انھون نے دیوان نصیر دہلوی کو جمع کیا ہے

جام مے گلرنگ سے واقف نہین ساقی — غنچہ کی طرح پیتے ہین خون جگر اپنا
پہلے ہی کشتہ تھے ہم اوس نرگس مخمور کے — قسم یہ کافر اور یہ سرمہ کا دبالہ بنا
لیکے نقد دل کبھی جو ایک بوسے بھی نہ دے — اے غریب اوس مفت بر سے کیطرح سودا نہ

غریب تخلص مرزا یوسف علی خان باشندۂ بنارس شاگرد مرزا نوشہ غالب دہلی کے اسکول مین معلم ہین انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی انیس و دبیر کے مرثیون مین بہت سی غلطیان نکالی ہین اور اونکے بہت سے مرثیون کا جواب لکھا ہے

بدطالعی سے نیک نہو گا مآل کار — بگڑے مین کوئی کام بنایا نہ جائے گا
ناصح کی ناتوانی مین ہم سنکے کیا کرین — سر اونکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا
ہم یہ کہ اپنی مرگ کو تم بن طلب کرین — تم وہ کہ ہمکو تم سے بلایا نہ جائے گا

غریب تخلص شیخ محمد علی ولد شیخ عاشور علی حضرت سلیم چشتی کی اولادون مین تھے

گردش نے جام چشم کے بدمست کردیا — ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو

غمس تخلص بدرالدین دہلوی انکا سارا کلام اسی انداز کا ہے

کیون بے اوتے چلا تھا کیا یہ جھگڑا رات کو — کسلیے آیا تھا تیرے گھر وہ مکر رات کو

عسکر تخلص عسکر علی خان بنگالی

رونے روتے نرہا نام کو نم چشمون مین — آبرو کیونکہ رہے گی مری ہم چشمون مین

عسکری محمد حسن کہین برادر و شاگرد نادر حسین ہاشمی مقیم کالپی

چھوٹا نہ عسکری کبھی دل اوسکے دام سے — زلف اوسکی اک نمونہ ہے قید فرنگ کا
بیٹھے ہین چپ کہ آپ کا اسمین ضرر نہین — نالہ نہین فغان نہین کچھ شور و شر نہین

عسکری نے لی جنون مین جانہ و بر کی راہ
ایسے مطلب کی نہ سوجھے گی کبھی ہشیار کو

آمدِ گل ہے طرب ساز صبا پھرتی ہے
بلبلو مژدہ کہ گلشن کی ہوا پھرتی ہے

عشاق تخلص ایک ہندو شاعر قدیم کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

سبز خط سے اور ہوا حسن بہار کا
آخر خزانے کچھ نہ اوکھاڑا بہار کا

عشرت تخلص میر غلام علی باشندہ بریلی شاگرد مرزا علی لطف انھون نے پدماوت کی مثنوی کو جو عبرت سے رہگئی تھی ۱۱۷۱ بارہ سو گیارہ ہجری مین باتمام پہونچایا صاحب دیوان گزرے

بسان جام خالی پھوڑوا لون چشم پر خون کو
نہ دیکھون گر صراحی وار اوس مخمور کی گردن

غیرون سے ہنسا وہ جو مرد سا منہ عشرت
کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے

شب وصال مین دل پر قلق ابھی سی ہے
سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سی ہے

ہنوز دفن ہوا بھی نہین ترا بسمل
کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

عشرت تخلص مرزا اکبر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

لخت دل کو ملکے تو وہ سے کہا قاتل نے یون
لعل کا پیدا ہوا ہے اپنے معدن زیر پا

عشرت تخلص مرزا کامل دہلوی خلف مرزا حیدر شکوہ داماد و شاگرد مرزا یار علی غربت

خاک ہونا بھی ہوا حق مین ہمارے کیمیا
ورنہ دامن تک پہونچا اتر خلق دشوار تھا

کر دیا آسان بس تیری نگاہ قہر نے
ورنہ مرنا سخت جانی سے بہت دشوار تھا

تن سے بھی اوتر کر نہ گرا یاون پر اوسکے
کیا کیجئے قسمت ہی بری ہے مرے سر کی

عشق تخلص حضرت شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ گھسیٹا نبیرہ شاہ فرہاد معاصر سودا عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی صاحب کمال تھے صاحب دیوان گزرے

تیر کے نام پر تڑپتا ہے
اسطرح کا کہین جگر دیکھا

دیدہ و دل جو کر کے دادیکھا
حرم و دیر مین خدا دیکھا

اوسکے دامن تلک نہ پہونچے ہم
خاک مین آپ کو ملا دیکھا

دشت تجھکو قسم ہے مجنون کی
عشق سا بھی برہنہ پا دیکھا

خانمان کرچکا ہون مین برباد ۔ تو بھی وہ میرے گھر نہین آیا
مہربانی کر تو عیب نہین ۔ کام تو اب پیام سے گزرا
ہنسے تو خاک بھی دیکھا نہ اتر روے مین ۔ عمر کیون کھوتے ہو اے دیدہ تر روز بروز
کیا کیا جفا ہین ظالم ہم نے تری سہی ہین ۔ لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہے

عشق تخلص شاہ غلام علی خلف شاد لیخان متوطن و مقیم فرخ آباد

عشق تم نے تو بہت عشق مین غوطہ کھائے ۔ کہین ڈوبے کہین اوچھلے کہین جاکر نکلے

عشق تخلص میر محمد علی حیدر آبادی

بسان مردمک چشم جو ہین اہل نظر ۔ قدم کو رکھتے ہین کب اپنے گھر سے باہر
جو صاف طبع ہین وہ ہرزہ گرد کب ہوتے ہین ۔ کہین جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گھر

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق صاحب دیوان گزرے

نہ پوچھو ضعف سے تار نگہ مین اے مردم ۔ ہر ایک اشک کا منکا ہے ہم کو سو من کا
ترا اے صانع تقدیر ہم نے کیا بگاڑا تھا ۔ کہ اوس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا سا
لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا اے یار ہوا ۔ خفا نہ ہو ترے صدقے گیا نثار ہوا
رنجہ ہر بار دست بسر داغ بدل ہاے ۔ اے شوخ یہ ہے تیرے گرفتار کی صورت
کیونکر آوے نہ مجھے اب کمر یار پسند ۔ فکر باریک ہے اور معنی دشوار پسند
چشم پر خون مین ہے لخت دل بیتاب ہنوز ۔ ایک جا جمع ہین یہان آتش و سیماب ہنوز
دل بیقرار تو نے چرائے ہین زلف یار ۔ لیونگے بال بال کا تجھسے حساب ہم
سبز خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہین ۔ جو خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہین
تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے ۔ ہم کون ہین صاحب کہ ہمین یاد کروگے

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ مبتلا بھی تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

پھرا کرتین بھین اپنی تو آئینہ وار چشم ۔ قسمت مین کسکی ہے ترا دیدار دیکھنا
وان بر سر فساد ہین رندان بادہ نوش ۔ اے محتسب نہ جائیو میخانہ کی طرف

تجھے اے کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا | ستمگر نامسلمان سنگدل سب کچھ کہا تمنے
دل کاغذ کا تختہ ہے مرا جون گل کاغذ کا چمن | یہان بہار ایک ہی جھینٹے مین خزان ہوتی ہے

عشق تخلص سید حسین مرزا مرثیہ گو عرف آغا سید خلف و شاگرد محمد مرزا انس باشندہ لکھنو صاحب دیوان ہین

آرزو ہے کہ ترے تیغ کا چلنا دیکھین | داغ سودا ہوئے ہین چشم تمنا سر پر
تڑپ رہا ہے دل بیقرار پہلو مین | کہ برق کوندتی ہے بار بار پہلو مین

عشق تخلص آغا رضا ولد مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد آتش

آنکھون سے یون لگا ہون اوس گلبدن کے پاؤن | جسطرح گبر پوجتے ہین برہمن کے پاؤن

عشقی تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کوئی پوچھے گلہرہ کوئی سرو رواں ہے | دیکھا تو یہان ایک نہ ایک آفت جان ہے

عشقی تخلص شیخ الہی بخش ولد شیخ محمد بخش باشندہ کانپور شاگرد رشک

بال بھورے نہین اے جان تمھارے سر پر | آتش حسن جبین کے ہین شرارے سر پر
وحشی چشم سیہ جائینگے صحرا کو اگر | ہرن آنکھون پہ جگہ دینگے چکارے سر پر
عشقی کی عرض مانیئے انمین برائی کیا | اچھا نہین دماغ یہ اچھا نہین دماغ
جس نے دیکھا صورت سنبل پریشان ہوگیا | اوڑ گئی جمعیت دل واہ رے تاثیر زلف

عصمت تخلص امجد علی خان زنجی گو خلف حسین علی خان باشندہ لکھنو شاگرد محمد علیخان

للہ الحمد ہوا مرکے غریب دلہا | دوش احباب پہ جاتا ہے جنازہ میرا

عطا تخلص محمد عطا حسین معاصر شہیدی ایک مثنوی اسنے یادگار رہے

لب سے نکلے نہ کیون سخن شیرین | منہ مین اوسکے زبان سہا کی ہے
ہنس رہے ہین کھڑے جو تربت پر | اونمین یہ ہمنے جان فدا کی ہے

عطش تخلص شیخ احمد جان ولد شیخ محمد بخش باشندہ ڈہاکہ شاگرد میر امیر علی اشنا و غلام حیدر مجیب راقم کے ملاقاتی ہین

[illegible] اوج کی گردش نے [illegible] ہستی دکھائی ہے | رہا زیر فلک جو کوئی بالائے زمین آیا

پھونک دی ہے ٹھنڈی آہون نے سارا تن مین آگ
لگ گئی دود چراغ کشتہ سے دامن مین آگ

بڑھاتا ہے فلک ادنی کو اعلی کو گھٹاتا ہے
ترقی ہے مہ نو کو تنزل ماہ کامل کو

کہان آسودگی دل کو ہوئی دیدار قاتل سے
دہان زخم مرنے پر بھی وا ہین چشم بسمل سے

جھک گیا ہون ضعف سے آوارہ تاثیر ہے
اے عطش بے پر ہے جو اپنی کمان کا تیر سے

کہتے ہے موج بحر عطش زور شور سے
پنہان ہر اک حباب کے دریا بغل مین ہے

عریان ہے تیغ دیکھیے کسکی کھلین نصیب
وہ کہنیون تک آستین اپنی چڑھا چلے

عظمت تخلص میر عظمت اللہ باشندہ بریلی خلف میر عزت اللہ جذب شاگرد مومن خان
اپنے والد ماجد کے ساتھ بہت سے ملکون کی سیاحت کرکے دہلی مین سکونت اختیار کی تھی

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ
کیا ہی اس نام سے گھبرا تا ہون

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ متوطن توران باشندہ دہلی شاگرد حاتم وسودا سنہ ۱۲۲۱
بارہ سو اکیس ہجری مین رحلت کی صاحب دیوان گزرے

کل چشم خونفشان سے گلزار سیر ہن تھا
دامن کا تھا جو تختہ اک تختۂ چمن تھا

شب جو بزم خوبرویان مین ہوا اوس کا گذر
جون چراغ خانۂ مفلس ہر اک خاموش تھا

تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار
آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

فوارسان بلند ہے جنکا کہ حوصلہ
دریا دلون کو مارے ہین تنگی مین دھار پر

بھڑکا ہے دا آہ نے دامان شفق کو
اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

روشن دلون کو کور سوادون سے ہو نہ ربط
کیا آئینہ کو دیدۂ تصویر سے غرض

حاجت شرح و بیان رکھتے نہین رموز شفیعی
واقف ہر نیک و بد ہے گو ہے خاموش آئینہ

ہین کیونکہ تجھسے کہون حال دل کہ مثل تفنگ
صدا نکلنے کے آگے دہن مین آگ لگی

سنج یہ نکہ ہے یارب یا ستارۂ آتشین
یا کسی عاشق کا خون اوسکے گریبان گیر ہے

کس نگاہ مست کا زخمی ہون یارب مین کہ اب
جاے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہے

جلتی ہے شرح سوز سے میرے زبان کلک
ہر دم ملی ہے لی جو سیاہی دوات سے

عظیم تخلص مرزا علی

کچھ کوئی دنیا مین جی کا یار نہین — بیرحم وجفا پیشہ وغمخوار نہین ہے

عزیز تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

آہ نگہ بین نہین اے بیخبر ولولۂ یار — جب کہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

عظیم تخلص مرزا وزیر محمد عرف آغا مرزا ابن مرزا احمد علی بیگ باشندۂ فرح آباد

غصہ ایسا اوسے سنکر مرے فریاد آیا — کہ چھری لیکے وہین ذبح کو جلاد آیا

علوی تخلص مولوی عبد اللہ خان مرحوم دہلوی مصنف انشاے صفیر بلبل وصحت علوی وغیرہ کتب کثیرہ نظم ونثر شمس آباد مین ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا زبان فارسی مین کمال رکھتے تھے احیانا کبھی اردو شعر کہتے تھے

مضمون کا فکر کیا کرین اوسکے سخن مین ہم — گم ہین خیال تنگی کنج دہن مین ہم

کیا دم تھا کل جو دے گئی یارب نسیم صبح — غنچہ کی طرح پھول گئے پیرہن مین ہم

دل غم سے تنگ سینہ سراپا الم سے خون — لائے ہین بخت غنچہ مگر اس چمن مین ہم

علی تخلص مرزا علی قلی دہلوی شاگرد سرب سنگھ دیوانہ صاحب دیوان گزرے

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین — بجاے موبدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

علی تخلص علی محمد خان وطن انکا افغانستان مولد ومسکن مراد آباد

دہان مین لاتے ہین جب اوسکی بیلی گات ہم — مارتے ہین تب وہین چھاتی پہ دونون ہاتھ ہم

علی تخلص مرزا محمد علی خان ولد مرزا احمد بیگ معروف مرزا جان لبیان دہلوی انکا مولد وجاے تربیت کلکتہ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا تھا لیکن لکھنؤ مین جاکر خواجہ وزیر وزیر سے بھی دو چار غزلون مین اصلاح لی تھی راقم کی دوستون مین تھے مین ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری مین مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ناکامی ہی باعث ہے مری ناموری کا — پیدا وہ ہنر مین نے کیا بے ہنری کا

شدت نہ ہو وحشت کی اگر دیکھ لین تجھ کو — پردہ ترا باعث ہے صنم پردہ دری کا

شیوہ مہر کبھی عادت ایام نہین — اس سے امید وفا جز طمع خام نہین

حرکت گر نہین اللہ کو عاشق کی پسند
ہاری دیوانون نے کیون شرع کے احکام نہین

سمجھے غنیمت علی آدمی موجود کو
دل سے کرے درگزر رفت کو اور بود کو

تو منجمد سے صاف ہے تو مرادل ہے آئینہ
لے دیکھ آئینہ سکے مقابل ہے آئینہ

کیونکر نہ اکتساب سے ہو قلب ماہیت
دیکھو جلا سے ہوتی یہی سہل ہے آئینہ

خاک پائے بتان سیمین تن
کم نہین ہے الوپ الجن سے

طلاطم مین ہمیشہ کشتی عمر روان دیکھی
جہان ہے قلزم طوفان کنار گور ساحل ہے

زمانہ وہ گیا گزرا نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہین
نہ وہ سن ہے نہ وہ دن ہے نہ وہ طاقت نہ دل ہے

اے علی کیون نہ ہو امید قوی بخشش کی
کہ نبی اپنا کریم اور خدا عادل ہے

علی تخلص حکیم حیدر علی ولد حکیم میر قربان علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد راقم برلسے ذہین تھے انسے ایک چھوٹا سا رسالہ موسوم بہ ثبات سماعی کے بیان مین یادگار ہے

دم توڑتے ہین اپنا شب ہجر مین ہمدم
رہ رہ کے جو دہیان آتا ہے اوس صنم کا

کر لیتے ہین تکلیف بھی غربت کی گوارا
یاد آتا ہے جو ظلم ہمین اہل وطن کا

کیونکر نہ علی طفل کو ہو یاس مین تسکین
شیرین ہے خسرو ہی بھی لعاب اوسکی دہن کا

علی تخلص میر ولایت علی مرتبہ گوہن میر قربان باشندۂ فرخ آباد

زلف پیچان اون لی مل کھائی رہی
عاشقون پہ اک بلا لائی رہی

علی تخلص مولوی امانت علی بیشتر فارسی کہتے تھے مدفون بساحت کی تھی

یون تو سب کچھ لکھا پڑھا تھا دے
ہم ترے عشق مین بھلا نہ سکے

علی تخلص میر قطب علی بن میر امیر علی باشندۂ دہلی شاگرد عبدالکریم سوز

آخر آخر ترے رونے سے اور ٹھنڈے طوفان
اسکا انجام نہین دیدۂ پرنم اچھا

کل تو علی کا حال بہت ہی تباہ تھا
کیا گذری آج اوسپہ خدا جانے کیا ہوا

دل تنگ کیے دیتی ہے اول تو اسیری
اور اوس پہ قفس تنگ ہی صیاد غضب ہے

علی تخلص حکیم محمد علی تاجر ولد حکیم غلام حیدر لکھنوی شاگرد جرأت راہ مدینہ منورہ مین راہی ملک عدم ہوئے۔

آمد آمد جو سنی تیرے نظر بازون نے | شوق مین دید کے باہر نکل آئین انکھین

علی تخلص حافظ نواب علی بہادر رئیس باندہ ولد نواب ذوالفقار الدولہ شاگرد اسیر میر صاحب دیوان و مثنوی مہر و ماہ مین

خیال زلف مین ہے رنج بیحساب مین روح | بلا مین ہے دل آشفتہ پیچ و تاب مین روح
ہمین سمجھتے ہین اس رنگ سبز کے وہ کو | عتاب چہرے سے ظاہر ہی یار ہو دل مین
بغیر ابر کے برسے نہ جائیگی گرمی | رولاؤ شوق سے مجھکو بخار تب دل مین

علی احمد تخلص مولوی محمد علی احمد خان خلف مولوی غوث علی خان مرحوم نامی نبیرہ و تاجر فیل ضلع سلمٹ راقم کے دوستون مین ہین احیانا فکر شعر کرتے ہین اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

پھرون ہوتا نہین زانو سے جدا سر اپنا | وہان آتا ہے جو ایجان ترے زانو کا
چین آتا نہین جو مجھکو علی احمد آج | یاد مژگان ہے کہ کانٹا ہے تری پہلو کا
ہووے جبتک کہ نہ برباد غبار عاشق | دامن پاک صنم تک ہے رسائی مشکل

علیل تخلص شیخ نصیر الدین دہلوی

اکی اچھے نہین ہونے کے علیل | سخت بیمار ہو ہم جاتے ہین

علیم تخلص میر فضل حسین ولد میر جعفر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم ٹمبابرج شاگرد مظفر علی ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

اے مسیحا مجھے اب کون بھلا پوچھے گا | موت کو جس سے ہو پرہیز وہ بیمار ہون مین
بار عصیان سے اوٹھے گا نہ مرا سر اصلا | مجھسے تقصیر بیلا پیش خدا کیا ہو گی
بیٹھے جھلائے لیا زلف کا سودا سر پر | اب کوئی اور بلا اسکے سوا کیا ہوگی
جان دینے کو ہون تیار تری الفت مین | اس سے ایجان جہان بڑھکے وفا کیا ہوگی

علیم تخلص شیخ علیم الدین بن امام الدین باشندۂ راجگیر ضلع فرخ آباد

عمر عصیان مین کاٹی اپنی علیم | عاقبت کی ہمین خبر نہ ہوئی

عمدہ تخلص لالہ ہتیارام کشمیری برادر راجہ دیارام پنڈت مقیم دہلی شاگرد

انعام اللہ خان یقین

مرے تابوت پر حاجت نہیں پھولونکی چادر کی
کہ میری نعش پر وہ سرو گل اندام پہنچے گا

خراب مجھکو نہ کر جان آشنا کہکر
برا کرے ہو کسوسے کوئی بھلا کہکر

عمر تخلص معتبر خان دکھنی شاگرد ولی منصب داران شاہی مین تھے

قطعہ

بس کر و زلف کو لپیٹ رکھو
کیا اسیرون کو مار ڈالو گے

ایک رسوا بہت ہے شہرت کو
جمع کر کیا اچار ڈالو گے

عمر تخلص منشی پلٹن انگریزی محمد عمر خان باشندۂ جالندھر مقیم میرٹھ بشیر فارسی گھنی ہیں

ہو رنگین دلان سے ہون مین شہید
میرا مرقد ہو سنگ مرمر کا

عنایت تخلص عنایت علی خان برادر خورد عباس علی خان بیتاب تخلص اپنے فارسی شعر امام بخش صہبائی کو اور اردو اشعار میر حسین تسکین کو دکھلاتے تھے

مین اوسکے دوش سے محفل مین لگ گیا جبکہ
تو یہ بھی دیکھ کے اغیار بے حیا نہ اوٹھے

عندلیب تخلص لالہ گوبند سنگھ دہلوی مصنف قصۂ نغمۂ عندلیب شاگرد امیر حسن خان نسل اندنون کلکتہ مین رہتے ہین نسخہ نغمۂ عندلیب نظر سے گزرا

عرش سے فرش تلک فرش سے افلاک تلک
جسطرف جاے نظر جلوہ ہے اوسکا پیدا

عیار تخلص سید تراب علی باشندۂ پرگنہ مہ الہ آباد مین منصفی کرتے تھے

سر کون ہے کہ تیغ ستم سے قلم نہین
وہ دل ہے کونسا کہ ترا جسمین غم نہین

عیاش تخلص میر یعقوب علی لکھنوی بیشتر مرثیہ کہتے تھے

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر
وقت قتل اتنا ترحم مجھ پہ اے خونریز کر

پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر اک رند کو
صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

عیاش تخلص جیالی رام کائتھ دہلوی شاگرد نصیر

جام ہے ہاتھ مین اور شیشۂ مے زیر بغل
نہین عیاش کو اب بزم خرابات سے چھوٹ

عیاش تخلص غلام جیلانی خان فرزند غازی الدین خان بہادر شاگرد جرأت

اڈا ہے ابر زور زمین سبزہ زار ہے | ساقی جو تو ہی آئے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہون دم فراق مین تیری مرے لیئے | ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے

عیاش تخلص سید محمد جعفر شاگرد خلیل

جل کے گرے خاک ہوئے اپنا یہ نقشا ٹھہرا | شعلہ طور جوانون کا رخ زیبا ٹھہرا
زہر کھاؤ گے شب ہجر کہ کاٹو گے گا | تم سے کہدو جو ہو عیاش ارادہ ٹھہرا
کسدن ہوا نہ آگ پیام و سال پر | چٹکا ہان چھڑین نہ رخ آتشین سے کب

عیاش تخلص شیخ مدار بخش زمیندار موضع [illegible] پور ضلع الہ آباد

دن کو آتا ہے نظر وہ مہ خوبی عیاش | ہوا ان کیونکر اثر نالہ شبگیر نہین

عیاش تخلص نواب شہریار مرزا خلف نواب سلیمان مرزا عرف مرزا سنڈیلوی مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر علی صبا

کے چلے ہم ہوس حضرت دنیا دل مین | رہ گئی مار کے ملنے کی تمنا دل مین
کعبہ دل کو نہ ڈھاؤ نہ یہ آفت توڑو | اے بتو کچھ تو کرو خوف خدا کا دل مین

عیاش تخلص مرزا کلب علی خان بہادر پوتی کلکٹر ضلع پرتاب گڑھ بن مرزا کلب حسین خان بہادر نادر تخلص انسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مردہ بنا گئی مجھے ناحق جلا کے آپ | کیا کر گئے یہ قبر کو ٹھوکر لگا کے آپ
دل لیگئے مرا رخ روشن دکھا کے آپ | ہے ظلم چوری کرتے ہین مشعل جلا کے اب

عیان تخلص غالب علی خان فارسی بیشتر کہتے تھے

چمن مین جب کبھو مین نالہ و فریاد کرتا تھا | مری کس کسطح سے دلبری صیاد کرتا تھا

عیان تخلص مرزا ہاشم علی ولد مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

خوش اداؤن کے ہمیشہ ناز اوٹھایا چاہیے | جب وہ روٹھین پاؤن پڑ پڑ کے منایا چاہیے

عیش تخلص مرزا محمد عسکری خلف مرزا علی نقی شہر امین جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ باشندہ دہلی مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت اللہ قدرت جس صاحب تذکرہ نے انکا تخلص عسکری لکھا ہے غلطی کی ہے

جو خوش طالع کہ شادی مرگ ہیے وصل مین ہووے | نہین وہ روز محشر کو بھی تا مقدور او بھوگا

عیش تخلص خدا بخش

جب سے دیکھا ہے تمہارے چہرۂ پر نور کو
کر مکابِ شب تاب سمجھا ہون چراغ طور کو

عیش تخلص مرزا حسین رضا لکھنوی شاگرد میر سوز

وہ اگر آئے بپشت بام کہین
مین بھی کر لون اوسے سلام کہین
کیا ہے یہ قطرہ قطرہ دے ساقی
ایک باری تو بھر کے جام کہین

عیش تخلص میر علی حسین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد دوا امداد خواجہ وزیر

فرہاد و قیس لیلی و شیرین کو بھول جائیے
دے دون اگر مین یار کی تصویر ہاتھ مین
تیغ نگاہ ناز سے کیجے مجھے شہید
کیون آپ لے کے آئے ہین شمشیر ہاتھ مین

عیش تخلص حکیم آغا جان باشندۂ دہلی

ماناکہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ
جو مجھ پہ روا رکھتے ہین ایسا نہین ہوتا
کہتا ہے کوئی شعلۂ جوالہ کوئی برق
اس دل پہ گمان لوگون کا کیا کیا نہین ہوتا
اک زلف کا بل ہو تو کہون سیکڑون بل ہین
پیشانی سے ابرو تلک ابرو سی کمر تک
افشائے راز عشق کے باعث تمہین تو ہو
سو بیحجابیان ہین تمہارے حجاب مین

عیش تخلص رائے عزت سنگھ منشی دفتر خانہ خالصہ شریفہ باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و شاہ نصیر دہلوی

رہے جب تک کہ نیچے تھا زمین پر شور محشر کا
بنی گی کیا فلک پر اب نگاہ یار اونچی ہے
نہ ہو پست و بلند دہر سے غافل تو اے منعم
کہین نیچے کہین پر راہ ناہموار اونچی ہے

عیش تخلص نواب محمد مرزا خلف شوکۃ الدولہ علی مرزا بہادر نیشاپوری باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر دوست علی خلیل

ساتھ سونے کی ہے مدت سے تمنا دل مین
کہہ دیا ہنسنے مری جان جو کچھ تھا دل مین
مشک نافہ مین بھلا تل کو ترے کیا کہتا
بات پہلے ہی سمجھ لیتے ہین دانا دل مین

عیش تخلص شیخ ابو محمد فاروقی ولد شیخ نور اللہ اقرابت دار قاضی امین اللہ جاجموی شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

ہرگز نہین ہے پاس سخن اوسکو آج کل
کیا فائدہ ہے دیوین جو ہم ہاتھ ہاتھ مین

ڈھالے ہین سانچے مین صانع نے تمھارے ہاتھ یا دان
ہین خوش اسلوب اور نازک واہ وا رے ہاتھ و دان

عیش تخلص حافظ الٰہی بخش خلف سیف اللہ دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

خود بخود دل ہے چاک چاک اپنا
عشق ہے اوسکو کسکے خنجر کا

شب فرقت شب مصیبت ہے
روز ہجران ہے روز محشر کا

عیش تخلص مرزا مسیتا خلف مرزا امداد حسین باشندہ گڑھی میر نعیم خان متعلق لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے شعر اچھا کہتے ہین

شمع سان رکھتے ہین ہم عشق مین اے یار قدم
سر بھی کٹجاے تو ہٹتے نہین زنہار قدم

وہم عارض سے گلون کو ہین بچا کر چلتے
باغ مین رکھتے ہین ہم پھونک کے ہر بار قدم

یون ترازو ہے ہر گام پہ آہن بھرتا
رکھتے ہین جیسے عصا ٹیک کے بیمار قدم

کشاکش یاد گیسو مین عیان تھی ہر رگ تن سے
بتاؤن کیا شب ہجران کتنی ہی کیسی الجھن سے

نظر آتے ہین صحرائے جنون کے رنگ گلشن سے
عجب وحشت نمایان ہی گلون کی چاک دامن سے

اثر سوز جنون کا کوئی مانی سے ذرا پوچھے
چراغ آسا مری تصویر جل اوٹھتی ہی روغن سے

دکھاؤ تم جو حسن کعبہ رخ دیر مین جاکر
صدا کعبہ کی پیدا ہونا قوس برہمن سے

عیان ظلم خزان ہے بولتا ہی خون بلبل کا
صدائین ہاے گل کی آرہی ہین صحن گلشن سے

عیش تخلص جوالا پرشاد عملہ پولیس فرخ آباد بن لالہ کملا پرشاد

کچھ دور نہین غیر سے چھپکر جو وہ آئین
بیباک ہین چالاک ہین کیا کر نہین آتا

کسکی قسمت کا خدا جانے ستارا چمکا
ماہرو آپ کہان رات کو مہمان رہے

سلسلہ گیسوے جانان کا جنون مین چھٹا
ہتکڑی ہاتھ مین ہے پاؤن مین زنجیر سی ہے

عیشی تخلص طالب علی خان ولد علی بخش خان لکھنوی شاگرد مرزا قتیل بعضے تذکرہ والون نے انکو مصحفی کا شاگرد بھی لکھا ہے انسے دیوان فارسی و ریختہ و مجموعہ نثر و سرو چراغان یادگار ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کون پابند جنون فصل بہاراں مین نہ تھا
اس برس تنگ جوانی تھا جو زنداں مین نہ تھا

دل گرفتہ ہون کرونگا ہو کے مین آزاد کیا
مجھ کو کیسان ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر کشتون کے جان تازہ ہے
آب حیوان مین بجھا ہے خنجر جلاد کیا

کیا کہون آتش عنانی اوسکے گھوڑے کی مگر
برق جای نعل رکھتا ہے وہ توسن زیر پا

ڈبوئین اوسکی انگلیان کس بیگنہ کے خون مین
کہ جسکا رنگ ہے رشک گل شاداب ناخن پر

سخن اوسکے عجائب لطف لکنت مین کھاتے ہین
نزاکت سے زبان پر حرف کیا کیا کھاتے ہین

تن تنہا مبادا منزل آہستی مین رہ جاؤ
اوٹھو عیشی عدم کو قافلے یارون کے جاتے ہین

مین نے عیشی سے جو پوچھا دل پر خون کا حال
اک صراحی مئی گلگون کی بھری دکھلائی

حرف نین معجمہ

غازی تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

تمھین مژدہ ہے دیوانو مقرر سیر بہارانی
کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص میر سید محمد خوشنویس صاحب مفتاح اللغات و ترجمۂ لیلاوتی مدرسۂ دہلی مین
اردو اور ناگری کے مدرس تھے

کھانے کو غم جہان مین باقی نہین رہا
پینے کو ایک قطرۂ خون جگر نہین

غافل تخلص میر محمد علی دکھنی شاگرد قدرت اللہ قدرت

چشم کو مجھ بن عجب کچھ رات بیخوابی رہی
اک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی

جب تلک جیتے رہے جاری رہے آنکھون سے اشک
بعد مرنیکے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غافل تخلص مولوی عبد الرحیم ولد نور محمد باشندۂ بیرون دالی متلع امرت سر

مضطر تو کوئی شی نہین بسمل کے برابر
پیراہن مین تڑپ کب ہے مرے دل کی برابر

غافل تخلص مرزا غافل لکھنوی

سیان مرگ ہے جینا ہے بہائی دہی درمان
عاشق ترا منت کش کب ہووے مسیحا کا

بلبل چمن مین کہتی ہے سر اپنا مار کے
پل مارنے مین جاتے رہے دن بہار کے

غافل تخلص رائے سنگھ باشندۂ دہلی حساب مین اچھی مہارت رکھتے تھے

وصف کرتا ہے اون لبون کا جب	غافل اوسوقت لعل اوگلتا ہے

غافل تخلص بختاور سنگھ مرادآبادی

بیمارِ عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے	مرجائے یا جیئے کوئی اپنے نصیب سے

غافل تخلص منور خان مرحوم باشندۂ لکھنؤ ولد صلابت خان رفیق فقیر محمد خان گویا شاگرد غلام ہمدانی مصحفی صاحب دیوان گزرے

کام آیا نہ بُرے وقت کوئی اے غافل	نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین
نواسنجِ چمن دیتے نہ تکلیف فغان مجھکو	برنگِ شعلہ گر وہ جانتے آتش زبان مجھکو
یادِ گیسو مین اوجھتا ہے سرِ شام سے دل	رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے
دیدنی کارگاہ صنعت ہے	بت ہے جو یہان خدا کی قدرت ہے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبرآباد مسکن دہلی طبیعت انکی بہت دشوار پسند ہے اشعار فارسی انکے شعار نمودی ترشیزی و میرزا عبد القادر بیدل کے ہم پہلو ہوتے ہین اشعار اردو مین بھی یہی انداز ہے اوائل مین اردو غزلون مین اسد تخلص کرتے تھے بڑا عرصہ گزرا کہ کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا کلیات انکا نظر سے گزرا ۱۲۵۹ بارہ سو پچاسی ہجری مین انتقال کیا

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا	دل کہان کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا
شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا	آپ سے کوئی تمنے پوچھے کیا مزا پایا
بوے گل نالۂ دل دودِ چراغِ محفل	جو ترے بزم سے نکلا سو پریشان نکلا
مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون	وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا
مر گیا صدمۂ یک جنبشِ لب سے غالب	ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا
گو نہ سمجھون اوسکی باتین گو نہ پاؤن اوسکا بھید	پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا

منہ نہ کہنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہین
زلف سے بڑھکر نقاب اوس شوخ کے منہ پر کھلا

در پہ رہنے کو کہا اور کہکے کیسا پھر گیا
جتنے عرصہ مین مرا لپٹا ہوا بستر کھلا

کی مرے قتل کے بعد اوسنے جفا سے توبہ
ہائے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا

تیرے وعدے پہ جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نجاتے اگر اعتبار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
کہان تک اے سراپا ناز کیا کیا

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑینگے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

سنے تو لون سوتے مین اوسکے پاؤنکا بوسہ
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہوجائیگا

وائے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہ ہو
اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وہان ہوجائیگا

جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو
اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا

ہے خبر گرم اونکے آنے کی
آج ہی گھر مین بوریا نہ ہوا

مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آؤن
گر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

ہوا جب غم سے یون بیحس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا

ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یون ہوتا تو کیا ہوتا

دل دیا جانکے کیون اوسکو وفادار اسد
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلمان سمجھا

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عنان گیر بھی تھا

پکڑے جاتے ہین فرشتونکے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا

ذکر اوس پریوش کا اور پھر بیان اپنا
بن گیا رقیب آخر تھا جو راز دان اپنا

مے وہ کیون بہت پیتے بزم غیر مین یارب
آج ہی ہوا منظور اونکو امتحان اپنا

مر کے بھی نہ غمازی کر لیا ہے دشمن کو
دوست کی شکایت مین ہمنے ہمزبان اپنا

ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے
بے سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

جور سے باز آئے پر باز آئین کیا
کہتے ہین ہم تجھکو منھ دکھائین کیا

لاگ ہو تو اوسکو ہم سمجھین لگاؤ
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا

پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا

جو ہم مریض عشق کے بیمار دار ہین
اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج

غم سے مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی
کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد

وہ آرہا مرے ہمسایہ مین تو سایہ سے
خدا ہوئے در و دیوار پر در و دیوار

یارب وہ سمجھے ہین نہ سمجھین گے مری بات
دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور

مرتا ہون اس آوازہ پہ ہر چند سر اوڑ جائے
جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور

اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملینگے
کیا خوب قیامت کا ہی گویا کوئی دن اور

دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے
ہے تیرے تیر کا پیکان غزیز

مر گیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہی ہے
بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک

لون وام بخت خفتہ سے اک خواب خوش ولے
غالب یہ خوف ہے کہ کہا سے ادا کرون

کی وفا ہم سے تو غیر اوسکو جفا کہتے ہین
ہوتی آئی ہے کہ اچھون کو برا کہتے ہین

اگلے وقتون کے ہین یہ لوگ انھین کچھ نہ کہو
جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین

مہربان ہو کے بلالو مجھے چاہو جس وقت
مین گیا وقت نہین ہون کہ پھر آبھی نہ سکون

ضعف مین طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے
بات کچھ سر تو نہین ہے کہ اوٹھا بھی نہ سکون

زہر ملتا ہی نہین مجھ کو ستمگر ورنہ
کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکون

دھول دھپا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن

ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز
نا مہربان نہین ہے اگر مہربان نہین

مت مردمک دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین
ہین جمع سویدائے دل چشم مین آہین

راز معشوق نہ رسوا ہو جائے
ورنہ مر جانے مین کچھ بھید نہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ ✣ ہمکو جینے کی بھی امید نہین

مجہ تک کب اونکے بزم مین آتا تھا دور جام ساقی نے کچہ ملا نہ دیا ہو شراب مین

لاکھون لگاؤ ایک چرانا نگاہ کا لاکھون بناؤ ایک بگڑنا عتاب مین

غالب چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی پیتا ہون روز ابر و شب ماہتاب مین

جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین

ہے کیا جو کس کے باندہیے میری بلا ڈرے کیا جانتا نہین ہون تمہاری کمر کو مین

ذکر میرا بہ بدی بھی اوسے منظور نہین غیر کی بات بگڑ جاے تو کچہ دور نہین

مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگے قیامت مین تمہین کس رعونت سے وہ کہتے ہین کہ ہم حور نہین

عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب ہم کو تسلیم نکو نامی فرہاد نہین

کیون گردش مدام سے گھبرا نہ جاے دل انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین

یارب زمانہ مجہ کو مٹاتا ہے کس لیے لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین

نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا راتین اوسکی ہین تیری زلفین جسکے بازو پریشان ہوگئین

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج مشکلین مجہ پر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین

مانا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین

شوریدگی کے ہاتہ سے ہے سر وبال دوش صحرا مین اے خدا کوئی دیوار بھی نہین

اس سادگی پہ کون نہ مر جاے اے خدا لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

دل ہے تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آے کیون روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون

حسن اور اوسپہ حسن ظن رہگئی بوالہوس کی شرم اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزماے کیون

ہان وہ نہین خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی جسکو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی مین جاے کیون

مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی سنکے ستم ظریف نے مجہکو اوٹھا دیا کہ یون

شب کو کسیکے خواب مین آیا نہ ہو کہین دکھتے ہین آج اوس بت نازک بدن کے پاؤن

دہان اوسکو حول دل ہے تو یہان مین ہون سر بسر یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو

جانکر کیجے تغافل کہ کچہ امید بھی ہو یہ نگاہ و غلط انداز تو سم ہے ہم کو

جب بکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رسوائی
بجا کہتے ہو سچ کہتے پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو

غلط ہے جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کس کا ہے
کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیاں کیوں ہو

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

مرے دل میں ہے غالب شوق وصل و شکوۂ ہجراں
خدا وہ دن کرے جو اوس سے میں یہی کروں وہی

غالب ترا احوال سنا دینگے ہم اون کو
وہ سنکے بلا لیں یہ اجارا نہیں کرتے

کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا
بس چپ رہو ہمارے بھی منہ میں زبان ہے

لیتا نہیں مرے دل آوارہ کی خبر
اب تک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

صحبت میں غیر کے نہ پڑی ہو کہیں یہ خو
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے

عہد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں
بھولے سے اوسنے سیکڑوں وعدے وفا کیے

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جائے ہے

نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جائے ہے

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے با ایں ہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اوس محفل میں ہے

یار زندے نے اسد اللہ خان تمھیں
وہ ولولے کہاں وہ جوانی کدھر گئی

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگ ناگہانی اور ہے

کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

ہمکو اوسسے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

اپنا نہیں وہ شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں
اوس در پہ نہیں بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے

کی ہمنفسوں نے اثر گریہ میں تقریر
اچھے رہے آپ اوس سے مگر مجھکو ڈبو آئے

اوس انجمن ناز کی کیا بات ہے غالب
ہم بھی گئے وہاں اور تری تقدیر کو رو آئے

یون ہی دکھ کسی کو دینا نہین خوب نہ کہنا
کہ مرے عدو کو یارب ملے میری زندگانی

بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے

قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو
کاشکے تم مرے لیئے ہوتے

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

کب وہ سنتا ہے کہانی میری
اور پھر وہ بھی زبانی میری

قدر سنگ سر رہ رکھتا ہون
سخت ارزان ہے گرانی میری

دہن اوسکا جو نہ معلوم ہوا
کھل گئی ہیچمدانی میری

کر دیا ضعف نے عاجز کا لب
ننگ پیری ہے جوانی میری

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
دل مین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کے

اوس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان
شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیئے

چاہیے اچھون کو جتنا چاہیئے
یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیئے

منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
ناامیدی اوسکی دیکھا چاہیئے

چاہتے ہین خوبرویون کو اسد
آپ کی صورت تو دیکھا چاہیئے

غیر پھرتا ہے لیے یون ترے خط کو کہ اگر
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے

اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلے ہین تو کیا
ہاتھ آوین تو اونھین ہاتھ لگائے نہ بنے

بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اوٹھائے نہ اوٹھے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے

بلا دے اوک سے ساقی جو ہم سے نفرت ہے
پیالہ گر نہین دیتا نہ دے شراب تو دے

اسد خوشی سے مرے ہاتھ پاؤن پھول گئے
کہا جو اوسنے ذرا میرے پاؤن داب تو دے

در پردہ اونھین غیر سے ہے ربط نہانی
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردہ نہین کرتے

دیا ہے دل اگر اوسکو بشر ہے کیا کہیے
ہوا رقیب تو ہو نامہ بر ہے کیا کہیے

یہ ضد کہ آج نہ آئے اور آئے بن نہ رہے
قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے کیا کہیے

سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پرسش حال
کہ یہ کہے کہ سر رہگذر ہے کیا کہیے

خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر الٹی ہے
کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھنچتا جاے ہے مجھسے

قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہمسفر غالب
وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جاے ہے مجھسے

کیا تعجب ہے کہ اوسکو دیکھکر آجاے رحم
واں تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے

گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

نکتہ چیں ہے غم دل اوسکو سنائے نہ بنے
کیا کہوں بیمار کا حال اچھا ہے

مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو بجا کہیے
کہے سے کچھ نہ ہوا پھر کہو کہا کیجے

روئے سے اور عشق میں بیباک ہو گئے
دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہو گئے

اس رنگ سے اوٹھائی کل اوسنے اسد کی نعش
دشمن بھی جسکو دیکھ کے غمناک ہو گئے

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تمہاری طرز و روش جانتے ہیں ہم کیا ہے
رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے

کہاں میخانہ کا دروازہ غالب اور کہاں واعظ
پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملی داد
یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب
کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے

اک خون چکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی

واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو
کیا بات ہے تمہارے شراب طہور کی

کیا فرض ہے کہ سبکو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے

وہ رند ہم ہیں کہ ہیں روشناس خلق اے خضر
نہ تم کہ چور بنے عمر جاودان کے لیے

گدا سمجھکے وہ چپ تھا مری جو شامت ہے
اوٹھا اور اوٹھکے قدم میں نے پاسبان کے لیے

ہے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی
اے شوق منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے

تم اپنے شکوہ کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو
حذر کرو مرے دل سے کہ اسمیں آگ دبی ہے

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے | نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے
دی مجکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر | کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار مین آوے
زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے | دیکھون اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے

غالب تخلص نواب اسد اللہ خان دہلوی مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت کی تھی

عجب کیا ہے اگر اخگر گرے اب میری آنکھون سے | کہ رہتا ہے دل پر سوز آتش بار پہلو مین

غالب تخلص انور علی ملازم نواب فیض محمد خان والی جھجر

کام تو سو طرح نکل آئے | کوئی جانے جو مدعائے دل

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان متوطن تورانی باشندہ دہلی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا

رہتے ہین آینہ سے ہمیشہ دوچار آپ | تھا ہی لو ستے ہین یہ ساری بہار آپ
اے آہ ذرا خدا سے ڈر کر | دل مین تو بتون کے تک اثر کر
بجلی کے چمکنے سے ہے احسان | شب چھاتی سے لگ گئے وہ ڈر کر
نیمہ کے بندوا کر ساغر کو تو پا کر | عالم شباب کا ہے اور بے حجابیان ہین
قصۂ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے | یہان تلک روئے کہ اوسکو بھی رلایا ہم نے

غالب تخلص غالب علی خان نبیرۂ دوندی خان باشندۂ دہلی ٹبر ہوزور اور تھے

جان بلب ہین تری اس چشم کے بیمار بہت | تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت

غالب تخلص مرزا امان علی خان عظیم آبادی مؤلف اردو قصۂ امیر حمزہ شاگرد قتیل مدت تک ڈپوٹی کلکٹر تھے بہت دنون سے کلکتہ مین سکونت اختیار کی ہے شعر فارسی بھی کہتے ہین پہلے قوم ہنود سے تھے پھر مشرف باسلام ہوئے انسے چند رنگر عرف فرانسس انگا مین ملاقات ہوئی تھی انکا قصۂ امیر حمزہ نظر سے گزرا

آینہ مین آپ نے دیکھا جو رو آتشین | پڑ گئین چنگاریان گویا سراسر آب مین

بن گئے لعل و گہر اشک دل افگار و نکے
دیدۂ زار خزانے ہوئے خوار و ن کے

خنجر مژگان کی دکھلا آج برانی مجھے
آئینہ تجھکو مبارک چشم حیرانی مجھے

سلطنت سے ہے کہین غالب مئیسر ہوا گر
آستان سرور عالم کی دربانی مجھے

غبار تخلص سید علی نقی بن سید نیاز علی ڈیوٹی کلکٹر مراد آباد شاگرد محمد عسکری آفگر

وہ گر رہے تھے شکایت یہ کل رقیبون سے
کیا زمانے مین رسوا غبار نے ہم کو

غبارہ تخلص منشی کنہیا لال ابن منشی مشتاق راے باشندۂ ضلع بلند شہر

دیکھیے کیا آفت تازہ ہمارے سر پہ آئے
رات بھر عشق و جنون مین مشورہ باہم رہا

غربت تخلص حکیم غلام نبی رامپوری شاگرد حضرت رافت صاحب دیوان گزرے

پس از پیام اجل یار کا پیام آیا
سلامتی گئی اپنی تو جب سلام آیا

عکس رخ اوسکا سمجھ کر آئینہ پر آئینہ
توڑتا ہے آئینہ گر آئینہ پر آئینہ

عہد مین تیرے اگر ہوتا تو اے قم آئینہ رو
بھیجتا تجھکو سکندر آئینہ پر آئینہ

غربت تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

گھر چھپا شہر چھٹا لیک نہ چھوٹا غم عشق
ہم تو غربت کے اسی بات کے دیوانے ہین

غریب تخلص شیخ نصیر الدین احمد وطن الکا کشمیر مولد دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے

حال دل شوریدہ کہون کس سے غریب آہ
وہ درد نہین جسکے طبیب نسے دوا ہو

غریب تخلص میر محمد تقی دہلوی ملازم نواب میر محمد قاسم خان

الٰہی مت کسیکو پیش درد انتظار آوے
ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جبتک کہ یار آوے

غریب تخلص محمد زمان

تیرے بغل مین دل پہ جو یہ داغ ہی غریب
حسرت چمن کی کا ہے کو یہ باغ ہی غریب

غریب تخلص غریب اللہ باشندۂ شاہ آباد شاگرد مومن خان انگریزی پلٹن کے منشی تھے

انکو دل دیکے کوئی کیا خوش ہو
دلربا دلبری نہین کرتے

خضر و عیسے و جام آب حیات
لب سے کچھ ہمسری نہین کرتے

غضنفر تخلص سید ابن حیدر خلف مولوی ولی حیدر باشندۂ فرخ آباد

وصل کی رات لبون تک جو مری جام آئے | میرے دل کو بھی سرور ای بت خود کام آئے

غضنفر تخلص غضنفر علی خان لکھنوی ولد غلام حسین خان کڑ وڑا شاگرد جرأت

شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سنا سنا | کردے معاف کوئی کسی کا کہا سنا
تھی زبان بیمار کی تیرے جو وقت نزع بند | تو دم مردن کچھ آنکھون مین اشارا کر گیا
تا دم زیست نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا | آخر اک روز مرین اپنا اوسے کر چھوڑونگا
جھانکا کسی نے در سے جو گردن نکال کر | ششدر سا رہگیا مین کلیجا سنبھال کر
تصور مین ہو اوس سے دو بدو ہم | کیا کرتے ہین پھر دن گفتگو ہم
کھنچی دیکھی جو کل تصویر مجنون | تو گویا بیٹھے ہین لیلیٰ ہو بہو ہم
دن کو فرصت نہین تو آئے پیارے شب کو | ہم تو آسکتے نہین غیر کے مارے شب کو
لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ | لگے اوس نقشہ سے اپنا وہ ملانے نقشہ
وائے اے بلبل نالان کہ چمن چھوٹا ہے | ہائے اے مرغ گلستان کہ وطن چھوٹا ہے
جان تجھکو بھی جدائی مری آسان نہین | جی کو سختی ہے کہ جسوقت وطن چھوٹا ہے

غفلت تخلص و نام اخوند غفلت رام پوری شاگرد حافظ شبراتی طالب

و خواہرزادۂ کرم خان شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گزرے انکے

بیشتر اشعار مین مرنے کا مضمون ہوتا ہے

کرتا تھا بھی تیشہ فرہاد کبھی دن سے | تو سو رہو جاگے ہو فرہاد کبھی دن سے
سکندر آئے زمین ناپنے جو تالب گور | ق | خدایا کان مین آئی دہان تربت سے
بس اب نہ کیجئے گام درسن سے پیالش | یہان کی ہوگی مساحت جریب قامت سے

غفور تخلص محمد غفور کشمیری کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہتے تھے

آجائے غفور کچھ نہ آفت | تم خیر سے جلد گھر سدھارو

غلام تخلص راجۂ گوپال ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ دہلوی متخلص بہ ذرہ

شاہ عالم بادشاہ کے مقربون مین تھے

جو ہمبستر کبھو ہم ہون غلام اوس خوبصورت کے
نہ لین واللہ تا روز قیامت دو سر کے کروڑ

خط دے کہ نہ دے گوش برآواز ہین قاصد
مژدہ تو ہمین یار کے آنے کا سنا دے

غلامی تخلص شاہ غلام محمد معاصر حاتم باشندۂ دہلی

کل جسکی نظر تیر سی گزری مرے دل سے
پھر کج وہی دور سے قاتل نظر آیا

غلامی تخلص غلام محی الدین دہلوی استاد راجہ کپورتھلہ راجہ نہال سنگھ طوبی تخلص

گور غلامی کھڑا نہ دیکھا جو مین نے آج
سن لیجیے گا گورمین تب اجل گیا

غلطان تخلص کریم بخش باشندۂ موضع کرانہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

جب مچلتے ہین طفل اشک تو پھر
سر پہ رو رو لے گھر اوٹھاتے ہین

آج تک مجھکو رہی آنے کی کل پر امید
اک قیامت ہے ترا وعدۂ فردا کیا ہے

غم تخلص الف خان خلف محمد بخش خان رسالہ دار باشندۂ عرب سرائے مقیم علیگڈھ کول بعض تذکرہ والے نے انکے والد کا نام اصالت خان رسالہ دار لکھا ہے

زلف سے لاکھ پریشانی ہو پروا کیا ہے
سر سلامت ہو تو اندیشۂ سودا کیا ہے

غم ترے اتنے تغافل سے مواجاتا ہے
تو اگر آئے تو اسمین ترا جاتا کیا ہے

غم تخلص میر محمد اسمٰعیل مرشد آبادی

مین ہون اور نالۂ شبگیر ہے اللہ اللہ
سنگدل کافر بے پیر ہے اللہ اللہ

غم تخلص علی خان ترک سوار ولد عبداللہ خان باشندۂ کانپور شاگرد مولوی وحید الدین خان فرد

جوش مے گلرنگ سے معمور ہین آنکھین
اے نرگس شہلا تری مخمور ہین آنکھین

غم تخلص مہتاب سنگھ کایتھ شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی پنجاب مین فوت کی

اک قطرہ مے مین ہم سے سبو کی ہو درگذر
ورنہ ہر اک کو تو نے سبو کے سبو دیے

صیاد بیخبری رہا در قفس مین ہائے
ٹکرا کے سر کو بلبل ناشاد مر گئی

غمخوار تخلص مرزا محمد علی بیگ لکھنوی

رسوا ہوا ہون جیسے مین دس بجگلاہ کا | لیتا نہین ہے نام کوئی اوسکی چاہ کا
وصل کی شب گزر گئی پل مین | رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھہ

غمگین تخلص میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شارہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

مضطرب تھا دل اپنا جون پارا | آخر اوس شوخ نے جلا مارا
تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا | بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا
مہربان کوئی مرا جز غم دلدار نہین | حسن کا شعلہ کے سوا کوئی خریدار نہین
یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے | کہین مٹتا ہے کہ حرف بھی نکینے سے
گو سیہ بخت ہون پر سرمہ بینائی ہون | جو کہ دیکھے ہے سو آنکھون سے لگاتا ہی مجھے

غمگین تخلص مولوی عبد القادر خان بہادر متوطن رام پور صدر الصدور مراد آباد فاضل بے بدل تھے گاہ گاہ فکر شعر کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکا قادر تخلص لکھا ہے

جو مے رہے نہ تو شیشہ جھکا کے ساقی نے | کہا یہ رندون سے نیچے سلام شیشے کا
بندے کو طلب ہو وی تو سرکار مین آوے | خلوت مین نہ ہو حکم تو دربار مین آوے

غمگین تخلص میر عبد اللہ دہلوی خلف میر حسین مسکین رام پور مین انتقال کیا

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مر گیا | ورنہ اک تیشہ سے ہوتا کام کیا فرہاد کا
آتے ذرا نہ اور تو مری چلے تھے ہم | تمنے تو کہہ دیا کہ ہمین کچھ خبر نہین
کمی کریں جگر و دل تو کیا کرون یارب | کچھ اور دے مجھے مرگان خونفشان کے لیے

غنا تخلص غلام محمد خان ابن بہادر خان متوطن اورنگ آباد ضلع بلند شہر

کسی مالیدہ لب غنا اوس کا | برگ سوسن نہین تو پھر کیا ہے

غنی تخلص شیخ عبد الغنی سہارنپوری

برنی ہے نظر حسن پہ دم چشم بریدن | بیان سنتے ہی یہ کاہ بھی بیکاہ نہ ہا ہا

غنی تخلص عبد الغنی ولد شیخ عبد الصمد کانپوری شاگرد مولوی ہادی علی اسٹک

جنت مین نہین ایسے کسی حور کے تلوے — اللہ نے بنائے ہین ترے نور کے تلوے
مین ایڑیان اوسوقت رگڑتا ہون زمین پر — یاد آتے ہین جب خواب مین اک حور کے تلوے

غنی تخلص مرزا عباس ولد مرزا احسن لکھنوی شاگرد مرزا محمد حسن شیدا

لگیا رنج بڑا عاشق شیدا دل مین — رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کوچۂ یار مین تاراج ہوئی دولت دل — لٹ گیا مین عمل بادشہ عادل مین
کشتی مے سے مرا یار لگا دے بیڑا — آسرے یارب دل ساقی دریادل مین

غنی تخلص غنی احمد جاجموئی باشندۂ کانپور ولد ابو محمد عیش خویش مولوی عباس علی عاشق شاگرد میر علی اوسط رشک و شوکت

شوکت کے فیض سے ہوئی فکر غنی رسا — موزون کیے ہین شعر بہت حسب حال سب
چھوٹے ہی گالیون پہ تری کسقدر زبان — چھوٹے سے منہ مین ہے یہ بڑی فتنہ گر زبان
پریون کو بھی ملی نہین یہ نازنین جبین — ابرو ترے ہلال ہین ماہ مبین جبین

غنی تخلص ایک شخص باشندۂ شکوہ آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اگرچہ زندگانی مین مزا ہے — تو ایام جوانی مین مزا ہے

غواص تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ترا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہوجائے — اگر گل تجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہوجائے

حرف فا

فاخر تخلص مرزا جہانگیر قوم مغل باشندۂ دہلی

دشت الفت مین خضر کا کیا کام — کوئی دیوانہ رہنما ہوتا
اب شکایت سے فائدہ فاخر — دیکھکر تم نے دل دیا ہوتا
تھا دلمین یہ سوچتے مین لیجے — سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہوگیا
آجاؤ تم وگرنہ تھمیگا نہ مجھسے دل — جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے
نہ کھلا غنچۂ دل باغ جہان مین فاخر — رہگیا ایک صبا سے بھی یہ عقدا باقی

فارغ تخلص میر احمد خان دہلوی شاگرد و خلف اعظم الدولہ میر محمد خان سرور

خط لیکے نہ اوس سے جو مرے نامہ بر آئے
بیان شرم سے آگے نہین اور اپنے گھر آئے

کیا چین سے جا قبر مین آرام کرے دل
دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے

اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ
پاؤن مرکر بھی نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے

فارغ تخلص شاہ فارغ باشندۂ بریلی مقیم خورجہ صاحب کمال تھے

ممکن نہین کہ حرف قضا ہو جبین سے دور
جب نقش ہو چکا نہین ہوتا نگین سے دور

فارغ تخلص مکند لال دہلوی شاگرد شاہ حاتم دین اسلام کو قبول کیا تھا بریلی مین رہتے تھے صاحب دیوان گزرے

جلا ہے سینے مین دل شمع وار ساری رات
بہا ہے آنکھون سے اشکون کا نار ساری رات

دور سے دیکھ مجھے چین بہ جبین ہوتا ہے
تاکہ کچھ کہہ سکون بل بے رکھائی تیری

فارغ تخلص میر علی حسین ولد میر نور وزر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا شاگرد محب علی طوبے برادر عینی جمشید بیگم متوعۂ واجد علی بادشاہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

بلبل نہ پھول اتنا گلہاے بوستان پر
دو دن کے بعد ہونگے نالے تری بازی پر

آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے
کیون ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان پر

ڈر کیون ہے ہے مجھکو عشق ای بت خوبرو تجھسے
مچل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر مٹی کی

فارغ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

قطرۂ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا
بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

فاطر تخلص پیر بخش لکھنوی مخاطب بہ حمید الدولہ کوکۂ محمد علی شاہ پادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد حسن مرثیہ گو مذنب تخلص

ہم سمجھے تھے محبت مین بہل جائیگا دل
یہ نہ معلوم تھا رنگ اور ہی کچھ لائیگا دل

فائز تخلص کریم بخش محرر عدالت دیوانی میرٹھ ولد شیخ فتح علی ساکن اہرولی نواح علیگڑھ شاگرد ہدایت علی اسیر

دیکھے جب شہزادے وہ دست و پا لاشبہہ | تھر تھرائے اوسکے چارون طرف کے ہاتھ پاؤں

فائز تخلص منشی بجمادر سنگھ خلف دھرم داس متوطن دہلی سررشتہ دار فوجداری فرخ آباد

کیون نہ اسے فائز ہو قسمت کا ستارا اوج پر | وصل کا اوس مہ لقا نے رات کو وعدہ کیا
ہزار قامت رعنا کی پائی تمثل اوسنے | کہ یہ چال کہان سرو جویبار مین ہے

فائز تخلص محمد عابد خان باشندہ لکھنؤ مقیم کلیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کس غضب کی چال ہے آمد کا عالم دیکھنا | کیا قیامت ہے لپا جاتا ہے عالم دیکھنا
قاصد اناز ک فراجی کا ہی اوسکی خیال | دے نہ دینا خط مرا جبوقت برہم دیکھنا

فائز تخلص ایک بزرگ ساکن کول خلف نظام الدین متوطن سبزوار کا ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

کیا خطر ہے تابش خورشید محشر سے مجھے | آہ سوزان کا دہوان اک سائبان ہو جائیگا
خیر ہے فائز کہو تو کیا ہوا کیا حال ہے | کو بکو کیون سلے پھرتے ہو دیوانے سے کچ

فائز تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کل ملیگا وہ گلے غیر دن کے یہ آیا جو دھیان | بس ہلال عید ہم کو بیش عقرب ہو گیا

فائق تخلص مرزا عبد القادر بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ قوم مغل اصفہانی ملازم نواب بہادر جنگ والی بہادر گڈھ

بیٹا ہے مے جو محفل رندان مین تو پیئے | ہم بن اگر پیئے تو ہمارا لہو پیئے

فخر تخلص محمد فخر الدین باشندہ شاہجہان پور

بیخودی سے غرض کون ہے مے کا طالب | چشم ساقی تو ہے گو ساغر صہبا نہ ہوا

فخر تخلص محمد فخر الدین کہین برادر و شاگرد محمد احسان اللہ مخیر باشندہ دہلی مقیم میرٹھ

کفر و دین کو تہ و بالا رخ کاکل نے کیا | ہیچ ہے اونکے نہ کافر نہ مسلمان کھلا

فخر تخلص میر فخر الدین ولد اشرف علیخان تذکرہ نویس شاگرد میرزا سودا متوفی ۱۱۹۵ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گزرینگے دن جو یون ہی دو چار روئے | اگر گر پڑینگے سقف و دیوار روتے روتے
بات کیجے غیر سے اور ہم سے منہ کو موڑئے | تلک خدا سے ڈرتے اِن وضعون کی عادت چھوڑئے

فخر تخلص میر فخر الدین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد خواجہ وزیر

یہ ضعف ہے نہ سخن اتنا گوش تک پہونچے | کوئی شفیق اگر رکھدے کان ہونٹھون پر
ہمارے سوز جگر کی کہی کہانی کیا | پڑے ہین چھالے جواے قصہ خوان ہونٹھون پر

فدا تخلص مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر شاگرد مولوی صہبائی

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب زبان | جب تلک چپکا رہونگا جی مرا گھبرائے گا
مجھسے ملجائے جو وہ غنچہ دہن آکے فدا | اپنے جامے مین وہ پھولون کے سما بھی نہ سکیگا

فدا تخلص مرزا سکندر بخت خلف مرزا منور بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا بہادر رفعت

مجھ ناتوان کو سانس بھی لینا محال ہے | پہنچیگی خاک میری دعا آسمان تلک
تمھین آؤ تو آؤ ورنہ ہم تو | اوٹھا سکتے نہین بالین سے سر کو

فدا تخلص خواجہ نجم الدین لکھنوی

عقدہ کمالا ہم یہ فدا زلف یار کا | کیا کیا اولجھ اولجھ کے رکا دم تمام شب

فدا تخلص سید محمد علی عرف فدا شاہ سہارنپوری آخر ایام مین طبیعت ادھر کی منزل کی طرف مائل ہوگئی تھی

اوس سے مین اور مجھسے وہ باہم رہا | ایک مدت تک یہی عالم رہا

فدا تخلص میر عبد الصمد دہلوی فرید آباد مین معلمی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے

جو درد دل کا لکھون یار کو مین لے کاغذ | تو اشک بیان تلک اوڈے کہ بہہ چلے کاغذ

فدا تخلص فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل شاگرد ممنون مصحفی باشندہ لکھنؤ

غیر کی تمنے کی خوشی اور ہمین خفا کیا | خوب کیا بھلا کیا خیر سبت بجا کیا
تیری جو نگاہ مین سبک ہین | ہر ایک کے جی پہ بار ہین ہم

کوئی کیا سر جھکا کے ہووے ذلیل — ہاتھ تیرا کبھی اوٹھا ہی نہین
نہین کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی — سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مر جانے کی
وہان ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے — یہان کنج غم مین شکوۂ بخت سیاہ ہے
خفا ہم آپ ہین اس سے کہ دم رہے نہ رہے — ترے فراق مین اے یار ہم رہے نہ رہے

فدا تخلص فدا حسین باشندۂ مرشد آباد شاگرد فصیح العالم فصیح

چشم آہوے چین خال جبین مشک ختا — رو صبح طرف زلف سیہ شام بلا
گل ایسا بدن باغ و بہار ایسی ادا — خنجر نگہ چشم ہے لب آب بقا

فدا تخلص امام الدین فرید آبادی شاگرد مرتضی قلی خان فراق علی دردی خان کے عہد مین بنگالہ مین آکر سکونت اختیار کی تھی

اب جائین کہان تری گلی سے — چون نقش قدم زمین رہے ہم
تو بات بات مین ہوتا ہے مجھسے آزردہ — یہی تو کچھ نہین اے دلربا تری جا مین ہم
مین ہون قربان اوسکے کہنے کے — تو نہ بولا کر اے فدا ہم سے

فدا تخلص مرزا محمد خلف مرزا اسمعیل بیگ الہ آباد مین تحصیلداری کرتے تھے

ہے رنگ ترا لالہ گل و گلزار مین یہ سب — اک نوک نکلتی ہے ہر اک خار مین تیرے

فدا تخلص بھجی رام دہلوی شاگرد سودا

کہا جو اوسنے کہ مین دل تو کر چکا ہون فدا — تو ہنسکے بولے ابھی تیری جان باقی ہے

فدا تخلص عاقبت محمود خان بہادر دہلوی صدر الصدور تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام محمد اسمعیل لکھا ہے

جون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا — پر بس چلا نہ گریۂ بے اختیار سے

فدا تخلص شیخ فدا حسین خان خلف شیخ کریم اللہ باشندہ قصبۂ دیبائی ضلع بلند شہر شاگرد نواب مصطفی خان شیفتہ صاحب دیوان ہین

ہے یقین ہوگا ہجوم ہمکنان بالاے سر — تو نہ کھنچا پھول اوغنچہ دہان بالاے سر
کیون نہ ہو عرعضو تیرا ابروے بحر حسن — ہین اگر تلوے صدف تو ہین گہر کی ایڑیان

الجبان

ایڑیان ہم نے رگڑ کر زیست اپنی کی بسر | جب سے دیکھین اوسنے قبضہ گر کی ایڑیان

فدا تخلص سید فدا حسین باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین مغفور

قتل پر مستعد ہے وہ قاتل | آج جوہر کھلے گا خنجر کا

فدائی تخلص مرزا عظیم بیگ تاجر دہلوی

یار گوشے مین ہے اور عیش سے مایوسی ہے | نقش بالک بھی مرے در پہ جا سوسی ہے

فدوی تخلص مکند لال لاہوری مقیم دہلی ملازم نواب ضابطہ خان شاگرد صابر علی صابر اپنے مذہب کو ترک کر کے دین اسلام کو قبول کیا تھا باپ اسکا بقال تھا سودا نے اوسکی ہجو رکیک کہی ہے اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ قوم مغل سے تھا فدائی بیگ نام غرض اشعار اوسکے اچھے ہوتے ہین مراد آباد مین فوت کی

گر تیغ نگہ سے تو کرے وار فلک پر | چل جاے فرشتون مین بھی تلوار فلک پر
بعد مرنے کے بھٹکتا ہون یہ خاک ہنوز | ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز
آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے | سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے
آنسو نہین ہین دیدۂ تر مین بھرے ہوے | موتی ہین آبدار صدف مین بھرے ہوے
ابرو کے تیغ سے ترے سورج ڈری ہوے | پھرتا ہے اپنے منہ پہ سپر کو دھری ہوے
چشم پر آب ہے اور نفس پہ جگر جلتا ہے | کیا قیامت ہے کہ برسات مین گھر جلتا ہے
یہ سرو نہین باغ مین ہے آہ کسو کے | نرگس نہین تکتا ہے چمن راہ کسو کی

فدوی تخلص محمد حسن لاہوری مقیم دہلی شاگرد شاہ مبارک آبرو ستارہ خوب بجاتے تھے آزادانہ زندگی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے +

واہ اور مجھکو یاد کرین مین نہ مانونگا | اس نام کے بہت ہین کوئی اور ہوونگا
یار ہم سے جو سدا مین بہ جبین رہتا ہے | نہین معلوم ہمکو کونسی بیش آنی ہے

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا بھچو مقیم عظیم آباد شاگرد شاہ حسینا عشق احمد شاہ بادشاہ کے وقائع نگار تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

تجھ سے ہوتے ہین درد مند جدا — گو کرے کوئی بند بند جدا
ہر طرح ہم اوسکے ہین دل و جان سے فدوی — وہ خواہ ہمین یاد کرے خواہ فراموش
عاشق کی کچھ نہین ہے دل و جان سواسباط — اے دوست امتحان نہ کر اسکی کیا بساط
گیا وہ زمانہ ہوا اور عالم — نہ وہ دن نہ وہ دل نہ وہ تو نہ وہ ہم
غلط ہے دیدۂ تر سے جو ہم چشمی کرے شبنم — مرا رونا اگر دیکھے ابھی پانی بھرے شبنم
چشم بد دور عجب آنکھین ہین — قتل کرتے ہین غضب آنکھین ہین
وہ دن گئے تپاک کے وہ بات اب کہان وہ ملاقات اب کہان
کچھ خوش آتا نہین بغیر ترے — زندگانی عذاب ہے تجھ بن
حیران سحر سامری ہے اوسکے روبرو — جادو وہ یاد ہے تری کافر نگاہ کی
یار ہو غیر ونکے گھر مین اپنے گھر سیلاب ہو — تو نے بھی بدلی نظر اے ابر رحمت واہ وا
اپنے فدوی کو ستانا بے سبب کچھ خوب ہے — کیا اسی کا نام ہے پیارے محبت واہ وا
اک ساتھ ہو حسرت دل مغموم سے نکلے — عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
ذرہ دیدہ نگہ نے تری بندہ کیا مجھ کو — ارسی آن کے اس ٹھسب کی اس انداز کی صدقے
دل ہے ازل سے تختۂ مشق ستمگران — تقدیر کے لکھے کو کوئی کب مٹا سکے

فدوی تخلص لالہ سیوک رام وکیل عدالت دیوانی شہر پٹنہ

جی کو نہ چین ہووے نہ آرام بایں دل — پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل
اوڑھکر دھانی ڈوپٹہ بھی اجی آؤ کبھی — ایک دن تو کشت امید غریبان سبز ہو

فدوی تخلص میر فضل علی دہلوی مرشد آباد مین آکر انتقال کیا

ابر مین روئے مہا تک جام کو — نم نہین آنکھون مین ساقی نام کو

فراسو تخلص فراسو صاحب قوم انگریز متبنائے بیگم ثمرو مقیم دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز

قمری کے مانند وہ پہنے محبت کا طوق — باغ مین گر قد ترا سرو کو دکھلائی

فراغ تخلص محمد فراغ دہلوی تعلم کرتے تھے

آتی ہے مرے اشک سے بوے عرق گل
ہے بسکہ نظر مین گل رخسار کسی کا

روتا ہے فراغ آج ترے کوچے مین پیارے
دل توڑیے اسطرح نہ زنہار کسی کا

فراغ تخلص میر مہدی حسن ولد میر طالب علی لکھنوی استاد مرزا رفیع الدین حیدر عرف مناجان

محو نظارہ ہے اے گل کیا فقط نرگس کی آنکھ
چشم بد دور آپ پر پڑتی نہین کس کسکی آنکھ

فراغ تخلص یسین بیگ باشندۂ میرٹھ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق و نواب مرزا داغ و غلام مولی قلق

دم مین کیون اوسکے آگیا قاصد
یہان بھروسا نہین ہے دم بھر کا

ہے سراپا کا کسکے ہمکو خیا ل
پاؤن کا دھیان ہے نہ کچھ سر کا

فراق تخلص کیقباد جنگ دکھنی امیر دن مین تھے

اوس شوخ رنگیلے کی کمان قوس قزح ہے
ہو بو قلمون تیر برنگ پر طاؤس

فراق تخلص اکرام الدولہ مرزا حسین علی خان لکھنوی

آج بھی ہاے غضب مجھسے نہ ملنا ٹھہرا
عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

فراق تخلص میر مرتضی قلی خان دہلوی معاصر سودا محمد شاہ کے عہد مین توپخانہ شاہی سے تعلق رکھتے تھے علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی آخر بسبب باقی رہنے خراج سرکاری کے راجہ شتاب سنگھ کی قید مین انتقال کیا

گو درد سراے ناصح ہے گردش پیمانہ
پر ہم کو تو صندل ہے خاک در میخانہ

اسیرونکی قسم تجھکو صبا سچ کہہ کہ گلشن مین
کوئی اون ہمنواؤن سے مجھے بھی یاد کرتا ہے

فراق تخلص حکیم نثار اللہ خان مرحوم دہلوی برادر زادۂ ہدایت اللہ خان ہدایت کسب سخن و کسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

خبر دیتا تھا کسکے وصل سے شوق ہم آغوشی
کہ میرا رات کو کچھ خود بخود باد و پیما تھا

بون ریگ روان خانہ نشین ہون مین ازل سے | نہ قصد وطن کا نہ ارادہ ہے سفر کا
دل تھا منا کہ چشم پہ کرتا تری نگاہ | ساغر کو دیکھتا کہ مین شیشہ سنبھالتا
صاف دل کو کیا اور داغ جگر کو دھویا | کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا
یہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد | ذرا بھی تمکو کوئی منہ نہین لگانے کا
یہان تلک ہون سبک رو رہِ عدم مین فراق | قدم جو رکھون تو نقش قدم نہین ہوتا
ترسین ہم اور ہاے آئینہ تری لولی بہار | سیف بخت افسوس قسمت فراے طالع یا نصیب
خوش آتی ہین پاؤن کی تری ٹھوکرین ظالم | سر کو کبھو قدمون سے اوٹھانے کی نہین ہم
آنا یہ ہچکیون کا مجھے بے سبب نہین | بھولے سے اوسنے یاد کیا ہو عجب نہین
تیرے گل تکیو نکے خاطر تو اب اے رحمت جان | یہ مناسب ہے کہ ہو شمس و قمر کا تکیہ
رہتا ہے عاشقون کا ازبس ہجوم در پر | ہو جائیگا گھر اوسکا بازار رفتہ رفتہ
سن مرا حال یہ کہتا ہے نہ بک سو نے دے | نیند تو اوڑ گئی کم بخت سرک سو نے دے
دامن تلک گیا تھا کہین اوسکو دست ہم | اللہ ری نازکی وہین چولی مسک گئی
تم کا لیان جو دو تو مین چپکی بھی کیا نہ لون | پیارے کسیکا ہاتھ کیسکی زبان چلے
آنکھون مین پھر رہا ہے اے سرو ناز تا تک | دامن اوٹھا کے چلنا تیرا نزاکتون سے

فراق تخلص میر حیات اللہ باشندۂ کولاوٹھی دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

جان بھی باقی نہین کیا بیچیے اب دینر شاد | مرتے دم آکے کیا اور پشیمان مجھکو

فراق تخلص خواجہ بہادر حسین خلف مرزا جان انکی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جس روز سے کہ تو مرے آغوش مین نہین | رکھتا ہون اے صنم تری تصویر دوش پر
محشر کو اسطرح سے اوٹھینگے فراق ہم | تصویر یار ہاتھ مین زنجیر دوش پر

فراقی تخلص پریم کشور نبیرۂ راجہ جوگل کشور باد فروش ترک علاق کرکے سیاحت کرتے تھے

ہوئین آنکھین گلابی روتے روتے | گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

فرحت تخلص خواجہ فیض اللہ عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ

جب کوئی منظور نظر ہو گیا | دیدہ و دل اپنا فدا ہو گیا

فرحت تخلص امید علی دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق مقیم لکھنؤ

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے | قیامت ہے ترے قامت سی بیارے
رلا جسکو تو ئون سے نرگس سمجھکر | سنا تم نے وہ چشم تر تھی کسو کی

فرحت تخلص لالہ نانا نند وکیل عدالت منصفی الہ آباد

پھولا ہے لالہ گلشن سینہ مین داغ ہے | افسوس اس بہار مین وہ مہ جبین نہین

فرحت تخلص شیخ فرحت اللہ رفیق بہادر علی خان داروغہ نواب ناظم بنگالہ شاگرد سراج الدین علی خان آرزو وطن انکا ماوراء النہر مولد فرخ آباد سنہ ۱۱۷۱ گیارہ سو اکانوے ہجری مین مرشد آباد مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

تری مژگان کو کب ہوتا ہے غم عشاق دشوار | نہین ہے خنجر قصاب کو کچھ درد بسمل کا
جو سبز بیچ ہے گلشن مین وہ خدا جانے | دہان یار مے غنچے سے کیا سوال کیا
زندگی مین تو رہے صدمے دل غمناک پر | بعد میرے دیکھیے کیا ہو قیامت خاک پر
خط کے آتے ہی ہوئی گم خال کی خوبی تمام | آگے طوطی کے کہان سرسبز ہو سکتا ہی زاغ
سینے پہ ترے ہر دم کسطرح سے لوٹے ہے | ہو وصل ترا اب کی یہ ہار ہے اور مین ہو
رفتہ رفتہ مین ہوا عشق مین جانکا دشمن | دل ہے پہلو مین مرے ہاے کہا کا دشمن
مرنے کے بعد مجھ پر کیا کیا ستم نہ ہونگے | دیکھینگے غیر مجھکو اور ہاے ہم نہ ہونگے

فرحت تخلص پنڈت کدارناتھ عرف ناتھن پرشاد ولد بستی رام دکھنی باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت.

لوٹے مزے وصال مین پستان یار کے | پہونچا دلا کہان سے کہان مین دبا کے ہاتھ

فرحت تخلص محمود علی خان دہلوی خلف حکیم نصر اللہ خان وصال تخلص

او سنے تو نامہ بر کو کیا قتل اور مجھے | ہر لحظہ انتظار ہے خط کے جواب کا
لے جلد تو خبر کہ کچھ اب شام ہی سے آج | ہے حال بیطرح ترے خانہ خراب کا

عاشق تو سبھی ہوتے ہین دنیا مین مگر لیکن
میری طرحسے کوئی رسوا نہین ہوتا

فرحت تخلص بشن پرشاد کایتھ خلف گوبند پرشاد نبیرہ راجہ کنول نین باشندہ دہلی
شاگرد حافظ قطب الدین بشیر

یار وجب تک جواب خط آوے
اور دو چار خط لکھو بیٹھے

فرحت تخلص شیخ حسین علی شاگرد مرزا نیاز علی بیگ نکہت تخلص

جب سے دیکھا ہے قد بالاے یار
سرو کو خاطر مین کب لاتے ہین ہم

فرح تخلص جو بے بدری داس خلف جو بے گنج لال شاگرد اندرمن فقیر

گوشہ گیری نے زمانہ مین مرا نام کیا
باعث شہرت عالم ہوا عنقا ہو کر

فرح تخلص کرامت اللہ خان ولد حفیظ اللہ خان باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ

ناز و ادا و زلف و رخ و چشم ہین ستم
اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچاے دل
قتل عالم کرتے ہین پیر حرم کیونکر بہر زر
ہم تو پارا بھی نہ مارین کیمیا کے واسطے

فرخ تخلص میر فرخ علی دہلوی

اس قدر مجھ سے ہو کیون اے مہوشان ناآشنا
مین بھی تو آخر کسی دن تھا تمہارا آشنا
چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر
ہجر مین تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرد تخلص شاہ ابوالحسن نعمتی سجادہ نشین پھلواری صاحب باطن تھے بیشتر فارسی کہتے
دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

نگاہ مست تیری کسقدر خونریز عالم ہے
عبث آنکھون کو تیری نرگس بیمار کہتے ہین
عشق نے رسوا کیا یہان تک مجھے
نام سے میرے حیا کو ننگ ہے

فرد تخلص مولوی وحید الدین خان عرف خدا بخش خان ولد محسن خان قوم یوسف زئی
باشندہ دربھنگا ضلع مظفر پور مقیم کانپور شاگرد معنی صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بند انگیا کے نہ بندھوائے کبھی
عمر بھر بندہ تو نامحرم رہا
سطح سینہ پر ترے اے بت نوخیز یہ کیا
اوبھرا اوبھرا نظر آتا ہے کچھ اوٹھا اوٹھا
کبھی کعبہ کبھی بتخانہ ہے مسکن اپنا
دین و مذہب کہون کیا شیخ و برہمن اپنا

دل ٹکڑے ٹکڑے یار کے رخسار نے کیا — اوس گل نے جو کیا نہ کسی خار نے کیا
وہان چھاتی ہے گدرائی نہ ہو کیونکر یہان کھٹکا — درخت بار ور مین باندھتا ہی باغبان کھٹکا
کیون عشق مین ہو نام نہ موسی مرے دل کا — ہر داغ نیا ہے ید بیضا مرے دل کا
اے نوک مژہ تجھسے اخجل نشتر و سوزن — لیکن نہ نکالا کبھی کانٹا مرے دل کا
ان گلرخون کا بجھکے تو باور نہین نہین — ہان ہان بھرے ہین دلمین اور لب پر نہین نہین
بیتاب ہون مین تشنگی نزع سے قاتل — پکارے تو آب دم شمشیر گلے مین
آسیب پری ہوتا ہے جب سیمبرون کو — تعویذ ہین کرتے تری تصویر گلے مین
ہر عاشق و معشوق اسیر آئے نظر فرد — یہان پاؤن مین بیڑی وہان زنجیر گلے مین
فیض کیا وصف لب سرخ بتان کا مین لکھون — لعل ہو جاتے ہین جو لیتا ہون پتھر ہاتھ مین

فرصت تخلص مرزا الف بیگ لکھنؤ مین وفات پائی

اک عمر خاک کوے بتان سجدہ گاہ کی — تب رفتہ رفتہ اوس بت کافر سے راہ کی
کمان سے بھی پری یہ آہ پر تاثیر پہنچی ہے — پرندہ پر نہ مارے اوس جگہ یہ تیر پہنچی ہے
اوسکو طرز جفا خوش آتی ہے — منت مین اپنی جان جاتی ہے

فرقت تخلص عطاء اللہ خان دہلوی

شعلہ ہر آہ کا کسکے ہے اثر پتھر مین — کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر مین
ایک دل اوسکا ہے یارو کہ نہین اوسکو اثر — ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر مین

فرقت تخلص دیبی پرشاد ولد ٹھاکر پرشاد عرف خشادہ پرشاد پنڈت کشمیری باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت

مہندی سے چھلے نقرئی سونے کے ہو گئے — اے سیمتن عجب ہین ترے کیمیا کے ہاتھ

فرقتی تخلص وزیر علی عظیم آبادی شاگرد امیر جان عبرتی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے فارسی ہی کہتے ہین

کیا پوچھتے ہو ہمنفسو ماجرائے دل — کانٹا سا کچھ کھٹکتا ہے پہلو مین جای دل
سیکھی ہے جب سے یار نے آنکھ ملیونکی چال — آتی ہے ہر قدم پہ صدا ہائے ہائے دل

فروغ تخلص میر روشن علیخان خلف اکبر علیخان شاگرد ممنون باشندۂ دہلی

تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن — گھر میں کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فروغ تخلص میر اکبر علی شاگرد شمس الدین فقیر طب اور نجوم میں اچھا دخل رکھتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ایسا نالاں ہوا شب کو دل بیمار کہ بس — سنکے ہمسائے پکارے پس دیوار کہ بس
گرچہ مخمور سیہ مست ہیں تیری آنکھیں — لیکن ایسی ہیں وہ دل لینے میں ہشیار کہ بس

فروغ تخلص خواجہ غلام مصطفےٰ ولد خواجہ محمد یحییٰ باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہیں

خیال ہے ترے آب رواں کی محرم کا — نہیں ہے تن میں ہمارے یہ ہی حباب میں دم
اوس پری کا میرے پہلو سے جو سرکا پہلو — تیغ غم سے ہوا مجروح جگر کا پہلو
تجھہ پہ پڑتی ہے یار سب کی آنکھ — چشم بد دور رہے غضب کی آنکھ
لاغر ہوا ہوں ہائے میں اوس درجہ ہجر میں — ہلنے کی بھی دلا مجھے طاقت نہیں رہی
کیسا ملال وصل ہوا شب کو یار سے — دل صاف ہو گیا وہ کدورت نہیں رہی
الفت کا حرف صفحۂ ہستی سے مٹ گیا — بھائی کو بھائی سے بھی محبت نہیں رہی

فروغ تخلص محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا قادر بخش صابر تخلص

دیا ہو جھوٹ ہی گو نامہ بر نے مژدۂ وصل — پر اوسکے کہنے سے دل کو تو یک قرار آیا
کیا ہو آپ نے گو سچ ہی وعدہ آنیکا — یہ سوچیے تو کہ مجھ کو کب اعتبار آیا
لیکے آتے ہو ساتھہ غیروں کو — باز آیا میں اس عنایت سے

فروغ تخلص خواجہ نور الدین خان بہادر معروف بہ سانولے صاحب برادر خرد نواب انور الدولہ شفق تخلص باشندۂ کالپی

قید ہستی میں پھنسے یاد وطن بھول گئے — وہ مکاں بھول گئے وہ چمن بھول گئے
خیال غیر ہے ہمراہ جانان — تصور میں بھی تنہائی کہاں ہے

احمد علی کامل تخلص

مجھ سے شب وصال بھی انکار ہے اسے
کہتا ہے میرے پاؤن سے تو کون ہے بھاگ

فروغ تخلص حافظ خدا بخش ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور تخلص

جز ذکر حسن و عشق دل حسن دوست کو
مفلی سے دلیسند کوئی بات ہی نہین

فرہاد تخلص میر علی فیض آبادی شاگرد میر حسن دہلوی

مرے چاہے سے وہ بت رام کیا ہو
خدا کا گر نہو فرہاد جی

فرہاد تخلص شاہ الفت حسین موسوی باشندۂ عظیم آباد شاگرد راجہ بینا بہادر افضی مدتون سے کلکتہ مین رہتے ہین بیشتر فارسی کہتے ہین اپنی شاعری کا بہت غرور رکھتے ہین یہ شعر راقم کے سامنے پڑھے تھے انکی بعض بعض تصنیفات نظر سے گذری ہین

اے وائے جذب عشق مرے دل مین ہر گھڑی
نالہ اور مجھ کے پردۂ محمل مین رہ گیا
نفس کو نالہ رسول سے اسیر درد کرتے ہین
صبا کے پاؤن مین زنجیر موج گل سے رہ گئی

فرہاد تخلص مرزا منفل بیگ مرحوم ولد مرزا تقی بیگ لکھنوی مرتبہ مین شاگرد افسردہ اور غزل مین شاگرد مصحفی و ناسخ کے آلہ آباد مین رجسٹری کے سررشتہ دار تھے

صاحب دیوان گزرے

خال اوس روے کتابی پہ نمایان دیکھا
بچہ زاغ سیہ حافظ قرآن دیکھا
میکشو مین رند ایسا ہون کہ میرے واسطے
خم اوٹھا کر لائے خود میر سامان بادہ

فرہاد تخلص لالہ صاحب رائے ولد لالہ سندر رائے کایتھ لکھنوی شاگرد میر سوز

چین پایا وہ پس مردن دل بیتاب نے
گوشۂ مرقد مین آغوش مادر ہو گیا
غم جب سے ہوا ہے یار دل کا
کوئی نہین غمگسار دل کا

فرہاد تخلص قاضی محمد احتشام الدین ولد قاضی عظیم الدین باشندۂ مراد آباد

ہے کم سنی مین مرادون پہ یار کا جوبن
قدم قدم پہ قیامت ہے اٹھتا یوبن

فسون تخلص مرزا منجھلے خلف مرزا اکرم بخت ولد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی

رولاتے نہ تم گھر عدو کا نہ بہتا
اوٹھایا ہوا ہے یہ طوفان کیا

کیون دوست او ٹھلائے تجھے کوچہ سے اوسکی | کو جان پہ ستم تھا مگر آرام وہین تھا
اچھا ہوا کہ حشر کے ہنگامے سے بچے | ہونا جو تھا یہین دم رفتار ہو گیا

فضا تخلص بوجہام باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی

بادہ کے ہین پینے سے کیا کام ساقی | مے خون جگر آبلہ ہے جام ہمارا

فصیح تخلص پنڈت سکھن لال خلف بیچے لال فرخ آبادی شاگرد امراؤ حسین صفیر تخلص

سمجھے نہ یار عاشق زلف دوتا مجھے | دنیا مین اس بلا سے بچائے خدا مجھے

فصیح تخلص مرزا جعفر علی مرثیہ گو ولد مرزا ہادی لکھنوی شاگرد ناسخ بیت اللہ کو ہجرت کر گئے ہین

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال | بے کمالی مین بھی افسوس کہ کامل نہ ہوا
دیکھے گا پھنس کے زلف مین جب پیچ و تاب دل | پچھتائیگا بہت ہی یہ خانہ خراب دل
مجھ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین | تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فصیح تخلص حکیم فصیح العالم خلف و شاگرد مولوی صبیح العالم خان دہلوی مرشد آباد مین نشو و نما پائی تھی وہین انتقال کیا

تحفہ نسخہ تپ ہجران کے لیے رود دہن | قرص گل یہ ہے تو وہ شربت عناب بنا
رکھ جنتی مین چشم کی کھینچا نگہ کا تار | اوس شوخ کا نظارہ عجب سادہ کار ہے

فضا تخلص گوبند پرشاد ولد دیبی پرشاد لکھنوی شاگرد منشی مینڈو لال نثار

گر یون فضا کو آپ لگانے نہ دینگے ہاتھ | چھو لیگا ایک روز وہ دیوانہ بن کے پاؤن

فضا تخلص میرزا محمد جعفر عرف تھے مرزا ولد مرزا بندہ حسین لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

اللہ اللہ یہ دیدار کا تھا شوق مجھے | تکتے تکتے رہ بت بن گئین تیر آنکھین

فضل تخلص فضل مولیٰ خان لکھنوی نواب مرشد آباد کی مصاحبت مین تھے جوانی مین فوت ہوئی انمین ایک بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعرون کو اپنے نام سے پڑہتے تھے دہلی کو بھی گئے تھے کلکتے مین بھی آئے تھے

دل خیال زلف سے از بس مرا معمور ہے | صبح محشر بھی مجھے شام شب دیجور ہے

او دی ستی وہ او سکے کہ مینے یہ حرف ہی | لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے یہ حرف ہے

فضل تخلص فضل الرحمن خلف شیخ حامد علی ابن قاضی احمد متوطن یمن باشندۂ قصبۂ مہم ضلع رہتک شاگرد محمد رفیع الدین و محمد حیات خان حیات

حاجت دام نہین عاشق بیدل کو لیو | گیسوئے یار ہے کافی سے سلاسل کے لیو

فضلی تخلص و نام شاہ فضل علی دکھنی معاصر شاہ نجم الدین ابرو

زلف کے سلسلے کے طالب کو | پیچ دیکر مرید کرتے ہین

فطرت تخلص ایک شخص کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کیونکر نہ آسمان پہ ہو اوسکا داغ دل | روشن ہو جسکے سینے کے اندر چراغ دل

فغان تخلص اشرف علیخان دہلوی کو کہ احمد شاہ بادشاہ غازی ابن مرزا علیخان مقیم عظیم آباد شاگرد علی فکی خان ندیم ۱۱۸۶ھ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین انتقال کیا بڑی ظریف تھے بعضے صاحب تذکرہ نے جو انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل بستگی قفس کی یہان تک ہوئی مجھے | گویا مرا چمن مین کبھی آشیان نہ تھا

سر کو فدائے خنجر بیداد کر چکا | پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا

ابھی مٹا نہین دعوے ستم رسیدون کا | کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدون کا

کیا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان | یہان تک گمان نہ تھا تری صبر و قرار کا

بے سبب شمع کب جلے ہے فغان | لطف سوز و گداز مین پایا

ممکن نہین کہ غیر نہ ہووے رکاب مین | تجھکو خدا نہ لائے ہمارے مزار پہ

پانون چلتے ہوئے دیکھے تو بیابان کیطرف | ہاتھ اوٹھتے نظر آئے تو گریبان کیطرف

کہتا ہے یہ بہشت مین مستون کی جا نہین | زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین

خط دیکھو چھپا کے ملے وہ اگر کہین | لینا نہ میرے نام کو اے نامہبر کہین

مجھ مبتلا کی چشم کہان تک پر آب ہو | اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو

بک گیا اب تو یہ دل کافر خونخوار کے ہاتھ | بند ہوگئے رشتۂ الفت سے گنہگار کے ہاتھ

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے
خفت مجھے ہوئی دل امیدوار سے

ضعیف ہے دلِ بیمار اس قرینے سے
اٹک کے آہ نکلتی ہے میرے سینے سے

ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے
انھین باتون سے یہ کم بخت خفا ہوتا ہے

دیکھکر دل کو مڑ گئے مژگان
تیر خالی پڑا نشانے سے

دل مین اوس شوخ کے ہو پاس وفا سو معلوم
کہنے سننے کے لیئے بات بنا رکھا ہے

فغان تخلص میر شمس الدین دہلوی

پردۂ غفلت مین میری پاس اگر آتا ہی خواب
دیکھ میری چشم تر کو رو کے پھر جاتا ہے خواب

فغان تخلص ظریف خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

ہے شکن مین جبین سے ابروئے خمدار مین
آگیا بل اندرون قاتل تری تلوار مین

فغان تخلص سید عباس علی خان

اگر زبان کہے نہ سوال وصال پر
مہلت ملی زبان کو تیری نہین سے کب

نقش قدم کی شکل ہین پامال ہین
یہ ناز تیری چال کی اوٹھی زمین سے کب

فغفور تخلص منشی قادر بخش ولد منشی رحمن بخش ماجر باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ صاحب

ہون مین دیوانہ کسی رشک قمر کا ہرگز
طوق گردن جا ہیے بن جا ی ہالہ ماہ کا

یار ساقی ہے باغ ہے گل ہے
خم ہے شیشہ ہے جام ہے مل ہے

فقیر تخلص علاء الدولہ یمین الملک سید محی الدین خان دہلوی خلف نواب اعظم الدولہ دیوان انکا نظر سے گزرا

ہو آج کے دن آن کے مہمان ہمارا
اتنا تو کہا مان لے اے جان ہمارا

ایک بوسہ فقیر کو دیجیے
رد نہ کیجے سوال سائل کا

گنج جو جانتے ہین کنج قناعت کو فقیر
سامنے اونکے ہین کیا مال یہ دولت والے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ دہلوی شعرائے تخت شاہ عالم بادشاہ مین سے کبت دوہرہ سے بھی واقف تھے احیانا شعر اردو کہتے تھے

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف
ہے کونسی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہین

صافی دلون کی دید کو مانع نہین حجاب | عینک سے ہے دوچند ضیا دیدۂ بصر کی

فقیر تخلص میر شمس الدین دہلوی فارسی گو عروض و قوافی و زبان دری مین خوبہ دخل رکھتے تھے چنانچہ چند رسالے اسی باب مین لکھے ہین سنہ ۱۱۷۱ گیارہ سو ستر ہجری مین بعد حصول زیارت حرم شریف وقت مراجعت انتقال کیا بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزرین

خال تیرے بیاض گردن پر | نقطۂ انتخاب ہے گویا
گم ہے آواز ترے کوچے کے باشندونکی | نالہ کرنے سے گدا ونکے گلے بیٹھ گئے
بے غرض دید سے ہیان کام تکلف سے نہین | خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے

فقیر تخلص عنایت اللہ ولد نور اللہ ساکن کرنار پور ضلع جلندر

مہندی کے باندھنے کی کتا کس یہ کون اٹھے | فرمایا میرے خون سے آلودہ کرکے ہاتھ

فقیر تخلص مولوی فتح علی خان خلف خیرات علی خان فرخ آبادی اولاد مین نواب ہادی داد خان بہادر کی

اے عشق کس بھانمین وہ جان جہان نہ تھا | چشم و دل و دماغ جگر مین کہان نہ تھا
مسجد مین میکدہ مین حرم مین کنشت مین | وہ خود نما جہان مین کیسے کہان نہ تھا

فقیر تخلص حکیم علی محمد عظیم آبادی خلف حکیم احمد حسین حکیم تخلص مقیم کلکتہ راقم کے ملاقاتیون مین ہین

دیر و مسجد کو کرین گبر و مسلمان آباد | مین نہ کرنے کا بجز کوچۂ جانان آباد
ایسی آنکھین نہ دیدہ مین نہ شنید | منتخب ہین ہزار آنکھون مین

فکری تخلص مرزا ممتن نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

جون نکہت گل گردش تقدیر سے فکری | ہم خانہ بدوش آہ رہے اپنے وطن مین
ہم گنہگارون کی قسمت مین کہان ہے ہر چند | کوچۂ یار مین جنت کی ہوا آتی ہے

فگار تخلص مرزا قطب علی بیگ دہلوی

مت پوچھو فگار اب تو مرا مسکن و ماوا | مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فگار تخلص میر حسین دہلوی نبیرۂ میر فقیر اللہ فقیر شاگرد میر نظام الدین ممنون بعض صاحب تذکرہ نے انکو مرزا غالب کا شاگرد لکھا ہے

دیکھ آئینہ کو اوسنے کیا اسلیے ٹکڑے ۔۔۔ یعنی مجھے کسو واسطے مجھسا نظر آیا
کرتا ہے غنچہ تیرے دہن کی برابری ۔۔۔ شاید یہ اپنے بھول گیا ہے دہن کی بو

فلک تخلص میر بہادر علی عرف میر نصاحب خلف میر اکبر علی لکھنوی شاگرد برق

صورتِ برگ خزان خشک ہوا جاتا ہون ۔۔۔ دیکھتا جاکے نہ مین کاش بہار عارض

فنا تخلص شیخ باقر باشندۂ کالپی حافظ ضیغم و مولوی عبد الکریم خان آشنا و مولوی محمد مظہر وصل وغیرہ بہت سے شاعرون سے الصلاح لی تھی کلکتہ مین تجارت کرتے ہین ریختی بھی کہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین ٭

ریختی

بار گوہر سے لچکتی ہے کلائی بار بار ۔۔۔ وہ دُرِ نایاب پہنے ہے جو سمرن آج کل
کل روپئے سونا کو منگوا کر دیئے ٹکسال سے ۔۔۔ اشرفی خانم کہو گی جاکے کندن لال سے

فنا تخلص شیخ بیر مرحوم پھکیت خلف شیخ طاہر لکھنوی

ہو مخجل شامِ اودھ اور بنارس کی سحر ۔۔۔ کبھی دیکھے جو وہ گیسو وہ بہارِ عارض

فوق تخلص میر ولد حسن خلف میر مولود علی فرخ آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

سنتا نہین ہزار کی فصل بہار مین ۔۔۔ پہونچا ہے عرش پر ترا اے باغبان دماغ
وہ صفا اب مجھے حاصل ہے کہ یہ صورت ہے ۔۔۔ دیکھ لیتا ہون رخِ یار کا جلوا دل مین
در و دیوار سے زندان کی سر اپنا پٹکتے ہیں ۔۔۔ خیال اے فوق آتا ہے جو صحرا کا کبھی ہمکو
بے یار میکدے مین نہ بستر لگائیے ۔۔۔ ٹھوکر سبو کو جام کو پتھر لگائیے

فوق تخلص شیخ عبد الصمد باشندۂ میرٹھ شاگرد مصطفےٰ خان گرم تخلص

دلِ مضطر نہین ہے قابو مین ۔۔۔ ڈھنگ سیکھا ہے اوس ستمگر کا
شورِ محشر سے بھی نہ اوٹھتے ہم ۔۔۔ کام تھا یہ تمہارے ٹھوکر کا

دہوکے مین آکے کرتا ہون ناحق شکایتین | میری ہی آہ کا ہے دہوان آسمان نہین
نالے اگر یہی ہین ہمارے تو دیکھنا | یا ایک روز ہم نہین یا آسمان نہین

فوق تخلص نظیر احمد مرشد آبادی شاگرد حیرت

ضبط کا ڈھنگ کچھ ایسا دل ناشاد رہے | آنکھ مین اشک نہ لب پر کبھی فریاد رہے

فوق تخلص میر بادشاہ باشندۂ دہلی شاگرد و قرابت دار مولوی سید احمد خان صدر الصدور علیگڑھ متخلص بہ آپ ہے

مین تو رہتا ہون گریزان ہی سدا اوس سے مگر | چھوڑتا کب ہے ترا طرۂ طرار مجھے

فہیم تخلص وارث علیخان

دوری مین اوس مسیح کی اولٹی ہوی ہے سانس | مہلت ملی ہے ہمکو دم واپسین سے کب
اوس حور کے جو وصل سے ٹھنڈا ہوا نہ دل | خنجر نہ ہو گیا ہے جہنم تمام شب

فہیم تخلص پنڈت سندر لال ولد پنڈت بدری ناتھ لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد اسمعیل حسین منیر تخلص

بزنجیر توڑی پنجۂ شل نے غضب کیا | شانے سے اوس پری کے موی تا بکف

فہمی تخلص شیخ دیانت حسین مدرس زبان فارسی و اردو ماڈل اسکول موضع بڑہیا ضلع مونگیر خلف شیخ ہدایت علی باشندۂ بہار مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین

ستم سے کم نہین الطاف یار ای فہمی | ہے برق جان حزین طور مسکرانے کا
آئینہ کو نہ مقابل رکھین | پھرون حیران رہا کیجیے گا
تا بکے نالۂ و افغان فہمی | کیا کہین حشر بپا کیجیے گا
نہ وہ مین ہون نہ وہ زمانہ رہا | دل لگانے کا اب مزا نہ رہا
مدعی سے بگڑ گئی ورنہ | دل مین کیون کچھ بھی مدعا نہ رہا
کی یہ اشک حیا نے پردہ دری | راز میرا ترا چھپا نہ رہا

تیون کے جور وجفا نے کیا ہمین گمراہ — چلے ہین دیر سے گھبرا کے خانقاہ کو ہم
ادھر ہو مل کے ہگر خاک ادھر نہ ہوتا شیر — ملائین خاک مین فہمی بس اپنی آہ کو ہم
کہتے ہین مجکو دیکھ کے اللہ رے فریب — گر تم نہین صحیح تو بیمار بھی نہین
حسنان غم دلبری اے مست خوب ناز — گر خواب مین نہین ہین تو ہشیار بھی نہین
تمام عمر تو کسب کمال مین کاٹی — کیا کمال جو حاصل تو دل لگانے مین
آپ کے غم مین مرگیا ہون مین — اور کسطرح سے بنا ہون مین
عشق مین عقل و فہم کو کھو کر — فہمی اب نام کو رہا ہون مین
بے فائدہ گر عرش پہ پہنچے بھی تو ناصل — اے نالو ذرا کان تک اوس بت کی پہنچو
ہرگز نہ دم یار جفا کوش مین آؤ — اے حضرت دل خیر ہے کچھ ہوش مین آؤ
جو اوسسے پوچھے غیر ون پہ کیون ہے لطف و کرم — تو ہنسکے کہتے ہین بس تیرے ہی جلانے کو
ہوش کی آپنے دوا کیجے کہ خبر ہی ہے — آتے ہین حضرت ناصح مجھے سمجھانے کو
مرون ہی سے لگا لینگے دل کو کسیطرح — کوچہ تمہارا اگر نہین خلد برین تو ہے
مجھکو سوال بوسہ سے مطلب جواب ہے — گر ہان نہین زبان پہ اونکے نہین تو ہے
وہ بگڑی ہے ہوا اے شہر الفت — جسے دیکھو وہ غم مین مبتلا ہے
وہ شکوہ اپنا میرے منہ سے سنکر — لگے کہنے کہ ہان کہیے بجا ہے
جنازہ دیکھکر میرا یہ کہا حیف — رہی دل ہی مین سب حسرت جفا کی
اللہ یہ اپنی بیکسی ہے — رونے کو وہ سمجھے ہین ہنسی ہے
میرے کی بلائین لے رہی ہے — کاکل تری میری مدعی ہے
سر پر ہے کھڑی قضا بھی وہ بھی — جان ایک عذاب مین پڑی ہے
مرتا ہے دراز کاکلون پر — فہمی کی حیات بڑھگئی ہے

فیاض تخلص حکیم سعید الدین علیخان سررشتہ دار کچہری راجہ راج عمتھر بن حکیم ابوسعید خان مقیم اٹاوہ

منہ سے خواب بیدہ چونک اوٹھینگے یار — ساتھ غیرون کو سلانا چھوڑ دے

فیاض تخلص شیخ فیض الحسن خلف شیخ نظام الدین نظام باشندۂ قصبۂ دیبائی ضلع بلند شہر

افسوں کا ہو عمل نہ عمل کا ہو کچھ اثر	سیر ارقیب یار کا ہمزاد ہو گیا

فیض تخلص حکیم منور حسین صاحب مثنوی نہر لبن و مثنوی عمدۃ الاعجاز و جواہر الحکمت و صحیفۃ الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر خلف سید فضل حسین شاگرد مہدی علی زکی باشندۂ امروہہ کبھی حکیم بھی تخلص کرتے ہین اشعار عربی و فارسی و اردو انکے اچھے ہوتے ہین راقم کے احباب مین ہین انکی مثنوی سلسبیل و مثنوی صاعقہ و کنایات منوری نظر سے گزری

فرقت قاتل مین گو تڑپا کرون بسمل نمط	تا قیامت بھی نہ نکلے دم بآسانی مرا
بخدا تک مجنون نے ڈھونڈا کوہ تک فرہاد نے	اے جنون لیکن نہ ہاتھ آیا کوئی ثانی مرا
کیونکہ چھوڑون وہ عطا اوسکو کہ ہے وہ گلبدن	دل مرا دلبر مرا جانان مرا جانی مرا
دولت کی طلب زر کی تمنا نہین کرتے	دیندار کبھی خواہش دنیا نہین کرتے
سنتا ہون کہ غیرون سے اونھین رہتی ہے صحبت	کہدو کوئی جاکر کہ یہ اچھا نہین کرتے
کیون کہتے ہین سب لوگ تمھین رشک مسیحا	ہم مرتے ہین مدت سے تم اچھا نہین کرتے
چہرے سے ذرا برقع زرین کو اوٹھا دو	ایجان شب وصل مین پردہ نہین کرتے
جب کہتے ہین آجاتی ہین پھر فیض خزین کے	سچے ہین وہ جھوٹا کبھی وعدہ نہین کرتے

فیض تخلص مولوی فیض الحسن باشندۂ سہارن پور مقیم دہلی صاحب شواہد تفسیر و شواہد خمسہ و تذکرۂ صحابہ و مثنوی روضۂ فیض و مثنوی چشمۂ فیض وغیرہ کتب کثیرہ عربی و فارسی

عجب کچھ طور تھا شب فیض کا کیا جانیے کیا تھا	کوئی وحشت سی وحشت تھی کوئی سودا سا تھا
غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتے ہین	بڑا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا

فیض تخلص علی بخش شاگرد وحید الدین فرد

پاس اوس گلرو کے جب جاتے ہین ہم	داغ دل پر تازہ لے آتے ہین ہم

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیری مقیم لکھنؤ

لو مرنے خون ہین تہ خاک سے بسمل آکر | دیکھنا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی خلف میر تقی میر مقیم لکھنؤ

کہہ دیا سب سے، جو کہ تھا معلوم | دل ترا حوصلہ ہوا معلوم
شوق ہین تیرے کنار و بوس کے اے نازنین | موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم
یہ ترک چشم تری مست ہین جوان دونون | کہ سو رہے ہین تلے سر کے رکھ کمان دونون

فیض تخلص نواب جعفر حسن خان خلف نواب محمد علی خان رئیس عظیم آباد شاگرد مصحفی

آسمان پر اشک کو لیجائیگی تحریک آہ | یہ ہوا اوٹھتی ہے دریا موج خون ہو جائیگا
فیض اب اوسکو ندامت ہی نکیاشی سے | تیرے زخمون نے عبث اوس پہ شکر خند کیا
رشتۂ تسبیح اپنا ہو گیا تار نفس | ذکر ہو موقوف تیرا اگر یہ دم بھر ٹوٹ جائے
کیسی پابندی ہمین زندان کی اور زنجیر کی | وہ جنون کا زور ہے سد سکندر ٹوٹ جائے
مے پینے کی تہمت تو دے سکتا نہین لیکن | آنکھون مین گلابی سا ڈورا نظر آتا ہے

فیض تخلص ظفر یاب الدولہ میر احسان علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ ولد سید محمد تقی خان بن میر زین العابدین خان رفیق میان الماس خواجۂ سرا شاگرد آتش صاحب دیوان مین

کب اوٹھانے سے ترے خاک نشین اوٹھتی ہے | درد بھی ضعف کے باعث ہی اوٹھا دل مین

حرف قاف

قابل تخلص مرزا علی بخش شاگرد محمد ابراہیم ذوق امیر تیمور کے دودمان سے ہین

سامنے میرے غیر سے تو ملے | ستم اس سے زیادہ کیا ہو گا
کیا جو قتل مجھے تو نے آپ خوب کیا | کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
تم جو کہتے ہو جاؤ تم یہان سے | ایسے جائینگے پھر نہ آئین گے
مرہی جانا ہے عشق مین بہتر | نہ جئین گے نہ رنج اوٹھائین گے
لکھا تھا وہی کہ جو تھا نصیب کا لکھا | بلا سے خط کا جواب اوسنے کچھ دیا تو سہی

قادر تخلص مولوی عبد القادر خلف مفتی سید کرامت علی باشندۂ الہ آباد

چشم کے چشمہ سے ہو فان نوح کا ہوگا روان | ہوویگا آخر کو یہ دریا روان بالاے سر

قادر تخلص مرزا قادر بخش بحکیت متوطن دہلی باشندۂ عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عبد الکریم خان شنا راقم کے ملاقاتی ہین

ہانگ بالون مین نہین اوسکی عیان بالاے سر | نہر حیوان کی ہے ظلمت مین روان بالاے سر

قادر تخلص مرزا سرفراز علی ولد مرزا ہنگا باشندۂ لکھنؤ شاگرد طالب علی خان عیشی صاحب دیوان ہین

دل چین لو جرا لو جو عشاق یون نہ دین | وہ انتظام رنج کا ہے یہ بند و بست لف

قادر تخلص مرزا قادر شکوہ خلف مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ شاگرد ضمیر مرثیہ گو

ایسا مین سمجھتا تو نہ ملتا کبھی ناصح | دل مفت مین لیجائیگا یہ کسکو یقین تھا
بی گیا مقتل مین وہ خون شہید ناز کو | تو تو تھا ہی پر ترا خنجر غضب خونخوار تھا

قادر تخلص سید قادر بخش خلف سید عبد المحسانی متوطن سنبھل مقیم فرخ آباد

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کریں | ہم آپ گر ہین یار کی کیا جستجو کرین

قادر تخلص شیخ قادر بخش لکھنوی

اوس ماہرو کے وصل کی اللہ ری خوشی | ہم نے لگائے داغ کے درہم تمام شب

قاری تخلص قاری علی احمد باشندۂ دہلی علم قرأت سے بخوبی آگاہی حاصل کی تھی

چین ابرو نے خوب روک دیا | تھا مین کہنے کو مدعا اپنا
سچ بھی کہیئے تو جھوٹ سمجھے ہے | کہیئے کیا خاک ناجرا اپنا

قاسم تخلص آغا محمد

سیکڑون غم ایک جان زار ہے | ابر ہے شب ہے دل بیمار ہے

قاسم تخلص قاسم علی خان ولد امیر علی خان باشندۂ فرخ آباد

ہے عیان معنی والشمس رخ انور سے | جلوہ گر عالم واللیل ہے موی سر سے

قاسم تخلص میر قاسم علی خلف میر طالب علی باشندۂ بارہہ مذہب شیعہ سے

دلگرفتہ ہو کر مولوی محمد اسمعیل کی خدمت مین توبہ کی اور راہ تسنن کو اختیار کر کے مولویصاحب موصوف کے ساتھ پنجاب کے معرکہ مین شہید ہوے

تھی بات ہنسی کی پہ نبی جان پہ قاسم | لب ہو سکے نمکسار نہ ہونے زخم نہان پر

قاسم تخلص سید قاسم علی خان خلف سید حیدر علی خان لاہوری متخلص بہ حیدر باشندۂ لکھنؤ موسیقی مین اچھی مہارت رکھتے ہین بہت روز تک عمدۂ تحصیلداری پر مامور رہے

بسر کن خوبیون سے زیست کر کے اوٹھگیا قاسم | ہزار افسوس وہ بھی کیا بشر تھا کتنا بی شر تھا
ایک ہی حسن کا جلوہ ہے کہ ہر پردے مین | دل کو لیتا ہے کہین رنگ کہین بو ہو کر
ایک بوسے کے عوض دین اوسے لاکھون گالین | بیشتر لذت ملی تقصیر سے تعذیر مین
رنج دکھا دے تجھے کوئی بات سنا دیجو کہ ہین | کان مشتاق سخن طالب دیدار آنکھین
سیکڑون دریا بھرے ہین چشم گریان مین مری | پھر بھی یہ کم بخت ہر دم تشنۂ دیدار ہین
نہین آواز بھی منہ سے نکلتی ناتوانی کے | اسیر دکھا تمہارے نالہ بھی محبوس زندان ہے
مری صداع کو صندل سے فائدہ معلوم | علاج اسکا کسی سنگ آستان مین ہے
جو مان ہوی تو جیتنگے نہین تو جان گئی | ہمارا ہی زیست و مرگ آپ کی زبان مین ہے
شمع و پروانہ سے سمجھے اتحاد حسن و عشق | ایک آتش تھی کہ جسمین دونون جلکر رہ گئی

قاسم تخلص قاسم علی لکھنوی سنہ ۱۲۶۳ اٹھاسی سترسٹھ عیسوی مین کلکتہ مین تھے انکی مثنوی حیرت افزا نظر سے گزری

نہین انکار دینے مین خدا ہو جان تم پر | اگر اس قول پر جا ہو تو قاسم سے قسم لیلو
مدت سے انتظار ہے تشنہ لب آنے مین اپنے دیر نہ مطلق لگائیے

قاسم تخلص شہزادہ ابو القاسم اولاد مین امیر تیمور کی تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

بکھری ہو کہین بغیر تری اس جمال سے | قاسم کو دکھاتی ہین سماں چاند کہن کا

قاسم تخلص شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد آتش شروع جوانی مین انتقال کیا

گردش تقدیر سے ہون سخت حیران اے فلک | رزق بے منت کے قابل سا نہین پیدا کیا

باز پرس حشر کا بھی خوف ہے اے دل ضرور
کون مانگے گا کہ تقدیر خدا تجھ مین نہ تھا

سنگ دشنام کی صدا نکلے تم اچھا کیا
خیر گزری رات کچھ اسمین دغا تجھ مین نہ تھا

قاسم تخلص میر قاسم علی باشندہ بریلی

یقین ہے بعد العطش گو بان دم آخر مرونگا پیاسا ہون ترے آب دم شمشیر بران کا

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ کے مریدون مین تھے ۱۲۴۳ بارہ سو چھیالیس ہجری مین انتقال کیا۔ احسب دیوان گزرے الخ تذکرہ شعرا رنجہ نظر ہو گزرا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیران ہوگا زلف کو شانہ نکر کافر پریشان ہوئے گا

قرار و صبر و تاب و طاقت نہون ساتھ فرقت کیا کرین ہم پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا

خط لیشت لب جانان کو تو نے دیکھا اے ناسخ سواد چشمۂ حیوان مین کیا سبزہ لہلہاتا تھا

یہ کہیے اب کدھر بھول پڑے آپ کسطرف اسطرف بارے آپ کا کیونکر گزر ہوا

دل کی نہ پوچھو کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

کرین ہم تجھسے اب کیا اور ڈھب کی بات کیا فاقت ترے پاؤن تلک پہنچے ہمارا ہاتھ کیا طاقت

قسم ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم کہ شب تھی کاکل جانان سے مو بمو گستاخ

سر بسر قول ترا اے بت خود کام غلط دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

کرشمہ غمزہ تغافل نگہ حیا چشمک ہے دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے خطر

ہین روسیہ و خستہ جگر مثل نگین ہم اے وائے کہ تسبیر بھی نہین خانہ نشین ہم

اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ ٹوٹے بہار اور رہین نامراد ہم

غم و رنج محنت آفت ستم بلا مصیبت فرقت مین تیرے دیکھے بندہ نواز ساتون

کہان قاسم نہ روک آنسوؤن کو یہ لڑکے ہین ناحق گلوگیر ہونگے

مسلمان زادے پر وا ہو کیا اچھا ہے عاشق کے وہ نصرانی بچہ عیسی نفس تو ہی یہ کافر ہے

قاصر تخلص مرزا ابر علی بیگ تاجر ولد مرزا ستم علی بیگ سمرقندی باشندہ دہلی شاگرد شاہ نصیر اللہ فراق و مصحفی کلکتہ مین بھی آئے تھے صاحب دیوان گزرے

میرے آگے نہ کسی غیر کا تو دل رکھنا — سنگ اچھا نہین شیشے کے مقابل رکھنا
تیرے ابرو سے مہ عید نے سیکھی ہے یہ طرز — خم نظارہ پہ اک خلق کو مائل رکھنا
عالم کے مرقع مین اگر پھر ہو وہ پیدا — یوسف کے مقابل تری تصویر کرو مین
صبا چمن مین شہیدان یار دفن ہین کیا — ہر ایک غنچے سے آتی ہے مجھکو بو دل کی
جرم خسرو کا نہ تقصیر اسمین کچھ شیرین کی ہے — موت لکھی تھی تری فرہاد تیری ہاتھ سے

قاطع تخلص سید خوب اللہ باشندہ یحییٰ پور متعلق الہ آباد

مین صدق دل سے بندہ اوس صنم کا ہون مرزا — یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے

قاصر تخلص شیخ مقصود علی باشندہ غازی پور

اک ہم ہی تیری چال سے بسمل نہین صنم — پامال کبک بھی تو ہوی کوہسار مین

قاضی تخلص شیخ قادر بخش ساکن کانپور شاگرد مولوی احمد علی کامل

عشق گیسو مین ہون مجبور گرانجانی سے — روز کٹتی ہے شب ہجر پریشانی سے

قاضی تخلص قاضی عبد الفتاح باشندہ قصبہ سنبھل

دنیا مین تو کچھ نہ ہم نے حاصل دیکھا — دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا
جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی — مانند سراب مین ساحل دیکھا

قائل تخلص سید علی خان ولد میر فضل علی خان عرف میر بڈھن عظیم آبادی مقیم کانپور
شاگرد رشک راہ کربلا مین گوشہ نشین گور ہوئے صاحب دیوان گزرے

نالے کیے ہین دیکھ کے تل تیرے ہونٹھ کے — لکھی بنا تفنگ کی ایک ایک خال لب
دیکھتے ہی اوسے وہ شوخ مٹا دیتا ہے — کودکان مشق جو کرتے ہین مری نام کا حرف
نام گل مشق یہان تک کیے ماشاء اللہ — خط گلزار ہوئے اوس بت گلفام کا حرف

قائل تخلص مولوی فصیح اللہ باشندہ الہ آباد برادر مولوی امیر اللہ شائل

خاک و اکسیر کی ہے قدر برابر مجھ کو — کر دیا فقر کی دولت نے تونگر مجھ کو

قایم تخلص مرزا قائم علی باشندہ اٹاوہ

روز و شب پھرتے ہین کوچے مین ترے دلدار ہم — ہو کہین قسمت کہ دیکھین اک نظر دیدار ہم

قائم تخلص محمد قیام الدین باشندۂ چاندپور متعلقہ سنبھل مرادآباد مقیم دہلی شاگرد میر درد و سودا شعر خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۱۱ بارہ سو دس ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا ایک تذکرۂ شعرا بھی انسے یادگار ہے

جہان مین شہرہ تھین مجنون کی ذلتین قائم
سو بارے عہد مین تیرے وہ نیک نام ہوا

کیون چھوڑتے ہو درد تہ جام میکشو
ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا

تا بفلک نالہ تو پہونچا تھا رات
مین ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا

شیر سے ملنا تمھارا سن کے گو ہم چپ رہے
پر سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا

ٹوٹنا جو کعبہ کونسی یہ جائے غم ہے شیخ
کچھ قصر دل نہین کہ بنایا نہ جائے گا

لیگیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار نہ تھا

نہ وعدہ اوسکے ساتھ نہ پیغام کیا کہون
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا

کچھ طرفہ مرض ہے زندگی بھی
اس سے جو کوئی جیا سو مر کر

گر زیست ہے تجھ تلک تو پھیر کیا
صدقے ترے مر ہی جائینگے ہم

دو جہان جی سے تو بس ہے ہمین
یہان کچھ اتنی تو احتیاج نہین

جب کہا عہد کیا کیا تھا رات
سنکے کہنے لگے کہ یاد نہین

مے کے توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
بے طلب اب بھی جو ملجائے تو انکار نہین

کہتا ہے آینہ کہ بے تجھسا ہی ایک اور
باور نہ ہو تو لا مین ترے روبرو کروں

قائم یہ جی مین ہے کہ تقید سے شیخ کے
اب کی جو مین نماز کرون بے وضو کرون

سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو

وہ بھی تو آدمی ہین کہ جنسے تمھین ہو ربط
کیا شکوہ تم سے رو یہے اپنے نصیب کو

مین جاتا ہون کعبے سے اب دیر کو
بھلا یہ بھی دیکھون خدا کیا کرے

کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
اللہ رے دھوم اب کی برس لالہ زار کی

بتون کی دید مین جاتا ہون دیر مین قائم
مجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا کرے

سنے نالہ مین تاثیر ہے نے آہ مین ہے درد
معلوم ہو کسطرح تجھے چاہ کسی کی

کو بظاہر تو گلے لگتا نہین میرے تو کیا	ہے تصور سے ترے ہر دم ہم آغوشی مجھے
دہن کو تیرے یا یا بات کہتے	ہماری جز رسی مین کیا سخن ہے

قبول تخلص مرزا مہدی علیخان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ صاحب و داروغہ توپخانہ واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ اودھ کے ہمراہ لکھنؤ مین آئے تھے شعر صاف اور عاشقانہ اچھا کہتے تھے انھون نے شمشیر خانی کو نثر اردو مین ترجمہ کیا ہے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۷۶ بارہ سو چھیتہ ہجری مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعۂ تاریخ

میرزا مہدی علیخان مر گئے افسوس حیف	دوستون کو کر گئے مغموم و محزون و ملول
مصرعۂ تاریخ ناسخ حزین نے یہ کہا	ہائے ہے ہے مر گیا مہدی علیخان قبول ۱۲۷۶ ہجری
کرتے ہین سرسبز چوب خشک کو ابنائے عشق	اسقدر منصور سے فیضی ہوا ہے دار کا
قرب بد سے پاک طینت کو نہین ہوتی گزند	دامن گل نے کبھی صدمہ نہ کیا خار کا
وفاداری مین ہم ثابت قدم ہین بعد مردن بھی	بنے گا اسے پر بر و تیرے کوچے مین مزار اپنا
مانگا جو ایک بوسہ تو دین لاکھ گالیان	میرا سوال دیکھئے اور یار کا جواب
پرتو رخسار تابان ہے زبس کوہ و دمن تک	شمع روشن ہے ہر اک سنگ نشان کوہ و دشت
برگ کیونکر نہ ہو خاموش گلون کی آگے	نہین زیبا ہے تہی دست کو زر دار سے بحث
یہ سرخ پوش مرے قتل کی خوشی ہی ہے	نہ جانیو کہ لہو سے ہے تیغ قاتل سرخ

قبول تخلص عبد الغنی بیگ کشمیری معاصر سودا بیشتر فارسی کہتے تھے

دل یون سنبل زلف مین پھرتا ہے تو ہر دن	کاہے کو شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

قدر تخلص محمد قدر دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ رندانہ وضع رکھتے تھے

آج اسے ہو تو رہا ذکر شب وصل کی رات	لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قدر تخلص سید غلام حسنین خلف سید خلف علی بلگرامی شاگرد مرزا لوشہ غالب و امداد علی بحر مگر کوئی شعر انکا دیوانون کے انداز کا نظر آیا نہین انکی مثنوی تضاد قدر نظر سے گزری

یہ ضبطِ عشق ہے کہ نہ نکلے گی مُنہ سے آہ | ایسے جلینگے ہم کہ نہوگا دھواں بلند

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ شاگرد ثناء اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا | یون روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا

قدرت تخلص شیخ قدرت اللہ شاگرد محمد عارف رفوگر

قاصد شتاب جاکے خبر لا تو یار کی | حالت بہت بُری ہے دل بیقرار کی

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ رامپوری شاگرد قائم چاندپوری ریختہ گویون کا ایک تذکرہ انسے یادگار ہے

لاکھون جلائے مردۂ صد سالہ آن مین | فیضِ دمِ مسیح ہے اوسکی زبان مین
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا | کتنونکے جی تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت تخلص شیخ محمد قدرت اللہ سوپرنٹنڈنٹ اسٹامپ ریاست بھوپال شاگرد شیخ محمد باب اللہ بنارسی دیوان انکا نظر سے گزرا کوئی غزل اُنکی نواب سکندر بیگم کی مدح سے خالی نہین

مین کہا مرتا ہون تجھپر وہ لگا کہنے کہ جھوٹ | جب وہین مین مر گیا اوسنے کہا سچا ہے یہ
جب تو ہم جانین دکھا دو ہم کو مرکے سامنے | انکا اب مرقد بنا دو میرے گھر کے سامنے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ برادر زادہ میر شمس الدین باشندۂ دہلی مقیم مرشد آباد شاگرد مرزا مظہر جانجانان و جعفر علی حسرت غزنیون مین شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ کے تھے شعر گوئی مین اچھی قدرت رکھتے تھے شنہ ۱۲۳۵ بارہ سو پانچ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

ہنگامۂ بہار و وداع اب بسر آیا | اے بادہ کش تو مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
پیمانہ کب کرے ہے دفع خمار قدرت | مُنہ سے لگا دے اوسکے ساقی تو مُنہ ہو گا
ہوا ہے اوسکے گلے مین گرہ دم اعجاز | ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا
جہان نظر پڑے پاؤن تلے ملے کاغذ | سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ مین نہ لے کاغذ
اڑائی زیر خاک ماتم مین دل کی | کیا پہنچے آخر زمین آسمان کو

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹی ہی — مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے
نوح کشتی سے خبردار کہ یہان سینے سے — مرہم تازۂ ناسور کہن چھوٹے ہے
سینہ اوسکا ہے دل اوسکا ہے جگر اوسکا ہے — تیر بیداد جدہر رخ کرے گھر اوسکا ہے
لب جان بخش کی اوسکے جو پڑی ہی اک دھوم — لب عیسی نے مگر تیری زبان چوسی ہے
کسکی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے — جو شرر دل سے اوٹھے سو جلوۂ طاؤس ہے
حسن کو اپنے ہوا دار دنسے کا دش ہے مدام — ہر طپش یہان شمع کی برق دل فانوس ہے
ایک ہی پردے کی گر سمجھو تو یہ ہین سب الاپ — گر صدائے چنگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے
صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ یہانسے کر گئے — اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے — کیا ہی ملک روم ہے کیا سر زمین روس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی — اسطرف آواز طبل اودھر صدائے کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہوے گلگون کا دور — شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے — چل دکھاؤن کیا تو اپنی آنکا محبوس ہے
لیگئی اکبارگی گور غریبان کی طرف — جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے — یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو انسے کہ مال و حشمت دنیا سے آج — کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے
کل تو قدرت پاے خم رکھتے تھے تسبیح ریا — آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس ہے

قدس تخلص سید محمد رضا ولد سید علی مرزا داماد نواب ناصر الدولہ سید اسد علیخان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے ہے

بے حجت مسیح اگر طاہر حنا — طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

قدسی تخلص سید محمد اکبر عرف محمد جان ولد شاہ علی جعفر دخترزادۂ حضرت شاہ اجمل الہ آبادی سیراً لکھنؤ مین جاکر آتش کے شاگرد ہوئے تھے صاحب دیوان گزرے

یاد آتی ہین کافر جو ملاقات کی راتین — کٹتین کسی عنوان نہین برسات کی راتین
تری بلائین نہ لین پاؤن بھی نہین دابے — یہ ہم سمجھتے ہین بیکار ہے بدن مین ہاتھ

قدسی تخلص آقا علی خلف مرزا مہدی کوقر باشندۂ لکھنؤ مقیم ٹیابرج یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کیونکر نہیں زمانہ خط عاشقوں کے دل — زانو بدل بدل کے وہ نازک کمر اوٹھا
لکھا ازل میں قلم نے جو حال زار ما — جھکا کے سر کو تاسف کیا مقدر پر
بیچ میں آنو چکے اور بلا کیا ہوگی — اور برگشتہ تری زلف رسا کیا ہوگی
بیکدہ اس سے بنے گا کہ بنے کی مسجد — دیکھیے خاک مری بعد فنا کیا ہوگی

قدیر تخلص احمد علی شاگرد محمد زکی

شور عاشق نہ روانی میں سنا لیلی نے — کتنا مجنون نے کہا ناقہ کو ٹھہرا ٹھہرا
اے قدیر اوس بت ترسا سے یہ کہدو کوئی — اپنے دیدار کے طالب کو نہ ترسایا بہت

قرار تخلص شیخ جان محمد نقیب سرکار وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر شاگرد شاہ شرف الدین متخلص بالہام مولد

حمد میں ہے یہ ارادہ اس دل آگاہ کا — ہو سر دیوان پہ مصرع مدبسم اللہ کا
ترا وہ ناخن پا دیکھکر ترا شیدہ — چھپا ہے ابر کی جا اب ہلال پردے میں

قرار تخلص میر حسین علی شاگرد محمد نصیر سنج

کب سے آنکھیں بچھیں لگیں ذوق جراحت میں ادھر — ہائے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہ گیا
کسطرح قرار اوس سے کروں درد دل اظہار — سننا ہی نہیں وہ بت مغرور کسی کی

قرار تخلص میر محمد حسن ولد میر معصوم علی لکھنوی شاگرد مرزا علی بہار تخلص

سن لے اگر وہ دل سے کہیں گفتگوئے دل — برآئے ایک عمر کی سب آرزوئے دل
ہم پر تو کن انکھیوں سے ہی غصہ کی نظر ہے — ٹرتی ہیں رقیبوں کی طرف پیار کی نگہیں

قرار تخلص بندہ علی خان ولد محمد علی خان لکھنوی برادر زادۂ تفضل حسین خان وبرادر نسبتی فتح الدولہ برق شاگرد میر کلو عرش

بار کفن اوتار اسبکدوش کر دیا — سر پر ہمارے قبر میں وزر کفن کے پاؤں

قربان تخلص میر محمدی دہلوی خلف میر کلو حقیر شاگرد فخار اللہ خان قراق

سمجھے کا نہین ہون مجھے بوسہ پہ نہ ٹالو	مجھسے تو کیا آپ نے اقرار ہی کچھ اور
کیون نہ اک ٹھوکر سے دہان اچھا صدجان دادہو	دست بستہ معجز عیسے جہان استادہ ہو
کسکی برگشتہ نگہ کا ہون مین بیمار کہ آہ	یہان مسیحا کی ہوئی جاتی ہے تدبیر الٹی

قربان تخلص میر جیون شاگرد سودا سپاہی پیشہ تھے فوج کمپنی سے فیض آباد مین دلاورانہ لڑکر شہید ہوئے

یون بند قبا کھل گئے جو آن مین گل کے	کیا پھونک دیا تو نے صبا کان مین کل کے

قربان تخلص میر قربان علی عظیم آبادی

نکالون دل سے کیونکر اوس کمان ابرو کی پیکان کو	کہ آزردہ نہین کرتا ہی کوئی اپنے مہمان کو

قرین تخلص حسرت کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پیارے بیوفا یا باوفا ہو	غرض تم دل کے لینے مین بلا ہو

قسمت تخلص نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلی خان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت مرزا جہاندار شاہ کی سرکار مین اقتدار و اعتبار رکھتے تھے

امیدوار بوسۂ لب ہی کھڑا کوئی	دیتا ہے تجھکو دیر سے پیارے دعا کوئی
پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر رہے	میرے تو ساتھ وعدۂ شام و سحر رہے
الٰہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آئے	نہین تو ہاتھ کی اوسکے کوئی تلوار ہاتھ آئے

قلق تخلص خواجہ اسد اللہ مخاطب بہ آفتاب الدولہ ولد خواجہ بہادر حسین فراق باشندہ لکھنؤ شاگرد و حشیر زادۂ خواجہ وزیر واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین شعر اپنے طرز پر اچھا کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی انکی مثنوی طلسم الفت انہین کی زبانی کلکتہ مین بنی تھی

ادا سے دیکھیا جاتا ہے گلہ دل کا	بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
الٰہی خیر ہو کچھ آج رنگ بیڈھب ہے	تپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا
وہ رند ہون کہ مجھے ہتکڑی ہی محبت ہے	ملا ہے گیسوے جاناں سے سلسلہ دل کا
بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا	ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا

خدا کے ہاتھ ہے اب اپنا ای قلق انصاف
بتون سے حشر مین ہوگا معاملہ دل کا

ہمنے احسان اسیری کا نہ برباد کیا
مرتے دم منہ طرف خانۂ صیاد کیا

کفر و اسلام کے جھگڑے سے چھٹے خوب ہوا
قید مذہب سے جنون نے ہمین آزاد کیا

حسرت قتل ہے نے جان لے اپنی صد شکر
موت نے مجکو نہ شرمندۂ جلاد کیا

ابھی چمن مین ہون آنکھین نہ بند کر صیاد
خدر کر آہ سے میری خدا سے ڈر صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے
عدوے جان ہے ادھر باغبان ادھر صیاد

کبھی مجھکو کبھی غیرونکو لگا لیتی ہین
خوب سیکھی ہین لگاوٹ کے اشارے آنکھین

چوکتا ہی نہین ہے تیر نگاہ
قدر انداز ہے غضب کی آنکھ

ہونٹھون مین دابکر جو گلوری دی یارنے
کیا دانت پیسے غیر نے کیا کیا چبا ہونٹھ

دون کی لے جب کبھی گانے کی فرمایش کرون
ایک اوسکو نترانی کا ترانہ یاد ہے

چھڑا کر یار سے کیا تفرقہ ڈالا ہے گردون نے
نہ وہ چرچے نہ وہ چہلین نہ وہ جلسے نہ صحبت ہے

اپنے سوا رقیب کی کب دال گلتی ہے
باتین بنائے لاکھ وہ یکجی بگھارکے

کہان تک ایڑیان رگڑین گلا کاٹو گلا کاٹو
اوٹھاتے لیجے نہ خنجر باز آیا اس ترحم سے

اوس پہ مرتے ہین کرے تازہ جو بیداد کوئی
ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق تخلص حکیم غلام مولا معرف مولا بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مومن

دیرینہ رفیق تھا قلق ہاے
وہ کیا ہے ہوا کہ مر گئے ہم

ہے جان خراش پرسش غمخوار کسقدر
وہ مہربان مجھپہ ہے کہ جو مہربان نہین

قلق تخلص امجد علی ولد محمد علی متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم گدور اضلع کالپی
شاگرد فخر الملک نواب میر منو بیتاب صاحب دیوان ہین

ہجوم آپ کے در پر ہے دادخواہون کا
ستم تو دیکھیے ان شرمگین گناہون کا

کاہ کی طرح سے کاہیدہ اگرچہ ہے قلق
غم سلامت ہے تو کچھ اور بھی لاغر ہوگا

بسکہ پیہم ٹکرائے دامان و گریبان کے ہوئے
کوستے ہین میری جان کو بمنیہ گرکی اوگلیان

بیہوشی مین کیا اوسکو کہا تھا جو قلق آہ
کہتا ہے کہ بندا اب تو رکھو ہوش مین منہ کو

اے ضعف اب تو اتنی بھی طاقت نہیں رہی | مانگون خدا سے وصل صنم کو اوٹھا کے ہاتھ

قلق تخلص سلطان خان قوم افغان باشندہ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

مرکے بھی اوسکے نظارے کی تمنا نہ گئی | کونسا سبزہ کہ وہ نرگس شہلا نہ ہوا

قلندر تخلص شاہ قلندر شاگرد مرزا مظہر اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے

جی کو سرزندگی نہیں ہے | کیا جی کی کہون کہ جی نہین ہے
تھمتے ہی تھمے گا اشک ناصح | رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے

قمر تخلص مرزا غلام حسین عظیم آبادی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر

دل پس گئے ہزارون کے ای عبرت چمن | پاؤن کا تیرے مہندی لگانا غضب ہوا

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بہ افتخار الدولہ نائب نواب غازی الدین حیدر بہادر والی لکھنؤ ولد منشی مرزا جعفر لکھنوی استاد بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ شاگرد مرزا قتیل دیوان انکا نظر سے گزرا

جوانی مین اوسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے | لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا | عشق کا نام بُرا ہے اوسے ننگ ہی گیا
بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب | دیکھا تھا اوسنے کب کسی بسمل کا اضطراب
تجھ بن جو مجھکو نیند نہ آئی تمام شب | صورت اجل نے بھی نہ دکھائی تمام شب
آئی نہ کچھ صدا قمر خستہ کی ہمین | نے تیر اوسکے در کی ہلائی تمام شب
جسنے نہ رکھا سر کو تہ بار محبت | کیا جانے وہ پھر درد گرفتار محبت
ممکن نہین تا حشر قمر ہوش مین آوے | دیکھے کوئی گر اوس بت مخمور کی تصویر
کیا جو قصد نکلنے کا مین نے زندان سے | قمر لپٹ گئی پاؤن سے غل مچا زنجیر
اپنے قدم سے کیون نہو دریا لہو کا دشت | ہر آبلہ ہے دیدۂ خونبار پاؤن مین
ظاہر مین جو تو چاہے سو حق مین قمر کے کہہ | خلوت مین لیکن اوس سے نکرنا نہین نہین
خال رخ یار نے ہوش مرے کھو دیے | کر دیا بیخود قمر تھوڑے سے تریاک نے

قمر تخلص حافظ قمر الدین خلف حافظ اشرف باشندۂ دہلی

خانۂ دل مین جو روشن ہو چراغ عارض | دھیان پھر خاک رہے لعل بدخشانی کا

قمر تخلص محمد قمر الدین خان اکبر آبادی قوم افغان یوسف زئی

مجھسی کو مرید کر لیا دم مین قمر | یہ خانہ خراب عشق مرشد نکلا
کیسے عشق سے باندھ صد رنج و تعب ہین ہم | ہزارون آفتین ہین ایک ہم ہین کیا عجب ہین ہم

قمر تخلص سید محمد ولی خان خلف نواب محمد علی خان رئیس شمس آباد

بڑھگئی ہے دل کی ایسی بیقراری اندنون | ہر گھڑی کرتا ہون غم مین آہ و زاری اندنون

قمر تخلص میر محمد اسمعیل متوطن لکھنؤ

حال فرقت جو پڑہا خط مین تو بولن کہنے لگی | چار حرفون کے لیے دفتر باطل آیا

قمر تخلص مرزا قمر طالع خلف مرزا انیز بخش بہادر عرف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان جہان

نالان ہے قمر وارِ غم عشق سے وہ بھی | کب ہرزہ درا دن یہ کھلا راز جرس کا
نہ آتی تاب تو بھی دل کی بیتابی کی باتھون سے | قمر پہلو مین وہ رشکِ قمر ہوتا تو کیا ہوتا
بعد مدت خط لکھا ہے یار نو خط نے مجھے | تو بھی اب تو ای قمر شکوی کے دفتر کھولدے

قمر تخلص مولوی نواب جان ہوگلوی شاگرد مولوی رشید البنی مرحوم دہشت

چہرۂ یار نہین زلف رسا سے پیدا | آج خورشید ہوا دام بلا سے پیدا
تاب نظارہ نہین دیدۂ خورشید کو بھی | پردۂ روے منور ہے ضیا سے پیدا

قمر تخلص مرزا باقر حسین لکھنوی

آغوش اوسکے شوق مین کب تک رہی کھلا | پھیلائے کب تلک رہون ای انتظار ہم

قمر تخلص شیخ جعفر علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شب فراق کو مینے تڑپ تڑپ کاٹا | نہ پھوٹا جس پہ بھی ظالم یہ آبلہ دل کا

قمر تخلص قمر الدین ولد روشن علی شاگرد خواجۂ وزیر باشندۂ لکھنؤ

اے رشک تجلی اسے دیدار دکھا دے | موسی کی طرح رکھتی ہے شوق ارنی آنکھ

قمر تخلص حکیم قمرالدین خان باشندۂ لکھنؤ مقیم بنارس

کھٹکتے ہون غم ہجران سے جسکے خار پہلو مین
کھو کیونکر رہے اوسکا دل افگار پہلو مین

قمر تخلص رشید الدولہ محمد جعفر علی خان بہادر عرف چھوٹے آغا خلف مظفر الدولہ محمد زکی خان بہادر لکھنوی نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

مرض ہجر مرا خاک ہوا اچھا تم سے
خود مسیحا ہوا جی اور ہین بیمار آنکھین
حال کھلتا نہین کچھ جین بہ جبین ہونے کا
کیون چڑھاتے ہو مجھے دیکھ کے ہر بار تیور

قناعت تخلص مرزا محمد بیگ لاہوری ولد مرزا حسن بیگ شاگرد حسرت سنہ ۱۱۹۳ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

زیست اب مجھ سخت جان کی سب کو لگتی ہے بری
فائدہ یہ کچھ ہوا ہے دل لگانے سے مجھے

قناعت تخلص مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

کھویا غم فراق نے دل سے جہان کا غم
غم ہے ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا
ہنگام طوف دھیان تبو نکا رہا مجھے
مین کعبہ جا کے اور گنہگار ہو گیا
اوسکے یہ کہنے کے مین صدقے کہ گھبرا کر کہا
سانس اولٹی ہاے یہ کیون نوجوان لینے لگا
جلاے آینہ ہوتی ہے خاک سے ظالم
صفا بھی چاہیے ہو دل مین جب غبار آیا
دل کھنچے جاتے ہین لاکھون دیکھکر رفتار کو
نقش پاے یار گویا نقش ہے تسخیر کا
ضعف اپنا یہان تلک پہونچا کہ ہم
آنہین سکتے تمہارے دھیان مین
اے تو جو چاہو اب کر لو ستم
ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے
پڑ پڑ کے پاؤن مجھکو بٹھاتے ہین خاشتا
پھر ایسے قدر دان ملین گے کہان تجھے
گئے تھے تم کہان آئے کہان سے
کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی

قوت تخلص مرزا احمد علی خلف قلندر بخش جرأت

وہ گیا اور مثل نقش قدم
مجھکو حیران خاک پر چھوڑا
قوت چھیڑاون کیونکہ کہا اب تو میرا دل
اوس شوخ بے نظیر سے پرفن شریر سے

رہنا کرو وہ بجوڑے بال اپنے طشت مین | آتے اتنے طشت تک گوہر نچاور کوٹ جاتے

قوس تخلص مرزا محبوب علی متوطن دہلی ولد مرزا ہمایون بخت ابن مرزا زین العابدین نبیرہ مرزا اقم مولد انکا پنور مسکن کلکتہ شعرا اچھا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تھے صاحب دیوان ہین

گر سیان مجھ سے جو کین اوس شمع رو نے بزم مین | غیر مارے رشک کے جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا
جان کھا جاتا ہے غم آسان سمجھے تھے اسے | دل لگانا قوس کیا منہ کا نوالا ہو گیا
مرنے پہ بھی جلانا ہے منظور اوسکو قوس | بنوایا ہے چراغ جو میرے غبار کا
نہ سنورا ایک بھی کام اپنے دل کا تجھسے اے ظالم | ترے ہاتھون سے ہر کام اپنا اے چرخ کہن بگڑا
خدا دیتا ہے بعد از رنج پھر راحت ضرور اے دل | وصال اپنا ہوا صدمہ سہا جب درد ہجران کا
نقش پاے یار کے سودے کا یہ دیکھا اثر | رات بھر ہے چاند گردش مین تو دن بھر آفتاب
جان دی ہے عشق مین اوس گل کے مین نے مہ منیر | پھول لاکر کیون نہ تربت پر چڑہائے عندلیب
تل نہین ہے تیغ زن یہ ابروے خمدار پر | جم گیا ہے خون کا قطرہ تیغ جوہر دار پر
قہر کا آفت لگا سرمہ نگاہ یار مین | اور دونی ہو گئی ہے آب اس تلوار مین
جو کبوتر اوسنے دیکھا نامہ بر سمجھا مرا | مار ڈالے ہاے دھوکے مین کبوتر سیکڑون
معجزہ حضرت عیسے کا دکھا دیتے ہین | بات کی بات مین مردے کو جلا دیتے ہین
جب مین کہتا ہون کہ کب وعدہ وفا کیجے گا | ہنسکے خوبی سے انگوٹھا وہ دکھا دیتے ہین
کیا ادا ہے کہ مین کشتہ ہون اوسکا اے قوس | لیکے خمیازہ وہ چٹکی جو بجا دیتے ہین
ان حسرتون کو لیکے سماؤن گا کسطرح | ایجان کچھ ایسی وسعت کنج عدم نہین
سوتا ہے پہلو مین مرے وہ ماہ پیکر رات کو | مدتون پر ہمنشین جاگا مقدر رات کو
تمھارے حسن نے سب کو بتو گمراہ کر ڈالا | یہودی کو مجوسی کو نصارے کو مسلمان کو
زانوے دلدار اور تصویر پشت آئینہ | واہ واری واہ واتقدیر پشت آئینہ
رات دن رہتا ہے ہم پہلوی دلبر آئینہ | پا گیا بخت عدو اے دل مقرر آئینہ
زانوے خوبان پر رہتا ہے برابر آئینہ | بخت بد رکھتا ہے کیا سید ہا مقدر آئینہ

جو حسین ہے اوسکے دل مین کرتا ہی گھر آئینہ
جانتا ہے بس عمل جب کا ہے آئینہ

مُدت خفتہ مدتون مین آج جاگا صبحدم
ہم سے مانگا یار نے بیدار ہو کر آئینہ

جب طلب بوسہ کیا اوسنے تو منہکر کہا
مُنہ تو اپنا دیکھیے صاحب اُٹھا کر آئینہ

جو بات سچ ہے کہدون مین مُنہ پر ہزار کے
گو تنک فریفتہ ہین مرے گلعذار کے

کمر اوس شعلہ رو کی ہے ولیکن
مثال سایۂ احمد نہان ہے

جب نزع مین نہ آئے تو مرقد پہ آچکی
وہ شمع وگل مزار پہ میرے چڑھا چکے

ہوئے پامال لاکھون اِس ادا کے
چلے جو ناز سے دامن اوٹھا کے

شہر چیتون مین ہے گر موئے میان یار کا
شوخ چشمی کی غزالان ختن مین دھوم ہے

مے کشی کا ہے اِشارہ جلد لا ساقی شراب
جانب قبلہ سے اوٹھی ہے گھٹا برسات کی

چلتا ہے رُک رُک کے کن اٹھکیلیون کی چال سے
خنجر قاتل مین بھی رفتار معشوقانہ ہے

میری صحبت مین نہ آیا کرین غیر
باتون باتون مین سناتے ہین مجھے

لاش پر آئے نہ چھپائے ہوئے
شرم اب تک بھی مہربان نہ گئی

مجھسے وحشی کو جو سمجھاتے ہین ناصح واللہ
آپ تو مجھکو نظر آتے ہین دیوانے سے

قوس تخلص سید محمد رضا خلف سید علی مرزا ساکن لکھنؤ شاگرد ناسخ

ساقی پڑے جو عکس ترے چشم مست کا
جام شراب ہو قدح شیر ہاتھ مین

قیس تخلص میر عباس حسین ابن میر نثار حسین شکوہ آبادی شاگرد اسمٰعیل حسین منیر

اے قیس کیا بتاؤن مجھے انتہاے عشق
ہو آخرش جنون یہ ہے ابتداے عشق

قیس تخلص حافظ عبد الحی برادر خورد حافظ عبد الصمد یوسفی باشندۂ کاکوری

ہمراہی کیون نہ ہو ہم ہمارے اوسکی قیس
ترجمان اپنی ہی وہ ہم ترجمان عندلیب

قیس تخلص محمد عنایت اللہ متوطن بھیکم پور باشندۂ کول شاگرد منشی نبی بخش حقیر تخلص

لگیا دل کو ساتھ پیکان کے
تیر بھی اوسکا دلربا نکلا

کرتے تھے تھر کے جو دل مین اثر
آہ وہ نالے مرے کیا ہو گئے

قیس تخلص سید مرزا علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر تخلص

ہم سے تو رنج ہجر اوٹھایا نہ جائے گا | اب کیا بنے گی دم جو خدا یا نہ جائے گا

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ عرف مدار ابیگ خلف مرزا مراد علی بیگ شاگرد جعفر علی حسرت وطن انکا مشہد مقدس مولد لکھنؤ

نادان ابھی ہو پیارے جانے بلا تمھاری | کیا خیر ہے محبت اب تم سے کیا کہو ہین
رہی تن من کی سدھ ہمکو نہ جنکی یادگاری ہین | بھلا دین وہ ہمین پتھر پڑین بس ایسی ہاری ہین
جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے | آوارہ و خراب یہ مثل غبار ہے
پھرتا ہون ہر کسی سے مین القاب پوچھتا | خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ | اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیس تخلص محمد صدیق مرحوم ہمشیرہ زادہ و شاگرد شیر محمد خان ایمان

وحیان کرتا ہون مین جب دانتون کو اوسکے اے قیس | فکر کھاتی ہے مری آب گہر مین غوطہ

قیس تخلص نواب ہادی علیخان خلف صمصام الدولہ مرزا انجو منیا پوری باشندہ لکھنؤ

بعد مدت جو مجھے یاد کیا اوس بت نے | آج کیا بار حد اوسکے یہ آیا دل مین

قیس تخلص شیخ کاظم علی قدوائی ولد شیخ وحدت اللہ باشندہ قصبہ جگور نواح لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہے

یہ ڈھنگ ہین ترے بخدا چھوڑ دے میری جان | نخوت غرور کبر یہ ہر بار کا دماغ
ہوتا ہے درد سر اوسے صندل کے نام سے | کتنا ضعیف ہے ترے بیمار کا دماغ

قیس تخلص حکیم باقر علی ولد شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

دم محبت کا مین بھر تا رہا مرتے مرتے | جان کی طرح غم یار کو رکھا دل مین
خیر ظاہر مین نہ پوچھا تو نہ پوچھا مجھکو | اپنا بیمار تو سمجھا وہ مسیحا دل مین
مرض عشق کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو | ہے کبھی درد جگر مین کبھی ایذا دل مین

قیصر تخلص مرزا علی حسین اکبر آبادی

اک جام مین طلسم جہان کل گیا تمام | حاصل تھا ہمکو مرتبۂ جم تمام شب
یارب وہ دن دکھا کہ میسر ہو روز وصل | محرم سے اونکے ہم بھی ہون محرم تمام شب

قیصر تخلص مرزا محمد خورشید قدر بہادر خلف مرزا آسمان قدر بہادر بن مرزا محمد خورم بخت بہادر ابن مرزا جہاندار شاہ بہادر شاگرد گوہر علی مشیر مرثیہ گو شعر بہت کم کہتے ہین

جو بلا عشق مین آئی اوسے رد کا سر پر	تیغ قاتل کی جو اوٹھی تو بٹھایا سر پر

قیصر تخلص مرزا احمد انجشن نواسۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مومن خان دہلوی

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے باد آیا	کیا نئی طرح سے ہم دل مین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے بانکرے خوش ہو کہ ناخوش	اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہون ترا مین

قیصر تخلص شاہ امین الدین خلف شاہ ابو المظفر نبیرۂ شاہ علیم اللہ باشندۂ دائرۂ الہ آباد

خیال دل کو جو آیا سیاہکاری کا	سفید ہو گئے مثل کفن مزار مین ہم

حرف کاف عربی

کاشف تخلص کاشف علی ولد شیخ محمد علی لکھنوی مقیم کانپور شاگرد جھوٹے مرزا مذنب تخلص

کاشف زیادہ قصد نہ کر مونگا فی کا	مضمون کیا بندھے کہ وہ ہی ہیچدار ہے

کاشف تخلص سید محمد حسین خان عرف شاہ مرزا نبیرۂ سید مختار الدولہ عمدۃ الملک سید باقر علی خان میر بخشی متوطن مازندران باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

یونہین بسر ہوئی اوقات زاہد اپنی	لبون پہ ذکر بتان یاد کبریا دل مین

کاظم تخلص کاظم علی شاگرد نصیر و مومن باشندۂ منڈاور

شبنم رخ گل پر نہین کاظم یہ سحر کو	چھوٹا ہے کوئی پائے عنادل کا پھپھولا
اے طفل اشک ہم تجھے آنکھون مین رکھین گے	اور تو ہمارے راز کو یون بر ملا کرے

کاظم تخلص سید محمد کاظم خلف سید مہدی حسین بلگرامی

طوق سنت کا نہ گردن سے اوترنے پایا	پھر پڑے پاؤن مین بیڑی ہوا سودا مجھکو

کافر تخلص سید علی نقی معاصر سودا سپاہی پیشہ تھے آخر ایام مین مرشد آباد مین

سکونت کی تھی

سیرت سے ان بتونکے دلمین کدورتین ہین — منی کی مورتین ہین کافر یہ صورتین ہین
کس کس طرح بتون کی صورت نے رنگ پکڑی — کافران انکھڑیون نے دیکھے ہین کیا جھمکڑے

کافی تخلص محمد رضا مرتبہ خوان بن محمد حسین لکھنوی

چھوڑا کرا سکو جیلے جا ینگے اک دن کافی — قصر عالی امرا کرتے ہین تعمیر عبث

کافی تخلص مولوی کفایت علی مرادآبادی صاحب علم و فضل و زہد و ورع ہین بیشتر اشعار انکے حمد و نعت مین ہوتے ہین

عرش بریں ایوان محمد صلے اللہ علیہ وسلم — خلد سرا بستان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آپ کفیل کارامت آپ شفیع روز قیامت — ہین بحد احسان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
مظہر رحمت معدن رافت مخزن شفقت مین عنایت — ذات محمد جان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
رحمت عالم اوسکا لقب ہے خلقت عالم کا دین ہے — ہے کیا عالی شان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
بہر شفائے درد مصیبت اور برائے رنج و فلاکت — کافی ہے درمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کامل تخلص مرزا ناصر الدین معروف بہ محمد مرزا خلف مرزا ابو سعید نبیرہ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد و برادر زادہ مرزا رحیم الدین حیا

نوح کر رفیدے سے چھوڑا تو کیا چھوڑا ہین — تو ہی کہہ اس حال مین جائین کہان صیاد ہم

کامل تخلص شیخ جمال الدین باشندہ آنولہ شاگرد مصحفی

فصل سودے کی پھر آئی ہے خدا خیر کرے — دیکھیے پڑتا ہے کس کس پہ وبال کا کل
فوج غم و الم مین پھنسا شہریار دل — ہو کون بیکسی کے سوا غمگسار دل

کامل تخلص مولوی غلام کبریا مقیم ڈھاکہ شاگرد مرزا جان طپش

طفل اشکون سے ملے دلکی شہادت کی خبر — خون ناحق تھا یہ قاتل سے چھپایا نگیا

کامل تخلص شیخ احمد علی لکھنوی ولد مولوی عنایت احمد شاگرد عبد الرؤف شور اولاد مین حضرت پیر محمد علیہ الرحمۃ کی صاحب دیوان ہین

نہین ہوتا ہے جو پردے سے نمایان عارض — اسلیے رہتی ہے مجھکو تپ ہجران عارض

نظر مہر سے تنے جو ملائین آنکھین | ہنسے درگاہون مین چاندی کی چڑہائی آنکھین

کامل تخلص سید احمد جان نبیرہ حضرت شاہ محمد اجمل مرحوم باشندۂ الہ آباد

ظاہر مین پھر گیا وہ ستمگر تو غم نہین | دل سے جو انس تھا اوسے وہ ہمسی کم نہین

کامل تخلص مرزا باقر علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف شاگرد مرزا نوشہ راقم نے انکو دہلی مین دیکھا ہے

اوٹھانے پڑینگے نہ ساقی کے ناز | کہ پیر مغان آشنا ہوگیا
یاد آتا کسی کے کاکل کا | تیرہ ساز شب جدائی ہے

کامل تخلص پنڈت ٹھاکر داس کشمیری باشندۂ دہلی وکالت کرتے تھے

پیٹ کھود دیکھا سر راہ اوسنے | لگا تیر اک بازگشتی جگر پر

کامل تخلص مرزا کامل بیگ

مژگان سے کرینگے دل ابرو کری ہے ٹکڑے | ق | یہ بات اوس سے کہکر جب داد مین نے چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسوقت ہو وے خالی | تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

کامل تخلص مولوی محمد مرشد حسن ولد شاہ طالب حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ وزیر اپنی شاعری کا نہایت غرور رکھتے ہین

چٹکی انگشت حنائی سے بجا کر کہتے ہین | بولتا ہے لال لو دیکھو حنا کے رنگ کا
ایک دو ہر روز بے جرم و خطا ہوتے ہین قتل | چار دن سے شوق ہے سفاک کو خونریز کا
نفع اینون سے نہین ہوتا ہے بے تائید غیر | دیکھ سکتی ہے کبھی بے آئینہ رخسار آنکھ
بے علم جو مجھی لی تری زلف دوتا کی | مشکین مری بندہوا ئیے ہان ہین نے خطا کی

کاوش تخلص میر محمد کتاب خان شاگرد اولاد علی کاہش

ایک شب ہاتھ آئیگے وہ گیسوئے عنبر فشان | سورۂ واللیل پڑہتا ہون پے تسخیر زلف

کاہش تخلص مولوی اولاد علی مرحوم جونپوری شاگرد مصحفی پیشکار عدالت صاحب گنج عرف گیا

بیان حال دل زار ہو نہین سکتا | یہ درد وہ ہے کہ اظہار ہو نہین سکتا

رشک مقتل ہے ترا کوچہ بت کافر مگر
گبر ترسے ہین جدا کافر جدا ترسا جدا

عاشقون کو گر یہی نیرنگیان دکھلاے گا
آخرش وہ زود خا اک روز باندھا جاے گا

یون حسرت دل کہتی ہے فرہاد سے رو رو کر
تیشہ کو لگا سر پہ تو پچھتاے گا آخر

بھر گئے زخم جگر جس شب سنی تقریر زلف
مثل مرہم ہو گئی اللہ رے تاثیر زلف

دو ہری زنجیرون مین کس ہے جو جکڑی ہے من دل
واہ ری تدبیر کاکل واہ ری تاثیر زلف

کاہش تخلص منشی ہدایت علی واؤنگری شاگرد ذوق اسٹاپر کی پلٹن مین منشی تھے

جس گلی مین کہ تڑپتے ہین ہزارون بسمل
پاؤن پھیلا کے وہان بیٹھ گئے حضرت دل

ترے پاس سے جب اوٹھ آتا ہے دل
تو آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے دل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندہ بسمل مراد آباد دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک ہی یار سے جی ناک مین آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کرامت تخلص کرامت اللہ شاہ آزاد انہ زیست کرتے تھے

مقبول حق ہے جو کہ ہوا پنجتن کا دوست
ہے حب اہل بیت وسیلہ نجات کا

کرم تخلص غلام ضامن شاگرد مومن متوطن کوٹانہ مدت تک حیدر آباد مین رہے
آخر الامر دہلی مین سکونت اختیار کی تھی فارسی بھی کہتے تھے

کیا ہی برہم ہوئی زلف دوتا جو چھیڑی
اے کرم کس نے کیا حال پریشان ترا

ترا ناخوردہ ہمار تک سے کیا کیا تڑپا
استخوانون مین مرے دیکھ کے پیکان ترا

اسیری نے کی پردہ پوشی جنون کی
کیا طوق گردن نے کار گریبان

وائے قسمت اور اخفا سے ہوا افشا کار
روکنے سے اشک کے لخت جگر آنے لگے

اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی
ہر کوئی آرزوے نشو و نما رکھتا ہے

مرا نشو و نما ہے اوس خرام لاابالی سے
غبار ناتوان کو سرکشی ہے ایالی سے

کرم تخلص کرم حسین خان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی سابق سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کوئے سے گلرو کے آنے کی خبر ہے باغ مین
ہو ہے ہر سو نعرہ زن ہر ہزاری اندلون

کرم تخلص کرم خان رامپوری صاحب دیوان گزرے

بے ابروئے لعل لب دلدار نہیں زیست — ہم سانپ نہیں ہیں کہ جیں چاٹ کے مٹی

کرم تخلص کریم اللہ خان افغان باشندۂ دہلی

نہ تھی قدرت تجھے کر دیر و جانے کی کرم — زیر دیوار رہے جانا لہ سنایا ہوتا

کشتہ تخلص شیخ نبی بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مولا بخش قلق

حشر دامن پکڑنے آئیگا — مرے پہلو سے تو اگر سرکا

کشش تخلص میر فدا علی شاگرد اولاد علی کاہش

پریشان تھی صبا آشفتہ سنبل غنچہ حیران تھا — مجھے وحشت ہے دیوانو یہ کیا رنگ گلستان تھا
نمودِ خط سے ترے بلبلوں کو شیون تھا — بہار ہوتی تھی رخصت اور اس گلشن تھا

کشن تخلص بابو کشن چندر گھوس نوۂ راجہ تیکشن بہادر باشندۂ کلکتہ

صدف اپنے گوہر کو بے آب سمجھے — یہ دندان تمہارے دہن میں جو دیکھے

کشور تخلص مرزا محمد جعفر شاگرد مرزا محمد تقی اختر

جان دیتا ہوں ترے ابروئے خمدار پہ پایا — کھینچتا ہے تو مرے قتل پہ شمشیر عبث

کفایت تخلص نواب کفایت اللہ خان مرحوم رام پور کے نواب زادوں میں تھے

دیوانہ کیا بزم میں شب آکے کسی نے — بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے

کلیم تخلص میر محمد حسین دہلوی معاصر میر تقی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے اکثر رسالے شیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمہ کے اردو میں ترجمہ کیے ہیں

چھپا ہے آ مرے چشم پر آب میں دریا — کسی نے دیکھا ہے ابتک حباب میں دریا
ہو چکا حشر گئے جنت و دوزخ کو خلق — رہ گیا میں ترے کوچے میں گرفتار ہنوز
درازیِ شبِ ہجران و زلف یار کلیم — مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں میں
تجھے میں آنکھوں میں کیونکر رکھوں کہ ہر رگ میں — پھرا ایسا گھر کہ یہ خانہ خراب ٹپکے ہے

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ باشندۂ سرکوٹ متعلق ضلع مراد آباد

جلوۂ طور کا رخِ یار سے پیدا ہوئے — خجل اعجاز کلیم سے مسیحا ہووے

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندہ کڑہ مانک پور شاگرد وجراُت و قیام الدین قائم لباس درویشی پہنکر سیاحت کرتے تھے دیوان وتذکرہ شعرا انکا نظر سے گزرا

ہین بندہ کیون نہون اوسکی ادا کا	عیان اوس بت مین ہے جلوہ خدا کا
شعلے سے آہ کے یہ دل زار جل بجھا	کیا بس چلے ہے آتش سوزان سے کاہ کا
جز شکست شیشۂ دل کچھ نہ کیا اور کام	مرتفع جس روز سے یہ چرخ مینائی ہوا
قد کا ترے نہ آنکھون مین کیونکر رہے خیال	اکثر ہے یہ کہ سرو لب جو نظر پڑا
ہین کود کے دیوار گیا یار کے گھر اور	بیچارہ گیا مفت مین دربان نکالا
دیکھ رستے مین ہمین دیتے ہو گالی کیا خوب	چال صاحب تے نئی یہ تو نکالی کیا خوب
گر آنکھ لڑانے کا نہین شوق ہر اک سے	سورا مح ہین کیون آپ کی دیوار مین جا
بگڑے نہ کہین عاشق و معشوق کی صحبت	یون بنکے نہ نکلا کرو بازار مین صاحب

کنور تخلص راجہ اپورپ کشن بہادر ولد راجہ راجکشن بہادر رئیس کلکتہ دیوان انکا نظر سے گزرا

شیدا ہے عشق مین تری دل تیغ و تاب کا	قالب تہی ہے یاد مین تیرے جاب کا
نہ پوچھ گزری ہے جو مجھ پہ بیقراری رات	مثال شمع کٹی روتے روتے ساری رات

کنور تخلص کنور چکرورتی سنگھ باشندہ اکبر آباد ولد راجہ بلوان سنگھ راجہ تخلص

فریاد بھی کرتے نہین ہم جور بتان سے	خاموش ہین کچھ کہہ نہین سکتے ہین زبان سے
پریون سے نہ مطلب ہے نہ کچھ حور جنان سے	شیدائی ہین دیوانے ہین اونکے دل و جان سے

کوثر تخلص کیدان پلٹن شاہی لکھنو مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی متوطن دہلی شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جب کہ اوس رشک قمر کے ماتھ پہ بل آگیا	ہو گیا سب کو ستارون کا گمان بالا سر
مصروف قتل عاشق جانباز ہے وہ ترک	ترکش کمر مین رکھتا ہے شمشیر دوش پر
ربط کہتے ہین اسے ضبط اسے کہتے ہین	کبھی پیکان نہ تری تیر کا کھٹکا دل مین
دم نمارے جو ہے خنجر الفت سے لہو	ہے یہ ہمت بخدا عاشق دریا دل مین

خواب مین شب اوس پری کی شکل دکھلائی مجھے — جاگ اوٹھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی مجھے

تیرا تو آسرا خدائی مین یار کی — اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہوا ندون

دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے — حیرت کی جا ہے آینہ ٹوٹا غبار سے

نامہ بر کوچۂ دلبر مین گم ایسا ہو جاے — فی المثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جاے

کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین — بیدست و پا بھی ہووے تو مثل صبا چلے

بوقت صبح وہ مانند آفتاب آیا — الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی

کوثر تخلص آغا غلام علی معروف بہ آغا جان صاحب زمیندار ڈہاکہ خلف حاجی شمس الدین ولایتی شاگرد حافظ ضیغم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین شہر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے ۱۲۷۵ ہجری مین انتقال کیا۔

سونے کی آرسی نہین آنست یار مین — موج کمی کا پھول ہے شاخ سمن مین ہے

کیا کہون موج غم عشق مین دل کا احوال — تم نے کشتی نہین دیکھی کوئی طوفان مین کبھی

کوچۂ یار جو یاد آئے گا کوثر پس مرگ — دل لگے گا نہ مرا روضۂ رضوان مین کبھی

کوچک تخلص شہزادہ وجیہ الدین دہلوی سفر مین عازم فردوس بریں ہوے ہمراہیون نے اونکی نعش کو لیکر دہلی مین حضرت سلطان المشایخ کے مزار کی متصل دفن کیا

یہان تلک پانون مین چھوٹے ہین — کہ قدم بھر چلا نہین جاتا

پروردہ کنار محبت ہے لخت دل — یون خاک پر نہ اوشرہ خون چکان گرا

اوس رشک گل کو دیکھ کے آئی نہ تاب ز — بلبل اودھر گری تو اودھر باغبان گرا

کوکب تخلص مرزا غلام حسین شاگرد محمد صادق خان اختر بیشتر لکھنو مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

صبا آنا پیام جان مخمور دل اوس سے کہدینا — ق — کہ اے بے رحم کر موقوف اب تو امتحان اپنا

جدائی سے تری دم آرہا ہے اس دم آنکھون مین — جو آنا ہو تو آجاؤ ہے رخصت میہمان اپنا

کیف تخلص شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا

صاحب دیوان ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

اک آہ سے تو میری بے چین ہوگئے تم
کہیئے تو میرے دل کو کیا اضطراب ہوگا

یارب سبیل رکھکر پیر مغان کیجا رے
لبریز پیتے جاؤ پیا سو ثواب ہوگا

بیہوش کل اوٹھا کر لائے تھے کیف کوہم
پھر آج میکدہ مین خانہ خراب ہوگا

یہ دور کیف ہے اے میفروش کیا ڈر ہے
جو محتسب سے بھی ٹوٹے تو جام بھر لینا

کیا ہوا دل جو گرا آنکھ سے آنسو ہوکر
بیشتر جام چھلک جاتا ہے مملو ہوکر

وہ دیو کیا ہوئے وہ پریزاد کیا ہوئے
چونٹی بھی اب نہین ہے سلیمان کے گور پر

کسی نے باغ مین ایسا تنگوفہ چھوڑا ہے
کہ آج تک گل وبلبل مین بول چال نہین

بزم مین یار کو پوچھے جو کوئی تبلا دون
شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے

ایسا نہ ہو کہ میری طرح ہو فریفتہ
آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھ بھال کے

کیوان تخلص شیخ بدلی بلگرامی

گو وہ منکر ہو پہ قاتل کو مین پہچانتا ہون
میری نظر ن مین چڑھا جیسے اوتاری گورن

ماہ سے صاف ہے خورشید سے نورانی تر
خوش نصیبی کی نشانی تری پیشانی ہے

کیوان تخلص مرزا علی حسین شاگرد ناسخ آغا تو کل کی اولاد مین تھے صاحب دیوان گزرے

لگائیگا جو سرمہ وہ بت طناز آنکھون مین
سیہ زنبور کا ہوجائیگا انداز آنکھون مین

یہ موج زن ہے یم اشک ہجر جانان مین
کہ آسمان ہے شکل حباب آنکھون مین

وہ مزے مین ہے تلخ یہ شیرین
برگ گل سے کہین ہے بہتر ہو نٹھ

اک بوسے کو ترسا کیا تا زیست نہ پایا
حسرت کوئی بر آئی نہ جانی مری دل کی

کیوان تخلص مولوی سید فتح علی عرف وحید الدین احمد الہ آبادی الاصل
ساکن بست وچہار پرگنہ شاگرد راقم ومولوی عصمت اللہ انسخ

کہنے لگے وہ لاشۂ کیوان کو دیکھکر
ارمان ظلم ہائے مرے دلمین رہگیا

حرف گاف فارسی

گرداب تخلص رام چرن

بوسہ دینا نہین گر اب شب وصل مین وہ | گھاٹ پر آن کے کرتا ہے کنارہ عارض

گرفتار تخلص سنگے بیگ دہلوی خلف رحیم بار خان شاگرد حاتم

درد ہووے تو کچھ دوا کیجے | دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے

گرم تخلص ناظر مظفر علی خان ولد محمد خان رامپوری شاگرد ذوق مقیم میرٹھ
نواب عبد اللہ خان برادر نواب محمد سعید خان والی رامپور کی رفاقت مین تھے

اڑ یان رگڑین کف افسوس بھی ملتے رہے | ہے جدائی اک بلا دیکھتے ہین سارے ہاتھ پاؤن
چاہ مین اک بت کی رسوائی کے | در بدر ناصیہ فرسائی کی

گرم تخلص سید علی بیگ دہلوی خلف مرزا نیاز علی بیگ شاگرد مصحفی شعر اچھا کہتے تھے
دکھن کی طرف جاکر انتقال کیا

پھرتا تھا تو جسوقت کہ گلشن مین خراماں | کیا سرو بھی آگے ترے نا چار کھڑا تھا
شب رخصت ہی رہو تم مرے گھر آج کی رات | جان بلب چھوڑ کے جاتے ہو کدھر اگلی رات
حسرت سے دیکھتا ہون جب یار کی طرف | لگتا ہے تب وہ دیکھنے دیوار کی طرف
لوہو مین بھر رہے ہین تری ہاتھ سج بنا | تربت پہ کس شہید کی تو نے چڑھائی گل
مین یہان تک اشک پونچھا آستین سے | کہ ہے اک موج دریا ہر شکن مین ہے
تیغ نگاہ کسکی دیکھی ہے منھ پہ رب | کیون زندگی سے اپنی ہزار اسقدر ہین
سیل گریہ سے ہم نا کمر ڈوب گئے | اسقدر روئے کہ ہمسایون کے گھر ڈوب گئے

گریان تخلص محمد حسین ولد سید حسین علی سوزان نبیرہ اکبر علی برجیت باشندہ لکھنؤ

ہم آئے تو چلمن مین لگائے گل نرگس | در پردہ دکھاتا ہے وہ رشک چمن آنکھین

گریان تخلص میر حسام الدین عرف بھجو مرتبہ گو

کیا آنے کی کسی کے گریان خبر سنی ہے | جو بیقرار دل ہے پھڑکے ہی آنکھ بائین

گریان تخلص مرزا علی امجد لکھنوی ولد میر علی اکبر شاگرد قدرت وضیا

مجھے جب دیکھنا تب ہاتھ سے مکھڑا چھپا لینا | نرالا طور ادسے زور یہ صاحب سلامت کا

جی لگا یا نجانے سمجھ ہو گئی فرحت حاصل | یہ نہ جانا تھا کہ آوے گی قیامت لازم

گستاخ تخلص مرزا لطیف باشندۂ دہلی شاگرد واحد جان عشق

مرجان کا تحل ڈوب گیا بحر شرم مین | مہندی کے رنگ سے جو ہوا دست یار سرخ
عشق ہے دل کو نگاہ دیدۂ مخمور سے | ساقیا کیف نشہ ہو مجھکو مئے انگور سے

گلشن تخلص رائے دھراج لکھنوی نبیرۂ راجہ لالجی بخشی فوج سلطانی لکھنؤ

بیخودی مین یہ عجب لطف ملا ہے اونکو | جو ترے مست ہین ہشیار وہ ہشیار ونکو

گمان تخلص نظر علیخان دہلوی شاگرد اشرف علی خان فغان مقیم فیض آباد

مدت سے ہو رہا تھا مرا داغ داغ دل | اوس گل کو دیکھتے ہی ہوا باغ باغ دل
واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین | وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گوہر تخلص احمد علی خان ولد الف خان فیض آبادی مقیم فتح پور ہنسوا ملازم نواب باندا شاگرد اسمعیل حسین منیر

ادا و ناز و کرشمہ سے ناک مین دم ہے | غضب مین جان مصیبت مین دل عذاب مین ہے

گویا تخلص شیخ حیات اللہ فرخ آبادی سرکار انگریزی مین تعلق رکھتے تھے

جس کم سخن سے لیجئے تقریر بول اوٹھے | ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اوٹھے

گویا تخلص شیخ ولایت علی ولد شیخ امام بخش ساکن لکھنؤ شاگرد جرأت صاحب دیوان ہین

جاتی ہے خلق جسکو آسمان بالائے سر | ہے یہ گویا میری آہون کا دھوان بالائے سر
لو لگا کس دن سے جلتی صورت پروانہ شمع | دوستو پروانہ کی رکھتی اگر پروانہ شمع

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان ولد بلند خان قوم آفریدی ساکن کوہاٹ شاگرد خواجۂ وزیر لکھنؤ کے امرائے نامی مین تھے دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا | ورد سر کسکا یہان سہرا ہی گیا
وہ ایسا نہین چپ رہے بات سنکر | کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ آہی ہوا — تو سن جانان سمند عمر سے چالاک تھا
تھا جو افتادگی شعار اپنا — نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا
اوسکو غفلت پیشہ کہہ آتے ہین ہم — بھول جانا یاد دلواتے ہین ہم
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر — آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا — ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم
ہے جنازہ اسلیے بھاری مرا — حسرتین دل کی لیے جاتے ہین ہم
بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت — کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم
شب وصال مین کیا یار سے دوچار ہونگے — رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین
پس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ کا — گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین
درد پہلو مین رہا کرتا ہے جب سے تو نہین — ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین
وصل اگر منظور تھا پرویز کا گھر کھودتا — کوہکن دیوانہ ہے شیرین تو پتھر مین نہین
زاہد و جرم کیا کرتا ہون مین بھر تو اب — دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش مجھے
کال عاشق و معشوق ہے ایک — سنا ہے شمع سوزان کی زبانی

لہر تخلص کنز الدولہ خورشید علی خان بہادر ولد مجد الدولہ بن مظفر ولد ولہ کپتان فتح علی خان خزانچی بادشاہ لکھنؤ شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

وہ غمگسار میرا ہے مین غمگسار اوسکا — ہے آشنا مرا دل اور مین آشنا دل کا
طوطی کی طرح بند نہ ہو جاے یہ از خود — گر مرغ دل ان لڑیون کو جال مین پھر کا
جانون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا — اوس بت کے کان تک گئی برسمد آہ دل
دیکھا جو روے یار کو تسکین ہوئی مگر — آنکھین نظر پڑین مجھے حاجت روا دل
جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہو چکی — آؤ لگجاؤ گلے بس اب لڑائی ہو چکی

حرف لام

لائق تخلص میر لائق علی لکھنوی شاگرد ناسخ

رباعی

اک دن تہ خاک ہمکو جانا ہوگا	یا ور نہ مین کفن کے منہ چھپانا ہوگا
ایسے سو دبنگے ہم دہان ایرلائق	جانا ہوگا کہین نہ آنا ہوگا

لسان سیر کلیم اللہ احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین انتقال کیا

جدا ہو تجھسے مرا یار یہ خدا نکرے	خدا کسی کے ہمین یار سے جدا نہ کرے

لطافت تخلص سید حسن ولد دلشاگرد امانت لکھنوی صاحب دیوان ہین

ذبح ہو کر جو گئی یار مین تڑپا ٹھہرا	رقص بسمل مرے قاتل کا تماشا ٹھہرا
دل عشاق ہین مانند سکندر گمراہ	کوچہ زلف بھی ظلمات کا رستا ٹھہرا
موذی کو اپنے مال سے کچھ فائدہ نہین	زنبور رہبر مند ہوئی انگبین سے کب
جگمگا روز حسینون کا رہا کرتا ہے	اے پری نہ مرے گھر کو پرستان پہنچے

لطف تخلص مرزا علی استرآبادی شاگرد مرزا رفیع سودا دہلی مین تربیت پائی تھی عظیم آباد کی اطراف مین سکونت کی تھی حیدرآباد کی بھی سیر کی تھی انسے ایک تذکرہ شعرائے اردو یادگار رہے صاحب گلشن بیخار نے جو انکو شاگرد میر تقی لکھا ہے غلطی کی ہے

نہ پہونچی صحت سے لب تک دعا و گر رسا	ور قبول تو اس آرزو مین باز رہا
کبھو او سن زلف مین مشاطہ سمجھکر شانہ	لاکھ دل ٹوٹے اگر ایک وہ موٹوٹ گیا
موگئی ہجر مین پا اپنی وہ زلف پرشکن	ورنہ دل تجھسے کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا
ساقی ہاتھ سے خم مرے منہ سے کہ بار بار	احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا
ایک دن حال دل زار نہ دیکھا نہ سنا	سچ تو یہ تجھسا بھی دلدار نہ دیکھا نہ سنا
سب یہ بھی نئی چھیڑ شب وصل مین سودا	پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچھ نہین معلوم
خاموشی ہماری کی تمہین سحر ہی جانو	گو ہمکو لگا لینے کا ڈھب کچھ نہین معلوم
رہنا تو بدگمانی سے بس کام ہو گیا	گو اور طرح اوسکی ہو جولی مسک گئی

لطف تخلص لطف علی خان باشندہ بریلی انکا دیوان حضرت سرور انبیا

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین گزرا

اچھا نہ ہو یارب کبھی بیمار محمدؐ — کم ہو نہ کبھی خواہش دیدار محمدؐ
مومن ہوا جسنے کیا اقرار محمدؐ — کافر ہوا جسنے کیا انکار محمدؐ
ہے سرمین ازل سے سر سودا ے محمدؐ — ہے دل مین خیال رخ زیبا ے محمدؐ
ہے شوق فزائے دل وجان روے محمدؐ — روے دل وجان کیون نہ رہی سوے محمدؐ

لطیف تخلص میر شمس الدین صورتی مقیم لکھنؤ

ایسی الفت کو لگے آگ پڑے جلتے مین — جو ہے دلسوز مراد دی جاتا ہے تجھے
گھر مین جا بیٹھ رہا اوس پہ خفا ہو تو لطیف — کیا ہی غصہ تری اس بات پہ آتا ہے مجھے

لطیف تخلص میر لطیف علی باشندۂ دہلی شاگرد میر درد وجواہات پہچانے مین اچھا دخل رکھتے تھے

روتے ہین شیخ و برہمن سبھی دیکھو ہاتھون — کبر نکلا یہ کافر نہ مسلمان نکلا
رہتا ہے درد رو دل ناتوان مین — کیونکر اثر نہ ہووے ہماری زبان مین
دامن کشیدہ جاتے ہو میرے غبار سے — تقصیر اسی کیا ہوئی اس خاکسار سے

لطیف تخلص حفیظ اللہ باشندۂ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

وہ پڑھے کے سطر کوئی مین مزمن تیرا — ہر چند خط مین حرف شکایت کہین نہین

لطیف تخلص دولت سنگھ کھتری باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی
جو ۱۲۵۳ھ بندرہ برس کا عرصہ ہوا کہ فوت کی

کوئی کہتا تھا فتنہ بھنور کا — مین اوسے اپنا ماجرا سمجھا

لطیف تخلص لالہ شیو سہاے خلف لالہ دیبی پرشاد باشندۂ فرخ آباد

دیوانہ عشق کا نہین سنتا کسی کی بات — ناصح کی پند خاک اوسے سودمند ہے

لطیف تخلص منشی عبد الحق خلف منشی شرافت اللہ باشندۂ مکرر مدت تک لکھنؤ مین تھے دس بارہ برس ہوے وہانسے پھر آے ہین راقم کے دوستون مین ہین اشعار انکے عاشقانہ ہوتے ہین

عدم سے جانب ہستی مین خستہ جان آیا
کہان سے تیری محبت مین مین کہان آیا

لطیف اثر ہے قیامت کا میرے نالون مین
زمین ہل گئی چکر مین آسمان آیا

لکھنؤ تخلص محمد بشیر خان برادر عم زاد و شاگرد مستقیم خان وسعت

کیسی ہاے بد ہے یہ تاثیر زلف کی
پھر گئی ہے اپنی آنکھون مین تصویر یار کی

لکھنؤ تخلص و نام ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہم سامنے تمہارے ادھر سے ادھر گئے
تم نے نہ پوچھا آئے کہان اور کدھر گئے

لکھنؤ تخلص منشی لالتا پرشاد مقیم کانپور

ہر سر بپا ادس جب وہ تند خو ہو جائے گا
حشر برپا ادس گھڑی پھر چار سو ہو جائے گا

حرف میم

ماہ تخلص مرزا عنایت علی بیگ صاحب راجہ بلوان سنگھ کہین برادر مرزا حاتم علی مہر تخلص باشندہ لکھنؤ مقیم اکبر آباد شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان ہین

ہین ہے جبر اوٹھانے پہ اختیار ہین روح
شریک جسم نہ دیکھی کبھی فرار ہین روح

کیا ہے حسرت بوس و کنار نے آخر
رہیگی تا بقیامت غم نثار ہین روح

جب مین کہتا ہون کہ اب جانے دو مرے جانی
ہاے، کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا کتنک

ہر سفر نیا وعدہ ہے ہر سفر نیا عذر
بن بن کے بگڑنا ہے مقدر کئی دن سے

ماہ تخلص نواب امداد اللہ خان خلف نواب کفایت اللہ خان رامپوری حسن ابدال شہرہ آفاق تھا اور بہت سے علوم عجیبہ و فنون غریبہ مین معقول دخل رکھتے تھے

مدہ مین ہو بہت سے جو ہے وہ بہت بیباک ہی
کھل ہی لیتا ہے مرے ہاتھ سے تو ناک ہی

بینی سیہ آنکھین ہین زہرہ و مشتری
قطب سیہ حسن ہے تل تیرے گال کا

ماہر تخلص نواب امیر عرف یوسف حسین خان آتش کے لکھنوی شاگرد آباد

پیچ مین لا سینہ بکو یہ سمجھ اسکو
اے پری دیکھ تو چہرے سے اوٹھا کر گیسو

ماہر تخلص فخر الدین خان [illegible] خلف اشرف علی خان فغان شاگرد سودا

نہ اٹھی بہی ملی فرصت کہ اوٹھکر مانگتے پانی
ہوا اوسس زلف کا کیون مبتلا دل

ہوا تیر نگہ یون آہ دل مین کارگر کس کا
بلا سے گر بلا مین پڑ گیا دل

ماہر تخلص مرزا حمیت شاہ دہلوی خلف الصدق مرزا زور آور تخلص نبیرہ شاہ عالم
بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہم بھی ضرور کعبہ کو چلتے پر اب تو شیخ
قسمت سے بتکدہ ہی مین دیدار ہو گیا

ناصح کی بات سننے کا کسکو یہان دماغ
تیرا ہی ذکر تھا کہ مین ناچار ہو گیا

اے ہمنشین وہ حضرت ماہر نہ ہون کہین
اک بار سا سنا ہے کہ بیمار ہو گیا

ملے یہ بھی نہ ہوا ہم سے وہ شنگرف صاف
کہ ڈھنگ یہ بھی ہے اک خاک مین ملانے کا

ترے تو لطف سے بھی جان کانپتی ہے یار
نہین ہے برق سے کم طور مسکرانے کا

جو اشارا تھا حریفون سے سو ہے قتل کا
ترک چشم یار تھا تو مست پر ہشیار تھا

بیخبر دل اور جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
ان پہ کس کافر کی دزدیدہ نگہ کا وار تھا

خدا ہی جانے اثر تھا یہ کسکی شوخی کا
کہ دلمین ہوتی تھی رہ رہ کے بیقراری سی

کعبہ بیت اللہ ہے اور اوسمین نہایت کسکو
اہل حق کرتے ہین زاہد بت پرستی دیکھکر

وصل کی رات ہر اک بات پہ منہ پھیر کے وہ
بے مزہ یون ہین کہ گویا انہین منظور نہین

رگڑے ہے اک عالم در پر ترے جبین کو
کعبہ سمجھ لیا ہے گویا اسی زمین کو

جیتے تو آسمان سا دشمن ٹلا نہ سر سے
چھاتی کی سل موے پر پاتا ہون سب زمین کو

ایسا مٹا دیا ہے فلک نے کہ مثل راہ
گر خاک پر چلون تو قدم کا نشان نہ ہو

اوسکے ہنسنے سے کھلی رمز عدم کے ماہر
کس قدر سہل ہوا عقدہ دشوار مجھے

باقی جو عمر تھی وہ تجسس مین کی تمام
پر عمر فقہ کا نہ ملا کچھ نشان مجھے

مانا کہ تجھکو اور سے صحبت نہین رہی
رکھتا ہے حسن شوخ تو ابہام مجھے

لا کشتی شراب کہ غم کے محیط مین
توبہ ڈبو رہی ہے یہ طوفان مجھے

کیا لیا آن کے کعبہ مین سوا اسکے کہ ہم
ہو گئے شرمندہ [illegible]

ماکل تخلص میر محمد سی دہلوی شاگرد قیام الدین [illegible]

مرشد آباد مین سکونت کی تھی

کیا کہون مین تجھسے دلِ زار کی ہوس | | مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل تخلص صادق علی باشندہ لکھنؤ مقیم موجی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد حسن یار خان افضل یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

دیکھ لینے دو اثر بھی نالۂ و فریاد کا | | حوصلہ یہ بھی نکل جائے دلِ ناشاد کا
ہے آہ شرر بار مری اون کو تماشا | | خوش ہین جو نکلتے ہین شرارے مرے دل سے
پاس میرا بھی ہے اونکو یاس سوائی بھی ہے | | منہ چھپا کر آئے ہین لاشہ اوٹھانیکے لیے

مائل تخلص مرزا قادر بیگ باشندہ بریلی

دماغ دوستو جو میرے کج کلاہ کا ہے | | نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے

مائل تخلص میر ہدایت علی عظیم آبادی شنہ ۱۲۳۸ بارہ سو آٹھ ہجری مین انتقال کیا دکھن کی سیر بھی کی تھی

جب تری بندگی مین آتے ہین | | سب خدائی کو بھول جاتے ہین
آتا ہے دمبدم بھی رونا یہان مجھے | | پھینکا فلک نے ہائے کہان سے کہان مجھے

مائل تخلص محمد بار بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

کہے گا الحذر خورشید محشر اس سے اے یارو | | اگر چمکا بروز حشر یہ داغ کہن اپنا
پیا ہون جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا | | مائل ہوا ہون جب سے مین اک سبز رنگ کا
یہ وضع تری سادی اے شوخ نرالی ہے | | بالا ہے نہ ہیکل ہے تبدا ہے نہ بالی ہے

مائل تخلص سید کاظم علی خیر آبادی شروع شباب مین انتقال کیا

تب ہجران کی آہ ایک طرف | | لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

مائل تخلص لالہ پرشاد ولد الیسری پرشاد لکھنوی شاگرد عبد اللہ خان مہر تخلص

رونے سے تسکین ہوتی ہے ذرا | | جسم بھر مین ہے فقط غم خوار آنکھ

مبارک تخلص سید مبارک علی الہ آبادی شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

عشق سنگین دلون کا ہے ناصح | | اپنا پتھر تلے دبا ہے ہاتھ

مبارک تخلص مبارک حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

دل بھرا مجھ سے میرے دلبر کا | تھا یہ لکھا مرے مقدر کا

مبتلا تخلص لالہ چندی سہائے باشندۂ پرتاب گڈھ سررشتہ دار سررشتۂ اکباری الہ آباد

عاشق رخ ہون سر زلف گرہگیر نہین | پائے وحشت کو مرے حاجت زنجیر نہین
اوڑ گیا ہے اثر جذب محبت یا رب | یا مرے نالۂ جانکاہ مین تاثیر نہین

مبتلا تخلص مرد انعلیخان خلف نواب محمد علیخان رئیس قدیم غازی پور مقیم بنارس معاصر سودا نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کی سرکار مین بڑا اقتدار رکھتے تھے صاحب دیوان تذکرۂ اردو فارسی گزرے

بیطرح جوش پہ ہے دیدۂ گریان میرا | نوح کو آنکھین دکھاتا ہے یہ طوفان میرا
کبھی ہے جب سے کہ اوس مہ کی تاب آنکھون مین | نہین ٹھہرتا ہے کچھ آفتاب آنکھون مین
شیشۂ دل پٹک دیا تو نے | سنگدل آہ کیا کیا تو نے
دل کی تو ترے داغون سے اب لاگ لگی ہے | جی کیونکہ بچے چار دن طرف آگ لگی ہے

مبتلا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

وہ ترے سایۂ دیوار مین پائے راحت | چاندنی رات کو اے رشک قمر بھول گئے

متہج تخلص لالہ ملوک چند

سفر سے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا | نکل کے آنکھون سے آنسو نے پانی تراب کیا

مبین تخلص حافظ غلام دستگیر دہلوی خلف شاگرد حافظ قطب الدین مسیر اکو دہلی کے شاعرون مین دیکھا تھا اوسکی اشعار بھی بہت سنے تھے

کیا کہتے ہو کیونکر کٹیگی تمام عمر | کیا ہو گئے تم خفا تو منایا نہ جائے گا
سخت جانی کو مرے کمسل کہین سمجھے ہو | توڑنے آئے ہو کیون خنجر برّان اپنا
نکالا صنم نے تو کعبہ گیا | مبین مفت مین پارسا ہو گیا
وہ ادھر آتے ہین اور یانون ادھر | غیر کے جذبۂ الفت کے اثر کو دیکھو
علاج زخم کیا اچھا مرے قاتل کو آتا ہے | کیے زخمون کے روزن بند ہر ناوک کی سوراخ

متقی تخلص میر متقی خلف و شاگرد میر جواد علی خان ہادی شاوری اور تیر اندازی میں اچھا دخل رکھتے تھے

کیون نہ اے زلف رہے حال پریشان میرا | دل ہے سودے مین ترے بے سر و سامان میرا

متین تخلص مولوی محمد حسین خلف مولوی محمد شائق ابن مولوی محمد مشائخ باشندہ فرنگی محل شہر لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر و زبردا لطاف حسین الطاف

نامۂ جانان تو لایا تیری عظمت ہے ضرور | اے کبوتر آ بنائے میں ہے سر پر آسمان
دل و جان دین و ایمان دست بکر سب لیتی ہیں | غضب کی چیتیان جان تزویر کرتے ہین

متین تخلص حافظ بہادر علی خلف سید قطب علی فرخ آبادی شاگرد اسمٰعیل حسین منیر

ترک دنیا سے دلی سے سلطنت کرتے ہیں ہم | بوریائے فقر ہے اک مسند شاہانہ آج

متین تخلص سید ولایت علی ولد اصغر کلی متوطن بریلی شاگرد مولوی غلام نجف

ناز و ادا کرشمہ تکلم ہے بات ہے | شکر خدا کہ اب لطف التفات ہے

نسبت تخلص خواجہ فدا علی مرشد آبادی

کاکلین آپ جو آئینہ مین سلجھاتے ہین | مو بمو پیچ مین خوبان حلب آتے ہین
صدقے ہو جاؤن مین اللہ رے یہ بھولا پن | گالیان دیتے ہین اور آپ ہی شرماتی ہیں

مجبور تخلص حق رسا دہلوی شاگرد شاہ نصیر

حلقۂ زلف بتان مین دل عاشق یہ نہین | ہاتھ مین آ پڑے ہے شب دیجور چراغ
شب خوشی سے پانون پھیلا گھر مین تم سو رہیے | ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی شاگرد منشائے سودا مقیم لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

مجذوب گر خون سے لگانا نہ زنہار | خار غم فراق سے ہوگا فگار دل
عداوت سے تمہارے کہہ اگر ہوئے تو مین جانون | بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہوئے تو مین جانون
آوے مرے بالین پہ مسیحا بھی تو کیا ہو | بیمار یہ ایسا تو نہین جسکو شفا ہو
طوبیٰ سے کہیے بنھ کے رہو دینگے زار زار | جنت مین تیرے سایہ دیوار کے لیے

بس اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی | نہ آیا وہ کافر بہت راہ دیکھی

مجذوب تخلص لالہ گوری شنکر فرخ آبادی پیشکار تحصیل ہزارہ خلف خیراتی لال

ترش ہو کر دیا بوسہ ذقن کا | ہوئے دانت آج کھٹے اس ثمر سے

مجرد تخلص محمد پناہ دہلوی

سجدہ کو تیری شیخ ہمارا اسلام ہے | ہم نے تو آستان بتان سجدہ گاہ کی

مجرم تخلص میر فتح علی دہلوی مہوس تھے

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے دل | چپکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھی

مجرم تخلص رحمت اللہ اکبر آبادی مرید محمدی بیدار اکثر اوقات دہلی مین رہتے تھے فقیدانہ زیست کرتے تھے

نہ پوچھو شور غم سے اس دل بیتاب کی حالت | کہ ہے معلوم سب کو یا ہی بے آب کی حالت
کل سے بیکل ہون کسی کل نہ کل آئے مجھکو | وہ کلائی جو نظر آئے کل آئے مجھ کو
شکوہ جو کیا مین نے تو بولے وہ خفا ہو | گر ہم ہین خفا جو تو کسی اور کو جا ہو

مجروح تخلص میر مہدی حسین خلف میر حسین نگار باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین

چلے آؤ جلدی سے دیکھے گا کون | مرا دن ہے بدتر شب تار سے
کچہ ان بن ہو چلی ہے باغبان سے | بس اب نکلا ہے سمجھو گلستان سے
نہ ہونے سے ترے سب کام بگڑے | تجھے اے صبر مین لاؤن کہان سے
کوئی پیش آنا ہے روز سیاہ | شب ہجر کی جو سحر ہو گئی
تڑپتی کیون مگر بجلی کے دل مین | کھٹک ہے میرے خار آشیان کی

مجروح تخلص مولوی حمید النبی مرحوم باشندہ رام پور برادر خورد و شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت تخلص کلکتہ مین آئے تھے دو تین برس ہوئے وطن مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے تھے

تمہارے خون کا مرے دعوا نہین جاتا
یہ لال نگین سے اوڑایا نہین جاتا

خط آنے سے بھی لف کا سودا نہین جاتا
کالا ترا کالے سے بھی کیا نہین جاتا

ہے آتش یاقوت سے جو پیاس بجھانی
یہان بوسۂ لب کا کبھی لپکا نہین جاتا

جال بجلی کی نہ گور شہدا پر چلیئے
کشتۂ ناز ہر اک قبر مین مضطر ہوگا

وادی عشق مین بتلا دلگا مین خضر کو راہ
دل مرا منزل مقصود کا رہبر ہوگا

چرخ چڑہنے سے نہین داغ غلامی مٹتا
ماہ کس منہ سے ترے چہرے کی ہمسر ہوگا

گردش بخت سے ہے چرخ مجھے
کیا گلا دور آسمانی کا

چشم مردم کہان کہان وہ جمال
ہے بجا شور نستر انی کا

بوسۂ لب پہ دیتے ہو دشنام
تمکو لپکا ہے بد زبانی کا

سودا سر جعد یار کا ہے
سر پہ مرے سایۂ ہما ہے

کیا فوج الم سے دغدغہ ہے
جوشن مجھے نقش بوریا ہے

دل مانگنے کے ہین بادلے
وہ کاکل مشکبو بلا ہے

باقی نہین آہ تک بھی ہمدم
یہان عالم دل مین اب خلا ہے

وابستہ ہے کاکلون کا آزاد
اس دام مین جو رہا رہا ہے

رکھا تہ تیغ ہم نے سر کو
یہ سجدۂ شکر بے ریا ہے

رہتا ہے یہ چرخ مین شب و روز
مجروح فلک کا سر پھرا ہے

منکر روز قیامت ترے کوچہ مین تو آئین
روز ہوتا ہے بپا محشر تری رفتار سے

سیکا ہو تیرے ماتھے پہ عکس مہ تابان
بے پردہ شب مہ مین اگر تو نکل آئے

ہر موج بنے مار سیہ زہر الم سے
دریا سے جو تم زلف سنوارے نکل آئے

پانی ہو نہ کیونکر کرۂ آب مین پانی
بھر آئے جو اس دیدۂ بیخواب مین پانی

دل صاف جو ہین ان مین کدورت نہین ہوتی
ممکن نہین مخلوط ہو سیماب مین پانی

مجروح تخلص منشی کشن چند کشمیری مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا مظہر جانجانان

معشوق ہین زمانے کے سارے جفا پرست
اے وائے عاشقون کہ ہین آشنا پرست

مجروح تخلص لالہ درگا پرشاد وکیل خلف چودھری سنبھا ورلال متوطن فرخ آباد

ملک الموت بھی کیا سمجھا ہے عاشق مجروح
جو نہیں بھیجا ہے اب تک کوئی پیغام مجھے

مجنون تخلص سید انعام حسین اظہار نویس عدالت دیوانی لکھنؤ ولد سید احسن
باشندہ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

پہلو میں اس سبب سے نہیں ہے قرار دل
صیاد صید گہ میں کرے گا شکار دل

اندوہ و یاس حسرت و حرمان کا ہے ہجوم
آباد اندنون ہی انھیں سے ہے بار دل

مجنون تخلص محمد حمایت علی باشندہ آگرہ مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت

صاف انکار ہے آنے کا بہانا کیسا
رنگ لائے ہیں وہ مہندی کا لگانا کیسا

وڑنا ہی مناسب تھا دلدار کی آنکھوں سے
مارا نہ مجھے آخر کس پیار کی آنکھوں سے

مجنون تخلص شیخ محمد حسین خلف قاضی جمال علی باشندہ شکوہ آباد مقیم الہ آباد

آئینہ سو غات میں اوس آئینہ رو نے دیا
جو کدورت تھی گئی حاصل صفائی ہو گئی

مجنون تخلص الہ دتہ گوبال ولد دوندی لال باشندہ فرخ آباد

اپنے مجنون سے تو اے غیرت لیلیٰ ہر جا
تیری فرقت میں کہاں تک وہ پریشاں رہے

مجنون تخلص ایک شخص مشہور بہ درویش برہمنہ کاسہ ہے وہ اولاد میں سے ابھیم ناتھ
نبیرہ راے بشن ناتھ دیوان محمد شاہ بادشاہ دہلی کے تھے آبا و اجداد انکے
ایک دو واسطہ کر کے مشرف باسلام ہوئے تھے میر تقی میر سے اصلاح
لیتے تھے صاحب دیوان گزرے ہے

بیٹھا تھا مجھکو دیکھ بہانے سے اوٹھگیا
حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھگیا

جس سے جی جیا ہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو
مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی ہی پوچھو

مجنون تخلص ایک شخص عظیم آبادی شاگرد میر ضیا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دن میں سو بار اوسکے روبرو جانا مجھے
اسمیں سودائی کہے یا کوئی دیوانا مجھے

مجیب تخلص مرزا رجب علی فرخ آبادی خلف بادل بیگ

گیسوئے مشکین کی اوڑا لائے بو
آج میں ممنون صبا ہو گیا

مجیب تخلص غلام حیدر لکھنوی اپنے کو آتش کا شاگرد بتلاتا ہے جاہل محض ہے
بہت دنون تک کلکتہ مین تھا

آپ آزاد کسکو کرتے ہین — بندہ پرور مین کچھ غلام نہین
گر بعد فنا ظلم ترے یاد کرینگے — ہم قبر مین بھی نالہ و فریاد کرینگے
مرغان چمن چھٹ کے بھی فریاد کرینگے — جب جب اسیری قفس یاد کرینگے
ہم باغ مین خوش قامتی یار کرگے — سو راستیٔ سرو پر ایراد کرین گے

محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی شاگرد سودا وظیفہ خوار سرکار مرزا سلیمان شکوہ
بہادر لکھنؤ مین موت کی

تو اور تری جا و پوچھنا کیا — صدقے ترے واہ پوچھنا کیا
شکست دل کی ہوتی ہے درستی بات کسی میں — اثر اوس سنگدل کی ہر بات مین مومیائی کا
ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے — میخانہ بن رہا ہے گلزار تیرے خاطر
خنداں لب اوسکا روسی قدح اور قدح سی ہم — بوسے کی مست بوسے قدح اور قدح سی ہم
اور تو کیا کہون اک آن جو ہم تک آؤ — نذر جی کرتے ہین لو جان جو ہم تک آؤ
بڑھ کچھ تو ایک بوسے پہ ای یار اور بھی — ہین ورنہ جنس دل کے خریدار اور بھی
جسطرف تشنۂ دیدار ترا جا نکلے — اودہر آنکھون سے بہاتا ہوا دریا نکلے

محب تخلص شاہزادۂ بہرام شاہ دہلوی نبیرۂ شاہزادۂ حسن شاہ درانی شاگرد
میان خان صفیر تخلص

دل مین ہر ایک کے مین کھٹکتا ہون بات دن — گویا مین دشمنون کے لیے خار ہو گیا
اے محب کوچے مین اوسکے اوڑ کے جاتا ہون سدا — ہاے شوق اپنا بھی اب بال کبوتر ہو گیا

محب تخلص میر ابو القاسم دہلوی برادر زادہ میر نظام الدین ممنون دہلی مین
وقائع نگار سلطانی تھے

ہم کہتے نہ تھے خوب نہین دل کا لگانا — لو دیکھ لیا اب تو کہ اچھا نہین ہوتا

محبت تخلص مرزا حسین علی دہلوی

کیا قہر ہے یہ شیر امجھکو رولا کے ہنسنا | پھر تسپہ اے ستمگر یون کھلکھلا کے ہنسنا

محبت تخلص میر بہادر علی شاگرد ثناء اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

نہین کیا ترے کاجل نے سرمہ ساحل کو | سیاہ چشم یناہم نے ڈبویا باندھا
اگر حنا ترے ہاتھون سے خون بہا دل کا | تو لونگا دست نگارین سے خون بہا دلکا
یون نمایان ہے مژہ دیدار پر آبکے گرد | جیسے سبزہ کہین روئیدہ ہوتا لاب کے گرد
صبح جب باغ مین وہ رشک قمر پھرتا ہے | آفتابہ لیے خورشید سحر پھرتا ہے
متصل رہنے نہین دیتا جو ہمسایہ مجھے | کس پری پیکر کا یارب ہوگیا سایہ مجھے

محبت تخلص نواب محبت خان شہباز جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر شاگرد حسرت و میر درد قدس سرہٗ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تھی ۱۲۲۳ بارہ سو بائیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا | بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہے گا
قید ہوتے ہی ہوا دونون جہان سے آزاد | مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا
آپ کچھ غیر کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہین | یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین
گانی کا انتظار تو حد سے گزر چکا | منہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محبت تخلص عنایت اللہ رنگرز دہلوی چودہ پندرہ برس ہوئے انتقال کیا

کیڑے تو ہزار طرح رنگے لیکن | افسوس کہ جامہ دل کا رنگ نہ کیا

محبت تخلص آغا سید لکھنوی شاگرد ضیا

کھینچی خود صانع قدرت نے تمہاری تصویر | ایسی ہوتی نہین دنیا مین بشر کی صورت

محبوب تخلص محبوب خان قوال دہلوی اپنے فن مین کمال رکھتا تھا

بیان کیونکر کرون درد نہان کو | نہین یارا ہون تا بو مین زبان کو
خنجر جلے جو دم قتل تو کیسے | تقصیر ہماری ہے کہ تقصیر تمہاری

محترم تخلص خواجہ محترم علیخان باشندۂ عظیم آباد برادر زادۂ خواجہ محمدی خان

دہلوی شاگرد شاہ گھسیٹا عشق قدس سرہٗ نواب قاسم خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے

جو دل سے گرے اہل نظر کے وہ کدھر کا — دنیا کا نہ دین کا نہ ادھر کا نہ ادھر کا
اے محترم اتنی اشکباری — کھل جاے ہے ابر بھی برس کر
گل اوس گل تر پہ کھا رہا ہے — ہے ایک یہ دل ہزار دل مین
پیغام پھر جنون کے آنے لگے ہین مجھ تک — شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

محتشم تخلص سید محتشم علی خلف سید ہاشم علی نواسہ خواجہ حسن باشندہ لکھنؤ
شاگرد باقر علی حشم

اوس شوخ نے پیدا کی یہ تاثیر گلے مین — شمشیر بنی پان کی تحریر گلے مین
چار تلوارین چلین ہوگئے چورنگ رقیب — میرے اوسکے جو دم بوسہ ہوے چار ابرو
سر کو کٹوا کے وہ ہر بزم مین پاتی ہے فروغ — رشتۂ زندگی شمع ہے گلگیر کے ہاتھ
کسطرح دیکھیے اوسے چاہت کی آنکھ سے — دل کانپتا ہے اپنا شرارت کی آنکھ سے

محمور تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بہ شغل تجارت رہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے کلام راقم الحروف کو دکھلاتے تھے سنہ ۱۲۶۱ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین جوانی مین انتقال کیا راقم نے اونکی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

نبی بخش کے مرنے کا سخت غم ہے — نہایت ہی اس قلب محزون کو صدمہ
جو سال اسکی کو ہاتف سے پوچھا — تو مرگ جوان ماتم سخت بولا

سنہ ۱۲۶۱ عیسوی

اشعار

وصلت مین اضطراب جگر ہے بڑھا ہوا — درمان سے اور درد ہمارا سوا ہوا
جانکاہی فراق مین بس ہو گیا وصال — آخر کو درد ہی مرے دل کا دوا ہوا
حیران ہون کہ آگئے حیرت مین کیلیے — آئینہ دیکھ دیکھ کے یہ تمکو کیا ہوا
باغ فرقت مین تری ہمکو سیہ خانہ تھا — گل نظر آیا جو اوسکو گل سوسن سمجھا
پھول جائے جسم زار عند لیب — گل جو ہو شمع مزار عند لیب

اے مہر برج لطف و کرم تیری فیض سے
دیدہ مکان حسن ہے اور دل سرای عشق

محرور کو پہونچتے نہین قیس و کوہکن
پیغمبران عشق تھے وہ یہ خدای عشق

شب وصلت مین جسکی زبان اوس شکر شیر کی
بھرا ہے شربت قند مکرر سے دہان تک

سخت آہن سے ہے تمہارا دل
موم سے نرم ہے ہمارا دل

اب تڑپتا ہے پارہ پارا دل
مثل سیماب ہے ہمارا دل

کب تک آئے گا میرا مصحف رو
حافظو فال دیکھو قرآن مین

محرور تخلص ہادی حسن ولد منشی علی حسن تحصیلدار ضلع کانپور باشندہ کاکوری
شاگرد رشک

غیرت بدر ہین یہ آپ کے سارے ناخن
پرمہ نو ہین یہ ترشے ہوئے پیارے ناخن

بند انگشت کی صورت نہ کھلا عقدہ وصل
گھس گئے کوشش بیجا سے ہمارے ناخن

محروم تخلص لالہ اگدرای فرخ آبادی

سمجھ محروم کچھ دل مین ہوا عہد شباب اخیر
کبھی یاد آئے گا پیری مین یہ عالم جوانی کا

محزون تخلص میر ناصر جان محدی دہلوی خلف سید محمد نصیر سنج ریاضی مین کمال
رکھتے تھے عظیم آباد عرف پٹنہ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے

شاید اسوقت گیا آپ کا دھیان اور طرف
بات کرکے مین جو تم ربط سخن بھول گئے

نہ تو نامہ ہے نہ پیغام زبانی قاصد
حیف محزون مجھے یاران وطن بھول گئے

محزون تخلص مولوی ظہور النبی سرہندی پیرزادے تھے چیت پور توابع
کلکتہ مین رہتے تھے شعر صاف اچھا کہتے تھے آٹھ دس برس ہوئے کہ انتقال
کیا راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

دیکھکر آینہ مین سمجھا کوئی بیگانہ تھا
کیا دل دیوانہ محو عشقت جانانہ تھا

صبر و شکیب و عجز و تحمل سے کام رکھ
محزون جہان مین خوب ہے غم کھانا جارکا

ہمیشہ غش یہ غش آیا اسے نمنا مین
کہ اب چھڑکنے تو ہم پر کوئی گلاب آیا

اب دہلی کے مذکور پہ رہتے ہین وہ محزور
اقرار تو کیسور سے انکار بھی چھوڑا

مشکل حباب دیکھی تو مخزون ہوا خجال ہا — آب روان پہ کشتی عمر روان ہے اب
مقابل اوسکے ہو خورشید اتنی تاب کہان — رخ نگار کہان روے آفتاب کہان
طاق کو کرتی ہے جفت اور جفت کو کرتی ہے طاق — کمبلیتی ہے کیا تمہاری موٹ نکی کنکری

مخزون تخلص مرزا منگو خلف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبداللہ خان اوج

اوسکے منہ کون چڑھ سکے مخزون — ہان مگر منہ پہ اوسکے آیا خط

مخزون تخلص آغا علی دہلوی

اب ہے دزدیدہ نظر کیون مری جانب ظالم — پہلے ہی دل تری زلفون مین گرفتار ہوا

مخزون تخلص خدا بخش خلف شیخ باسو شاگرد صفدر باشندہ فرخ آباد

جو کچھ کہال دل ہے کہین کس سے جا کہوں — بیتاب ہین فراق مین اوس بیوفا کہوں

مخزون تخلص مولوی سید محمد حسین متیم الہ آبادی شاگرد مولوی محمد برکت معاصر سودا

ہم اگر پہ ہین بخت سیاہ رکھتا ہون — بہر طرح تری زلفون سے راہ رکھتا ہون

مخزون تخلص حکیم ابوالحسن عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ تھوڑے روز ہوے کہ فوت کی

آشیان اپنا اوٹھالے یہان سے ورنہ عندلیب — خندہ گل ایک دن برق چمن ہو جائے گا
ہم جو چاہین بھی کچھ اوسسے تو اونہین کو چاہین — ماسوا سے نہین کچھ کام طلبگارون کو
گرتے اشکون کی جگہ لخت جگر دیکھ چکے — ہم تماشا ترا اے دیدہ تر دیکھ چکے

مخزون تخلص عالم شاہ شہزادہ گڑھ مکتیسر

بے محابا چاک کرتا ہے گریبان کو جواب — کسکے آنے سے چمن مین گل کو سودا ہو گیا
تم نہ فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو — اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہان سنتے ہو

محسن تخلص محسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سراپا سخن ولد سید شاہ مبین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر دہلوی حال متوطن خوست باشندہ لکھنؤ تذکرہ انکا نظر سے گزرا

نبت الغب کے عشق مین مست الست ہے — ڈوبی ہوئی ہے کیف شراب کہن مین رچ
نہ کھلا ناقہ مشکین ہے وہ چشم غزال — بنگیا عقدہ لاحل ترا جوڑا سر پہ

ناز سے کہتی ہین وہ اکثر دکھا کر چھاتیان
سنگدل جیسے ہین ہم ویسی ہین تیر چھاتیان

تم نے رکھے پھول انگیا مین ہوئی طرفہ ہوا
گل کھلائے عاشقون کے بھی جلا کر چھاتیان

یاد انکی رہتی ہے ہر وقت چھاتی پر سوار
یہ تمھین ہو جو مجھے بھولے دکھا کر چھاتیان

وہی ہے داغ وہی جوش خون کا عالم ہے
شبیہ ہے گل لالہ مین ہو بہو دل کی

محسن تخلص محسن علی ولد ڈاکٹر احسان علی کانپوری شاگرد مولوی عصمت اللہ السخ
باشندۂ مونگیر

ہوتی جو محبت نہ کسی پردہ نشین سے
چرچا مرا ہرگز سر بازار نہ ہوتا +

دلکی دیتا ہے خبر آٹھہ پہر فرقت مین
کام ہر کارہ کا کرتا ہے مرا ہر نسو

محسن تخلص سید محمد محسن اکبر آبادی مقیم دہلی برادر زادۂ میر تقی میر شاگرد خان آرزو
و میر تقی میر ملازم نواب سالار جنگ صاحب دیوان گزری

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ
زندہ کرتا ہے نام عیسے کا

بتخانہ کی شکست و درستی کعبہ ہاے
یہ سب کیا یہ شیخ نے دل مین نہ گھر کیا

ٹک آکے دیکھ نہین کچھ بھی حال آنکھون مین
پھرے ہے اس پہ بھی تیر اخیال آنکھون مین

محسن تخلص حافظ محسن باشندۂ دہلی

شروع عشق مین ہم سے وہ بت نکہین چرائے
ابھی تو دیکھیے آگے خدا کیا کیا دکھاتا ہے

محسن تخلص مولوی محمد محسن بن مولوی حسن بخش علوی باشندۂ کاکوری مقیم مین پوری

زلف پر ٹھہری نظر مائل ابرو ہو کر
ہم پھرے کعبہ سے اے قبلہ تو ہندو ہو کر

محسن تخلص خواجہ محمد محسن خلف خواجہ آفتاب احراری نقشبندی رئیس عظیم آباد
شاگرد غلام علی رسخ

ناوک مژگان سے تیری منہ نہ موڑا دیکھا بی
صورت غربال گر چھن کر یہ تن ہو جائیگا

لب مرا اب دور سے بھی ایک نظر دیکھ چکے
پاس اغیار یہی ہے تو ادھر دیکھ چکے

محشر تخلص عبد اللہ خان باشندۂ رامپور ریختی پڑھنے مین کمال رکھتے ہین یعنی
ریختی پڑھنے مین اسطرح پر بلاتے ہین کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہے بیان سے

باہر ہے دہلی سے ڈھاکہ تک بیشتر شہرون مین رہے ہین اور ہر جگہ کے لوگ انکو پہچانتے ہین ان مین ایک بڑا عیب ہے کہ اورون کے شعر اپنے نام سے پڑہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین رنجتی مین جانجان تخلص کرتے ہین

ہجر مین تسکین دیتا مین کہ سر کو پیٹتا	ایک دل پر ہاتھ تھا میرا جگر پر دوسرا

محشر تخلص اکرام اللہ خان باشندۂ بدایون

اچھا شور قیامت ترے دامان کے تلے	فتنہ سوتا ہے ترے سایۂ مژگان کے تلے
تھمی ہے نالے سے گر کینفس زبان میری	یہی ہے پھوٹ کے چشم خونفشان میری

محشر تخلص مرزا علی نقی لکھنوی شاگرد و مرید حضرت میر درد و مرزا علی ملت کو قتل کر کے دہلی مین گئے تھے جب پھر لکھنو کو گئے قصاص کو پہونچے

دریا مین لے کے نعش کو میری بہا دیا	قاتل نے میرے قتل کا یہ خون بہا دیا
دور مین اوس چشم کے گردون کو آسایش نہین	کس گھڑی کس دن نئی فتنہ کی فرمایش نہین
جان منتظر ہے آنکھون مین وقت رحیل ہے	جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے

محمود تخلص مرزا محمود شاہ داماد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

غیر کو ساغر شراب ملا	اور ہمین دیدۂ پر آب ملا

محمود تخلص مرزا جان شاگرد میر وزیر علی صبا

مانگتا ہون یہ دعا مین شب وصل اے محمود	نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

محمود تخلص حافظ محمود علی خان دہلوی برادر زادۂ اعظم الدولہ امیر محمد خان سرور صاحب دیوان گزرے

افسوس ہوا حشر مین کیا بیکسی کا	قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
مجھکو خبر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج	وہ شوخ جو انگشت بدندان نظر آیا
گھر سے بے پردہ وہ رشک مہ روشن نکلا	نالۂ دل بھی مری جان کا دشمن نکلا
دشمن کو مرے گور پہ لانا نہین اچھا	مردے کو مسلمان کے جلانا نہین اچھا
بیداد گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت	اوسکو وہ مزا یاد دلانا نہین اچھا

نہ ڈرا نار جہنم سے عبث اے واعظ — ہے بخیر ذکر عدو ہمکو جلانا مشکل
جو یار ہے ہر ہن یہ گران جانیون مین ہم — اعدا کے گھر گئے تری مہمانیون مین ہم
اوس وعدہ فراموش نے آنے کو کہا تھا — دروازے ہی پر رہنے لگے آٹھ پہر ہم
جان کیا چیز ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو — گو کوئی مرجائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو
خانہ کعبہ کی تعظیم تو سبحان اللہ — لیک فرصت بھی ہو اوس در کی جبین سائی سے
مرتکب ہم سوگند کے ہو چکے پر ہی خموش — کیا وہ خود بھی قدر دان لذت دشنام ہے
ایسا ہی شکل زیست نے ہجران مین کیا ہے — اگر جا ہے تو اف سے کوئی بیمار و مرا دیکھے

تحت تخلص مرزا حسین علی بیگ دہلوی شاگرد جرأت لکھنؤ مین تربیت پائی تھی

آمد نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا — مرجاؤن گا قفس مین نہ ایسی خبر سنا
اوس بت نے جو غیرون پہ کیا لطف تو بارے — مجھ سے نہ کہو بہر خدا مین نہین سنتا
احوال مرا دھیان سے سنتا تھا ولیکن — کچھ بات جو سمجھا تو کہا مین نہین سنتا
رحم آئے نہ کچھ اوس بت خونخوار کے دلمین — جب تک کہ اوٹھے در نہ دوہار کے دلمین
دو جنس زبون ہون مین کہ لیتے ہوئے جیکے — سو سونج گزرتے ہین خریدار کے دلمین

محو تخلص شیخ فیض الدین فرخ آبادی ولد عبد الایز و کیل شاگرد اسمعیل حسین منیر

جلوہ سے دم مین خیرہ ہوئی چشم آفتاب — کھلتے ہی زلف ہوگئی روز شب دیجور
گویا ہو مرغ رنگ حنا فیض نطق سے — مہندی اگر ملو دم تقریر ہاتھ مین

محو تخلص حسین علی خان اکبر آبادی سرکار انگریزی مین متعلق تھے

شاگرد پیشہ ہے مری قبر پہ گل کے بدلے — گالیان دی ہی پس مرگ بھی فل کے بدلے

محو تخلص شیخ عظیم اللہ باشندہ میرٹھ

متاع دل گرانمایہ ہے اپنا پاس اے ہمدم — یہ دولت اوسکو بخشینگے جسے ہم یار دیکھینگے

محمد تخلص نواب نظام حسن خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان مرحوم و مسرور تخلص شاگرد مرزا ابراہیم ذوق و مرزا نوشہ غالب رائے کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

تخت جان صحبت سے تیرے اے سنگر ہو گیا | بت پرستی کرتے کرتے مین بھی پتھر ہو گیا
قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمین | آج دم دیکر اجل کو ہو گئے آزاد ہم
گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اب ہم یہ وہی | اتنا تو ہوا ہے مرے نالون کی اثر سے
انداز جنون کو نسا ہم مین نہین مجنون | پر تیری طرح عشق کو رسوا نہین کرتے
گل کھانے کو دیتے ہین مجھے عنبر کا چھلا | ڈھب میرے جلانے کا وہ کیا کیا نہین کرتے

محوی تخلص میر باسط علی عطار الہ آبادی مقیم کلکتہ شاگرد مظلوم شاہ کئی برس ہوئے فنا کی

وصل تیرا چاہتا ہون ہر طرح | یاس تو بھی ہو تری تصویر بھی

محوی تخلص محمد بیگ باشندہ ریواڑی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی دہلی مین تحصیل علم کی تھی

اثر سے ضعف کے دامان یار تک نہ پہنچا | ہزار جا سے ٹھہر کر مرا غبار آیا
عالم تھا خدائی کا ترے کوچے مین کل رات | زاہد بھی وہین بچہ بکف گوشہ نشین تھا

مختار تخلص غلام نبی خان دہلوی استاد نواب وزیر غازی الدین خان بہادر

مین اپنے دل کے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے | ملا یا جس نے تجھ سا یار اس اللہ کے صدقے

مخدوم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

وہی دغا جاتا رہا دل ہی دل افسوس دل | بچھڑ تڑپا تا رہا دل ہی دل افسوس دل

مخلص تخلص میر مہدی حسن وکیل عدالت دیوانی کانپور خلف سعید ولیر علی متوطن دار انگر جہان آباد مقیم کانپور شاگرد مرزا خانی نوازش صاحب دیوان ہین

منہ پہ چڑھ چڑھ کے یہ صیاد کہتی ہی وہ لعل | سیکھ لے ہم سے کوئی طرز گرفتاری دل

مخلص تخلص نندرام دہلوی وکیل عماد الدولہ شاگرد خان آرزو بشتر بفارسی کہتے ہی

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو | کیا دن لگے ہین دیکھو خورشید خاوری کو

مخلص تخلص محلص علی خان مرشد آبادی خواہرزادہ نواب نوازش خان شہامت جنگ معاصر شاہ قدرت اللہ قدرت

مخلص نہین زمانے مین اب خوبرو کوئی
عاشق کی چاہ جسکو ہو مدنظر کہین

کوئی اپنے اسیرون سے تغافل یہ بھی کرتا ہے
قفس مین مر گئے ہم یہ خبر صیاد کو پہنچی

مخلص تخلص میر باقر اکبرآبادی شاگرد مصطفے خان یکرنگ محمد شاہ کے عہد مین تھے

مین تو بندہ ہون ترے جور و جفا کا لیکن
سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل شیدائی کا

مخلص تخلص بدیع الزمان خان دہلوی شاگرد شاہ واقف نواب شجاع الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے

لیجا تو دل کو یونہین ترا اعتبار ہے
یہ شرط اس زمانے مین قول و قرار ہے

مخلص تخلص مرزا کلب حسن خان مہین برادر کلب حسین خان نادر تخلص خلف کلب علی خان متوطن بنارس

جب تک کہ پاس اپنے وہ شوخ حسین نہو
کتنے ہی وعدے وہ کرے دلکو یقین نہو

مخلص تخلص منشی محمد حسین خان ولد امانت خان بن قطب خان باشندہ بھاگلپور شاگرد راقم الحروف صاحب دیوان ہین

شرح جوش شوق پایان کو نہ پہونچی نامہ پر
لکھتے لکھتے یار کو خط ایک دفتر ہو گیا

صبر کا حکم ہے مصیبت مین
ہے یہ نسخہ حکیم کامل کا

قیامت کیون نہ ہو برپا جو مخلص
پکڑ لے حشر مین دامن تمہارا

درد و غم فراق مین ہوتی ہے یہان بسر
کٹتی ہے اونکی نغمہ و چنگ و رباب مین

قتل ہر عاشق نئے انداز سے کرتا ہے وہ
ایک خنجر اوسکا دکھلاتا ہے جوہر سیکڑون

ہے کس میکش کی ساقی آمد آمد آج محفل مین
کہ شیشہ دم بخود ہے اور ہر گردش مین پیمانہ

نالے کی اجازت جو نہین ہے تو نہین ہے
مرجائینگے پر خاطر صیاد کرینگے

آتش فرقت سے مین جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا
سرد مہری ہے غضب اوس لعبت کشمیر کی

جو سچے اہل دنیا مین وہ مغرور پیراہن مین ہے
جسکو دیکھو قیصر و فغفور پیراہن مین ہے

بادہ و ساغر مین ہے یا اوتری ہی شیشے مین پری
جسم مین ہے جان یا وہ حور پیراہن مین ہے

سن کے پیغام بوسہ اے مخلص
دیکھیے اونکے منہ سے کیا نکلے

مخمور تخلص محمد جعفر ولد خواجہ محمدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

پوچھتے کیا ہو عدم مین مرے کیا ہاتھ لگا
کمر یار کا مضمون نیا ہاتھ لگا

وہ لگا دھونے جو دریا کے کنارے ہاتھ پاؤن
موج سان کیا ہم نے بیتابی سے مارے ہاتھ پاؤن

ہتکڑی ہاتھون کی ٹوٹی پاؤن کی زنجیر بھی
اسقدر جوش جنون مین ہمنے مارے ہاتھ پاؤن

مخمور تخلص شیخ غلام حسنین باشندۂ فریدآباد قرابتدار مولوی ابوالحسن شیدائی

گلزار کھلاتی ہے یہ داغ جگری کا
رکھتی ہے اثر آہ بھی باد سحری کا

کچھ اپنے برائے کا خیال اب نہین اصلا
عالم ترے نظارہ سے ہے بیخبری کا

مخمور تخلص سید مظہر علی ابن سید قایم علی خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ متوطن مرادآباد

جو درازی ہے ترے ہجر کی شب مین پیدا
روز محشر کی بھی ایسی نہ طوالت ہوگی

مخمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبدالعلی نامی رئیس شہر ڈاکہ
اشعار اردو و فارسی اچھی کہتے تھے کلام انیار اقم کو دکھلاتے تھے آغاز شباب
مین ۱۲۷۹ھ بارہ سو اوناسی ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخ اوکی وفات کی کہی ہے

قطعۂ تاریخ

آج نساخ مولوی مخمور
گلشن عدن کے مقیم ہوئے

مصرع سال نقل یہ لکھا
داخل جنت نعیم ہوئے

اشعار

۱۲۷۹ ہجری

وہ ناتوان وزار مین اکبار ہوگیا
دامن ہمارا دامن کہسار ہوگیا

تشریف لائے گھر مین مرے صاف ہوگئی
حق مین مرے خضر خط رخسار ہوگیا

چومی بغیر اذن جو زلف سیاہ یار
واللہ بال بال گنہگار ہوگیا

ناوک نالہ جو گزرا تیر سے
جا کے میزان مین ترازو ہوگیا

خواب مین پہونچا جو وہان دست خیال
نیلا پیلا اوسکا زانو ہوگیا

جب کہ دلبر سے ہوا خالی کنار
کاہش جان درد پہلو ہوگیا

ہاتھ مین اوسکے کمان و تیر ہے
چرخ پر لرزان کمان و تیر ہے

سنگ مرمر کو لعل سے رنگین ہوا — کیا حنائی پاؤن کی تاثیر ہے
بادۂ چشم مست سے زندان مین آج — چشم ساغر حلقۂ زنجیر ہے
شمل اختر نہ جھپکی اپنی آنکھ — آج اوس مہ کی انتظاری ہے
دن بھر آہ و زاری ہے — راتون کو بیداری ہے
عشاق کو جو خون مین ہوا غرق کہی ہے — خنجر یہ ترے دشنۂ قصاب کی پہنچی

مخمور تخلص میان قبول احمد وکیل سرکار بالن پور

زبان جل جاگر شعلہ کہون رخسار تاباں کو — قلم ہو ہاتھ گر خنجر لکھون ابروی جانان کو

مخیر تخلص منشی محمد احسان اللہ باشندۂ دہلی مقیم کیپ میرٹھ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

بنا کر آئینہ خود بین کیا آئینہ رویون کو — ہمین حیرت ہے ہمنے کیا بگاڑا تھا سکندر کا
وا اعطا جسدنی کی ہے تو بہ بلی جاتا ہون مین — میرے لب تک گر کبھی آتی ہی جانہ کی بات
ہم نہ کہتے تھے کہ کعبہ کو مخیر جا چکا — رہگیا رستے مین آخر اک کلیسا دیکھ کر
یہ ہوگا کہ مرے قتل سے درگزرینگے — جو رقیبون نے سکھایا ہے وہ کر گزرینگے
کیلئے پہلو مین جایئ ہے دھوم — حضرت دل خیر تو ہے جان کی
ان دل یہ ضرب ہو کوی تیغ نگاہ کی — دیکھین تو مردمی ترے چشم سیاہ کی

مداح تخلص شیخ محمد صادق علی مقیم سکندرہ ضلع علیگڑھ مرزا نوشہ غالب کو اپنا اوستاد بتلاتے ہین اور سوزان بھی تخلص کرتے ہین

اسکو بلوایا تو ہے لطف تب اے دل آئے — ساتھ تلوار بھی لائے جو وہ قاتل آئے
ایسا نہو کہ قلم سے بھی ہاتھ اوٹھاے یار — کیون کہئے ناز اوٹھانے کی طاقت نہین رہی

مدبر تخلص سید امیر الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

چاند سا مکھڑا وہ جب دیکھا مجھے غش آگیا — جون کتان ٹکڑے گریبان سلیمانی ہوا

مدحت تخلص ایک شخص لکھنوی شاگرد جعفر علی حسرت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

لیگیا ہجر ترا گور مین یار آخر کار — روز فرقت نے دکھائی شب تار آخر کار

مدہوش تخلص نبی خان نبیرۂ خواجہ محمد باسط شاگرد میر سوز

صنم جس ناز سے تو نے لیا دل | خدا جانے ہے اوسکو باترا دل

مذنب تخلص مرزا محمد حسن عرف چھوٹے مرزا مرثیہ گو لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گزری

کم ہوتی نہین ہے کسی عنوان طپش دل | ہے دامن مژگان فروزان طپش دل

مراد تخلص مراد شاہ

ہے عشق و عقل سے ہر دم مجادلہ دل کا | کشاکشی مین پڑا ہے معاملہ دل کا
نرگسی چشم نے جب ہمسری جتائین آنکھین | روتے روتے مرے پھر لال ہوئین آنکھین

مراد تخلص مراد شاہ لاہوری شاگرد اجل

اپنے مشتاق سے جب تو نے چھپائین آنکھین | تو اجل نے وہین آ اوسکو دکھائین آنکھین

مرحبا تخلص حافظ عبد الشکور خلف حافظ عباد اللہ واعظ باشندہ ٹانڈہ اقیم کلکتہ
شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ تخلص

جب نہ تب دیکھو بغل مین اوسکے بیٹھے ہین رقیب | غیر کی صحبت سے وہ اکدم جدا ہوتا نہین
کوچۂ گیسوے جانان مین عبث جاتا ہے دل | خود بخود کوئی گرفتار بلا ہوتا نہین

مرحوم تخلص مرزا محمد یار بیگ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر باشندۂ دہلی

کیا ہی دل جو رو رو کے کہے ہے مرحوم | ملک الموت کے اب ہاتھ ہے دامان میلا

مرزا تخلص حکیم میر فضل اللہ باشندۂ پانی پت شوقا سے اچھا کہتے تھے طب مین اچھا دخل رکھتے تھے

خالی اوس سے نہین ہے کعبہ و دیر | کون سے سنگ مین شرار نہین
سخت مشکل ہے ہجر مین جینا | زندگی اپنے اختیار نہین

مرزا تخلص آغا مرزا خلف محمد اسمٰعیل تاجر شاگرد میر تقی وطن اگا مازندران مولد لکھنؤ

بالین سے جب وہ پھر گیا غم سے کھلی تب آنکھ | مجھ نارسا کے طالع خوابیدہ دیکھنا

مرزا تخلص مرزا ہدایت اللہ دہلوی موسیقی مین کمال رکھتے تھے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی بیچ چلا ہے | اے وائے مصیبت کوئی کس کسکو سنبھالے

مرزا تخلص مرزا علی رضا دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا غزلون مین نواب حسین الدین خان
نائب کھاگہ نگر کے تھے

ہماری دیکھ حالت اوٹھگئے سب جو پیش و پیگانہ
نہ بیٹھا کوئی جز پیکان دل انگار کے پہلو

کوئی حسرت مرے جی کی نہین بر آتی ہے
مفت باتون مین مری عمر چلی جاتی ہے

مرزا تخلص مرزا جہانگیر بیگ اکبر آبادی شاگرد مرزا اعظم علی بیگ اعظم

جگر کی آگ جو بھڑکی تو پھر نہ سرد ہوئے
ہزار طرح سے کی ہم نے اشکباری رات

بجھائے تیر بھی آب حیات مین تم نے
نکل نکل کے پھر آئی تن شگار مین روح

مرزا تخلص نواب محمد حسنخان ولد نواب اشرف خان دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا

سوؤن مین کسطرح ان انکھون مین نیند آتی ہے
دور سے صورت کو میری دیکھ اوڑ جاتی ہے نیند

مرزا تخلص مرزا حسین بخش خلف مرزا کوچک سلطان ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

گہ داغ کو سہون ہون گہ زخم چھیلتا ہون
مرزا ستا رہا ہے ذوق جفا یہ مجھکو

مرزا تخلص مرزا جان مرثیہ خوان خلف میر وزیر علی مرثیہ خوان باشندہ دہلی حویلی مین اچھا دخل رکھتے تھے

ایک بوسہ پہ اسقدر رنجش
آپ کا ہم نے حوصلہ دیکھا

اونکی ہم پر بھی آنکھ پڑتی ہے
ہم نے چھپ چھپ کے بارہا دیکھا

مرزا تخلص مرزا علی برادر خرد میر حسین علی سوگت باشندہ دہلی

نہ یہ لب اور نہ یہ بات نہ غمزہ نہ نگاہ
چاند کس منہ سے ترے منہ کے برابر ہوگا

صد شکر کہ ہے ساتھ جنازے کے وہ میر
آغاز سے بہتر ہے یہ انجام ہمارا

مرزا تخلص خواہرزادہ حکیم مرزا محمد خان تلمیذ رستم بیگ شاگرد نام انکا معلوم نہ ہوا

اگر زلف دراز یار مین ہے صد گرہ مرا
دل صد چاک یہ ہم بھی بسان شانہ رکھتے ہین

مرزا تخلص محمد علی خان ولد نعیم اللہ خان ملازم شجاع الدولہ

جو کوئی کسی کو یار کل پائے گا
یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائیگا

اس دور مکافات مین اے غافل
بیداد کرے گا آج کل پائے گا

مرزا تخلص میر باز خان

کی بہت تدبیر لیکن کیا کرون | دل کو ہمدم چین آتا ہے نہین

مروت تخلص باس کرن عرف ناتھو جی پنڈت کشمیری ولد پنڈت بستی رام وقف باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مشکل گشا نہ کیونکہ ہون مشکل گشا کے ہاتھ | مشہور ہین جہان مین حیدر خدا کے ہاتھ
اوس بت شکن کا ہون مین زنار مین معتقد | توڑے ہین جسنے لات و عزیٰ منات کے ہاتھ
بیتابی ان بتون سے مروت لگا کے دل | عزت مری ہے خالق ارض و سما کے ہاتھ

مروت تخلص صغیر علی خلف حکیم کبیر علی کبیر تخلص شاگرد جرأت مقیم رامپور نواب فیض اللہ خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے ایک مثنوی میر حسن کی مثنوی کے جواب مین کہی ہے

غیرون پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگار کا | چین بر جبین ہے نقش ہمارے مزار کا
گرد مثل گرد باد ہون گردش نصیب مین | پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

مروت تخلص قاسم علی لکھنوی داماد میان جرأت

ہاتھ اونکی کلائی تک جو غیر کا آ پہونچا | ہیہات کاغل اپنے افلاک پہ جا پہنچا

مرہون تخلص مرزا علی رضا شاگرد منیر نظام الدین ممنون وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مدت تک حیدرآباد مین تھے

ہر آرزوے دل کو حرمان نے خون کیا ہے | گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو کا
پڑا ہے شور جب سے دل مین اوس کان کی بالا کا | یہان ہر زخم مہمان ہے نمکدان قیامت کا
شہید لطف قاتل ہون کہ بعد از قتل کل اوسے | کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا
جزا اک نگاہ چشم کبھی اوسکی خو نہین | قسمت تو دیکھو یہ بھی کبھو ہے کبھو نہین

مریح تخلص جانکی پرشاد ولد جوگل کشور فرخ آبادی شاگرد نواب عاشور علیخان

جسکو دیکھا اوسے دیوانہ بنایا تو نے | اوپر یزاد نرالی ہین فسون کار آنکھین

مزید تخلص مزید حسین خان دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص

درد اور غم مین مبتلا ہین ہم | دردمندون کے پیشوا ہین ہم

مثل سیماب کیون نہ دل تڑپے
آئینہ روسے اب جدا ہین ہم

تھا وعدہ سر شام کا پھر اب ہے سحر کا
ڈرتا ہون کہین صبح کی پھر شام نہووے

مزمل تخلص و نام شاہ محمد مزمل معاصر ابر و دہلی مین رحلت کی

مین نہ کہتا تھا مزمل دل نہ دے
نقد ایسا را یگان کھونا نہ تھا

مست تخلص حکیم اشرف علی صاحب رسالہ ترکیب الصلوٰۃ و رسالہ تصویر غم و رسالہ ہیضہ و طاعون و رسالہ چیچک و رسالہ دافع السموم و رسالہ کشتی مخلف الصدر احمد علی مجموعہ دار تکیہ حافظ اکرام احمد منعم رئیس نامی سلمٹ اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین فن کشتی اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین رسالے انکے نظر سے گزرے

ہے قلم تیغ غضب سے سر جوان و پیر کا
خاکسار ی مین اثر ہے سرمہ تسخیر کا

عجز نے سیر ہے اوڑایا آپ سے دامن غبار
پھر دماغ ماہ تابان عرش پر ہو جاے گا

چادر مہتاب پر گر پڑ گیا آنکا قدم
کہنے مارا تجھے اے مست کہان بیدارا

رات دن یون جوڑتا ہے مثال بسمل
یقین ہے ٹوٹ جائے حشر مین پلہ ترازو کا

الہی بار عصیان سے گرانبار اسقدر ہونمین
دشمن ہماری جان کے ہین دوستان دوست

کیا بخت واژگو نسے ہوا قلب ماہیت
رہتے ہین وصل مین سر بستر ہلال چار

رکھتے ہین کھولکر وہ کڑے ہاتھ پاؤن کے
آخر نہ کام آگئے شبہاے تار داغ

کیا سچ مثل ہے دہشتہ آید بکار ہی
سہاتی ہے کیا آگے کو نقد پر گلے مین

اک طوق ہے ادھر دوسری زنجیر گلے مین
ہم جانہین سکتے ہین کہ ہے زنجیر گلے مین

وہان پاؤن ضائع پڑتی ہے آنا تر امعلوم
ہے طوق گرانبار نہ زنجیر گلے مین

پھرتا ہے مجھے کھینچے ہوئے رشتہ الفت
ہیکل ہے نہ جگنو ہے نہ زنجیر گلے مین

کاٹے ہین اسی سادگی پر گردنین لاکھون
ہم آئے نہ تیغ و زنجیر سے جھوٹے

نامرگ نہ جور فلک پیر سے چھوٹے
ہین اندنون تو آپ ہی گھبرا نہ رہے

اے مست یہ کیا تو نے کیا تیرا بُرا ہو
دل اوس بت بیدین کو دیا جان کے بدلے

بگڑا تو اگر ہم سے تو پھر دیکھیو اے یار
ٹھہرے ہین جو دلمین سو کر جاتے ہین کیسے

دھڑکا نہ رقیبون کا نہ دربان کا کھٹکا
اوس کوچے مین مخوف و خطر جاتے ہین کیسے

یا مست کو بے وصل تھی یک آن قیامت
یا برسون جدائی مین گذر جاتے ہین کیسے

مست تخلص میر فضل علی شاگرد میر امانی فقیری اختیار کی تھی

خود فنا ہو کے ذات مین ملنا
یہ تماشا حباب مین دیکھا

مست تخلص عالم علیخان باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی وحید الدین فرد آنحضرت کے ہوے کانپور مین جاکر انتقال کیا راقم کے ملاقاتیون مین تھے

بوسہ لیا ہے یار کی انگیا کے پان کا
کھایا ہے پان آج سنے خاندان کا

مست تخلص مرمست خان افغان

نہ وہ بانکو نہین گنا جاے نہ ٹیڑھو نہین یہ کیون
خانہ جنگی تمھین رہتی ہے سدا مست کی مست

مستمند تخلص یار علی خان عظیم آبادی شاگرد مرزا بھو فدوی تخلص

نزع تک وصل کی ہے یار امید
ہے مثل ایک دم ہزار امید

مسرت تخلص شیخ زحمت علی بنارسی شاگرد ذاکر بہت روز ون تک کلکتہ مین تھے

آینہ آئینہ عارض سے ششدر ہو گیا
جسنے یہ آینہ دیکھا وہ سکندر ہو گیا

تمھارے ہجر نے ایسی مری اوڑائی نیند
ہزارون کروٹین بدلین مگر نہ آئی نیند

مسرت تخلص تنگر ناتھ کایتھ شاگرد نصیر دہلوی

قرار و صبر ہین دل سے روان اور تاب جیسے ہی
کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یار و لو خبر دیکھو

مسرت تخلص وزیر علی دہلوی مقیم حیدر آباد ملازم راجہ چندو لال شاگرد غرت اللہ خان تھے

ہاتھ آجاے نصیبون سے تو پھر آٹھ پھر
رکھون چھاتی سے مین دلدار کی تصویر لگا

اگرچہ روتے روتے کھوئین آنکھین
نہ رکھا دیدۂ خونبار پر ہاتھ

مسرور تخلص نواب غلام حسین خان مرحوم خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان رئیس دہلی ستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

ماہ پر میری سیہ بختی کا گر سایہ پڑے | چادرِ مہتاب ہو دامن شبِ دیجور کا
لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا | اودنکا تو کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا
نادان نہین جو اپنے کو رسوا کرے کوئی | دل ہی نہ بس مین ہووے تو پھر کیا کرے کوئی

مسرور تخلص سید خورشید عالم خلف مولوی بدر عالم رضوی باشندۂ پھانی

چالین ہر وقت جو ایجاد کیا کرتے ہین | کبک و طاؤس سے جاتے ہین فنا رون مین

مسرور تخلص شیخ پیر بخش ولد حکیم حیات اللہ قلاش باشندۂ کاکوری شاگرد مصحفی دہلی کی سیر بھی کی تھی صاحب دیوان گزرے

کیا جانے کون شخص مرے دل کو لگیا | مسرور کس طرف مین کرون جستجوے دل
ہو نہ یہ جرم کہین اونکے بال گردن | گردنِ شیشہ سے جو دین ہین مثالِ گردن
دیکھ لو آتا ہے کس انداز سے کافر مرا | شیشۂ مے ہے بغل مین اور ساغر ہاتھ مین
نگاہین دیکھنا سنگین محل کے رہنے والونکی | ہمارا شیشۂ دل کر چکے ہین چور آنکھو کنیے
گر بہر سیر لیلی محمل سوار جاے | مجنون بھی ساتھ جون شتر بے مہار جاے

مسرور تخلص مرزا سنگی بیگ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

سدا اوس چشم میگون سے یہ دل شانہ رکھتی ہین | صراحی کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکھتی ہین

مسرور تخلص شرف الدین احمد مولف تذکرۂ شعراے ریختہ خلف غلام محی الدین عشق باشندۂ میرٹھ

ہے غیر کے گھر وہ شمع محفل | دن رات مجھے یہی جلن ہے

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طباطبائی نواسۂ میر شیر علی افسوس باشندۂ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے اطراف ایران و پنجاب و ہندوستان و رنگون وغیرہ کو نہبت کرکے ملک و شہر کی سیر کی تھی عین شباب مین تیسوین شہر ذی الحجہ سنہ ۱۲۵۰ بارہ سو اسی ہجری کو انتقال کیا

دل اور پھر گیا ہے اوس یار بدگمان کا | تاثیر آہ دیکھی دیکھا اثر فغان کا
مشکل ہماری کیسی آسان ہجر مین کی | احسان مانتے ہین ہم مرگ ناگہان کا

شکوہ اگر مجھے ہے تو بخت اور اجل سے
شاکی نہین ہون ورنہ مین یار و آسمان کا

جب کہ کھولا اوس پری پیکر نے اپنی زلف کو
اوسکی خوشبو سے مکان سارا معنبر ہوگیا

اندرون کل عروسی صنم کے ہجر مین
صورت عکس مثلث جسم لاغر ہوگیا

بزم مے مین ساقی نے یہ کیفیت دکھائی
دیدۂ جام مے گلگون بھی گریان ہوگیا

پھونکتی ہے گوش گل مین وز کجہ آکر صبا
کیون نہ صیاد پر ثابت خطائے عندلیب

عاشق اپنی جان معشوقون پہ کرتے ہین نثار
کیون نہ عشق گل مین جان اپنی گنوائے عندلیب

لب رنگین کا تیرے وہ اثر پھیلا ہے عالم مین
جگر خون ہوگیا ہے لعل کا کوہ بدخشان مین

کان تک اوسکے پہونچتی مری فریاد نہین
بھول جانے کے سوا کچھ بھی اوسے یاد نہین

ظلم کرتا ہے جفا کرتا ہے رلواتا ہے
کونسی طرز ستم ہے جو اوسے یاد نہین

کیلیے اوڑنے کو طیار رہے تو عاشق سے
تو تو انسان ہے اے یار پریزاد نہین

دل کو ہے میرے بیان کی تحریر کا خیال
شنجرف کا ہے خط ورق آفتاب مین

مضمون میرے شعر کا کیا سمجھین کور دل
ہوتا ہے نور بھی کہین چشم رکاب مین

سرور کو بچائیو دوزخ کی آگ سے
یہ عرض ہے جناب رسالت مآب مین

نہ وفا گل مین ہے نہ نالۂ بلبل مین اثر
باغ عالم کی ہوا ای گل رعنا بدلی

مسکین تخلص سید عبد الواحد خان خیر آبادی مصنف مثنوی چشمۂ شیرین شاگرد مومن مقیم تال بھوپال صاحب دیوان گزرے مثنوی انکی دیکھی ہے

کیون نہ اوٹھنا بیٹھنا مشکل ہو اوس مجور کا
جسکو از خود رفتگی بھی اک سفر ہو دور کا

لے گئی چھین کے دل ساقی سرشار کی آنکھ
آگئی دیکھ جسے نرگس بیمار کی آنکھ

سر بسر لاتی ہے میری جان پر لاکھون وبال
جواب مین بھی اوسکی گر زلف پریشان دیکھے

مسلسل تخلص شیخ وزیر علی خلف شیخ زاہر علی عرف رمضان علی ابن شیخ فاروق علی مرحوم وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندۂ مونگیر مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے طبیعت اچھی پائی ہے شعر اچھا کہتے ہین

سی پارہ دل نہین تری زلف سیاہ مین
ہے رحل عنبوس پہ قرآن دھرا ہوا

لکھا ہے حضرتِ دلِ مرحوم کا جو حال — ہر لفظ میری بیت کا ماتم سرا ہوا
خوشی ہی کو سمجھو وعدۂ وصل — کہینگے وہ زبان سے اپنی ہان کب
آنکھون مین سرمہ لگائین اور گلوری کھائین آپ — عاشقون کے قتل کی تدبیرین فرمائین آپ
بوسہ بے مانگے عدو کو دین زہی نیرنگ عشق — ایک بوسہ کی طلب پر مجھ پہ یون جھنجھلائین آپ
خیر تو ہے مجھسے سودائی کو سمجھانے لگے — حضرتِ ناصح سمجھکر بات تو فرمائین آپ
اللہ رے کوچہ گردی جانان کا حوصلہ — جب پاؤن تھک گئے تو پھر اسر تمام رات
لیلی کو اپنے سمجھے ہے کالی بلا کوئی — دیکھے جو قیس آپ کو میری نظر سے آج
دل اوبکا ہے اگر رخِ اغیار کی طرح — ملتی ہے میرے دل سے رخِ یار کی طرح
دشوار ہے نظارہ اشارہ محال ہے — دشمن کھڑے ہین بیچ مین دیوار کی طرح
دیکھ لینا قفس کو مرے شاخِ گل پہ — فصلِ گل رہ گئے صبا دو پر ہونے تک
آمد و شد کی مسلسل جو کوئی راہ نہین — سر کو ٹکرائیے دیوار سے در ہونے تک
کہان حور اور کہان زاہد زہے عقل — عبث بیدار رہتا ہے سحر تک
ترے ہنگام رخصت کا کسے خوف — وہ دیکھے گا جیے گا جو سحر تک
شاید ہے یہ گمان کہ نکلے نہ کوئی عیب — آئینہ دیکھتے ہین تو میری نظر سے وہ
جب مین نے کہا وصل کا وعدہ نہین کرتے — جھنجھلا کے خفا ہو کے وہ بولا نہین کرتے تو
کیا جانیے کیا دل مین ہے اب ذکر سمایا — وہ نازو غمزہ وہ اشارہ نہین کرتے
اونسے بھی کبھی ذکر نہین آتا ہے اسکا — ہم رازِ شبِ وصل کو رسوا نہین کرتے

مسلم تخلص میر فرزند علی خلف میر حسین علی محرر عدالتِ دیوانی صدر کلکتہ باشندہ کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم شعرا نکے اچھے ہوتے ہین اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین تھے عین شباب مین سنہ ۱۲۷۵ بارہ سو چھتر ہجری مین نوت کی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

مر گیا مسلم حیف یہ غم ہے — ہو اوس پر اللہ کی رحمت

مین نے یہ تاریخ کہی ہے	مسلم ہے ابد اہل جنت

اشعار ۶۶ ہجری ۱۲

عشق بتان مین عمر گئی آہ کیا کیا	کیا منہ دکھا ینگے تجھے اللہ کیا کیا
کہتی تھی ایک خلق مری نقش دیکھکر	مسلم کو مارا اوبت گمراہ کیا کیا
جو سنگدل ہے اوسے آبرو نہین ملتی	محال ہے کہ بنے رشتہ گہر رگ سنگ
کسی نے سخت دلون سے کبھی نہ پھل پایا	خلاف عقل ہے ہو شاخ باور رگ سنگ
رکھکے سر سوئین کبھی انو پہ اوی دل یار کی	اپنی بھی تقدیر ہو تقدیر پشت آئینہ
رات جو غیر کو لیٹا کے دیا بوسۂ خال	اے صنم مجھکو پہونچتی ہے خبر تل تل کی
عہد طفلی سے مرا طفل سرشک آوارہ ہے	جسکو سب گرداب دریا کہتے ہین گہوارہ ہے

مسیح تخلص میان برادر ہمشیرہ زادۂ نواب وجیہ الدین خان وجیہ وطن انکا کشمیر مولد دہلی تجارت کرتے تھے

شاید کہ موے زلف کا شانہ تھا دست غیب	بیڈھب رہا تھا دل کو مرے ہاتھ آ گیا

مسیح تخلص میر ہاشم علی فامنی زادۂ قصبۂ جائس مقیم لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

پیری مین آہ لگتی ہے مرکر کے زندگی	بجھ بجھ کے پھر بھڑکتی ہے شمع سحر کی لو
سیماب بن کے مرہم کافور اوڑ گیا	اوٹھی جو اپنی آتش زخم جگر کی لو

مسیح تخلص حکیم محمد علی ولد حکیم ولی اللہ خان باشندۂ لکھنؤ

نہین اے شوخ مہندی سی یہ آب تاب حسن پر	ہمارے اشک کے قطرے کا ہی خوناب تا حن پر

مسیح تخلص مسیح اللہ خان فارسی بھی کہتے تھے

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار	تیر مژگان نے زور کام کیا
ترک آرام و صبر و خواب و قرار	عشق مین تیرے ہم نے کیا نہ کیا

مسیح تخلص مرزا مسیح اللہ خان عرف مرزا حاجی

ہمارے سامنے غیرون سے ملنا	ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتون کے ظلم اور جور و جفا سے	مسیحا کو ابھی دیکھا جان بلب ہے

مسیحا تخلص محمد علی خان اخبار نویس شاہی ولد مصطفے خان باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

تیرے کاکل کا بیان کرتے سر انصاف سے — سہر بن مومن اگر ہوتی زبان بالائے سر
آتا ہے باد توکف افسوس ملتے ہین — ظالم وہ کو سنا ترا ناحق اوٹھا کے ہاتھ
لے لیتے ہین بلائین یہ زلف سیاہ کی — ان روز دن ہو گئے ہین ہمارے بلا کے ہاتھ
راحت بھی اس جہان مین ایذا کے بعد ہے — موسی کو ملگیا ید بیضا جلا کے ہاتھ

مسیر تخلص شاہزادہ مرزا ہمایون قدر خلف مرزا محمد خورشید قدر قیصر تخلص شاگرد محسن علی محسن وطن الکناد دہلی مولد و مسکن لکھنؤ

ثابت قدم وہ ہون کہ اگر لاکھ ہون ستم — شکوہ کبھی زبان پہ اپنی نہ لائے دل

مشتاق تخلص مشتاق حسین خلف قمر الدین حسین اکبر آبادی مربیہ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی صاحب دیوان گزرے

رہی تھی یاد جو زلف سیہ تمہاری رات — تو دل پہ سانپ سا لوٹا کیا ہی ساری رات
سچ مثل ہے اوٹ ہوتی ہی بڑا بس دلمین کھوٹ — پیار دل مین آگیا جب چار آنکھین ہوگئین
سن لیا جسکو حسین بس دھیان لگا ہی ناک جھانک — سچ تو یہ ہی سخت بد اطوار آنکھین ہوگئین

مشتاق تخلص میر حسن دہلوی مقیم فیض آباد معاصر سبیر و مرزا

اپنی ہم بندگی پہ بھولے تھے — پھر جو دیکھا تو وہان خدائی ہے

یعنے تذکرہ والون نے اس شعر کو عبد اللہ خان مشتاق کے نام سے لکھا ہے

مشتاق تخلص حافظ مختار احمد معروف بہ قاضی محمد مشتاق خلف قاضی احمد علی باشندہ سراوہ ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

میری صورت ہے یہ کیون گردش مین — نیل بگڑا ہے چرخ اخضر کا

مشتاق تخلص غلام علی مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

خط تو بھیجا ہے وہان پر اوڑ گئی ہین ہوش بھی — ہو دیگی تسکین سلامت جب کبوتر آئیگا
ہر جائی پن سے اوسکے ٹھکانے نہین ہر دل — پھر تا خراب ہوگا مرا نامہ بر نہین؟

مشتاق تخلص میر ابوالقاسم مرشد آبادی

ہم ہی کرینگے جنون کا سر و سامان پیدا — کچھ تو وسعت کرے اے خضر بیابان پیدا
دل خود بین جو کرے دیدۂ پنہان پیدا — آئینہ دیکھیں جو صورت جانان پیدا
کجروی سے نہیں ساقی کے عجب ہی گردوں — گردش جام سے ہو گردش دوران پیدا

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال ابن لالہ دلسکھ رائے شاگرد مخدوب مقیم فتحگڈھ

منہ تحیر سے اپنا تکتا ہے — آئینہ کو بھی ایک سکتا ہے
جھٹکے دیکر نہ بال سلجھاؤ — زلف پیچان میں دل لٹکتا ہے
جلد آؤ کہ کلبۂ مشتاق — چشم روزن سے راہ تکتا ہے

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال راقم اکمل الاخبار دہلی ولد لالہ من بھاون لال باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انسے دہلی میں ملاقات ہوئی تھی

یوں تیرے ساتھ بزم میں دشمن کا بیٹھنا — وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نہ جائے گا
ہوگا اثر جو دل میں تو خود جان لینگے وہ — مشتاق ہم سے عشق جتایا نہ جائے گا
جہاں جاگہ دہیں انگڑائیاں لو — یہاں پھیلائے ہے سستی کمان کی

مشتاق تخلص کریم خان باشندۂ دہلی رفیق نواب حسن علی خان برادر نواب فیض محمد خان بہادر مرحوم والی جھجھر شہر لندن کی بھی سیر کی تھی

اللہ رے سوز دل کہ مسیحا سا چارہ گر — رکھتے ہی ہاتھ نبض پہ بیمار ہو گیا
رخسار پر یہ خال سیہ بے سبب نہیں — خط پر نہو جو مہر تو خط معتبر نہیں

مشتاق تخلص محمد واصل باشندۂ بداؤن

ہمارے کام پہ ہر چند آسمان پھیرے — تجھے قسم ہے جو تو اسطرف کو آن پھیرے

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ بصیر تھے

کوہکن پرویز کو قصہ اپنا اپنا سنائے تو — یہ ہی وہ افسانۂ شیرین ایک پری دیوانے

مشتاق تخلص عبد اللہ خان مخاطب بہ مشتاق علی خان ولد نواب سیف الدولہ متوطن ایران باشندۂ دہلی شاگرد سید تقی علم جعفر اور ریل میں اچھا دخل رکھتے تھے

اکثر خطوط نہایت پاکیزہ لکھتے تھے لیکن اپنی اوقات غزیز کو موسی مین برباد کرتے تھے
شعرائے پائے تخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے

کی اک نگاہ مین نے جو مژگان یار پر
سو برچھیان لگین دل امیدوار پر

جی بند ہو نکل بھی گیا تو کھلی رہے
اے چشم آفرین ہی ترے انتظار پر

کبھی اشک بھر آئے تو پی گئے ہم
کہ مد نظر آبرو تھی کسی کی

رنگ کیون سبز ہی چھپکا ترے ای مشتاق
کتنے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھون سے

مشتاق تخلص سید سالار بخش ولد میر مبارک علی باشندہ لاڈر متعلق کانپور

صراحی نے کیا تھا اوسکی گردن سے کہین دعوے
سو کل یارون نے بزم مے مین لی اوسکی چوری کر

مشتاق تخلص محمد قلی خان خلف ہاشم قلی خان موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے
سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو سترہ ہجری مین انتقال کیا

واسطے غیرون کے وہ لڑنے کو موجود ہوا
ہم نے دل دیکر دیا اوس سے یہی سود ہوا

نہ کہا یہ کبھی تو نے یہی افسوس رہا
اپنے بیمار کو اک بار بھلا دیکھین تو

مشتہر تخلص مولوی احمد حسین فرخ آبادی شاگرد قطب الدین مشیر

جا ہو گے حشر مین تم کس سے ستم کا انصاف
ان بتونکی تو طرف ساری خدائی ہو گی

مشفق تخلص شیخ محمد خان عرف ممن ولد محمد پناہ آتشباز لکھنوی شاگرد اشرف خان نخلص

کھو بیٹھے کوے یار مین ہم جائے دو تو
ناموس ننگ وغیرت وصبر وقرار دل

مشفق تخلص مرزا احمد بیگ ولد بدھو بیگ اکبر آبادی شاگرد اعظم بیگ اعظم تخلص

اسیر کنج قفس کی نہ پوچھیے حالت
تڑپ تڑپ کے گئی موسم بہار مین روح

میرے آنے کا اوسے دھیان جو آجاتا ہے
اوٹھ کے دروازے مین زنجیر لگا جاتا ہے

مشفق تخلص راجہ جادب کشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مولوی ظہور النبی مخزون
تخلص دیوان اکثر نظر سے گزرا

خصمگان خاک ہین قربان اوس رفتار پر
ہے قیامت کا گمان سب کو قد دلدار پر

نیند تو آتی نہین جو خواب مین دیکھون اوسے
حیف آتا ہے مجھے اس دیدہ بیدار پر

مشک تخلص نواب محمد حسن خان لکھنوی ولد نواب محمد مرزا شاگرد مرزا باقر ادراک مرثیہ گو

یہی ہے جان جہان اب تو حوصلہ دل کا	گلے لگا لو تو جاتا رہے گلہ دل کا
اسقدر روئے کہ آخر کو تری فرقت مین	او مسیحا ہوئین بیمار ہماری آنکھین

مشکل تخلص شیخ امین الدین اکبر آبادی شاگرد غافل اکبر آبادی

بجا ہے آپ کا فرمانا لیکن اے ناصح	نہ دل ہے کہتے مین اپنے نہ اختیار مین روح
بلا شراب وہ ساقی کہ جسکے پینے سے	سرور دل ہو رہے حشر تک خمار مین روح

مشہدی تخلص مرزا احمد علی خلف مرزا محمد خراسانی باشندہ لکھنؤ

ہمارا دلربا اک نوجوان ہے	جہان جان ہے اور جان جہان ہے
برنگ بو نہان ہون اس چمن مین	دہن غنچہ کا میرا آشیان ہے

مشہور تخلص میان محمد حسین باشندہ کلکتہ کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

ہوئی ہے پرتو افگن کاکل خمدار پانی مین	تعجب کیا جو ہو ہر موج مثل مار پانی مین
اگر یو نہین ہے زورون پہ موج چشم طوفانزا	حباب آسا ہے گا گنبد دوار پانی مین

مشہور تخلص پنڈت رادھا کشن شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

گزرا نپا ہوا باغ جہان مین گرچہ ہر جا ب	پنپا یا تجھسا گلرو سرو قد نسرین بدن بالکا
کس سے ہے عیادت کی تمنا تمھین مشہور	جو جان کا ہو دشمن اوسے کیا کام خبر سے

مشہور تخلص ایک شخص باشندہ بریلی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خوشی سے کیون نہ ای مشہور اب تعلیم بجا ئین ہم	ملے گا یار ہے آج پھر بازو پھڑکتا ہے

مشیر تخلص حافظ قطب الدین دہلوی داروغہ سرکار مرزا دارا بخت بہادر شاگرد شاہ نصیر دہلوی

کچھ نہ ہو گا تم رقیبون کی طرف ہو گی تو کیا	اے بتو میری طرف میرا خدا ہو جائیگا
مین کیونکہ شب غم مین جیا مرنے مین کیا تھا	کس دست تمنا مین گریبان قضا تھا
وہ چلے گھر سے یہان دل نے اچھالا تابوت مین	ہو گئی بار کے آنے کی خبر آپ سے آپ
اوس بیوفا کو حشر کا دھڑکا ہے کیون مشیر	بندون سے کیا کہا جو کہینگے خدا سے ہم

الٰہی کونسی جنت ہے بے حور
کہان لیجاؤن گا اوس بدگمان کو

یہ غل ہے کہ وحشی نے ترے پانون نکالے
پھر دست جنون سلسلہ جنبان نہ ہوا ہو

مصاحب تخلص پنڈت مصاحب رام ابن پنڈت رو پچند ستوطن دہلی

رازدل صاف ہو گیا ظالم
آہ سوزان و چشم پرنم سے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندۂ قصبۂ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد دانی شروع جوانی مین دہلی مین گئے تھے آخرالامر لکھنؤ مین جاکر اپنی زندگی بسر کی کچھ روز ون مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمع اصناف سخن پر قادر تھے اور بڑے پرگو تھے آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین انسے یادگار ہین۔ اشعار انکے آبدار و عاشقانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے انکے نظر سے گزرے

شب گھر کی جو سٹی کی وہ اواز سے نکلا
نکلا تو ولیکن عجب انداز سے نکلا

انگڑائی لیکے اپنا مجھ پر خمار ڈالا
کافر کی اس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا

عید کی شب کی رچی مہندی تھی ورنہ اوسکا آج
پنجۂ خورشید محشر سے بھی بیعت مانگتا

افتادگان وادی غربت کی سرگذشت
کرتا ہے خود بیان لب خاموش نقش پا

خیال یار جو شب میرا ہمکنار رہا
تمام شب مین اوسی کے گلے کا ہار رہا

وقت خلوت وہ یہ کہتا ہے کہ مین کہدونگا
تو نے ہاتھون سے مرے منہ کو اگر بند کیا

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا

زخمین جو تنہ مین لین تو کہا مار کہا لگا
چومین بھوین تو بولا کہ تلوار کہاے گا

دامن ترا بنے گا گریبان عاشقان
گر یون ہین ٹھوکرین دم رفتار کہا لیگا

شانہ نے زلف اوسکو اجاڑے مین کیا ہے
زلفون کو ترے ہاتھ لگانے نہین دیتا

مین حسرتین لیے از بس جہان سے جاتا ہون
جنازہ دوش پہ یارونکے ہو گران میرا

مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر کی تم
ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا

چاک ہو جائین گے لاکھون کے گریبان ظالم
چاک پردہ سے نہ یون ہاتھ دکھانا اپنا

بھیجدیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام
درد غم کو بھی ہے نصیبہ شرط
اے مصحفی بتون مین ہوتی ہے یہ کرامت
چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
ترے کو مین اُس بہانے مجھے دن کو رات کر
ہمارے ہاتھ مین آئی کبھو نہ یا قسمت
اتنی ہی حیا تجھکو کہ افراط حیا سے
مجھسے مطلب ہے تجھے اے شب تنہائی کیا
ملنے مین کتنے گرم ہین یہ ہاے دیکھیو
تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ
بیٹھے بیٹھے جو ہو گیا وہ کھڑا
حصہ مین ہمارے بھی کبھی آؤ گے صاحب
لباس پہنے ہی ہر دم وہ شوخ پرفن سخ
گلے مین جا ہے کیا تجھکو کسیکے تعویذ
دل لیگئے آنکھون مین یہ تدبیر لگاکر
کچھ بھا ہو گیا دل کو تو بس ہو گیا بیخود
ہم کو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلاکر
پھر قیامت ہے جو وہ شوخ چھپالے منہ کو
جس آنکھہ کو ہو رخنہ دیوار کی تلاش
کل اوسنے عکس کا اپنے جو لیلیا بوسہ
لخت لخت دل مین ہے عکس فروغ داغ عشق
عکس کو اپنے وہ بت دیکھ کے آئینے مین

روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا
کسقدر بار کو غم ہے مری تنہائی کا
یہ بھی قسمت سوا نہین ملتا
دل پھر گیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا
یاد آتا ہے وہ راتون کا جگانا تیرا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا
کہ پاؤن پر ترے مہندی کا اختیار رہا
آنکھون نے ترے روے حیا کو نہین دیکھا
جا کہین تو ہی مرے در پے رسوائی کیا
کشتہ ہون مین تو شعلہ خون کی تپاک کا
ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا
اک ستارہ سا شب زمین سے اوٹھا
یا یونہین الگ ہم سے چلے جاؤگے صاحب
کہ ہو نہ خون شہیدان سے اوسکا دامن سخ
لٹکتی ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ
آئے تھے جو کل سرمہ تسخیر لگاکر
منہ اپنا مین رکھکر ترے تصویر کے منہ پر
منہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلاکر
اپنا دیدار ہمین روز جزا دکھلاکر
پھر کیون کرے وہ شاہد بازار کی تلاش
تو جی ہی جی مین ہوئی کیا ہے آرسی مخطوظ
کیون نہ مین اسکو کہون آینہ خانے کا جرس
ہنسکے کہتا ہے کہ کیا تو بھی ہے مجھسا عاشق

دیکھا تھا ایک دن تری طرز خرام کو
موج نسیم صبح سنبھلتی ہے اب تلک

ماتم مین کسکے آج ہوئی ہے سیاہ پوش
ہے نیلگون جو اوس نگہ سرمہ سا کا رنگ

مزا ہے ہووے گر چکے ہی چکے مدعا حاصل
کسی نے کر لیا معلوم راز دل تو کیا حاصل

سننے پائے نہ دہن سے ترے دشنام تمام
جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام

کیا جانیے آجائے وہین کیا مرے دلمین
بن ٹھن کے مرے سامنے آیا نہ کرو تم

صرف مشتاق ہین اک تیری ملاقات کے ہم
آرزومند نہین اور کسی بات کے ہم

چھیڑ مت ہر دم نہ آئینہ دکھا
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم

پاس خاطر ہے ضرور اوسکی بھی اے دست جنون
رشتہ رکھتا ہے گریبان سے تار دامن

لینا بزور بوسہ مرا دیکھنا تھا کل
اور اوسکا ٹہرا کے یہ کہنا نہین نہین

جھوٹ کیون بولتے ہو مجھسے کہ فرصت کم ہے
آؤ تو کیا تمھین اک رات کا مقدور نہین

رہے گنتی جو ہم تا صبح اوسکے ماتگ کے موتی
ہمین تو وصل کی شب بھی کٹی اختر شماری مین

دلا نومید مت ہو وصل سے اوسکی کہ عاشق کو
مرے ہین سو طرح کے عالم امیدواری مین

قابو مین تم آئے ہو مرے وصل کی شب ہے
اب پیش نہ جائینگی یہ انکار کی باتین

پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین

ہین مرگیا ٹلے مرے چھاتی کا سل کہین
پیوند ہو زمین کا الٰہی یہ دل کہین

کھائے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین

پھر پھر کے پیچھے دیکھ مجھے اوسنے یون کہا
اتنا بھی لگ نہ چل تو مرے ساتھ راہ مین

پیچ پر پیچ ہے اور بل پہ ہے بل جبین پہ جبین
کچھ نئی طرح کے اوسکی زلف کے خم نکلے ہین

بن دیکھے جسکے پل مین آنکھین بھر آیا کرین
کیا قہر ہے جو اوس سے برسون جدا ئیان ہون

کس پر ہے یہ تلوار بجی پھر کے تو دیکھو
کس پر ہے یہ ابرو کی کجی پھر کے تو دیکھو

ہے ہے تک اسطرف کو اجی پھر کے دیکھلو
اک ناتوان کا جاے ہے جی پھر کے دیکھلو

تم مصحفی کو چھوڑ کے بسمل چلے گئے
رخصت جیا نے اتنی ندی پھر کے دیکھ لو

سو مجھسے شب وصل مین تم بات چلاؤ
پر تم کو قسم ہے جو کہین بات چلاؤ

چشم بد دور تیری چشم سیاہ — آفت روزگار رہین دونون
جاے خلخال پا ہوئے تھے جو رات — میرے شانے شگار رہین دونون
مرتا ہے کوئی پھر کے نظر دیکھتے جاؤ — جاتے ہو کدھر ٹک تو ادھر دیکھتے جاؤ
لیا عبوسہ ترا پر یہ ہم نے کام کیا — کہ سوتے مین ترے منہ سے لگا گئے منہ کو
خدا نے ہاتھ سے اپنے ترے سنوارے پاؤن — خوش آوین کیونکہ نہ مجھکو یہ پیارے پیارے پاؤن
خاک مین ملگئے ہم ناز کا چلنا دیکھو — اوسکی ٹھوکر سے وہ دامن کا اوچھلنا دیکھو
روٹھکے بیٹھ رہون اور وہ منانے آوے — کاش اتنا مجھے مقدور شکیبائی ہو
بات کو میری الگ ہو کے نہ شرماؤ سنو — کچھ کہا چاہون ہون مین تم سے ادھر آؤ سنو
وہ پیچھے پھر کے جو دیکھے ہی اپنی چوٹی کو — کہنے لگے ہاے یہ کیسی بلا ہے میرے ساتھ
کیا خوبری پڑی ہے یہ طفلان اشک کی — دیکھا جب اچھی چیز کو اوسپر مچل گئے
دل کے دھڑکون کا یہ عالم ہے کہ بس نہیں — پرزے ہو ہو کے گریبان اوڑا جاتا ہے
لاف گرمی تری عارض پہ جو گلشن مارے — آتش گل پہ صبا طیش سے دامن مارے
جاتا نہین اس ڈر سے مین شمشیر تلے بھی — احسان کسیکا مری گردن پہ نہووے
مین وہ نہین ہون کہ اوس بت سے دل مرا پھر جاے — پھیرون مین اوس سے تو مجھسے مرا خدا پھیرے
ہر لحظہ اوسکی چوٹی دل مانگتی ہے مجھ سے — کافر نے کس بلا کو پیچھے لگا دیا ہے
قدم آگے اوٹھا سکتے نہین ہم اوسکی کوچہ سے — کہ پاؤن پر ہمارے سر جھکائے ناتوانی ہے
سہے سیر کواکب مین تجھے دخل تو کہدے — مجھ پر یہ دن اے رشک قمر جاتے ہین کیسے
یا شانہ تک اون گیسوون کو تھی نہ رسائی — یاد وڑے ہوئے تابکمر جاتے ہین کیسے
او دامن اوٹھا کے جانے والے — ٹک ہم کو بھی خاک سے اوٹھا لے
غم کھاتا ہون جتنا مری نیت نہین بھرتی — کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی
رکھ کے ہم زانو پہ جسوقت کہ سر بیٹھ گئے — یہ سمجھ لیجو کہ ہمسایون کے گھر بیٹھ گئے
کل اوٹھ گیا وہ ہاتھ چھڑا میرے ہاتھ سے — آیا ہوا شکار گیا میرے ہاتھ سے
حیران ہے کسکا جو سمندر — ادب سے رکا ہوا کھڑا ہے

تری زلفون کی لیتا ہے بلائین — کٹے ہاتھون سے بھی شانہ غضب ہے
بت بنایا تھا خدا نے اوسکو پر اس پر بھی ہے — کبریائی پر جو وہ آیا خدائی اوسنے کی
نالے مرے ہرچند اثر کچھ نہین رکھتے — لیکن جو سنو تم تو ضرور کچھ نہین رکھتے
وہ جی مین یہ نازان کہ مرا رعب تو دیکھو — مین خوش کہ خیال نگہ دور کسی ہے
دل نہ دیجے اوسکو اپنا جس سے یاری کیجے — آپ اتنی تو بھلا خاطر ہماری کیجے
مضمحل دل پہ شکست آئی مرے برلب جو — دو بولے کبھی باہم جو لڑے پانی کے
ہوا وہ بدگمان سنتے ہی اوسکے بل بڑا نا — کبھی انگڑائی لیتے مین جو ہم اللہ بول اوٹھے
بوسہ تو ہے کیا چیز بتان چاہین تو اون مین — ہین اسکے سوا اور بھی مقدور بہت سے
تم وہان گئے کیسکی ملاقات کے لیئے — ہم یہان تڑپ کے مرگئے اک بات کے لیئے
ہر روز کا ملنا جو ہی وشوار تو پیارے — اتنا تو کرو وعدہ کہ اک رات کی ٹھہرے
کمر ہوئی تری یہان تک تو شہرۂ آفاق — کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے
تو دیکھے تو اک نظر بہت ہے — الفت تری اسقدر بہت ہے
اک زخم سے ہوویگی نہ بسمل کی تسلّی — اتنی کوئی کر دیجیو قاتل کی تسلّی +
غیر سے گرم ملو ہم پہ یہ بیداد رہے — اور تو کیا کہین ہم تم سے بھلا یاد رہے
جب زہرہ کی آئی کف ہاروت مین اوسکی — تب رشک نے کی دیدۂ ماروت مین اوسکی
مہندی کے نہ چھلے ہین یون پور و نمین اوسکے — ہے اوسکے ہر اک حلقہ یاقوت مین اوسکی
جانے کا نہ لے نام کہ مرجاے گا کوئی — بیدرد ابھی جی سے گزر جاے گا کوئی
حسرت یہ اوس مسافر بیکس کے روئیے — جو تھک گیا ہو بیٹھکے منزل کے سامنے

مصدر تخلص حکیم میر ماشاء اللہ خان دہلوی

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کی — صورت نہ دکھائے مجھے اللہ کسو کی
خدا کرے کہ مرا مجسے مہربان نہ پھرے — پھرے جہان تو میرے پر وہ جانجان نہ پھرے

مصروف تخلص نواب بہادر خان ولد نواب ذو الفقار خان بن حافظ رحمت خان
صوبہ دار کٹھیر باشندۂ بریلی صاحب دیوان گزرے

ناخوش اب خیال نہ میرا کریگا دل | تو اوسکو مل گیا تو مجھے کیا کرے گا دل

مصیبت تخلص حاجی شیخ غلام قطب الدین ولد حاجی شیخ محمد فاخر بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی مکہ معظمہ مین بعد ادائے حج ۱۱۸۵ گیارہ سو ستاسی ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان اردو و فارسی گزرے

شب فرقت مین تیرے او ظالم | ہو گیا خواب خواب آنکھون مین

مضطر تخلص سردار مرزا دہلوی خلف مرزا ایوب بیگ

میرا ہی دل جلائیگی اے آہ پر اثر | تجھسے کبھی عدو کو جلایا نہ جائیگا

مضطر تخلص پنڈت کنہیا لال ابن بشن نرائن دہلوی

خنجر جلاد ہے فولاد کا | سخت جانی وقت ہے امداد کا

مضطر تخلص مرزا خسرو شکوہ عرف مرزا آغا جان خلف مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

حال مین کس سے کہون اے دل نالان اپنا | تو ہی جب اپنا نہین کون مری جان اپنا
ناصحا کیونکہ اوٹھاؤن کہ مری چشم کے ساتھ | ربط رکھتا ہے سدا گوشۂ دامان اپنا

مضطر تخلص کنور سین لکھنوی تخلص بہ ارزبائی شاگرد مصحفی

سوز جگر کو دیدۂ پرنم کو دیکھیے | ان آفتون کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے

مضطر تخلص محمد اسد اللہ ولد شیخ محمد فیض اللہ نبیرۂ شیخ محمد جمال قدس سرہ کول مین وکالت کرتے تھے

ملے فرصت نہ جبین سائی سے | دیر چھوٹا تو حرم یاد آیا
لے اوڑی طرز فغان بلبل نالان ہم سے | گل نے سیکھی روش چاک گریبان ہم سے

مضطر تخلص ذوالفقار علی حیدر آبادی

دیر و حرم کی سیر کی ہم نے بھی خوب ہے | یان ہی خدا خدا تو وہان رام رام ہے
ہے کاروان اشک کے آگے نشان آہ | یارو یہ فوج غم کا عجب انتظام ہے

مضطر تخلص نواب مرزا مظفر خان ولد نواب محمد رضا خان بن مہدی علیخان صوبہ دار

کٹھیر باشندہ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

کیسا نڈھال ہے شب فرقت مین اے دل | اب کچھ نہ کچھ ضرور ہے صاحب برے دل

مضطر منشی عبدالکریم خلف شیخ عید و متوطن کانپور

نکالا تو نے کیسی ذلتون سے ہائے مضطر کو | کوئی بھی گھر بلا کر خوار یون کرتا ہے مہمان کو

مضطر تخلص لالہ لڑتی پرشاد ابن منشی لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صغیر

ابھی آئے ہو ابھی کہتے ہو خصت حضرت | اور اے جان جہان بیٹھ لو دم بھر جانا

مضطر تخلص پنڈت رام نرائن ابن پنڈت شیو پرشاد تحصیلدار علی گڑھ متوطن دہلی

پہلو مین نہین یار تو کب جان ہے تن مین | کیا فائدہ ہوتی ہے جو مضطر بسر ایسی

مضطر تخلص حکیم اسد علی خان دہلوی خلف حکیم ببر علی خان شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

فریاد مین وہ زور نہین ضعف سے نہو | کیا آسمان بھی سر پہ اوٹھایا نہ جاے گا
یہ بھی مرا نوشتۂ تقدیر ہے کہین | کہتے ہو داغ ہجر مٹایا نہ جاے گا
اندیشہ ہے کہ وہ نہ ترے جلوہ گاہ ہو | دل کو رقیب کے بھی جلایا نہ جاے گا

مضطر تخلص شیخ علی بخش باشندۂ الہ آباد

قتل بے جرم عبث کرتا ہے کیون اے قاتل | مضطر خستہ کی ثابت کوئی تقصیر نہین

مضطر تخلص مرزا رنگین دہلوی شاگرد مومن خان خاندان تیموریہ سے تھے

تھا خود وہ تڑپتے سے خجالت زدہ ہم تو | مضطر کے کبھی خون کا دعوا نہ کرینگے

مضطرب تخلص مولوی خلیل احمد خلف مولوی نظیر احمد مغفور باشندۂ رامپور بڑے فاضل اور خوشنویس تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

شب وصل ہے تنہے حجاب نہ کر تجھے او صنم اپنے خدا کی قسم
یہ ہوگا کہ بند قبا نہ کھلے مجھے تیرے ہی بند قبا کی قسم
تیرے کوچے سے او نکلکے بھلا سری جان دل مضطرب مرا جاے کہان
یہی خلد ہے اور یہی باغ جنان اسی کوچے کی آب و ہوا کی قسم

مضطرب

مضطرب تخلص مرزا علی اکبر بیگ ولد نصیر اللہ بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

زیر خنجر حسرت آگین دیکھکر میری نگاہ	رو دیا جلاد نے جب چار آنکھین ہوگئین

مضطرب تخلص محمد حاجی ولد قاضی رحمت اللہ خان قاضی القضات دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

کٹتی کسیطرح سے نہین شب فراق	شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مضطرب تخلص درگا پرشاد کایتھ لکھنوی شاگرد محمد عیسے تنہا

ترے وعدون پہ ہے اب دم شماری	بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضمون تخلص شیخ شرف الدین باشندہ جاجمو متعلق اکبر آباد مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جان آرزو حضرت فرید گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق مین محبوب کیا	صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا
کرے ہے دار بھی حق گو کو سر تاج	ہوا منصور سے عقدہ یہ حل آج
ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہین تھمتا	دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

مضمون تخلص ایک شخص معاصر میر و میرزا سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

مے سے اوس بن کون ہے خوش واہ یہ ہو وہ نہو	کسکو ہے خواہش معاذ اللہ یہ ہو وہ نہ ہو

مظفر تخلص سید مظفر علی خان دہلوی فرزند قلندر علیخان بہادر شاگرد میر نظام الدین ممنون

مجھکو ہے یوچھنا تھا کل تیغ مین مظفر	آیا بہت ہی رونا ہم کو جو تو نہ آیا

مظفر تخلص مظفر علیخان خلف غلام علی خان بن بھکاری خان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی صاحب دیوان گزرے

مانع نہین چلنے کا مرے سلسلۂ پا	پر رکھنے نہین دیتا قدم آبلۂ پا

مظفر تخلص مرزا مظفر خلف مرزا شاہرخ ابن ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق و مرزا فاد بخش صابر

ٹالا باتون ہی مین مہین تم نے	جب کبھی وصل کا سوال کیا
کیا گزرتی ہے رفتگان پر ہائے	کوئی کہتا نہین عدم کی بات

مظفر تخلص شیخ مظفر علی خلف دیوان حاتم علی بلگرامی شاگرد حیدر علی آتش

آرزوے دشت پیمائی نہین — عاشق کامل ہون سودائی نہین

مظلوم تخلص غلام حسین معروف بہ مظلوم شاہ باشندہ پنجاب شاگرد مصحفی بہت دنون لکھنؤ مین رہے آخر ایام مین الہ آباد مین سکونت کی تھی

چلاتا ہون ازبس مین تپ ہجر مین مظلوم — دم بند کیا ہے مرے نالون نے عس کا
نظر افگن ہے کسکے عارض پر نور پر بجلی — کرے ہے قصد گرنے کا چراغ طور پہ بجلی
سامنے آتا ہے جب موے میان کا مضمون — کمر شاہد نظارہ لچک جاتی ہے

مظہر تخلص حضرت مرزا جان جانان خلف الصدق مرزا جان جانی اکبرآبادی باشندہ دہلی درویش کامل تھے اشعار فارسی بغایت دلچسپ فرماتے تھے شعر ریختہ بھی احیاناً کہتے تھے ماہ محرم الحرام ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری مین روافض متعصب کے ہاتھون سے شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون راقم نے دہلی مین مکرر حضرت کے مزار مبارک کی زیارت کی ہے دیوان فارسی اور خریطہ جواہر انکا نظر سے گزرا عاشر حمید امات شہید حضرت کی شہادت کی تاریخ ہے

نہین کچھ غم کہ کیون ملتا نہین پیمان گسل میرا — کہ مین روتا ہون دل کی بیکسی پر ہا دل میرا
گرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا — لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
لوگ کہتے ہین مرا مظہر بیکس افسوس — کیا ہوا اوسکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
ہمنے کی ہے توبہ اور دھو مین مچاتی ہے بہار — ہاے بس چلتا نہین اور مفت جاتی ہے بہار
توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے — آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہین
مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کو اپنے تو — یہ شیشہ بچتا ہے کسی میرزا کے ہاتھ
اگر ملے تو خفت سے نہ ملیے گر قیامت ہے — غرض نازک مزاجون کو محبت سخت آفت ہے
خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو — یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

مظہر تخلص مظہر حسین ملازم سرکار راجہ نہال سنگھ

دل سے دل کج سے لب اور چشم سے چشم — یون لپٹ سینے سے جانان کہ ہوا ایکجا جان

جلوہ فرما ہو خدا کے لیے آ بر سر بام | تیرے نظارہ کے خاطر ہی چڑھا عید کا چاند

معجز تخلص مرزا محمد رضا ولد مرزا اکبر علی مقیم کانپور شاگرد محمد علی خان سنجا و خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

بدنامی محبت گیسو ہے سر کے ساتھ | مٹتا ہے یہ کلنگ کا ٹیکا جبین سے کب
کیون نہ شیرین کلام کہلائین | چوستے تھے کبھی تمہارے ہونٹھ
دم تقریر پھول جھڑتے ہین | شاخ گلبن ہین کیا تمہارے ہونٹھ

معروف تخلص نواب الہی بخش خان مرحوم دہلوی برادر خرد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جھرکہ خلف مرزا عارف جان مرحوم برادر شرف الدولہ قاسم جان مرحوم شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین تعلقات دنیا کو ترک کیا تھا سنہ ۱۲۴۲ بارہ سو بیالیس ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کہان تک راز عشق افشا نہ کرتا | مثل یہ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
آئینہ سان کیا غرض ہم کو بد و نیک سے | سامنے جو آگیا ایک نظر دیکھا
غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تھا | دیکھکر کڑھتا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات | سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
تھا شب وصل یہ احوال کہ ہر کھٹکے پر | چونک پڑتا تھا کہ ابکی تو مقرر آیا
بڑا سنتے تھے ہم روز قیامت اور روز قیامت ہے | قیامت ہے بڑا نکلا جو دیکھا روز ہجران کا
جو بھیجا مرے خط کا وہ دلفریب جواب | تو کاہیکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب
باغ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد | غیر سے وہ مرے پھولون مین ملا میرے بعد
ٹھوکر نہ ماریں گر کوئی سجدہ انہین کرے | اللہ ان بتون کو بھی ہے کسقدر دماغ
وضو کو مانگ کے پانی خجل نہ کر معروف | یہ مفلسی ہے تیمم کو گھر مین خاک نہین
آپ جسوقت رقیبون کی قسم کھاتے ہین | ہم رقیبون کے نصیبون کی قسم کھاتے ہین
یہ اوج خاک نشینی مین عشق نے بخشا | کرے ہے آہ مری آسمان سے باتین
نہ تو سوجھی ہے نہ انکار کیا جاتا ہے | رگ جان ہے کہ کمر کچھ نہین معلوم ہمین

مے کے پینے سے تو ہر چند نباہی توبہ	پر مجھل وہ ہون سنان سے کہ الٰہی توبہ
ساقیا دیکھا ہے کیا نارگِ ابر سیاہ	سہر شرہ کرتی ہے جو کار رگِ ابر سیاہ
دیکھی جو شب کے شدت دہان بھی مری بکالی	کیا کیا ہنسی ہوئی ہے دیوار فقہا کی
روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم وہان سے لے	مڑ کے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجاے
کسکی چشم شرگین نے بے اجل مارا مجھے	سر پہ میرے جو قضا آئی تو شرمائی ہوئی
بعد مرنے کے ملے میری سیہ بختی کی داد	نعش کے ہمراہ تھا وہ موی سر کھولے ہوئے
اس بڑھاپے مین بھی کم ہونگے لڑی ہے	سبزہ رنگون سے حنا کرتی ہے گہری ہے
شب جو پہونچا تھا تصور مین نزاکت دیکھنا	صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہین کمر مین درد ہے
کیا چھٹی اوسکی تامی کی وہ انگیا ہاتھ سے	ہاتھ ملتا ہون گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے
میرے مرنے پہ موئے اوسپہ خلق	مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی
کیسی بیرحمی خدا نے اوسکے جی مین ڈالدی	بات رونی کی مری سنکر ہنسی مین ڈالدی
خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ	جسطرف کو وہ چلے پتھر چلے

معرفی تخلص سید محمد علی ملازم رامپور پٹیالہ باشندۂ مکن پور شاگرد انیس مرثیہ گو

لکھتے لکھتے اوڑکے پہونچا ہاتھ پر اوس شوخ کے	شوق نامہ کیا مرا بال کبوتر ہو گیا
ہمنے دیکھی نہ آنکھ بھر شب وصل	کدھر آئی گئی کدھر شب وصل

معرفی تخلص میر عزیز الدین باشندۂ دہلی شاگرد قطب الدین بیمار

غم یہ غم صدمہ یہ اک صدمہ نیا ہوتا ہے	سچ یہ ہے دل کا لگانا ہی برا ہوتا ہے
مت ستا حسرت دیدار کہ آیا ہون ابھی	وہ تو ہر وقت کے جانے سے خفا ہوتا ہے

معظم تخلص معظم خان خلف وزیر عالم خان باشندۂ الہ آباد

پیش از ہی زلف معنبر کا ہے سارا	ڈوبی تھی کبھی عطر مین باد سحر ایسی

معقول تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

رقیبون پر غضب ڈر ہم گئے ہین	ہوا زخمی کوئی مرہم گئے ہین

معین تخلص معین الدین دہلوی شعرا کے مزدا رہوے ہین

مرگیا آج خدا بخشے معین خستہ
ایک موزون سا جوان تھا کبھی دیکھا ہوگا

لخت دل آنکھون مین کھنچ آتے ہین کس کس سوز سے
میری مژگان پر گمان کرکے تمھارے تیر کا

نہ چلا حسن نے آزردہ اونس نازک کلائی کو
کیا ملے تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو

کھنچنے سے تیرے وصل کی شب بھی نہ دا ہوئی
یہ عقدہ اے دل ترے بند قبا ہوئی

تمھاری بات ہے کیا بے اعتبار کیا کیجے
اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کیجے

دیکھہ کر بخیہ یہ کہیے ناصح
بندہ پرور مرا گریبان ہے

معین تخلص معین الدین خان بدایونی شاگرد سودا مقیم لکھنؤ

تمری ہے فدا باغ مین شمشاد کی وجہ پر
ہم صدقے ہین اے سرو رواں تیرے اگر آ

اے ابر بہاری شب ہجران مین خبردار
دامن ترا اس آگ کے شعلے سے نہ بھڑکے

مغل تخلص مغل علی دہلوی نبیرۂ خواجۂ عسکری کشمیری

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہے
کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مغموم تخلص لالہ رام جس لکھنوی

کب ہمین زندگی گوارا ہو
جب ترا غیر سے اشارا ہو

زیست ہو تب جب اوسکا یہان ہو گزر
یا وہان اپنا ہی گزارا ہو

جھوم کر بادل ڈراتا ہے مجھے جون نیل مست
دل کا بچنا سا فیا اسوقت تیری راہ ہے

مغموم تخلص میر مشیت علی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق باشندۂ دہلی

خیال جنبش میگون مین قدم مستانہ رکھتے ہین
دوانے ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

مفتون تخلص مرزا کریم بخش داماد بہادر شاہ تخلص بہ ظفر

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو
اک جام جا کے ساقی جہان شکن کے پاس

کج وہ دن ہے کہ ہم بسمل ہین وہ خنجر بکف
دیکھتے ہین ہم مو اللہ کی قدرت کو ہم

مفتون تخلص عبد الرحیم شاگرد نظام الدین ممنون وطن الکاعرب مولد لکھنؤ

اس درد سے آگاہ ہون بے حضرت بلبل
لیکر نہ کوئی پھول مرے خاک پہ آوے

مفتون تخلص سید محمد رضا بلگرامی شاگرد مصحفی انسے دیوان اردو و قصۂ گنجینۂ محبت

یادگار رہین تھوڑا عرصہ ہوا کہ قصبہ آرہ مین انتقال کیا فارسی مین رضا تخلص کرتے تھے اور قتیل کے شاگرد تھے

گر کرے زیب گلو وہ نوجوان سبز رنگ	فیض رنگ سبز سے تسبیح مرجان سبز ہو
ماہر دین نے کہا تم کو تو عالم نے کہا	میرے ہی کہنے سے صاحب عشق کے تار و ہو
ناسخ نہ سینگے لب نوشین کی قسم ہے	شیرین سخنی تیری ہمارے لیے سم ہے

مفتون تخلص پنڈت لچھمی نراین ابن پنڈت گوبردھن داس متوطن فرخ آباد شاگرد مرزا غالب

سامری آخر اسیر دام الفت ہو گیا	چشم فتان مین ترے جادو کا سرمہ دیکھکر

مفتون تخلص لالہ رگھوبر دیال ابن لالہ پربھو دیال متوطن فرخ آباد

کب سنے مرگ آکے جنازہ اوٹھا سینگے	جب زندگی مین آہ نہ پوچھی خبر کبھی

مفتون تخلص کاظم علی الہ آبادی معاصر سودا

تکایت کیا رقیبون کی کروں اوس لاابالی سے	سمجھتا ہے نہین کچھ نیک و بد وہ خردسالی سے

مفتون تخلص بدر الدین بزاز دہلوی شاگرد فرزند علی موزون

سرخ جوڑا جو پہنکر تو گلستان مین گیا	شاخ گل کو بھی لگی رشک سے اکبارگی آگ

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندہ ہوگلی بیشتر فارسی کہتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے آخر عمر مین انکی بصارت جاتی رہی تھی آٹھ دس برس ہوئے انتقال کیا

جب تلک طالع مسعود کی تائید نہو	میمنت ہو نہ کبھی ظل ہما سے پیدا

قطعہ

بادبین اوس گل کے رو یاسمن جو گلشن مین ہے	بلبلان باغ مین اک سخت ماتم ہو گیا
غنچہ نے پھاڑا گریبان گل کا اس جاکی تھا	چشم نرگس سے بھی جاری اشک شبنم ہو گیا

مفتون تخلص سید ہادی علی خلف سید فضل علی بانسی والی باشندہ لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

ہاتھ مین سبحہ ہے اور خواہش صہبا دل مین	یا مذالب پہ ہے یا دست ترسا دل مین

آرزو خلد کی ہمکو نہین اے غیرت حور | تیرے کوچے مین رہین ہو یہ تمنا دل مین

مقتول تخلص مسٹر اگسٹین ڈیلو اصاحب قوم پرتگیز باشندۂ اکبرآباد شاگرد مرزا محمد علی

کھاون کسطرح پہلو سے ٹکڑا دسکے پیکان کا | کہ مدت مین گزر دل مین ہوا ہے کج مہمان کا
گے دماغ مین ہے گاہ دل مین گہ لب پر | بھٹکتی پھرتی ہے گھبرا کے جسم زار مین روح
عجب تیرے کشتے کا دیوانہ پن ہے | نہ ثابت لحد ہے نہ تار کفن ہے

مفلس محب علی عطر فروش رامپوری

آؤن تو لالہ بار یہ دربان ترے کہین | مفلس سمجھ کے مجھکو نہ بے آبرو کرین

مقبول تخلص سید مقبول عالم خلف سید بدر عالم باشندۂ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

رخ سے ایک تازہ شگوفہ دکھلا جاتی ہین | غنچہ گل ہوتے ہین گل شرم سے کملاتی ہین

مقبول تخلص مقبول نبی دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص شاگرد نثار اللہ خان فراق

دسترس رکھتا ہے جو بائے حنائی تک ید | یا الٰہی ہاتھ اوسکا ہو دے شانہ سے جدا
خوش خرامی کا جب خیال کیا | ایک عالم کو پایمال کیا
نہ لگا تو گلے سے یار افسوس | آہ افسوس صد ہزار افسوس
ہر بات مین رکاوٹ طرز ادا تو دیکھو | ہر آن مین بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

مقبول تخلص لالہ جیکشن راے ولد جینی لال مراد آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد منشی منڈو لال زار کچہری سلطانی لکھنؤ کے فرمان نویس تھے

غمزہ یوسف کنعان کی جاہ مین اب تو | کنوے جھکائے گا مجھکو ہزار دل میرا
لوگ روتے ہین قضا سر پہ کھڑی ہنستی ہے | زعفرانی ہوا جب سے ترے بیمار کا رخ

مقتول تخلص مرزا ابراہیم بیگ خلف مرزا محمد علی بیگ شاگرد منجھلی وطن اکھا صفاہان مولد دہلی

مین یہان خون روتا ہون ہاتھون اوسکے | جو یار مین اوسکے حنا باندھتے ہین
کل گھر سے جو وہ سادی پوشاک مین نکلے | سو طرح کے اوسمین بھی بیساختہ ہین نکلے

مقتول تخلص سید جان باشندۂ ڈھاکہ مقیم مرشد آباد شاگرد ابو علی برق جاہل تخلص کلکتہ مین ہی آیا تھا اس شخص کو ڈھاکہ اور مرشدآباد مین دیکھا تھا

اُس جلے دل کا ہمارے وہ طلبگار نہین | جنس آتش زدہ کا کوئی خریدار نہین

مصدر تخلص میر محمد ابراہیم شاگرد و مرید حضرت شاہ نعیم اللہ قادری معروف بہ برہنہ شمشیر باشندۂ مختر نگر شاعر نامی چنانچہ مدراس مین وہان کے باشندے اُنکو ملک الشعرا جانتے ہین یہ چھٹے رسالہ انگریزی مین نوکر مجھے پھر نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوئے ایک مثنوی بھوپال تال کی تعریف مین خوب کہی ہے

وقت حمام اوس پری کا دیکھ لے گر نہنگ | بنکے آوے قرص خورشید قیامت سنگ پا

ستمگر تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا امام بخش خوشنویس باشندۂ الہ آباد

ہون قید و لے لب پہ مرے آہ نہین ہے | دیوانہ ہون کوئی میری ہمراہ نہین ہے
ہے وصل کی خواہش مجھے مشتاق تمامون | مین مرتا ہون اور اوسکو مری چاہ نہین ہے

مقصود تخلص مقصود بیگ لکھنوی

بوسہ لینے مین خفا ہوتے ہو کیون مشفق من | بوسہ وہ شے ہے کہ دونون کو مزا ملتا ہے

مقصود تخلص سید مقصود عالم رضوی باشندۂ بھانی شاگرد مرزا غالب و نواب عاشور علی خان صاحب مثنوی و دیوان اردو و فارسی ہین

سرو و شمشاد سے ہے وہ قد آزاد الگ | جیسے مضمون کسی شاعر کا خداداد الگ
دہیت وہ ہے کہ رہے دوست کا شکل مین شبہ | مجھسے فرقت مین نہ ہوای دل ناشاد الگ

مقیم تخلص منشی محمد مقیم منشی پلٹن انگریزی باشندۂ ہوگلی شاگرد مولوی وحید الدین فرد

فکر کرکیلیے تو سوچ مین بیٹھا ہے مقیم | ملک ہستی سے مجھے بھی ہے مقرر جانا

ملال تخلص محمد رضا خان لکھنوی شاگرد ناسخ

اوڑھنی پٹی کی اوڑھی اوسنے وہان ہلالی سر | سیکڑون گرنے لگین یہان بجلیان بالائے سر

ملک تخلص بابو جگناتھ بہادر ملک رئیس کلکتہ شاگرد میر باسط علی محوی رقم کردستور ہین

دل یہ اک سانپ سا لہراتا ہے اوسوقت ملک | زلف جانان کی صبا لے کے جو آتی ہے

ملول تخلص محمد بار باشندۂ بھیڑاؤن مقیم دہلی

کسکی مژگان کی چبھی ہے کہ ملول | دل مین کچھ خار سا کھٹکتا ہے

ممتاز تخلص سید میان باشندۂ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین شیر

بھول کر ممتاز کس کو دل دیا | جان کے دشمن تجھے کیا ہو گیا

ممتاز تخلص ممتاز الدولہ مرزا محمد حسین علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ

شکوہ عبث ہے اونکی توجہ ادھر نہین | وہ دل نہین وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین

ممتاز تخلص مرزا قاسم علی خلف مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

تمکو دیتا ہون قسم اے حاضران بزم یار | بھولے چوکے یاد میری بھی دلایا چاہیے

ممتاز تخلص حافظ فضل دہلوی شاگرد سودا مقیم فیض آباد

ترے ہی واسطے آئے عدم سے ہم یہانتک | وگرنہ ہستی ناپایدار مین کیا تھا

ہمارے رونے سے دل کا بخار اوٹھتا ہے | کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

ممتاز تخلص مولوی نور احمد دہلوی

زلف مہ رو مین یہ دل جب سے گرفتار ہوا | مو بمو نام خدا محرم اسرار ہوا

صاف آئینہ سے ہوا روشن | منہ ہی دیکھے کی جگ مین الفت ہے

ممتو تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے | قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے

ممنون تخلص میر نظام الدین ملقب بہ مخر الشعرا ولد استاد محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ولد میر قمر الدین منت مخاطب بہ ملک الشعرا وطن اصلی اکبر سونی پت مولد و جاے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے اجمیر مین عہدۂ صدر الصدوری پر مامور تھے شعر انکے بہت خوب ہوتے ہین سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ ہجری مین دہلی مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند انکی وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

گمان نہ کر یہ کرون کیونکہ دل چرانے کا | جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا

کسیکے ہونٹھ کے ہلتے ہی بس تمام ہوے | مزا ملا نہ ہمین گالیان بھی کھانے کا

یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ | اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا

کیا فریفتہ کہہ کہہ کے حال دل اوسکو | اثر فسون سے نہین کچھ کہ اس فسانے کا

چاندنی مار گئی اس دل زخمی کو رات
پر تو انداز یہ کس کا رخ پر نور رہا

کشتہ رشرح گرانباری غم لکھتے تھے
کہ مرے نامہ نے بازوے کبوتر توڑا

کس نے ترے سینے سے ملے دیدۂ تر رات
پژمردہ جو پھولون کا سحر ہار نہ پایا

بجز اینده کو وہ ہی خط آزادی ہے
نامہ اغیار کو گرانبکی رقم ہووے گا

الٰہی جو وعدے ہین وفا کسطرح ہونگے
نہ وہان خو یاد آنے کی نہ یان شیوہ تقاضا کا

بندہ ہون اس صورت عشق مجاز کا
ہر آئینہ مین جلوہ ہے اوس جلوہ ساز کا

شغل شب فراق یہی تھا کہ دہان مین
ایک ایک شکن گنا تری زلف دراز کا

تجھے کچھ یاد ہے بھلا وہ عالم عشق نہان کا
شگاف پردہ سے کیا تھا اشارہ چشم فتار کا

بیتابی دل تیرے شہیدون کی کہان جائے
کچھ کم رگ سنبل سے نہین تار کفن کا

کہے ہو دیکھ مجھے صورت آشنا سے ہو
ہزار جی سے ہون قربان اس تجاہل کا

لے لیا بوسہ تو اوسنے دین نہ کیا کیا گالیان
یہان گنہ سے بھی زیادہ ہے مزا تعذیر کا

گلشن اقبال تک مردون کے کب پہونچی خزان
سبزہ پژمردہ کبھی دیکھا نہین شمشیر کا

شعلہ زن رہتا ہے سوز دل سے پہلو مین مرے
جون زبان شمع ہے پیکان اوسکے تیر کا

ہر پری رخسار کا رہتا ہے منہ اوسکی طرف
سیکھیے آئینہ سے کوئی عمل تسخیر کا

خاک پر آکر مرے کہنے لگا وہ پر غرور
معتقد ہون جذبۂ الفت کی مین تاثیر کا

ہجوم غمزہ و خیل کرشمہ لشکر ناز
عجب سیاہ سے ٹھہرا مقابلہ دل کا

دلین جو جو ہے نکالین وہ ذرا بول کی خوب
آج اوس شوخ سے لڑ لیجیے دل کھول کے خوب

کس بے ادب کو عرض ہوس ہر نگہ مین ہے
آنکھ اوسنے بزم مین نہ اوٹھائی تمام شب

یون کرے چارۂ بیماری اغیار وہ کب
یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا تمسخر

مین نثار اوس شوخ کے اپنی بلائین لیجیے
آئینہ مین زلف چھوڑ اپنے منہ پر دیکھکر

مدت سے آب ہو کے بہا چشم تر کی راہ
ممنون کیا بیان کرون ماجرائے دل

بے چین شب وعدہ رکھے ہے خلش دل
لیجاتی ہے سو مرتبہ در تک طپش دل

پوچھینگے گر آخر دم ذبح
جلاد ہی کو بتا دینگے ہم

اوس مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم مرگ
کہہ اٹھے کہ تو کہ بس اب دیکھیے کیا ہو

آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھ کو
جسلیے تجھکو بنایا ہے دکھاؤن تجھ کو

جگر کے دودھ سے رنگین نشان آہ کہی
دل شہید کے غم مین علم سیاہ کیے

قتل کر بیتاب کو اپنے کہ یہ ہے کیمیا
یعنے گر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے

طالع خفتہ نہ بیدار ہوئے اپنے کبھی
گو یہ نالے تو ہین سوتون کے جگانیوالے

مہربانی کے تصدق لگ کے سینے سے مرے
یون لگے کہنے کہ ممنون آرزو کچھ اور ہے

ممنون تخلص میر امانت علی عظیم آبادی شاگرد فرزند علی موزون دہلی مین واسطے تحصیل علم کے گئے تھے

اے وائے کہ میرے لیے اس خاک نشین کو
جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر نہیں دل

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شاگرد میر نور الدین نوید میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تھی لکھنؤ مین جاکر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا وہان سے کلکتہ مین آکر سنہ ۱۲۱۱ بارہ سو آٹھ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تھے اشعار فارسی انکے قریب ڈیڑھ لاکھ کے ہونگے

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے
ہر دم جو کہو کہ جا تینگے ہم

گر اوس لب جان بخش کی کچھ بات سناؤن
عیسے بھی جو کچھ پوچھے تو صلوات سناؤن

آہ اب کثرت داغ غم خوبان سے مدام
صفحۂ سینہ پر از جلوۂ طاؤسی ہے

ہے مری طرح جگر خون ترا مدت سے
اے حنا کسکی تجھے حسرت پابوسی ہے

منتظر تخلص نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی عزیز بدر علی شاہ شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا
ہجران مین بھی وصال ہمین بیشتر رہا

ہر وقت میان آنکھ لڑانا نہین اچھا
ہر بات مین تیور کا چڑھانا نہین اچھا

کسکی تو جستجو مین تھا خورشید
شام کا جو گیا سحر آیا

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا ✣ یہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا ✣
گر پردہ فاش نالہ نے گر آہ نے کیا رسوا اے خلق ہم کو تری چاہ نے کیا
کل شب وصل جو تھی کیسی مچائی تھی دھوم بولتا آج نہین مرغ سحر آخر شب
چاہت مری دل کی آزما دیکھ ظالم کہین تو بھی دل لگا دیکھ
تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھ چاہ ہے وہ جو بات مُنہ سے نکالی نہین اوسیکا مجھکو نباہ ہے
تم ہو اور حسن ہے اور ناز خود آرائی ہے ہم ہین اور عشق ہے اور کوچۂ رسوائی ہے
ایکدم مجھکو دریا سے اوٹھنے نہ دیا ناتوانی بھی مری زور توانائی ہے
تم نے کہا زبان سے اپنی جو چل موے گزرا ہمین یقین ہے ہم آج کل موے
جاؤن کہان مین یہ بھی ہے کوئی غضب کا وقت کہتے ہو آدھی رات کو گھر سے نکل موے
رہے منتظر منتظر یار کے یہ دیدے ندیدے ہین دیدار کے

منتظر تخلص خواجہ بخش اللہ معاصر سودا باشندۂ عظیم آباد

یہی ڈھب جو تیرا مرے یار ہوگا قسم تیغ کی ایک خونخوار ہوگا

منتظر تخلص میان جان خان باشندۂ کوٹلہ ڈھولک بجانے مین کمال تھا

منتظر مرنہ گیا ہاے شب ہجر مین تو سامنے اوسکے پڑا مجھکو پشیمان ہونا

منتظر تخلص شیخ امام الدین اکبرآبادی

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے ہاتھ ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منتظم تخلص امتیاز الدولہ محمد باقر علی خان بہادر لکھنوی شاگرد مہدی علی خان کوثر اندنون مٹیا برج متعلق کلکتہ مین رہتے ہین

یہی حسرت رہی اے یار عزیز اب مجھے تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے
خاک ہو کر ترے دامن تلک آیا ہون مین اب تو برباد نہ کر اے ستم ایجاد مجھے

منتہی تخلص مرزا محمد مسیتا بیگ خلف مرزا عبد القادر باشندۂ لکھنو شاگرد انش صاحب دیوان ہین

بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیمجان زلفین ہوئی ہین یار کی ابتو کمر کمر

منجور تخلص منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی مرحوم حیدر تخلص باشندہ چنچیڑہ متصل ہوگلی الکا مولد چنچیڑہ جاے تربیت دارالامارت کلکتہ فکر بلند و طبع ارجمند رکھتے ہین کلام انپار اقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین

ہین اپنی ہی زلف و رخ پہ مائل خیال انکو ہوا کسی کا
بس اندنون سر چڑہا ہے شانہ نصیب جاگا ہے آرسی کا
زبان پہ تیری ہی گفتگو ہے نظر مین ہر وقت تو ہی تو ہے
نہ حور کی دل مین آرزو ہے نہ شوق رکھتے ہین ہم پری کا
مین بدگمان چرخ کینہ پرور وہ بیوفا تند خو ستمگر
نبھے گی منجور اونسے کیونکر وصال مین بھی ہے ڈر اسی کا

غیر ممکن ہے مداوا عشق کے آزار کا
منہ تکے حیرت سے عیسے بھی ترے بیمار کا
ذکر اغیار کا سن سن کے مرا دم اولجھا
چین سے وصل مین بھی یار نے سونے نہ دیا
قتل ہو کر آج مین چھوٹا عذاب ہجر سے
خون ناحق کا مری گردن پہ احسان ہو گیا
لائیگا کہان سے کوئی پتھر کا کلیجہ
صدمہ نہ اوٹھے گا شب ہجران تان کا
شرما کے منہ چھپاتے ہین کس کس ادا سے آپ
کرتے ہین ہم جو صبح کو ذکر اونسے رات کا
کیا ہوا حضرت منجور کہو خیر ہے کچھ
نام سنتے ہی جو روتے ہو شکیبائی کا
بزم اغیار مین جاگے ہو مقرر شب کو
شمع رو آج نظر آتا ہے چہرہ اوترا
فسانہ اپنے رونے کا بتون مین مشتہر ہوگا
بنے گا گوہر گوش صنم ہر قطرہ آنسو کا
آلائش جہان سے رہین پاک سر بلند
آلودہ ہو نہ گرد سے دامن سحاب کا
کب راستی سے ہووے نسبک وضع آشنا
سیدھا نہ ہو سکے کبھی ساغر حباب کا
بتونسے کر نہین سکتا کبھی گلہ دل کا
عجب طرحکا ہے نازک معاملہ دل کا
آٹھون حاصل ہین ہوا سے برشکالی مین مجھے
باغ مطرب شیشہ ساقی خم نبو ساغر شراب
جام مے پیتے ہی زاہد کیون نہ بہکے میکشو
مست کر دیتی ہے کم ظرفون کو چلو بھر شراب
چشم نرگس خط ہے سبزہ قد شجر گل روے دوست
لب ہے برگ گل دہن غنچہ ہے سنبل موے دوست

وہ کھلے بالون مری نعش کے ہمراہ ہوے
بعد مرنے کے کھلا نالۂ شبگیر کا پیچ

ہزار شوق رہائی نثار بابندی
ہزار حسرت پرواز ہے فدائے قفس

ذلیلستی مین بوسہ تو کہا
ہوش مین آؤ یہ کیسا اختلاط

کون کہتا ہے غم عاشق نہین معشوق کو
مرگ پروانہ پہ سر دھنتی ہے بتابانہ شمع

نالۂ بلبل کو شاید بے اثر سمجھے ہین آپ
دیکھیے چلکر ذرا گل کے گریبان کی طرف

حلق منحور پہ رگ رگ کی نہ چل غمزے سے
اتنی اٹھکیلیان اے خنجر برّان کب تک

خالی نہین ہے عشق سے دنیا مین کوئی شے
لازم ہے آدمی کو کسی سے لگائے دل

ضعف سے جوش جنون مین بھی ہین بیکار قدم
بیٹھ جاتا ہون جو چلتا ہون کبھی چار قدم

تا بکے جامہ دری دشت نوردی کب تک
تھک گئے ہاتھ بس اب ہو گئے بیکار قدم

زاہد و نہین زاہد اور میخوار و نہین ہون
غافلون مین غافل اور ہشیار ہشیار و نہین ہون

اگر یو نہین سویدا جوش سر شک دیدۂ نم
حباب آسا بہے گا گنبد افلاک پانی مین

توبہ سے توبہ کیے ہین انسان اس جگہ
دیر مغان ہے شیخ یہ بیت الحرم نہین

چڑھا خنجر بکف منحور جب وہ ترک سینی پر
سراسر کھینچ گئی تصویر اوسکی چشم حیران مین

رندون کی خوش گزرتی ہے بزم شراب مین
مرتا ہے شیخ خدشۂ روز حساب مین

طرب کے سامان بہم ہین یکسر ہے بزم بزم فلک سے بڑھکر
دماغ اپنا ہے آسمان پر وہ ماہ پیکر جو ہے بغل مین
ہوئی ہے مہر و وفا سے خلقت سرشت مین اپنی ہے محبت
بھری ہے سر مین ہوا سے الفت ہے آتش عشق آب و گل مین

ہے دل مانی کو اپنی اوسکے عارض کا خیال
آئینہ کا ہو گیا ہے عاشق زار آئینہ

یہ صفائی رخ سے حیران ہو تو وہ زانو سے ہے
آئینہ بھی بنگیا تصویر پشت آئینہ

ساقیا رعد کی آواز کہان آتی ہے
میکشی کے لیے کرتی ہے تقاضا بدلی

پیش حق ہرزہ کسی طور سے باطل کو فروغ
لاکھ پوجے کوئی پر بت بھی خدا ہوتا ہے

کرم ہو ساقی رحمت کا مستونکی بن آئی ہے
چمن مین کیا ہے متوالی گھٹا ہر سمت چھائی ہے

یاد رخ پرنور نے پھونکا مرے دل کو — کعبہ مین بھی لو آگ لگی شمع حرم سے
کیا لال لال نشہ کے ڈورے مین ہے ہائے — آنکھون مین صاف ڈھنگ ہین صبح بہار کے
باندھو عبث نہ قتل پہ مخمور کے کمر — کیا ہاتھ آئے گا کہو عاشق کو مار کے
خلخال یار کہتی ہے عاشق جو ہو کوئی — پامال کیجے خاک مین اوسکو ملایئے
ابھی باندھے گا ہاتھون ہاتھ وہ شوخ — نہین یہ شوخیان اچھی حنا کی
ہوا وہ بت نہ ہرگز رام اپنا — خدا سے مین نے کیا کیا التجا کی
جنون شور افزا ہوا چاہتا ہے — پھر اک حشر برپا ہوا چاہتا ہے
منتظر باران رحمت کے ہر اک میخوار مین — مانگ اے زاہد دعا بہر خدا برسات کی
فراق یار جانی مین یہ ضعف و ناتوانی ہے — لبون تک جان زار آئی تو وہ بھی لاکہ مشکل ہے
ہمارے ساتھ جب اوس شعلہ رو کی گرمیان دیکھین — رقیب روسیہ جل جل کے نکلے شب کو محفل سے
ضبط سے کچھ نہ بن پڑا صبر ذرا نہ ہو سکا — پھر مجھے جان مضطرب اوسکی گلی مین لیچلی
مجھ سے پڑھوائے وہ خط غیر کا اے وای نصیب — یہ بھی تھا اپنے مقدر کا نوشتا کوئی
ذکر کرتا ہے اگر میری وفا کا کوئی — شرم سے سر کو جھکا لیتا ہے کیسا کوئی
بیٹھو بیٹھو اجی بس نام نہ لو جانے کا — آج سنتا ہے کہان وعدۂ فردا کوئی
بزم رندان مین عجب عیش و طرب کا جوش ہے — عرش اعلی تک زمین سے شور نوشا نوش ہے
فصل گل مین بادۂ گلرنگ سے انکار کیا — زاہدا توبہ سے توبہ کر تجھے کچھ ہوش ہے

منشی تخلص میر محمد حسن خوشنویس خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن خوشنویس وطن انکا ایران مولد دہلی مدت تک لکھنؤ مین مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار مین متعلق تھے

نہ پوچھو اوس پری کے حسن کا عالم وہ آفت ہے — بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے
ترحم کیجیے دیر سے مطلب نہ اطلاق حرم کیجیے — بتنگ آیا ہے جی ہستی سے تک میر عدم کیجے

منشی تخلص غلام احمد شاگرد مرزا مظہر باشندۂ دادری متعلقہ نارنول بیشتر واقف تخلص کرتے تھے شعر فارسی اچھا کہتے تھے

چرا لیتا ہے نقد حسن کو آئینہ آنکھون مین — خدا کے واسطے تک کر حیا کو پاسبان اپنا

منشی تخلص مولچند کایتھہ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ۱۲۳۸ھ اٹھارہ سو تیس عیسوی مین انتقال کیا
انکا شاہنامہ اردو نظم نظر سے گزرا

دو چار آینہ ہر دم وہ رشک ماہ ہوا
پر اک نگاہ سے شرمندہ مین نگاہ ہوا

کبھی نہ یہان سے ہون آزاد اس ہوس مین مین
تمہارے پاس تو ہین گرچہ ہم قفس مین ہین

چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت
اسلیے لوگ تمھین آفت جان کہتے ہین

خواہش نہین کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے
یہ آرزو ہے سینے سے وہ سیمبر لگے

زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا
کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی

منشی تخلص عجائب رائے مقیم مرشد آباد شاگرد شاہ قدرت اللہ خان قدرت

تیرے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھو
غوطہ جب مار سکے آب گہر مین ناخن

منصف تخلص مرزا احمد بخش بہادر دہلوی خلف مرزا خجستہ بخت بہادر شاگرد حافظ
عبدالرحمن خان احسان

نرگس بادہ زلف سیہ فام اے دل
یہ لا دینی سر پر بلا یاد رکھنا

ہمیشہ تو باتین بناتا ہے مجھسے
یہ باتین تو اے بیوفا یاد رکھنا

منصف تخلص منصف علیخان عظیم آبادی مقیم دہلی قوم افغان شاگرد نظام خان
مجز فارسی مین مہارت تام رکھتے تھے

گر عشق ترا یہ ہے تو پھر دست جنون سے
دامان رہے گا نہ گریبان رہے گا

خیال جاے ترا کیونکہ میرے سینے سے
جدا ہوا ہے کہین نقش بھی نگینے سے

نکڑا ترا خورشید ہے اور ابر سیہ زلف
ہین اختر تابندہ ترے کان کے موتی

منظور تخلص منشی آفرین الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین تخلص
داروغہ ضلع راجشاہی باشندہ موضع جوت پرتاب متعلق ضلع مالدہ شاگرد راقم الحروف
طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

اوڑائے خط کے برزے کھولکر دیکھا جو خط
ہزارون گالیان قاصد کو دین سنکر سلام آیا

خدا جانے کیا ہے قتل کسکو آج کا ذمے
کہ گھبرایا ہوا مقتل سے آیا غرق خون ہو کر

سکۂ داغِ جنون سے دل تو مالا مال ہے | ور ہم شمس و قمر آگے مرے کیا مال ہے
ہر بن موسانپ کی بانبی ہے یا زلف ہین | ہے زبان مار جو تن پر ہمارے بال ہے
آہوے چشم بتان کو جو پھنسا لیتا ہے صاف | جوہر آئینہ اے منظور طرفہ جال ہے
غم ہجر بتان کا ابتو صدمہ اوٹھ نہین سکتا | الٰہی باز آیا اسطرح کی زندگانی سے

منظور تخلص بابو خان دستار بند ولد شاگر خان صوبہ دار پلٹن انگریزی باشندۂ کانپور شاگرد مولوی فرد

مصنوع خلق اور خدا ساز اور ہے | کب آے بوے غنچۂ تصویر ناک مین

منظور تخلص سید وزیر علی خلف مولوی امیر علی باشندۂ پھانی ہمشیر زادہ و شاگرد مقصود عالم مقصود

کف پا کو رہین یہ الفتین صحرا نوردی سے | بنا مژگان چشم آبلہ کانٹا بیابان کا

منعم تخلص مکند لال قوم کایتھ شاگرد پنڈت نرائن داس ضمیر باشندۂ دہلی

ہوا جسدم خزان وہ پری پیکر گلستان مین | ہر اک گل آنکھ نیچے کر رہا تھا جو جمن مین تھا

منعم تخلص منشی موہن لال شاگرد نصیر دہلوی بیشتر فارسی کہتے تھے

کہین آیا ہے دلا آج قدِ یار نظر | کچھ قیامت کے سے آتے ہین جو آثار نظر

منعم تخلص مولوی تبر علی شاگرد حضرت مرزا مظہر جان جانان چونکہ سبحانی طوایف پر عاشق تھے بیشتر اونکے نام کو غزل مین منسلج کرتے تھے

کیون نہ ہو عالم مین اوسکی آبرو | جا لگا موتی تمہارے کان سے

منعم تخلص قاضی نور الحق قاضی بریلی اشعار فارسی نہایت مرغوب کہتے تھے

وہ نوک مژہ جب سے مری دل مین گڑی ہے | ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منور تخلص منشی منور حسین ساکن ترچناپلی

وہ کاکل اس دل پر داغ سے ہین یون لٹکتے | کہ جیسے مور کو دیکھ آئین اضطراب مین سانپ
جو بال اوسنے نہانے کو کھولے دریا مین | ہزار دن لگ گئے لہرانے موج آب مین سانپ

منور تخلص میر منور علی

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا | عیش جانا رہا جوانی کا

منیر تخلص میر نظام الدین خلف شاہ نصیر علی

یون تو خط اوسکو مین اے یک صبا لکھونگا | لیکن احوال جدائی کا جدا لکھونگا

منیر تخلص میر آفتاب صیقل گر شاگرد حاتم

آبلے پڑتے ہین جس جا کہ گرے ہے قطرہ | ہے مرے اشک کے پانی مین اثر آتش کا

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد رنگین

یار کا کچھ وصف خط کر نہ سکے گا رقم | کیسیاہی گو آپ کو آپ ترا ہے قلم
جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیان کرین | کنگھی کا دانت توڑ کے اپنی زبان کرین

منیر تخلص وجیہ الدین دہلوی خلف شاہ نصیر دہلوی مین جوانی مین انتقال کیا

جی جلا بوسے پہ یہان ہمسے طلبگارون کا | اوڑ گیا رنگ وہان یار کے رخسار دیکھا
فرہاد سے کہتی تھی تیشہ کی زبان ہر دم | مغموم نہ ہونا دان سنگ آمد و سخت آمد
اِس باغ جہان مین کبھی پھولے نہ پھلے ہم | جون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم
اے غنچہ دہن یار سے کیا چاہتے ہو | چاہ مین دیدہ و دانستہ گرا چاہتے ہو
بنا سرمہ کا دنبالہ قریب چشم گلرو ہے | زبان باہر نکالے حسن کی گرمی سے آہو ہے

منیر تخلص سید اسمعیل حسین ولد منشی احمد حسین شکر شکوہ آبادی شاگرد رشک باشندہ لکھنؤ صاحب دو دیوان و رسالہ سراج منیر ہین انسے الہ آباد مین ملاقات ہوئی تھی

ہم حسینونکی بھوؤن پر رکھتے ہین پائے نگاہ | روندتے ہین سبزۂ شمشیر ابرو پاؤن سے
سادون مین بھی وعدہ کبھی پورا نہین کرتے | باتون مین جھلاتے ہین وہ اچھا نہین کرتے
کب دل مرا تقریر سے کہٹا نہین کرتے | تم اپنی تر شروئی سے چوکا نہین کرتے
گرمی مین جلانے کے لیے دیتے ہین چھینٹے | خس خانہ مین بھی دل مرا ٹھنڈا نہین کرتے
بھاری ہے بہت اوسکی نزاکت کو نہایت | کب بوجھ سے کرتی کے وہ لچکا نہین کرتے
مین چاہتا ہون اور کسی کو خدا کی شان | چپ رہیئے بس یہ آپ کی کہنے کی بات ہے

موج تخلص منشی عبدالرحمن نائب محافظ بزرگ داور ریگاہ ہائی کورٹ کلکتہ خلف منشی غلام حسین مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم شعر اچھا کہتے ہین

رہتا ہے تصور جو تری جلوہ گری کا
ہے موج ہوا پر بھی گمان بال پری کا

ہشیار رہو غفلت مین نہ یون عمر کو کاٹو
چارہ کرو مواج کچھ اس بیخبری کا

خاک ہو عیسی مریم سے مرے دل کا علاج
یہ مرض وہ ہے کہ جسکا نہین درمان پیدا

سو ٹکڑے اگر دل ہے تو سینہ مرا صد چاک
احوال نہ کچھ پوچھیے مجھ خستہ جگر کا

بھیجون خبر ہین یار کو ٹیلیگراف مین
معلوم تا کہ ہو اوسے حال اضطراب کا

جو کہ روشن دل ہین اونکو خوف سوائی کہان
سر کھلے رہتی ہے ہر دم بر سر بازار شمع

لب بلبہ نے سے رندونکے ہی کیون چین بجبیں
دختر زز ہے یہ واعظ کی تو ہمشیر نہین

اپنے داغ دل سوزان سے جو دیتا تشبیہ
ماہ مین گرمی خورشید قیامت ہوتی

کیا ہوئی اوس سے خطا اور کونسی تقصیر
تم گران خاطر ہوئے ہو عاشق دلگیر سے

موج تخلص ضد انجش قوال اکبرآبادی اپنے فن مین اچھا دخل رکھتا تھا بیشتر دہلی مین رہتا تھا لکھنؤ مین جاکر فوت کی

لاکھون کٹوا دیے سر آن مین ہنستے ہنستے
اے مری جان کوئی تو تماشا نکلا

موج تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین علی لکھنوی شاگرد رشک

شب فراق مین جب دیکھتا ہون چاند کو مین
تڑپنے لگتا ہون یاد آتے ہین تمھاری گال

نہ کسطرح سے کہون آسمان سن تجھے
چکور خط ہین تو ہین چاند تیرے یار کی گال

وہ نہانے کو جو آیا لب دریا اے موج
بنگیا بحر حبابون سے سراسر آنکھین

موجد تخلص شیخ قادر علی ولد شیخ چراغ علی لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

آگیا جو یاد کوچہ اک بت خود کام کا
نکلے ہم کعبہ سے جامہ پھاڑکر احرام کا

نوجوانی مین بھی جھک کر ملتے ہین پیرونکی طرح
ہمکو رہتا ہے خیال آغاز مین انجام کا

بام گردون پھاندجا فکر عالی تو نہی
ڈھونڈ لاؤن عرش سے مضمون تمھاری بام کا

پرتو جو رو سے یار کا پڑ جاے آب مین — پتلی ہو عکس خال کا چشم حباب مین
مسی وہ ملتے ہین بوسہ ہے بے محل مانگا — سیاہ کار ہوے لب گنا ہگار زبان
لیلگے آستین کیطرح اسنے ہاتھ بھی — ہوتے اگر چڑھینگے وہ پیاری کلائیان
گل گیا ہون کیا فراق یار مین مین ناتوان — تھا گلے مین آگیا ہے اب گریبان ہاتھ مین
کسطرح کہیے ترا برگ گل تر لب ہے — سخت باتون سے یقین ہوتا ہی تیر لب ہے
قطرے چھٹک کے گرتے ہین جام شراب سے — ساقی ستارے ٹوٹتے ہین آفتاب سے

موجی تخلص موجی رام لکھنوی خلف دیوان چھترپت ملازم نواب الدولہ نواب حسین علیخان شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

جاؤنگا تیشہ لیکے سوے بیستون اگر — ٹھہرینگے سامنے مرے کب کوہکن کے پاؤن

موزون تخلص سیر نواب لکھنوی خلف سیر بندہ علی شاگرد مظفر علی اسیر صاحب دیوان ہین

کسکی سنتا ہے وہ بت اور ہی نقشا ٹھہرا — لیک پتھر کی اوسی غیر کا کہنا ٹھہرا
پاے صنم ہے اور ہمارا سر نیاز — لکھا ہے جو مٹے گا وہ لوح جبین سے کب
بے مدد چلتے نہین بے چوب چل سکتے نہین — ڈھونڈھتے پیری مین ہین کیا کیا سہارے اپنے پاؤن
جام ہے ہر گل صراحی غنچہ ساقی ہے بہار — نکہت گل ہے شراب روح پرور باغ مین
مجھ سیہ روزگار سے اے زلف مت الجھ — دیکھین ہین ظلمتین شب فرقت کی آنکھ سے

موزون تخلص سیر فرزند علی باشندہ سانسیانہ شاگرد شمس الدین فقیر ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے دہلی و لکھنؤ کی سیر کی تھی ۱۲۲۹ بارہ سو اونتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

شمع ہر بزم نہ ہونا ہر گز — دل جلونگا بھی کہا کیجیے گا
چپ رہتے رہتے آن پڑی اپنی جان پر — تو بھی نہ لاے ہم ترا شکوہ زبان پر
اپنے کوچہ کو خار بست کیا — یہ نہ جانا برہنہ پا ہین ہم
نرگس کا پھول بھیجا ہے نامہ مین یار کو — معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو

پھول جھڑتے ہین ترے منہ سے مری انکھون سے
حسن اور عشق مین کیا خوب گل افشانی ہے

وابستہ محبت تجھے پیمان کی درستی پر
دل ٹوٹ گیا میرا نم عہد شکن نکلے

موزون تخلص مہاراجہ رام نراین عظیم آبادی نائب صوبہ عظیم آباد شاگرد شیخ علی حزین نواب قاسم خان کے عہد مین بسبب صادر ہونے کسی تقصیر کے اپنے عہدے سے معزول ہوکر گنگا مین ڈوبا مرے بیشتر فارسی کہتے تھے

ابر ہوگا تو خجالت سیتی پانی پانی
مست مقابل ہو مرے دیدۂ خونبار کے ساتھ

موزون تخلص شاہزادہ محمد قادر بخش دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان ومرزا قادر بخش صابر

سنے لاغری سے صورت موہبتاں زلف
یارب کوئی نہووے اسیر بلائے زلف

خموش ہوکے بھی گویا کہ ہم نہین خاموش
یہ دل بغل مین ہے موجود گفتگو کے لیے

موزون تخلص چھتر سنگھ کایتھ دہلوی نبیرہ مادھو رام صاحب انشای مادھو رام

بہت ابرو کو تری دیکھ کے ای مطلع حسن
جو ترے کوچہ سے نکلا سو غزلخوان نکلا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم ولد حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی ایک یادو غزل مین نصیر دہلوی سے اصلاح لی تھی اصلاح پسند نہ آئی سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو اسٹھ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم نجوم وطب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پر مضمون وشیرین وعاشقانہ و رنگین ہوتے ہین راقم کے زعم مین اس مزے کی طبیعت کا کوئی شاعر ریختہ گویون مین گزرا نہین کلیات انکا نظر سے گزرا

غضب ہے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش سے
نہ مین بہزار دوزخ سے نہ مین مشتاق جنت کا

اوس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا کیا ذلیل
مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

نہ جاؤنگا کبھی جنت مین نہ جاؤنگا
اگر نہ ہووے تمھارے گھر کا سا

یہ ناتوان ہون کہ ان اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

اوسے بدخو کا کرم بھی ستم جان ہوگا
مین تو مین غیر بھی دل دے کے پشیمان ہوگا

کیا سنا تے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
تم سے بیرحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا

درد ہے جان کے عوض ہر رگ و پے مین سما
چارہ گر ہم نہین ہونے کے جو درمان ہوگا

بات کرنے مین رقیبون سے ابھی ٹوٹ گیا
دل بھی شاید اوسی بد عہد کا پیمان ہوگا

دیدۂ حیران نے تماشا کیا
دیر تلک وہ مجھے دیکھا کیا

مر گئے اوسکے لب جانبخش پر
ہم نے علاج آپ ہی اپنا کیا

خدا کی یاد دلاتے تھے نزع مین احباب
ہزار شکر کہ اسدم وہ بدگمان نہ ہوا

دیت مین روز جزا لے رہینگے قاتل کو
ہمارا جان کے جانے مین بھی زیان نہ ہوا

ذکر بتان سے پہلے سے نفرت نہین رہی
کہو اب تو کفر مومن و دیندار کم ہوا

وصل کی شب شام سے مین سو گیا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا

ہاے صنم ہاے صنم لب پہ کیون
خیر ہے مومن تمھین کیا ہو گیا

کچھ سنکے جو مین چپ ہون تو تم کہتے ہو بولو
سمجھو تو یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

تیرے پردہ نے کی یہ پردہ دری
تیرے چھپتے ہی کچھ چھپا نہ رہا

نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
کہ ہر ہر بات مین ناصح تمھارا نام لیتا تھا

مرے کوچے مین عمدہ مضطر و ناشاد رہا
شب خدا جانے کہان وہ ستم ایجاد رہا

عرض ایمان سے خدا اوس غارتگر دین کو بچا
تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

طواف کعبہ کا خوگر ہے دیکھو صدقے ہونے دو
ذرا سمجھو ذرا مومن ہی مومن یون نہ ٹھہریگا

کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا

کیا مرتے دم کے لطف مین پنہان ستم نہ تھا
وہ دیکھتے تھے سانس کو اور مجھ مین دم نہ تھا

موت کے صدقے کہ وہ پردہ آئی لاش کے
جو نہ دیکھا تھا تماشا عمر بھر دکھلا دیا

واعظ بتون کو خلد مین لیجا ئینگے کہین
ہے وعدہ کافرون سے عذاب الیم کا

کس دن نہی اوسکے دل مین محبت جو نہین
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا

زخم تو بھی مرہم زخم کہن سہے چارہ گر
بند تیر یار سے سینہ کا روزن ہو گیا

راز نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا — کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
اندیشہ ناتوانی جب شدت قلق ہین — بالین سے سر اوٹھایا دیوار تک نہ پہونچا
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی — کیون بری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا
شوخ کہتا ہے بے حیا جانا — دیکھو دشمن نے تمکو کیا جانا
میرا گلا ہنسی سے یونہین گھونٹتے تھے وہ — کیا سوجھکر رقیب خوش آیا خفا گیا
وہ ہی خالی تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے — کاسۂ غم عدو حلقۂ آغوش ہوا
فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق — کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
بیوفا کہنے کی شکایت ہے + — تو بھی وعدہ وفا نہین ہوتا
روز کا انتظار آخر جان پر بنا دیگا — اونکو شوق آرایش دل ہے بدگمان اپنا
دیر و کعبہ یکسان ہے عاشقون کو اے مومن — ہو رہے وہین کے ہم جی لگا جہان اپنا
ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا — مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
گئے وہ خواب سے اوٹھ غیر کے گھر آخر شب — اپنے نالہ نے جگایا یہ اثر آخر شب
وہ دن گئے کہ لاف و گزاف جہاد تھا — مومن ہلاک خنجر ناز بتان ہے اب
تھا وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب — وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب
مومن مین اپنے نالون کو صدقے کہ کہتے ہین — اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب
جذب دل نے غیر کے بھی کیا کہین تاثیر کی — آج کیون آئے ہوئے ہر کام پر رکتی ہین آہ
اوڑ گیا چرخ پر غبار اپنا — ہو گئی خاک خاکساری آج
خورنج رشک غیر کی بھی ہم کو ہو گئی — اب اور کچھ نکالیے آزار کی طرح
ہم یہان سورۂ اخلاص کا پڑہتے ہین عمل — اور بڑہتا ہے وہان غیر سے اوسکا اخلاص
کہنا پڑا درست کہ اتنا رہے لحاظ — ہر چند وصل غیر کا انکار ہے غلط
کرتے ہین مجھسے دعوی الفت وہ کیا کرین — کیونکر کہین مقولۂ اغیار ہے غلط
وہم فغان غیر نے سینہ جلا دیا — آتش لگی تھی کوچۂ دلدار کی طرف
وصل مین احتمال شادی مرگ — چارہ گر دردیے دوا ہے عشق

مجھ پہ عاشق نہین ہے کچھ ظالم — صبر آخر کرے وفا کب تک
غم و غصہ سے ہے خلقت مری جون طفل تنگ — نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہونے تک
لگائی آہ نے غیر دن کے گھر آگ — ہوئی کیا کیا وہ اتنی بات پر آگ
گر ترے کوچہ کو دی کعبہ سے نسبت کیا گناہ — مومن آخر تھے کبھی ہم بھی ثمن اسلام ہم
وصل بتان کے دن تو نہین یہ کہ ہو وبال — مومن نماز قصر کریں کیون سفر مین ہم
ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم — پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
مجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا — انصاف کیجیے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
اوس کو ہین جامہ ریگے مدد ای ہجوم شوق — آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم
گر ہے دل غیر نقش تسخیر — تو تیرے لیے جلائینگے ہم
گمان کینچی ہے وہ اور ہم خجالت سخت جانی سے — وہ دل توڑے ہے اپنا اور اوسکو نیر اکثر ہم
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس — موت نے بھی دیا جواب ہمین
آب و ہوائے ملک محبت راس نہین ہے ہمکو تو — ہوتی ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتی ہین
کیا کسی سے کہ دل مین جگہ کی کوئی ٹھکانا اور ملا — حضرت مومن اب تمھین کچھ ہم مسجد مین کم پاتی ہین
کیا پڑی رہتی ہے اے پردہ نشین جون بیمار — بد دعائین تری چلون کو جو ہم دیتے ہین
دعوی حسن جہانسوز اس قدر — پھر کہوگے تم مین ہر جائی نہین
مومن انکا تو نہ تھا ملنے مین آخر اختیار — یہ شکایت بھی خدا سے ہے بتو کسی کیا ہمین
کچھ نہین نظر آتا آنکھ لگنے مین ناصح — گر نہین یقین حضرت آپ بھی لگا دیکھین
سنے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا — جادو بھرا ہوا ہے تمھاری نگاہ مین
مومن کو سچ ہے دولت دنیا و دین نصیب — شب بتکدہ مین گزرے ہے دن خانقاہ مین
تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین — ہم نہین چاہتے کمی اپنی نیند مین
خسرو و عیش وصل یار جانکنی اور کوہکن — منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے التفاتیان جو عدو سے سنی نہ تھین — ہم جانتے تھے وصل مین رنج و الم نہین

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین

دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
بیکسی نے جان تھی اپنی کفن کے فکر مین

گر یقینی وہان دعا ہوتی ہے اے مومن قبول
جائینگے کعبہ بھی غفلت برہمن کی فکر مین

آبرو رہگئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین

وہ ہے بغل مین تو بھی تو یہان نیند اڑ گئی
یہ سوچ ہے گیا نہ ہوا عدا کی خواب مین

ان نالہاے شب کا اثر صبح دیکھیو
آیا خلل گر اوس ستم آرا کے خواب مین

کشتۂ غیرت تری پانی چوانے سے ہی غیر
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن آب مین

دکھاتے آینہ مہر و مجھ مین جان نہین
کہوگے پھر بھی کہ مین تجھسا بدگمان نہین

ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
گویا کہ مین انکا مدعا ہون

اس نام کے صدقے جسکی دولت
مومن رہون اور بتون کو چاہون

جز تیر ہین مرے دشمن تو اور بھی
لیکن بڑے غضب یہی دو تین چار ہین

کیسے گئے رقیب کے کیا طعن اقربا
تیرا ہی جی نچا ہے تو باتین ہزار ہین

لگ جا شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
ناصح ہے کہ لے اوگرا فسانہ خوان نہین

چرخ و زمین مین توبہ کا ملتا نہین سراغ
ہنگامۂ بہار و ہجوم سحاب مین

دونون کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش
وہ ہی خط اوسنے بھیجدیا کیون جواب مین

خار بستر ہے شب ہجر بچھاؤن کیونکر
دل مین تو ہے وہ گل اندام اگر بر مین نہین

دے دیا بوسہ طلب اول پر
سچ کہا تم نے مزا حرف مکرر مین نہین

سرمہ گین آنکھ سے تم نامہ لگاتے کیون ہو
خاک مین نام کو دشمن کو ملاتے کیون ہو

یاد دلوا دی تپش نے تیری شوخی وصل کی
مرگئے ہم دیکھکر چین ہاے بستر رات کو

مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اوٹھ دو
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو

ہون خانماں خراب ستم سے زیادہ تر
ایسا نہو کہ اب بھی تری دل مین گھر نہ ہو

وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ ہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بدم
گلہ ملامت اقربا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ کہتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
مین وہی ہون مومن مبتلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ایسی ادا سی بوسہ و لب کا کہ شادی مرگ ہون جور و ستم کا میری جان لطف و کرم سے کلم لو

دن رات فکر ہجر مین یون رنج اوٹھانا کب تک مین بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو

مومن تم اور عشق بتان اے پیر و مرشد خیر ہے یہ ذکر اور منہ آپ کا صاحب خدا کا نام لو

گو آپ نے جواب برا ہی دیا دلے مجھسے بیان نہ کیجے عدو کے پیام کو

ہم سمجھتے ہین آزمانے کو عذر کچھ چاہیے ستانے کو

یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا صبح شب فراق ہے تو بدگمان نہ ہو

شب غم کا بیان کیا کیجے ہے بڑی بات اور چھوٹا منہ

مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

مین کینے سے بھی خوش ہون کہ سب یہ تو کہیں گے اوس فتنہ گر کو لاگ ہے اس مبتلا کے ساتھ

اللہ ری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر مومن چلا ہے کیجے کو اک پارسا کے ساتھ

چاہا کرے دل لاکھ نہ بولو لگا جو ہمدم وہ میرے منانے کو رقیبو سے خفا ہے

مومن نہ سہی پوجہ یا سجدہ کرینگے وہ بت جو ہے اور دلکا تو اپنا بھی خدا ہے

سمجھے کے اور ہے کچھ مرجلا مین اے ناصح کہا جو تو نے نہین جان جانے کی

باندھو اب چارہ گرو چلے کہ وہ بھی شاید وصل دشمن کے لیے سوے ضرر آجائے

کر علاج جوش وحشت چارہ گر لادے اک جنگل مجھے بازار سے

گر دعا کرتا ہون مومن وصل کی ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے

پوچھے آنسو وارثون کے کیا کرون اب بہ رہے داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جاے ہے

خاک مین ملجاے یارب بیکسی کی آبرو غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جاے ہے

اب تو جانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو ضعف کے باعث کہان دم بھر کا اوٹھا جاے ہے

تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون اور بنجائینگے تصویر جو حیران ہونگے

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہوئے

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
لیکے اوٹھے بہی تو اک نقش مٹا کے اوٹھے

کہتا ہے مرے آگے وہ مجہہ پہ عدو غش ہے
ہے ہے مری الفت سے ہی بیخبری اتنی

ہاں اک نظر مین قرار و ثبات ہے
اوسکا نہ دیکہنا نگہ التفات ہے

عیش مین بہی تو نہ جاگے کبہی تم کیا جانو
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے

فکر کر بیٹہے برائی ہی ہے شاید مرا
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر کرتا ہے

بکرے تھے نصیحت اوسکے بیٹہے پر فضیحت کی
عجب فتنہ ہے ناصح بہی کہ یہ فتنے اوٹھاتا ہے

خیال خواب راحت ہی علاج اس بدگمانی کا
وہ کافر گور مین مومن مرا شانہ ہلاتا ہے

مومن ایمان قبول دل سے مجھے
وہ بت آزردہ گر نہ ہو جائے

کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیئے
دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیے

بعد کے وہم سے نکتا ہون بزم غیر مین ہر سو
نہین ہے اور کچہ یون آپ جو چاہین گمان کیجے

تسلی دم واپسین ہو چکی
ہین ہو چکی جب نہین ہو چکی

جان بلب ہون خبر وصل سنا دی قاصد
لب ہلائے مین ترے کام مرا ہوتا ہے

مر گئے پر بہی بے خبر صیاد
اب توقع نہین رہائی کی

کوچۂ غیر مین بلا وہ ہین
ہرزہ بازی ہے رہنمائی کی

مومن آؤ تمہین بہی دکہلا دون
سیر بتخانہ مین خدائی کی

وہ کہان ساتہہ سلاتے ہین مجھے
خواب کیا کیا نظر آتے ہین مجھے

شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
اپنے تئیں دیکہ جلاتے ہین مجھے

وہ جو کہتے ہین مجھے آگ لگے
فردۂ وصل سناتے ہین مجھے

جذب دل زور آزمانا چھوڑ دے
پاے نازک کا ستانا چھوڑ دے

ناتوانی سے نزاکت ہے زیادہ
مجھسے تو دامن چھوڑانا چھوڑ دے

شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے
زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

یون بناکر حال دل کہنا نہ تھا — بات بگڑی میری ہے تقریر سے
اوسکو جلدی جانکی مجھکو عذاب جانکنی — دونون کا دم ناک مین ہے موت کی تاخیر سے
ہاے پھر مرنے لگا مین لطف کی تقریر سے — اسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے
مین بھی کچھ خوش نہین دفا کرکے — تم نے اچھا کیا نباہ نہ کی
گریۂ و آہ بے اثر دونون — کسنے کشتی مری تباہ نہ کی
پردہ پوشی ضرور تھی اے چرخ — کیون شب بوالہوس سیاہ نہ کی
دل کھول کے مل لیجیے مومن مینمون سے — اس سال مین گر حج کو مری حرم نہ جائے
بقدر جوش تڑپنے کو تھا دل پس قتل — وہ بیقرار ہوے آگیا قرار مجھے
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی — تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی
شب وصل عدو کیا کیا جلا ہون — حقیقت کھل گئی روز جزا کی
مجھے اے دل تری جلدی سے مارا — نہین تقصیر اوس دیر آشنا کی
کہا اوس بت سے مرتا ہون تو مومن — کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی
سنین نہ آپ تو ہم بوالہوس سے حال کہین — کہ سخت چاہیے دل اپنے رازدان کے لیے
نہ ربط اوس سے نہ یاری آسمان سے — جفا ہر عدو لاؤن کہان سے
وہ آئے ہین پشیمان لاش پر اب — تجھے اے زندگی لاؤن کہان سے
خدا کی بے نیازی ہاے مومن — ہم ایمان لاے تھے نازبتان سے

مونس تخلص میر سعادت علی بنارسی

زمان جوش گریہ ہچکیان لینے لگا مونس — خدا یاد آرہے اب نالہ شبگیرون الشور

مونس تخلص میر نواب مرثیہ گو بیٹا خورد میر انیس مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق تخلص باشندہ لکھنو بیشتر مرثیہ گو سے انسے عظیم آباد مین ملاقات ہوئی تھی

تار دن کے ٹوٹنے کی جو صدا اوسکو سنا — نقش ان کا کاسکے جھرائی تو ہر بت سے
رخ کے جبین کے ہونٹھون کے بوسے دیے انھین — اوسنے کی خوب خاطر لیلیٰ تمام رات

موانس پھر آج ہجر کا دن کاٹنا پڑا — موت ایسی ہو گئی کہ نہ آئی تمام رات
حلقے پہ حلقے پیچ پہ پیچ و نصیب — کاہیکو اب چھٹینگے اسیران دام زلف
مین جان بلب ہون جلد کوئی ڈھونڈ لاے دل — یہ کون لے گیا مرے پہلو سے ہاے دل
شکوہ جور و جفاے آسمان کرتا نہین — مین زمین پر نقش حیرت ہون فغان کرتا نہین
کیون نالے کر رہا ہے جرس ٹھہر و ہمرہان — کوئی تھکا ہوا تو پس کارروان نہین

مہاراج تخلص راجہ سلاس راے نواب رحمت خان کے دیوان تھے

ٹکڑے کو جو دیکھا ہے کبھی رات کو شب نے — رہتا ہے کھلا دیدۂ مہتاب فلک پر

مہجور تخلص مہجور خان خلف حکیم عسکری

اوس لب لعل سے اب لاگ لگی ہے دل کو — چشمۂ خضر سے اب آگ لگی ہے دل کو

مہجور تخلص محمد صدر الدین شاگرد نظام الدین ممنون وطن انکا کشمیر مولد دہلی

نواگر اے شانہ پہنچے تو ذرا کیجو سراغ — دلربا کے کاکل پیچ مین دل رہگیا

مہجور تخلص پنڈت شیو پرشاد میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ

ٹھوکر لگی جو پاے نگارین بار کی — مثل عقیق ہو گئی لوح مزار سرخ
کب چین خاک مین ہے دل بیقرار سے — ہے برق جلوہ گر مری مشت غبار سے

مہجور تخلص حکیم شیخ محمد بخش شاگرد جرأت ولد حکیم خیر اللہ وطن انکا فتحپور ہنسوا مولد ومسکن لکھنؤ ایک دیوان اور ایک مثنوی موسی باغ کی تعریف مین اور نورتن اور چار چمن علم حکمت مین انسے یادگار ہین ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری مین بیت اللہ کو گئے وہان سے مدینہ مین جاکر قضا کی نسخۂ نورتن نظر سے گزرا

مین برغم اسیلئے بلبل صفت دنرات نالان ہون — کہ باغ دہر مین گل کی روش کچھ دن کا مہمان ہے
مہجور سنی تو نے بھی ہے کچھ خبر دل — یہ بیخبری کیسی ہے چل ہے سفر دل

مہجور تخلص مرزا ہدایت علی مرحوم ابن مرزا احسن الدین ابن عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

یقین میرے مرنے کا آیا نہ اون کو — کہا ہو گیا ہے کچھ آزار دیکھو

مہجور تخلص اقبال الدولہ نواب عنایت حسین خان خلف نواب نصیر الدین نصیر ابن نواب امین الدولہ علی ابراہیم خان بنارسی صاحب دیوان گزرے

پھڑکا کے دل صدا مین رقیبون کو لے گئے
وہ بام پر کھڑے جو کبوتر اڑاتے ہین

کل جو پہلو مین دیا تو نہ دکھائی مجھ کو
آج تک کل سے کسی کل نہ کل آئی مجھکو

بسکہ سو رہنے کی تھی اوس سے لپٹ کر عادت
صبح تک ہجر کی شب نیند نہ آئی مجھکو

مہدوی تخلص نواب مہدی علی خان رئیس عظیم آباد خلف نواب جعفر حسن خان فیض شاگرد غلام علی راسخ انسے پٹنہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہے محیط اس مرتبہ تک فیض اوسکے نور کا
ہر شرر ہے سنگ مین ہمسر چراغ طور کا

جب شگفتہ لالہ خونین کفن ہو جاے گا
بے ستون پر تازہ خون کوہکن ہو جائیگا

پنجہ بیتابی عاشق نہ سمجھا تھا یہ بہید
پردہ در غفلت کا چاک پیرہن ہو جائیگا

مہدی تخلص نواب مہدی علی خان مرشد آبادی کلکتہ مین بھی آئی تھے

وہ سرو حسن باغ مین جلوہ کنان ہے اب
استادہ جسکے شوق مین سرو روان ہے اب

جون گل خزان سے غنچہ دل خشک ہو گیا
کسکو ہواے سیر گل و گلستان ہے اب

مہدی تخلص مرزا مہدی باشندہ الہ آباد

تیرے مژگان کے مقابل مین کوئی تیر نہین
تیز تر ابروے خمدار سے شمشیر نہین

مہدی تخلص نواب جلال الدولہ مہدی علی خان خلف نواب سعادت علی خان مسند آرا ے لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

اب ستم ہونے لگے ایجاد تیرے ناز سے
کرتے ہین خورد و کلان فریاد تیرے ہاتھ سے

کچھ بھی ترس آیا تجھے اے عشق ہے یہ کیا غضب
گھر بسے لاکھون ہوے برباد تیرے ہاتھ سے

مہر تخلص رجب علی بیگ

مین جان بلب ہون رہنے دے اے نکتہ چین مجھے
آیا ہے باد خال لب نازنین مجھے

مہر تخلص محمد عمر باشندہ میرٹھ

جو ہم مژے اوٹھاتے ہین دشمن کو کپکپی
اوپر ترا عتاب تو اے جان جان نہین

مہر تخلص میر مہر علی خلف میر شہاب الدین باشندۂ دہلی

خاک ہونے پہ بھی محرومی قسمت نہ گئی
نہ تو سرمہ ہے ہوا اور نہ غبار دامن

مہر تخلص منشی مہر چند فرخ آبادی بیشتر لکھنؤ اور اکبر آباد مین رہتے تھے

اے گمان ابر و جہان جاتا ہون واں تیر آہ
پہونچتا ہے اک دم مین پاس میری پر لگا
سرمہ گین چشم کو بیمار کی لے جلد خبر
بولتا ہے نہین کہتے ہین بڑی دیر ہوئی
یہ تو اپنی خواب مین بھی برنہ آئی آرزو
ہم خیال وصل جانان بیشتر باندھا کیے

مہر تخلص عبد اللہ خان ولد مصطفے خان صاحب مطیع مصطفائی باشندۂ لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی کلکتہ مین بھی آئی تھے راقم کے احباب مین ہین شعرا کی اچھی ہوتی ہین صاحب دیوان ہین انکا ہدیہ جناب نظر کیا

برائی ہمین سے برائی ہمین سے
بھلا بے مروت بھلا بے مروت
معنی یہی ہین حسن و لطافت کے اے پری
پوشاک مین بدن نظر آئے بدن مین روح
مرنے نہ دیگی یاد تری بال بال کی
حلقہ بنی ہوئی ہے زلف شکن در شکن مین روح
محروم ہم رہین ترے محرم سے اے پری
یون مدعی نکالا کرین مدعا سے دل
اونکی نظرون سے گر گیا ہون مین
کیسی افتاد مین پڑا ہون مین
نہ گیا اے فلک غبار ترا
خاک مین گو کہ مل گیا ہون مین
جو سوز دل سے دوزخ ہون تو داغ ہون تو داغ دلسے جنت ہون
قیامت سر پہ ہو گی مالک اور رضوان مین
ترحم مین ستم مین التجا میری رہی تم سے
چھوا ہو گر کوئی دامن تو منہ ڈالون گریبان مین
مارنا کیسا کہ دھمکاتے نہین تلوار سے
تیز فقرے قاتلون پر کب مین ڈالا کام نہین
بھاگے تو مست بنت عنب کو لگا کے ہاتھ
ساقی نے کاٹنے کو ہمارے ہی تاک ہاتھ
سینۂ دشت منعم کے نور سے زائل ہوئے
قدر روئے آینہ تو قیر پشت آینہ
آپ آئے نہ اجل آتی ہے
آرزو دل مین رہی جاتی ہے
قتل کرنے کو وہ آئین کیونکر
مہندی پاؤن کی گھسی جاتی ہے
ستم جا ہو کر و ہمبر نوازد یا ترحم سے
قصور اب تو ہوا ہم سے محبت ہو گئی تم سے
نہ اب کہنہ لاسانی یہی کہہ کہکے جیتے ہین
نہین کم قلقل مینا ہمین صہبا کے قم قم سے

مہر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان شاگرد ناسخ و رشک خلف معتمد الدولہ
مولد الکھنا لکھنؤ مسکن کاظمین مدفن نجف اشرف اشہر ہے کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انظر سے گزرا

بڑے قصون سے یہ ہاتھ آیا ہے — رکھتا ہے ایک کہانی چھلا
فانوس ہین اوس شمع صباحت کے سب فلک — جو کوکب سیارہ ہے پروانہ ہر ادسکا
ہجر مین ہون جفا طلب رنج طلب بلا طلب — نوحہ طلب فغان طلب داغ طلب لکا طلب
جتنے ہین تحت و فوق مین پھرتے ہین تیرے ذوق مین — رہتے ہین تیرے شوق مین در در طلب دوا طلب
اوسکو لذت عشق کی اصلا نہین — جو ترے خنجر تلے تڑپا نہین
دیکھ لطف عتاب یار اے دل — دل مین غصہ ہے پیار آنکھون مین
ہم وہ باہم ہین محو صحبت عشق — ایک جلوہ ہے چار آنکھون مین
تلخ باتین ہین میٹھی نظرین ہین — زہر مہ مین نبات آنکھون مین
حسن وہ شے ہے کہ بے جا نہین بہتا تیر ہے — دیکھنا رہتا ہے تجھکو انجمن مین آئینہ
بت کہا تجھکو یا خدا سمجھے — سمجھے جو کچھ تجھے بجا سمجھے
ہے نام خدا سحر مجسم صنم اپنا — افسون کی جو باتین ہین تو جادو کی اشارے
رکھتے ہین خار دشت نوک زبان — شرح میری برہنہ پائی کی

مہر تخلص نواب منصور خان خلف نواب محبت خان محبت تخلص باشندۂ لکھنؤ
شاگرد جرأت صاحب دیوان گزرے

نہ خمار مئی اندوہ سے جھوکے دو آنکھ — نشۂ عشق نہووے جسے پھوڑے آنکھ
مشکل ہے بہت آگ بجھانی مری دل کی — خورشید قیامت ہے نشانی مری دل کی
افسانۂ الفت کے سوا شغل نہین اور — دشمن ہے یہ شہاے جوانی مری دل کی

مہر تخلص مرزا حاتم علی لکھنوی وکیل عدالت دیوانی اکبر آباد شاگرد ناسخ خلف
مرزا فیض علی بن مرزا مراد علی خان صاحب دیوان و رسالہ پنجۂ مہر ہین

چلے بھی آؤ قیامت بھی ہو چکی صاحب — بڑا عذاب ہے رہتی ہے انتظار مین روح
نذر دل مانگتی ہین آپ کی سرشار آنکھین — مین مستی مین رہا کرتی ہین ہشیار آنکھین

کرتا غضب اب تک تو ہمارا دل بیتاب | رد کے ہوئے ڈانٹے ہوئی دھمکائی ہوئی ہین
کیا بات تری اے لب جانبخش ہے کیا بات | عیسے بھی ترے وقت مین دم کھائی ہوئی ہین

مہلت تخلص مرزا علی لکھنوی شاگرد جرأت مرزا علی لقی محشر کے ہاتھ سے ماری گئے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ تپش | آرام زیر خاک بھی اب خاک ہیجئے

میر تخلص میر محمد تقی اکبر آبادی ولد میر عبد اللہ ہمشیرہ زادہ و شاگرد سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تھے وہان سے لکھنؤ مین جاکر سکونت اختیار کی نواب آصف الدولہ بہادر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا تھا ۱۲۱۵ھ بارہ سو پچیس ہجری مین فوت کی سوائے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے بغایت مرتبہ رتبۂ بلند رکھتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین مثنوی و غزل گوئی مین اوستاد مسلم الثبوت گزرے انکی استادی سے کسی کو انکار نہین جو درد کہ انکے کلام مین ہے کسی شاعر ریختہ گو کے کلام مین نہین انکے چھ دیوان ریختہ مع قصاید و مثنوی نظر سے گزرے ایک دیوان فارسی اور ایک تذکرۂ شعرا اور ایک رسالہ میر فیض بھی انسے یادگار ہین

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا | پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تھا
نکلا تھا آج صبح بہت گرم ہو لے | خورشید اوسکو دیکھتے ہی سرد ہو گیا
کشتی ہر ایک فقیر کی بھر دی شراب سے | اس دور مین کلال عجب مرد ہو گیا
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا | جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان | لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا
سبحہ گردان ہے میر ہم تو رہے | دست کوتاہ تا بہو نہ گیا
ہمنے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف آخر | پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا
حساب کا ہے کا روز شمار مین مجھ سے | شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گناہونکا
جتنے تو مراد نے مجھے داغ ہی رکھا | پھر گور پر چراغ جلاتا تو کیا ہوا
اتنی گزرے جو مرے ہجر مین سو اوسکی سبب | صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

اے دوست کوئی محبسا رسوا نہ ہوا ہوگا
دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن
رہے ہے خوف مجھے واں کی بے نیازی کا

ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر
تیوری چڑھائی تو نے کہ یہان جی نکل گیا

دور بہت بھاگو ہو ہمسے سیکھے طریق غزالو کا
وحشت کرنا شیوہ ہو کچھ اچھی آنکھون والو کا

سخت کافر تھا جن نے پہلے میر
مذہب عشق اختیار کیا

دل و دماغ ہے اب کسکو زندگانی کا
جو کوئی دم ہے سو افسوس ہی جوانی کا

میر ہی دیر کے لوگون ہی کی سی کہنے لگا
کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا

میر کے ہوش کے ہین ہم عاشق
فصل گل جب تلک تہی مست رہا

بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا اڈہکی رہو
محشر کو ہم سوال کرین تو جواب کیا

ہرچند میر بستی کے لوگونسے ہے نفور
پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا

میر تھا ایک مونس ہجران
سو وہ مدت سے اب نہین آتا

میر کے نبض پر رکھہ ہاتھہ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہین جینے کا

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

دلی مین آج بھیک بھی ملتی نہین انھین
تھا کل تلک دماغ جنھین تاج و تخت کا

شاید نشہ مین اوسکی یہ سفاکیان ہوئین
زخمی جو اوسکے ہاتھ کا نکلا سو رچور تھا

ایسے بت بے مہر سے ملتا ہے کوئی بھی
دل میر کو ہمارے تھا جو پتھر سے لگایا

تیرا رخ مخطط قرآن ہے ہمارا
بوسہ بھی لین تو کیا ہے ایمان ہے ہمارا

کھلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر
سمند ناز کو اک اور تازیانہ ہوا

دل میر حرم گیا شیخ لیئے زیر زمین
مر گیا پر یہ کہن گبر مسلمان نہ ہوا

ہونا نہ چار چشم دل اوس ظلم پیشہ سے
ہشیار زینہار خبردار دیکھنا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
اب جس جگہ کہ داغ ہے یہان آگے درد تھا

گزرے مدام اوسکی جوانان مست مین
پیر مغان بھی طرفہ کوئی پیر مرد تھا

عاشق ہین ہم تو میر کے بھی ضبط عشق کے
دل جلگیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

عاشق

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا
دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے
ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا

بخت سیہ نے دیر مین کل یاوری سی کی
تھی دشمنون سے اوسکو لڑائی تمام شب

نے چاہ وہ اوسے ہے نہ مجھکو ہی وہ دماغ
جانا مرا اودھر کو بشرط طلب ہی اب

کاش اوسکے روبرو نہ کرین مجھکو حشر مین
کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب

کہتے ہین آگے تھا بتون مین رحم
ہے خدا جانیے یہ کب کی بات

میر سے پوچھا جو مین عاشق ہو تم
ہو کے کچھ چپکے سے شرمائے بہت

کیا پوچھتے ہو آہ مرے جنگجو کی بات
گویا وفا ہے عہد مین اوسکے کبھو کی بات

آئے ہین میر منہ کو بنائے جفا سے آج
شاید بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج

جی لیا بوسۂ رخسار مخطط دے کر
عاقبت اوسنے ہمین زہر دیا پان کے بیچ

نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
بہت روئے ہم اوسکی رخصت کے بعد

کس پر تھے بید داغ کہ ابرو بہت ہے خم
کچھ زور سا پڑا ہے کہین اس کمان پہ

دامن پہ آج میر کے داغ شراب تھی
تھا اعتماد ہم کو بہت اس جوان پر

اس طور سے تمہارے تو مرتے نہین ہیم
اب واسطے ہمارے نکالو جفا کچھ اور

مرنے پہ جان دیتے ہین وارفتگان عشق
ہے میر راہ و رسم دیار وفا کچھ اور

مرتے ہین سب پہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھ
ماتم مین تیرے کوئی نہ واویلا کر کر

کرتا ہے کون منع کہ سچ اپنی تو نہ دیکھ
لیکن کبھی تو میر کے بھی حال پر نظر

ہر گام سد رہ تھی تجانا نہ کی محبت
کعبہ تلک تو پہونچا لیکن خدا خدا کر

مین منع میر تجھکو کرتا نہ تھا ہمیشہ
کہتی نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر

کر رحم تھک کب تک ستم مجھپر جفا کار اس قدر
اک سینہ خنجر سیکڑون اک جان آزار اس قدر

اپنی مزاج مین بھی ہے میر ضد نہایت
پھر مرمری کراوٹھینگے بیٹھینگے ہم جو اڑکر

رنگ شکستہ اپنا بے لطف بھی نہین ہے
یہان کی بھی صبح دیکھو اک آدھ رات رہ کر

شکوۂ آبلہ ابھی سے میر
ہے پیارے ہنوز دلی دور

اسوقت ہے دعا و اجابت کا وصل میر — اک نعرہ تو بھی پیشتر صبحگاہ کر
ضعف یہانتک کہ نجا کہ صور نگر — رہگئے ہاتھ مین قلم لے کر
وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی مین کھو دیے — پیدا کیے تھے چرخ نے جو خاک چھانکر
آزار دیکھے کیا کیا اون پلکون سے اٹک کے — جی لیگئے یہ کانٹے دلمین کھٹک کھٹک کر
منظر قتل کے وعدے کا ہون اپنی یعنی — جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گھگا رہنو نہ
کیا کہیے کیا رکھے ہین ہم تجھسے یار خواہش — اک جان و صد تمنا اک دل ہزار خواہش
لعل خموش اپنے دیکھو ہو آرسی مین — پھر پوچھتے ہو ہنسکر مجھ بینوا کی خواہش
بان لیتا تو جا فقیرون کے — برگ سبز ست تحفۂ درویش
سب سے آئینہ نظر رکھتے ہین خوبان اختلاط — ہوتے ہین یہ لوگ بھی کتنے پریشان اختلاط
غلط غلط کہ رہون تم سے مین ذرا غافل — تم اور لو کبھی میری خبر دروغ دروغ
کیسکے کہنے سے مت بدگمان میرسے ہو — واہ اور اوسکو کہو پر نظر دروغ دروغ
عشق ہے عشق ہے جہان دیکھو — سارے عالم مین بھر رہا ہے عشق
ہم گرے اوسکے در ہی پر مر کر — اور کوئی کرے وفا کیا خاک
اللہ رے عندلیب کی آواز دلخراش — جی ہی نکل گیا جو کہا اون نے ہای گل
جانین ہین فرش رہ تری مت ہال ال چل — اے رشک حور آدمیونکی سی چال چل
رہتا نہین ہے کوئی گھڑی اب تو یار دل — آزردہ دل ستم زدہ دل بیقرار دل
میر لین شاید اوسکی زلف سے کام — برسون سے تو لٹک رہے ہین ہم
ہے تہ دل بتون کا کیا معلوم — نکلے پردے سے کیا خدا معلوم
طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے — مدعی کا ہے مدعا معلوم
جب میسر ہو بوسہ اوس لب کا — چپکے ہی ہو رہو نہ بولو تم
ترشرو بہت ہے وہ زرگر پسر — پڑے ہین کھٹائی مین مدت سی ہم
نہ مل سیراب کی امیرون سے تو — ہوئے ہین فقیر انکی دولت سے ہم
مستی مین ہمکو ہوش نہین نشاتین کا — کاشن مین اینڈتے ہین پڑے زیر تاک ہم

اے بتو اسقدر جفا ہم پر — عاقبت بندہ خدا ہین ہم
کوئی خواہان نہین ہمارا میر — گویا جنس نارواہین ہم
کرتے ہین گفتگو سحر اوٹھکر صبا سے ہم — لڑنے لگے ہین ہجر مین تیرے ہوا سے ہم
کہی ہے ہر کوئی اللہ میرا — عجب نسبت ہے بندے مین خدا مین
مستی سے درہمی ہے مری گفتگو کے بیچ — جو چاہو تم بھی مجھکو کہو مین نشہ مین ہون
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین — یارب یہ آسمان بھی ملجای خاک مین
میر سچ کہتا تھا جنت ہو نصیب وسکی تئین — حور کا چہرہ کہان اوسکا خ نیکو کہان
پیری سے جھکتے جھکتے پہونچا ہون خاک تک میز — وہ سرکشی کہان ہے اب تو بہت دبا ہون
باغ گو سبز ہوا اب سرگلزار کہان — دل کہان وقت کہان عمر کہان یار کہان
نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے — ہماری کوئی کیا خدا ہی نہین
ہر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی ولے — تم کیا کرو بھلے کا زمانا رہا نہین
میر صاحب کو دیکھیے جو بنے — اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین
اوسکے کوچہ مین نہ کر شور قیامت کا ذکر — شیخ یہان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
تو پری شیشے سے نازک ہے نہ کر دعوی مہر — دل ہین پتھر کے انھون کے جو فا کرتے ہین
آتے ہین مجھے خوب یہ دو نو ہنر عشق — رونے کے تئین آندہی ہون کڑھنے کو بلا ہون
نامہ کو چاک کر کے کرے نامہ بر کو قتل — کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت مین
یاد ہی جی نجات کے غم مین — ایسی جنت گئی جہنم مین
آگے تو لعل نوخط خوبان کے دم نہ مار — گو اے مسیح اگلی وہ باتین نہین رہین
خال وخط ایسے فتنہ نگاہین یہ آفتین — کچھ اک بلا وہ زلف پریشان ہی نہین
جب لے نقاب منہ پر تب دید کر کیا کیا — در پردہ شوخیان ہین اور بے حجابیان ہین
بوے گل اور رنگ گل اللہ ہو اللہ اے نسیم — لیک بقدر اک نگاہ دیکھیے تو وفا نہین
شکوہ کرون ہون بخت کا اتنی غضب نہ ہو بتان — مجھلو خدا نخواستہ تم سے تو کچھ گلا نہین
نالہ کیا نہ کر سنا فوہ یہ میرے عندلیب — باتین بات عیب ہر مین نے تجھے کہا نہین

محل نشین ہین کتنے خدام بار مین یہان
لیلی کا ایک ناقہ ہو کس قطار مین یہان

تیغ و تبر رکھا نہ کرو پاس میر کے
ایسا نہ ہو کہ آپ کو ضائع وہ کر رہین

تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف مین
سبھی معشوق اگر پوچھے کوئی مصری کی ہین لیان

عام ہے یار کی تجلی میر
خاص موسی وہ کوہ طور نہین

تری آنکھون کو آؤن دیکھنے مین تو عجب مت کر
کہ سنت ہے عبادت اور انہین ہمارے کسی ہین

عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
پاتا ہون زرد زرد زبر زار اس جوان کو مین

خوش نہ آئی یہ تیری چال ہمین
یون نکرنا تھا پایمال ہمین

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین

نہ نگہ نے پیام نے وعدہ
نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین

ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہین دونون

ہوگا کسو دیوار کے سایہ مین پڑا میر
کیا کام محبت سے اوس آرام طلب کو

مت تربت میر کو مٹاؤ
رہنے دو غریب کا نشان تو

اب سے کہو گے کچھ تو ہم چپکے ہو رہینگے
ہر بات پر کہان تک آپس مین گفتگو ہو

یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کروگے
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو

کب شرح شوق ہو سکے پر تو بھی میر جی
خط تم نے جو لکھا اوسے کیا کیا لکھا کہو

ہر چند ساتھ جان کے ہے عشق میر لیک
اس درد لاعلاج کی کچھ تو دوا کرو

ظالم ہو میری جان پہ نا آشنا نہ ہو
میر جی اتنا عیب نہین بے وفا نہ ہو

کھینچا ہے آدمی نے بہت دور آپ کو
اس پردہ مین خیال تو ٹک کر خدا نہو

ملتفت ہوتا نہین ہے گاہ تو
کسقدر مغرور ہے اللہ تو

خطرے بہت ہین میر رہ صعب عشق مین
ایسا نہ ہو کہین کہ دل و دین کو کھو رہو

زمانہ یار نہین اپنے بخت سے اتنا
کہ مدعی سے اوسے ایک دن لڑائی ہو

چمکتے دانتون سے اوسکی ہوی ہی روشنی میر
عجب نہین ہے کہ بجلی کی جگ ہنسائی ہو

یہان جو جرم گنتے اوٹھینگے خط بھی مٹ گئے
وہان کسطرح سے دیکھین ہمارا حساب ہو

قد کھینچے ہے جبوقت تو ہے طرفہ بلا تو
کہتا ہے ترا سایہ پری سے کہ ہی کیا تو

نامرادانہ زیست کرتا تھا
میر کی وضع یاد ہے ہم کو

ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے
لگاوے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو

گفت و شنید اکثر میرے تری رہی ہے
ظالم معاف کریو میرا کہا سنا تو

ہاے اوس زخمی شمشیر محبت کا جگر
درد کو اپنے جو ناچار چھپا رہ کہتا ہو

صبح سے اور بھی پایا مین اوسی شام کو تند
کام کرتی ہے جو کچھ میری دعا مت پوچھو

یہ طشت و تیغ ہے اب یہ مین ہون اور یہ تو
ہے ساتھ میرے ظالم دعوی تجھے اگر کچھ ہو

میر کو کیون نہ مغتنم جانے
اسگلے لوگون مین اک رہا ہی یہ

کس گنہ کا ہے پس مرگ یہ عذر جانسوز
پاے ہر شمع ہے مجلس مین پر پروانہ

ہو جاے پاس جسمین سو عاشقی ہے ورنہ
ہر سبج کو شفا ہے ہر روز دلی دوا ہے

دیدنی ہے وجد کرنا میر کا بازار مین
یہ تماشا بھی کسو دن تو مقرر دیکھیے

لطف پر اوسکے ہمنشین مت جا
کبھو ہم پر بھی مہربانی تھی

پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی

ادھر تو بہ کرے ہی میرا ادھر لگتا ہے مے پینے
کہان تک اب تو اپنا اوڈھگیا ہی اعتقاد اوسکا

جاتا نہین اگر وہ مسجد سے میکدہ تو
پھر میر جمعہ کی شب دو دو پہر کہان ہے

جو خواہش نہ ہوتی تو کاہش نہ ہوتی
ہمین جی سے مارا تری آرزو نے

دل کو تسکین نہین اشک دما دم سے بھی
اس زمانے مین گئی ہے برکت غم کی بھی

رحم بھی دیتا تھا تھوڑا اس خوبی کے ساتھ
تجھسے کیا کل گفتگو یہ داد محشر کی ہے

آج پھر تنہا بے حمیت میر وہان
کل لڑائی سے لڑائی ہو چکی

گئے جی سے چھوٹے بتون کے جفا سے
یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے

نہ شکوہ شکایت نہ حرف و حکایت
کہو میر جی آج کیون ہو خفا سے

دل کسقدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر
آئی جو بات لب پہ سو فریاد ہو گئی

مین جو بولا کہا کہ یہ آواز
اوسی خانہ خراب کی سی ہے

میرا دن نیم باز آنکھون مین ساری مستی شراب کی سی ہے
اب جو اک حسرت جوانی ہے عمر رفتہ کی یہ نشانی ہے
وہ کالا جو رہے خال رخ یار کہ سو آنکھون مین دل ہو تو چرا لی
اوسکے ایفاے عہد تک نہ جئے عمر نے ہم سے بوفائی کی
زور و زر کچھ نہ تھا تو باری میر کس بھروسے پہ آشنائی کی
ہمین آمد میر کل بھا گئے طرح اوس مین مجنون کی سب آگئی
شرمندہ ہو وین طالع خورشید و ماہ دونون خوبی نے تیرے منہ کی ظالم قرآن کیا ہے
سمجھے ہے نہ پروانہ نہ تھامتی ہے زبان شمع وہ سوختنی ہے تو یہ گردن زدنی ہے
غیر نے ہمکو ذبح کیا ہے طاقت ہی یار اے اس کشتے نے کر کے دلیری صید حرم کو مارا ہے
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے
تا چند ترے غم مین یون زار رہا کیجے امید عیادت پر بیمار رہا کیجے
مارا ہے کسکو ظالم اوس بے سلیقگی سے دامن تمام تیرا لوہو مین بھر رہا ہے
قرار دل کا یہ کاہیکو ڈھنگ تھا آگے ہمارے چہرے کے اوپر ہی رنگ تھا آگے
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئے
لیتے کروٹ بل گئے جو کان کے موتی ترے شرم سے سر در گریبان صبح کی تاری ہوئے
تمناے دل کے لیے جان دے سلیقہ ہمارا تو مشہور ہے
بہت سعی کر لے تو مر رہیے میر بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے
نکلے ہی آنکھون سے تو گر و کدورت جا شک تا کجا تیری گلی مین خاک چھانا کیجیے
یاقوت کوئی اونکو کہے ہے کوئی گلبرگ اک ہونٹھ ہلا تو بھی کہ اک بات ٹھہر جائے
اب خدا مغفرت کرے اوسکو صبر مرحوم تھا عجب کوئی
وہ اور ہوگی وقت سحر جو ہوی قبول شرمندہ اثر تو ہماری دعا نہ تھی
بیمار رہے ہین اوسکی آنکھین دیکھو کسو کی نظر نہ ہووے
اودا سیان تہین مری خانقہ مین قابل سیر صنمکدہ مین تو تک آکے دل لگا بھی ہے

رکھو آرزوے خام کی کر و گفتگو خط جام کی | کہ سیاہ کار و بے حشر مین حساب ہے نہ کتاب ہے
لب نیز جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر | ایسا جنون کسے ہے مین اللہ کون ہے
جی مین ہماری بھی تھا پیوین شراب | پیر مغان تو تنے کرامات کی
ناصح کو خبر کیا ہے لذت سے غم دل کی | ہے حق بطرف اوسکے چکھے تو مزا جانے
عزت کی کوئی صورت دکھلائی نہین دیتی | چپ رہیے تو چشمک ہو کچھ کہیے تو گالی ہے
از خویش رفتہ اوس بن رہتا ہی میر اکثر | کرتے ہو بات کس سے وہ آپ مین کہان ہے
حال بد گفتنی نہین میر ا | تم نے پوچھا تو مہربانی کی
پھر نہ شیطان سجود آدم سے | شاید اوس پردے مین خدا ہووے
روز آنے پہ نہین نسبت عشقی موقوف | عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے
میکدے سے تو ابھی آیا ہے مسجد مین میر | ہو نہ لغزش کہین صحبت ہے یہ بیگانون کے
دم آخر ہے کیا نہ آنا تھا | اور بھی وقت تھے بہانے کے
طبیبون نے تجویز کی مرگ عاشق | مناسب مرض کے دوا کیا لگا لی
اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہی تو کہین | القصہ خوش گزرتی ہی اوس بدگمان سے
اخیر الفت یہی نہین ہے کہ جلکر آخر ہوی تنکے | ہوا جو ہیا کی یہ ہے تو یار و غبار ہو کر اوڑ کر آوے
عدم مین ہمکو یہ غم رہیگا کہ اور دن پر اب ستم رہیگا | تمھین قدرت ہے ستانے ہی کی کسو پر آخر خدا تم
سرہانے میر کے آہستہ بولو | ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے

میرن تخلص میر عسکری عرف میرن مقیم دہلی شاگرد ثناء اللہ خان فراق

جالی کی انگیا تری دیکھ کے رشک ریا | ہاتھ ملے بطرح محرم اسرار لے

مینوش تخلص منشی شیوسہاے خلف منشی دیبی پرشاد عزیز باشندہ شاہجہان پور مقیم فرخ آباد

ہر گل گلشن کو مجھے عارض رنگین ترا | نرگس بیمار کیا آنکھون سے اندھی ہو گئی

حرف نون

ناجی تخلص محمد شاکر دہلوی معاصر نجم الدین آبرو سنہ ۱۱۶۵ گیارہ سو اٹسٹھ ہجری مین

انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

ماہرو جب سفید پوش ہوا — ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا
تیرے رخسار کے پرتو سے اے شوخ — پریخانہ ہوا گھر آرسی کا
غم نہین گردبری سے دل کو لیجاتا ہے وہ — پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ
عرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنی — ہٹ پہ آجاے وہ کافر تو خدا کی نہ سنی
تصور مین تری رخ کے گئی ہے نیند آنکھون سے — مقابل جسکے ہو خورشید اوسکو خواب کیا آوے

ناداں تخلص مولوی محمد بخش ساکن بریلی شاگرد کرامت علی شہیدی عروض و قوافی مین دخل معقول رکھتے تھے

پھر راہی زندان مین ہوا البدر رہائی — زنجیر مین انداز ہے زلفون کی رسن کا

نادر تخلص گنگا سنگھ لکھنوی شاگرد میر حسن

قاصد تو اس بہانے سے اوس پاس جائیو — یہ لسکا خط ہے مجھکو ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص ایک شخص دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ کا ہے

زلف کو کنا یہ لبتان عشق سے دوری ہے — ہر گرہ مین دل ہے اوسکی کانٹھ کی یہ بوری ہے

نادر تخلص میر محمد عارف کشمیری مقیم دہلی

سو طرح کی بات اگر کہیے تو کہتا ہی نہین — تجھ مین اور مجھ مین بجانون پڑ گئی یہ کیا گرہ

نادر تخلص ڈاکٹر سید آغا بنارسی شاگرد آتش مقیم کلکتہ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ان مین بہت بڑا عیب تہا کہ دوسرون کے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے تھے

نگاہ جب کہ ادھر کی تو دل کے پار ہوئے — خطا کبھی نہ ترے تیر کا نشانہ ہوا
سیکشی کا جو ہوا اوس بت نوخط کو خیال — خضر دریا سے لیے ہاتھ مین ساغر نکلا
تقدیر سے الجھا نہ مین تدبیر سے الجھا — الجھا تو تری زلف گرہگیر سے الجھا
دل یار کے گیسوے گرہگیر سے الجھا — دیوانہ جو الجھا بھی تو زنجیر سے الجھا

نادر تخلص نواب احمد حسین خان عرف نادر آغا

دوہری کلائی ہوگئی گجری کی جھونک سے | کنگن کا بوجھ اوٹھیگا مری نازنین سے کب

نادر تخلص مولوی سید نجم الدین حسین خلف سید قمر الدین مرحوم باشندۂ سیمنگر ایک مدت دراز تک ہندوستان مین رہے اندنون ٹالیگنج مین رہتے ہین شعر فارسی بہت خوب کہتے ہین رمل اور طب مین احیا دخل رکھتے ہین راقم کے دیوان اول کی تقریظ ۱۲۵۵ھ مین لکھی ہوئی ہے

ضبط کر رکھتا ہون ہون کو دل غمناک مین | ورنہ اس چرخ ستمگر کو ملا دون خاک مین
مے کی بدلے خون بی لون اوسکی گردن توڑ کر | محتسب بنتا ہون مین پھرتا ہے میری تاک مین
چاک ہی ہوگا گریبان ہو چلی بے جین ہم | جین ٹکواتے ہو دامان قبا کے چاک مین
تمھارے نیفہ سے نکلا ہے سانپ کا جوڑا | لٹک کے جھوم رہا ہے ازار بند نہین
عدو ہے وصل کی شب دست عشوہ دار اپنا | کہ طاقت کشش بند سینہ بند نہین
ہنسی کسی لب شیرین کی جب سے دیکھی ہے | پسند غنچۂ گلشن کا زہر خند نہین
جو نیند آگئی تمکو تو ہان سمجھ لون کا | نہین نہین یہ تمھاری مجھے پسند نہین
اوڑاتے پھرتے ہین ٹھوکر سے ہم پہاڑونکو | تلاش تیشہ نہین خواہش کلند نہین
مرے کمال کی شہرت سے ہند مین نادر | کہان نہین ہے صفاہان کہان خجند نہین
آہ رکتی ہے ضعف سے دل کی | سانس چلتی ہے سینہ چھل چھل کے
چڑھگیا ہے جنون جو زور ون پر | پرزے اوڑتے ہین اب تسلاسل کے

نادر تخلص مرزا کلب حسین خان بہادر ڈیپوٹی کلکٹر اٹاوہ خلف کلب علی خان بنارسی شاگرد ناسخ و آتش تذکرۂ شوکت نادری و دیوان انکا نظر سے گزرا

عشق و فن نے ہمکو چکائے بہت کنوئے | جیتے رہے تو نام ہی لینگے نہ چاہ کا
چوٹی کی فتح پیچ سے دلکو ہوئی شکست | آخر اسیر طرۂ طرار ہو گیا
ڈرتا نہین ہون گیسو کے عشق سے ذرا | دونگا حساب حشر مین بال بال کا
وہان نزاکت سے ہلچلی تک گران ہوا | کوہ غم رکھتے ہین یہان ہم ناتوان بالا
کہان زبردست آب و دانہ ہے گہر کا دیکھنا | نکلا دریا سے تو کیسا جلد پہونچا کان مین

سرخ ڈورے مین گندہا موتی نظر آنے لگا | اوسنے انگشت حنائی کو جو دابا دانت مین
دل مین ہوس زلف چلیپا نہین رکھتے | ہم سر نہین رکھتے کوئی سودا نہین رکھتے
ہم خاک نشینون سے کدورت نہین لازم | کیون آئینۂ دل کو مصفا نہین رکھتے
کہتا ہے کف دست مصفا کو دکھا کر | موسیٰ کی طرح ہم ید بیضا نہین رکھتے
نہین ہے خال لب تر کے پاس جلوہ نما | یہ شیر ہے کہ جو بیٹھا ہوا کچھار مین ہے

نادم تخلص رجب حسین خان ابن نواب مظفر حسین خان لکھنوی شاگرد مقصود عالم مقصود

اک اک گھڑی زیادہ ہے ایک یک سال سے | نادم ہے روز حشر شب ہجر یار کی

نادم تخلص ایک شخص دہلوی شاگرد میر حسین تسکین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

آج پھر دیکھین کہ ہوتی ہے سحر کس طور سے | شام ہی سے جوش پر کچھ نالۂ رسا گیر تھا

نارش تخلص مولوی الٰہی بخش ولد مولوی محمد صالح خیر آبادی شاگرد مظفر علی اسیر عزیزون مین مولانا فضل حق مغفور کے ہین

افسانۂ دراز ہے قصہ طویل ہے | نارش کہان تلک مین کہون ماجرا دل

نازمین تخلص مرزا علی بیگ دہلوی ریختی گو برخلاف جانصاحب کے انکی ریختی مین کچھ کچھ شاعری کا مزہ بھی ہوتا ہے

ہوئے عشاق مین مشہور یوسف سا | بوا ہم عورتون مین تھا بڑا دیدہ زلیخا کا
مین اپنے سر کو دھوتی ہون بوا اور یہ تماشا | موا بیٹھا ہے کیا خوش خوش کہ دن آیا تقاضا کا
کوئی بیٹھا ہو تجھے ہے کام اپنے کام سے | ارے نگوڑے آدمی سے تو تو حیوان ہو گیا
سونا کبھی شوہر کو میسر نہین ہوتا | عورت انھین باتون سے ترا گھر نہین ہوتا
کچھ ہو نہین سکتا ہے اور اسپر ہی اکڑنا | نیچا تو نگوڑے کا کبھی سر نہین ہوتا
ایسا کسی قحبہ نے لبھایا تھا کہ شب بھر | لیٹا تو رہا پاس پہ کروٹ ہی نہین تھا
میری نماز کھوئی اس مردوے نے آکر | اوٹھی تھی اے دوا مین کمبخت ابھی نہا کر
اے زناخی مردوا ہے بدگمان | تو نہ کر باتین ہمارے کان مین
رات بھر ہی وہی بات اور وہی چوما چاٹی | اے دوا ایسے ندیدے سے پڑا کام مجھے

فوارہ کی طرح سے ذرا بھی نہ تھم سکے
ہم ایک بوند پانی پہ کتنا اوچھل پڑے

دس گھر تو جیٹ چکے ہین کہانتک کرون ستم
کس جا بٹھائے دیتے ہے آب آسمان مجھے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکھنوی صاحب تذکرہ سراپا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدا بخش تاجر لاہوری کر کے لکھا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تھے چنانچہ خود شیخ ناسخ نے اس امر کے منع کرنیکی یہ رباعی مرقومہ ذیل کہی ہے واللہ اعلم بالصدق والصواب

رباعی ناسخ

کہتے رہے اعمام عداوت سے غلام
میراث پدر لینے مگر بائی تمام

اس دعوی باطل سے ستمگارون کو
حاصل یہ ہوا کر گئے مجھکو بدنام

رباعی دیگر از ناسخ

مشہور ہے گرچہ افترائے اعمام
پر کرتے نہین غور خواص اور عوام

وارث ہونا دلیل فرزندی ہے
میراث نہ پا سکا کبھی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بیشتر مثالیہ و پر مضمون ہوتے ہین اکثر اشعار شعرائے متقدمین و متاخرین فارسی گو کو بہت اچھی طرح سے ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچھ روز دن محمد جیسے تنہا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو گئے تھے سوائے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل نہین رکھتے تھے ۱۲۵۴ بارہ سو چون ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گزرا

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین
تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا

مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستون نے دعا
رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا

رشک مہتاب پر ہے کیا اوسکو
رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا

آتا نہین ہے دن کو بجز شب وہ اندنون
بدلا ہے شیوہ سے مزاج آفتاب کا

جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا
اثر سوز غم فرقت مین ہے ناجہنم کا

کافر ہون سیر ہم رہین محروم و اعطا
کر میکدہ پہ حکم نہ جاری فرات کا

آج دعوی اوسکی یکتائی کا باطل ہو گیا
بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہو گیا

سوال وصل مین لبنا پر پر و تیرے ابرو کا
اشارہ ہے برات عاشقان پر شاخ آہو کا

اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہی ہے لے
آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

ذبح کر ڈالون گا کرا کی تو بولا شب وصل
مین نے سو بار تجھے شرع سحر چھوڑ دیا

دینگے تیرے بازوئے نازک کو پھر تکلیف
لایو اپنے شہیدون کی نہ مدفن زیر پا

مرگ اک سوتی تھی ورنہ یہ کرا ہا شب کو
کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

اثر خون جگر مین کیا ہے آب زندگانی کا
نہین مرتا مین فرقت مین برا ہو سخت جانی کا

اگر ہو بحار پر سمندر یقین ہے ہو خاک دم مین ملک
سنا جو ہوا آفتاب محشر گھر نہ ہی داغ آتشین کا

دیکھنا اس گل کی بد ذاتی نہ پوچھے تا جواب
مجھکو لکھا ہے ترا خط لیکے آئے عندلیب

کبھی چھڑی جو نازسے اوسنے تہ ذقن
سب کو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ

بس بھی تدبیر اب اونکے بھگا دینے کی ہے
جی مین ہے ہو جاؤن عاشق چند روز غیر پر

دیر و یران ہین ترے عہد مین کعبہ ہی خراب
جمع ہین کل فرد و تیدار ترے کوچہ مین

ہون وہ میکش کہ نہ مستی مین کہون راز کبھی
لاکھ قلقل کہے شیشہ مجھے میخانہ مین

جو مجھکو یار نے مارا تو غیر کو کر دقتل
عزیز واسکے سوا اور انتقام نہین

ہاے یہ کہنا ترا رکھکر مری چھاتی پہ ہاتھ
ابتو اس دم نالہ آتش فشان کرتا نہین

کبھی ملجاے خدا اسکی مجھے یاس نہین
اے صنم پر ترے ملنے کی مجھے آس نہین

نکالا کاروان خط نے بھی آکر نہ اے ناسخ
مرا دل کیا بڑی ساعت گرا چاہ زنخدان مین

تنگ ہون زیست سے ہو جاؤن کسی پر عاشق
کوئی اور اسکے سوا مرنے کی تدبیر نہین

ہے تعجب آسمان تفرقہ انداز سے
ایکجا ہین عاشق و معشوق کیونکر ڈاب مین

سامنے ہین انگیا کی چڑیا کو نبت کی چنان
پلتی ہے بالی کی مچھلی موتیون کے آب مین

یہی کہتا ہے جلوہ میرے بت کا
کہ اک ذات خدا ہے اور مین ہون

ہے جو یون مکروہ طبع پاک کو مضمون غیر
وصل کا مضمون شایان اپنے دیوان مین نہین

جب وہ مسجد مین ادا کرتے ہین
سب نماز اپنی قضا کرتے ہین

سرسبز سبزہ ہو جو ترا پایمال ہو
ٹھہرے تو جس شجر کے تلے دو نہان ہو

دم اخیر تو کر لو نظارہ جی بھر کر
الٰہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو

جو ہو تا وصل قسمت میں پھر تا یوں خدا مجھے
کہ طالع سب کے ہیں علوم اوس طفل برہمن کو

سیاہی بن گئی شنگرف کیا تاثیر ہے قاتل
لکھا میں نے جو تیرے عارض گلگوں کے مضمون کو

کرتے تھے فاش نشہ میں بدمست سیر غیب
اسواسطے حرام کیا ہے شراب کو

کرتے ہیں مشہور اوس محبوب کا مجھکو عدو
میری دشمن بھی نہاں رکھتے ہیں میرے راز کو

شمشاد سرو میں یہ خوش آواز یاں کہاں
طوبیٰ کہوں میں قامت موزون یار کو

معشوقوں سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
نادان کوئی دنیا میں نہیں تم سے زیادہ

ترا تجی دکھانا اے معلم طفل بدخو کو
ہمارے تو سن عمر رواں کو مارتا ہے

جب نہ تب نالۂ سوزاں سے جلا خانۂ دل
نہ ہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجائے

تنگ آکر جب کہا میں نے کہ مرجاؤں کہیں
بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے

تکلم ہے فقط ہے اوس صنم کا
خدا کی طرح گویا بے دہان ہے

آتے آتے کیوں نہ اوسکے پاؤں بھاگ جائے
صبح ڈرتی ہے بہت میری شب دیجور سے

ہوں وہ غمگین کہ لب نہ ہنسی سے ہو آشنا
دیوار قہقہہ بھی جو آئی نظر مجھے

رکھو کسیطرح تو سروکار مہربان
کرتے رہو جفا ہے وفا گر نہ ہو سکے

فراق یار میں نفرت ہے مجھکو بادہ خواری سے
کہیں زاہد نہ کردی متہم پرہیزگاری سے

ہم بوسہ مانگتے ہیں وہ کچھ بولتے نہیں
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے

جینا فراق کا نہیں ہرگز حساب میں
مدت ہوئی کہ مرچکے ہیں ہم حساب سے

رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہے بلند
آسمان کہتے ہیں جسکو میرے گھر کا بام ہے

ہوگئی صبح شب وصل اوسکے جاتے ہی سیاہ
آفتاب اپنی نظر میں اک چراغ شام ہے

راز کا چاہیئے عاشق کو چھپانا ایسا
دلبر ہو ذکر صنم ہاتھ میں قرآن ہو دے

مارتے ہیں صاف قہقہہ مست کو ہوتا ہے جب
یعنی اوسکے ہوش میں آنے کی یہ تعبیر ہے

عاشقوں کیطرح تو اوسکو مٹا دے سونخیر
یہ خط رخسار ظالم نامۂ تقدیر ہے

نام خدا لیا جو نکیرین کے حضور
مر کر بھی اے صنم مجھے اخفائے راز ہے

دو چار حزن ہو نہین اگر اور یہی ہم سے
ہستی کیطرف نہ نکرے کوئی عدم سے

ڈرتا اثر کا اوسکو تھا وہ بھی نکل گیا
نادم ہوا ہون منہ سے مین نالہ نکال کے

اوس پری نے دی نہ [illegible] انگشتری
ایسی آئی باد مین گویا سلیمان ہو گئی

تاب سننے کی نہین بہر خدا خاموش ہو
ٹکڑے ہوتے ہین جگر ناسخ تری فریاد سے

مرے محل نشین کے آگے لیلی کا جو مضمون ہے
وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے

ہے عیان جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین
سوجھے کیا زاہد تجھے آنکھون کے آگے ناک ہے

وصل کو لکھا ہے ناسخ درد عاشق کی دوا
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے

پانی بھر آیا ہے قاتل یان دہان زخم مین
میان لے لیتا ہے جب منہ مین زبان تلوار کی

وصل کی شب چاندنی دیوار سے جانے نہ پائے
منتین کرتا ہون ہر خار سر دیوار کی

فلک پہ چاند کو مجنون نے جب دیکھا تو یہ سمجھا
کہ لیلی جھانکتی ہے منہ نکالے اپنے محمل سے

دونون کان کر چکا ہون مین اے ناسخ امتحان
سیدھی مین مہر ہے نہ وفا برہمن مین ہے

مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
آفتاب اونچا ہوا ایسا کہ تارا ہو گیا

سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
غل مچا یا قمریون نے بھی مبارکباد کا

عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
دیکھو قابیل نے کیا حال کیا بھائی کا

جو پری پیکر نظر آیا وہ ہے زر کا سطیع
ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا

جی لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
بجھتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا

وہ روے کتابی تو ہے قرآن ہمارا
کہتے ہین جسے عشق ہے ایمان ہمارا

ہو گیا قرآن کا پڑھنا غضب
اوسکو درد لنترانی ہو گیا

کیا گذرا اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا
کھل گیا مسی سے رستہ بند ہے ظلمات کا

انڈا کھٹک کے نکلے ہے باہر تو کیا ہوا
بلبل کو جسم بیضۂ فولاد ہو گیا

کسقدر آشفتہ خاطر ہون خیال زلف مین
جاگنا بھی اندنون خواب پریشان ہو گیا

رات بھی دن ہے ہمیشہ پرتو رخسار سے
آسکی تیری گلی مین کب ہے یار اشام کا

ہر گیسو کا نسبت ہے اور توڑا سانپ کا
تیری کنگھی نے تھم ہر دانت توڑا سانپ کا

مری آنکھوں سے کیا نسبت کہ قطرہ ابر نیسان کا
در نایاب ہو سکتا ہے آنسو ہو نہین سکتا

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
کب سے کرتا ہون مین شراب شراب

ناسخ یہی تجھ سے پوچھتا ہے
کیسا ہے مزاج یار قاصد

حسن کو چاہیے انداز و ادا و ناز و نمک
لطف کیا گر ہوئی گورون کی طرح کھال سفید

باب توبہ تو کھلا ہے تو سہی جاؤن وہین
کر لیا ہے تو نے دروازہ جو اے خمار بند

کہتے ہین ہوتی ہے بات اولٹی پر زیادونکی
اے پری ہے ترے اقرار سے انکار بلند

ہوئی یہان آمد و رفت نفس بند
قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند

کان مین محبوب کی آواز بھی آتی نہین
کیا شب فرقت مین مجھکو رشک ہے ہر خلخلہ

کرتی ہے مجھے قتل مرے یار کی رفتار
تلوار کی تلوار ہے رفتار کی رفتار

کیا ہلین تکیہ سے سائین کونڈی سونٹا چھوڑ کر
پاس ہے اکسیر کی بوٹی نہین پروا زر

مردونکو جلاتی ہے ترے ناز کی آواز
اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز

لو تھی گرچہ شب وصل نے کی ہے لیکن
ہو تری عمر شب ہجر سے اے یار دراز

کب شب ہجر تھی درازی مین
کوتھی مین ہے جسقدر شب وصل

کچھ تری بات کو ثبات نہین
ایک ہان ہے تو پانچ سات نہین

ہائے کیا وہ بھی زمانہ تھا جو کرتے تھے بسر
وصل کی شب جاگنے مین روز فرقت جوانی

اک نگہ کرتی ہے قتل ایک، نگہ دیتی ہے جان
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین

دھوم عالم مین مچی ہے تری بدنامی کی
ہائے ناسخ تجھے کچھ عار نہین ننگ نہین

آواز ہے مانند مزامیر گلے مین
تحریر ہے گویا تری تقریر گلے مین

جو روز ہے وہ طول مین گویا ہے روز حشر
برسون سے دو پہر نہین ڈھلتی ہے ہجر مین

مرجلا ہون امید واری مین
ایسے ہان سے وہ کرتے کاش نہین

کعبہ کیا دل کیا حرم کیا دیر کیا میخانہ کیا
تھا چاک جیب صبح تو مشہور اے جنون
مین تیرہ بخت شام غریبان دریدہ ہون

دونون اوس غار تگر دیر و حرم کے یار ہین
یہ سبب ہے ربط جو شیخ و برہمن مین نہین

تو کر پرواز اب ہی اے طائر جان اکیدم رخ
وہ باہر آنے پر ہین اب کبوتر بند کرتے ہین

آگے ترے انکھون کے چہ کارا ہے پر یرو
ہر چند کہ ہوتی ہے چکارے کی بڑی آنکھ

کوئی جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
کوئی اہی جوش جنون پیدا ٹھکانا کیجیے

اسقدر کہا تری فرقت مین غم
دل ہمارا زندگی سے سیر ہے

آگئے ہین کسقدر ہم بھی فریب عشق مین
بت کو اک مدت تلک سمجھا کیے اللہ ہے

ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول
صبح ہوتے ہوتے اپنی ہو رہے

اسقدر بے یار ہون نرم خزان مین بیقرار
ہے مشابہ حال میرا صوفیون کے حال سے

کسی نعمت سے مین واقف نہین جز بادہ تلخ
زاہدا تو سمجھ تارک لذات مجھے

جنون لیسند مجھے چھاؤن ہے بولون کی
عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولون کی

امید وصل مین ہم جھولتے ہین برسون سے
وہان رضیو نہین تیار یان ہین جھولون کی

تو وہ شیرین ہے کہ تجھ پر ہوئی شیرین فرہاد
تو وہ لیلی ہے کہ تجھ پر ہوئی مجنون لیلی

گزر اوس پری کا ہے اکثر چمن مین
درختون کو سایا ہوا چاہتا ہے

ہوا یقین نہ روزی ہوئی مری مقبول
کہ عید کو نہ کیا اوسنے ہمکنار مجھے

غم و یاس و درد و داغ و
ہو سکین مجھسے عوض کیا ترے احسانونکے

تم ہو مری طرف سے مقرر بھرے ہوئے
خالی مجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوئے

ہون گاہ ادہر گاہ اودھر آٹھ پہر مین
سایہ کی طرح یار کی دیوار نہ چھوٹے

وصل کسکا وہ تو مجھسے رات بھر
مثل گیسو بے سبب برہم رہے

تری آرزو ہو اگر آرزو
یہی آرزو ہے اگر آرزو

ہے الف سا قد تصور مین یہان آٹھون پہر
دل ہمارا ہے کہ پیشانی کسی آزاد کی

رنج غربت دشت وحشت کین دشمن ہجر دوست
کسطرح ہو شاد مانی خاطر ناشاد کی

اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے
جان شیرین مفت مین جاتی رہی فرہاد کی

جسکو ناکا بچ گیا چوکی جسے مارا اوسے
ٹھکہ تیر اندازی آتی ہے نئے انداز کی

رنگ تو کیا کٹ گئے ہین دیکھنے والونکی سر — تیغ سے ہے چال اوس محبوب بے پرواہ کی
یہ نزاہت یہ نزکت ہو کہان سونی مین اے نسخ — تن محبوب مین خالت ہی دست اقتدار سونپی
پوچھا جو روکے یار نے ناسخ کی حال کو — ہنسکر کہا رقیب شقی نے گذر گئے
دیکھا جسے ہو گیا وہ عاشق — تیری آنکھون مین موہنی ہے
دنیا ہے کہان سایہ برسے وقت مین کوئی — پتھر کو لگی چوٹ شرارے نکل آئے
ہین حسین اور بھی پر تجھہ مین ہے ہر بات نئی — دھج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی
کی جو خیاط ازل نے تری پوشاک درست — بچ رہی قطع مین یہ شمس و قمر دو ٹکڑے

ناصر تخلص سید ناصر نواب دہلوی خلف خواجہ محمد ناصر امیر نواسۂ خواجہ میر درد قدس سرہ
شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک

ہے دلمین اونکے غیر کی صورت بسی ہوئی — دلمین بھی اب تو اونکو بٹھایا نہ جائیگا
قسمت مین غم ازل سے ہے رونے سے فائدہ — تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جائے گا
کیون اوسکے بزم ناز مین ناصر گئے تھے تم — دیکھا وہ کچھ کہ جی سے بھلایا نہ جائے گا

ناصر تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ناصر نے اس مزے سے اوٹھائی جفا کہ اب — اونکو بغیر اوسکے جفا ہے نہین پسند

ناصر تخلص سعادت خان خلف رسالت خان متوطن گلینہ مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا
محمد حسن مذنب مرثیہ گو ایک تذکرہ اور تاریخ دیوان انسے یادگار ہین

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر — ایسا نہو کہ منہ پہ کوئی بات لائے زلف
کہتے ہین قامت جانان کی زبانی یہ ہم — چھوٹے قد پر ہین بڑی فتنۂ محشر بلکین
تیر جیسے ہین نہین ہین یہ کمانین ویسی — نوک کی ابرؤن سے لیتی ہین خود سر بلکین
عقدہ کی شکل یار کو کیونکر دکھائیے — آئینہ دیجئے دم دشنام ہاتھ مین
زینت عارض سادہ ہین ترے بالہ رو — چار چاند اوسکو لگے تو جو ہوا چار ابرو
اوتر گیا منہ نوکی طرح ہمارا منہ — نہ دیکھا دیکھہ کے اوسکو اگر تھا رانہ
اے بت ترے خیال کا احسانمند ہون — پتلی کیطرح اوسنے رفاقت کی آنکھہ سے

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ خلف نواب مظفر جنگ نبیرہ شمشیر جنگ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا

آگے تو تھی ہی برسر پیچش کمند زلف | پیچھے پڑی ہے کیلیے چوٹی بلا ہوئی

ناصر تخلص میر ناصر علی خلف مرزا محمد علی باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد اکرام علی تواہ

حفظ بیمار کو رکھتے ہین سرہانے تلوار | کیا مناسب ہین ہمدرد بیمار ابرو

ناصر تخلص ابو محمد ولد سید اکرام علی برادر ابو تراب نسخ باشندۂ لکھنؤ شاگرد عرش صاحب دیوان ہین

بوٹا سا قد وہ گلشن عالم کی ہے بہار | گلبرگ تر کے ہاتھ ہین برگ سمن کے پاؤن

دل محو یا بوسی آہوے چشم ہے | کیا سحر ہے کہ شیر نے چومے ہرن کے پاؤن

ناطق تخلص شیخ احمد شاہ ولد شیخ محمد شاہ باشندۂ سکندرپور شاگرد مرزا عنایت علی ماہ اکبر آباد کی عدالت دیوانی مین وکالت کرتے تھے

زلف کا مضمون کیا تحریر اپنے ہاتھ سے | ہمنے ڈالے پانون مین زنجیر اپنے ہاتھ سے

ناطق تخلص مرزا احمد فرخ آبادی خلف مرزا محمد معلوم نہین کہ یہ اور شیخ احمد شاہ ناطق ایک ہین یا نہین اسلیے الگ شعر جداگانہ لکھا گیا

وہ نقاب اوٹھا لے تو خورشید قیامت ہو عیان | ہم اگر نعرہ کرین دم بند ہووے صور کا

ناطق تخلص لالہ جگناتھ فرخ آبادی خلف لالہ لالجی

جب تلک خانۂ دل درد سے آباد نہو | عمر بھر خاطر عشاق کبھی شاد نہ ہو

ناظر تخلص میر غلام شبیر ابن میر کاظم علی مرثیہ خوان متوطن اٹاوہ

اوس کافر بد خو سے اگر راہ نہ ہوتی | گمراہ طبیعت کبھی واللہ نہ ہوتی

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور بریلی خلف نواب مجد سعید خان بہادر شاگرد اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین شعر صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین لیجس لٹیو کونسل ہند کی ممبر ہو کر ۱۸۶۴ء اٹھارہ سو چونسٹھ عیسوی یعنی ۱۲۸۱ بارہ سو اسی ہجری مین اشرف البلاد کلکتہ مین رونق فرما ہوئے تھے

دیوان انکا نظر سے گزرا

دل سے ایجان کر شمن نہ اوتارا ہوتا — چڑھ گئے تھے ہم اگر زد پہ تو مارا ہوتا
بچے نہ سیم و زر اسے نہ دین و دل چوٹی — کچھ اور خاک نہین جانتے مگر لینا
چلے ہو دشت کو ناظم اگر ملے مجنون — ذرا ہماری طرف سے بھی پیار کر لینا
کیون آکے کہو در پہ کہ وہ گھر مین نہین ہے — کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز
کہتے ہین کہ وہ بھی یہی کہتے ہین کرون کیا — کہتے ہو کہ دلجوئی اعدا نکرو تم
مین جانتا ہون میری فغان سے اوڑی ہے نیند — وہان جاگتے ہین غیر کے وہ انتظار مین
آدمیت نہین تجھمین یہ عدو کی ہے غرض — یون پری کہنے مین مانا تری تحقیر نہین
اور کیا نالۂ و فریاد سے حاصل مجھکو — پھیر دیجے کہین گھبرا کے مرا دل مجھکو
جنت مین شہد و شیر گل و میوہ ہو تو ہو — ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وہان مے حلال ہے
ہے وہ تقریب فراق اور یہ تمہید وصال — وصل سے لطف سوا نالۂ و پیغام مین ہے
کہیے اگر کہ طرز ستم ناپسند ہے — کہتے ہین واہ آپ کی بھی کیا پسند ہے
حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون کیونکر — وہان بھی جھنجھلا کر کہے یوسف علیخان جھوڑو

ناظم تخلص ایک شخص لکھنوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

وصل کا ایسا ہو گیا اوسکے بدن سے ممبر اثن — رات کو مین یار سے اک جان دو قالب ہو گیا

ناظم تخلص میر بچے باشندۂ دہلی والد انکے شجاع الملک کے ساتھ ولایت سے ہند مین آئے تھے کیمیا گر مشہور تھے

دیکھہ ہمراہون کو جون نقش قدم — ہم نے اب عزم سفر چھوڑ دیا
ہزار حیف کہ راہ چمن بھی بھول گیا — قفس سے چھوٹ کے آیا جو مبتلا زدہ
کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شاید — لگ آئی ہے گیسوے سمن بو سے کسی کی
نقش قدم کی طرح اوٹھا مت ہمین صبا — اس راہ مین پڑی ہین ہم آرام دیکھکر

ناظم تخلص درگا پرشاد ولد جھوٹی لال باشندۂ شمس آباد

جو اوسکے کاکل و رخ کے ہین شیدا — اونھین کیا کام ہے شام و سحر سے

ناظم تخلص شیخ غلام یسین خلف شیخ غلام قادر باشندۂ تاگرام ضلع فرخ آباد

نگاہ ناز نے اکدم مین کر دیا بسمل | اثر کہان یہ دم تیغ آبدار مین ہے

ناظم تخلص پنڈت کامتا پرشاد منظم راج بھرت پور ابن پنڈت بدری ناتمہ لکھنوی

دکھلا ہے ہر اک اشک نے سو طرح کی طوفان | باقی تجھے حسرت ہے کچھ اے دیدۂ تر اور

ناظم تخلص میر ناظم علی ولد قاضی گلزار علی باشندۂ سلون توابع لکھنؤ شاگرد آباد

ہاتھون سے اپنی توڑتی ہو پھول بار بار | لگتین کہین نہ جان تمہاری کلائیان

ناظم تخلص پنڈت شیو پرشاد ولد پنڈت مانک چند باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

پانی مین آگ لگ گئی اوٹھنے لگا دھوان | دھوئی جو اوسنے نہر مین مہندی لگا کی ہاتھ

نافذ تخلص مرزا علی خلف مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد مولوی شہید

ضبط گریہ کیا کرین دل ہے نہ قابو مین ہا | بحر ہستی مین بپا اشکون کا طوفان ہو تو ہو

ناکام تخلص مکرم علی فتح آبادی کبھی دہلی اور کبھی آگرہ مین رہتے تھے

دراز کیجو مت ہاتھ دامن گل تک | سنیگا کیا کہین بلبل سے کچھ بر اگل چین

نالان تخلص منولال کھتری باشندۂ دہلی

کہتے ہین تیری گلی مین اک جوان مار گیا | دیکھ تو اے بیخبر جا کر کہین نالان نہ ہو

نالان تخلص میر احمد علی دہلوی مقیم مرشدآباد شاگرد سودا

کہان بجال کہ تم سے کہین کہ یہان رہیے | مزاج خوش ہو جہان آپکا وہان رہیے

نالان تخلص میر وارث علی ولد میر زائی باشندۂ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گزرے

یک بیک شام کو وہ یار جو گھر سے نکلا | لوگ حیران ہوے یہ چاند کدھر سے نکلا

چین سے بیٹھنے کہین نہ دیا | مجھکو میری ہی بدگمانی نے

نالان تخلص نور علی بیگ

ہون شہید اے دوستو اوس ابروی خمدار کا | پہل چڑھانا میرے مرقد پر تو پہل تلوار کا

نالان تخلص محمد عسکری کشمیری دہلوی شاگرد مصحفی بیس برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ نوے برس کی عمر مین وفات پائی

کانون پہ جب رکھتا ہے گل ایک اسطرف ایک اسطرف ایک اور شمع
شمس و قمر رہتی ہین تل ایک اسطرف ایک اسطرف ایک اور شمع

سحر کرنے کا ازبس خیال رہتا ہے
شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہے

وہ بدگمان ہون کہ اوس بت کے سایہ پر بھی مجھے
رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نالان تخلص محمد جان ولد مرزا مہدی علی خان صوبہ دار بانس بریلی باشندہ لکھنؤ شاگرد موجی رام موجی و مصحفی

عاشق مزاج کہتے ہین بچپن سے مجھکو لوگ
آتا نہ تھا کبھی مجھے آرام دوش پر

نامی تخلص سعید الدولہ علی محمد خان بہادر خلف میر بندہ علی بن سیف الدین احمد خان دہلوی باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ کربلا کی زیارت کرکے کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے دوستون مین ہین

گر جانتے ہشیاری غفلت کو اطبا
رکھتے نہ رگ عاشق مدہوش پہ انگشت

یہ عکس نہین سرو کا اے بلبل نالان
ہے جوی چمن کی لب خاموش پہ انگشت

نامی تخلص آغا حسن عرف میرن صاحب ولد میر بندہ حیدر متوطن خراسان باشندہ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

لذت نشہ سے واقف نہین رہنا رنگین
چشم ساقی کو ہوئین دیکھکے سرشار آنکھین

نامی تخلص لالہ متھن لال کایتھ باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی

دامن سے اوسنے جھاڑی جو بیکر تراب گرد
آئی یہ بو کہ ہوگئی بوے گلاب گرد

نامی تخلص مرزا رجب علی بیگ لکھنوی برادر زادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان

بسکہ مدت سے تھی راہ انتظار یار پر
جا گئی آخر سفیدی دیدہ خونبار پر

نامی تخلص بہادر الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان دہلوی قرابت دار والی لکھنؤ خلف مرزا محمد غیاث شاگرد میر حسن خلیق

دم شماری مین مجھے چھوڑ کے جانا کیا تھا
جان جانیکو بھی عاشق کی نہ جانا کیا تھا

ہین اوس نہال حسن کے ہم دل پہ بار حیف
نخل امید عشق مین آیا نہ بار حیف

جنبش باد سے شاخ گل تر لچکے ہے
یا دم باد بہاری سے کمر لچکی ہے

امید دل دہی اوس سنگدل سے سخت بیجا ہے
مگر ان چاہنے والون کا پتھر کا کلیجا ہے

تسخیر دل اونکا ہے نظر آئے ہین جس سے
تعویذ وہ ڈھلکے ہوئے بازو سے کسی کے

نامی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے
ق آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آدیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندھی ہے اسدم
گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

نایاب تخلص عباس علی باشندہ کلکتہ مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

وہ پردہ نشین ہمکو اشارے سے بلائے
اے شوق بیان کچھ تری تاثیر ہو ایسی

نبی تخلص میر غلام نبی بلگرامی ہمشیرزادہ میر عبد الجلیل موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے دوہرہ خوب کہتے تھے

رباعی

از بسکہ خیال دوست ہے وہ مایۂ ناز
اس طرز سے ہے اوسکے سخن کا انداز
خامہ کی زبان سے جون نکلتے ہین حرف
پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

نثار تخلص شیخ محبوب بخش خلف شیخ محمد افضل باشندہ بجنور اسسٹنٹ انجینیر فرخ آباد

آتی نہ طبیعت کبھی اوفتنہ گر ایسی
مین جانتا پڑ جائیگی آفت اگر ایسی

نثار تخلص منشی سد اسکھ خلف منشی سیتل پرشاد باشندہ دہلی مقیم الہ آباد شاگرد سودا صاحب دواوین اردو و فارسی دبھاکھا و مثنوی گزرے

ہمارا ہے دل جب ہمارا نہین ہے
تو شکوہ ہمین کچھ تمہارا نہین ہے

نثار تخلص نثار علی بلگرامی

اوترے ملک فلک سے یوسف زمین پر نکلے
ممکن نہین کہ تجھ سا کوئی کہین سے نکلے
بوسے کی بدلی گالی شیرین لبون سے پائی
یہ بھی نصیب اپنے زہر انگبین سے نکلے

نثار تخلص میر عبد الرسول اکبر آبادی معاصر میر تقی میر منصبدار شاہی تھے

ہاتھ سے ان جامہ زیبون کے نکل جائینگے ہم
یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلائینگے ہم
ماہ رو کی جو مہربانی ہے
یہ مدد ہم پہ آسمانی ہے

اوسکے رخسار دیکھہ جیتا ہون — عارضی میری زندگانی ہے
تم انجمن ہین رات عجب آن سے گئی — بسمل کئی پڑی ہین کئی جان سے گئی

نثار تخلص میر افضل علی عظیم آبادی

یہی خوف رہتا ہے بسمل کے دل مین — ترحم نہ آجاے قاتل کے دل مین
اے صبا جاکے تو اتنی تو خبر کر کہ نثار — آستانی یہ کھڑا ہے تری سر ہاتھہ مین ہے

نثار تخلص محمد امان دہلوی خلف سعادت اللہ معمار شاگرد شاہ حاتم دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکے پاؤن سے لگی رہتی ہی دن رات حنا — خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا
مثالِ برق شیوہ ہے ہماری آفتِ جانکا — کہین دمکا کہین چمکا کہین تاکا کہین جھانکا
ہزارون جیب گل کیونکر نہ پرزی اس ادا پر ان — قیامت جوم جاتا ہے ہر ایک ٹھوکر مین داتا کا
پوچھا جو اوسنے خوش ہو کہا مینے شکر ہے — بولا کہ ہے یہ شکر شکایت بھرا ہوا
اے شمع نقل تونے یہان اصل کر دکھائی — کیا خوب سانگ لای اس بزم مین ستی کا
گزرا مرے مزار سے دامن سنبھالتا — کیا خاک بہر غبار مین دل سے نکالتا
شب کو وہ کوٹھہی کوٹھے گہر ہار آرہا — غیر در وازے پہ بیٹھا راہ ہی تکتا رہا
ہمسے لڑنے دو اونہین کوئی بنو لو درمیان — ایسے ایسے آگے جھگڑے ہو چکے ہین بارہا
سو بات پوچھیے تو ندے ایک کا جواب — کردے تھکا تھکا کے ہمین یونہین کا جواب
جہان ذکر اوسکا آتا ہے مرا جی لوٹ جاتا ہے — کروں کیا اختیار اپنا نہین بے اختیاری ہے
ہم سے ہو زر و سیم کی تدبیر سو کیا خاک — دنیا مین بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک
برنگ لب ہے طرفہ آشنائی آہ ہم تم مین — کہ ہو جاتی ہے باتون مین جدائی آہ ہم تم مین
مین جو کہا لیگئی زلف تری دل مرا — ہنسکے کہا سب غلط اوسکی بلا لیگئی
خوبی مین ترے حسن کی کچھ حرف تو کب ہے — لیکن یہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے
اوس آینہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہے — ظاہر مین صفائی ہے باطن مین کدورت ہے
گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے — اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے

نجابت تخلص سید کلب علی ولد سید حسن علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

آمین رقیب کہتے ہین بے ساختہ وہین — دیتے ہین بد دعا جو وہ ہم کو اوٹھا کے ہاتھ
بیداد سے ستون کے ہراسان نہ ہو دلا — انصاف تیرا حشر کو دن ہے خدا کے ہاتھ
بوسہ کے مانگنے پہ نجابت وہ ہین خفا — رکھونگا سر کو پاؤن پہ جوڑ دونگا جا کے ہاتھ

نجابت تخلص سید زین العابدین فضائلؔ فارسی انکے نہایت عمدہ ہین

یہان تلک سر کو پٹک ہجر مین توڑی ہے پتھر — کہ نہین دامن کہسار مین جوڑے پتھر
آنکھین پتھرا گئین قسمت ہین ٹپکتے آنسو — بل بے ہجران تری قدرت کہ نچوڑی پتھر

نجابت تخلص شیخ حسن رضا دہلوی مرثیہ گو مقیم ضلع سارن سنہ ۱۲ بارہ سو سات ہجری مین فوت کی

کوئی عنوان نہ دیکھا کفر و ایمان مین جدائی کا — ہر اک بت مین نظر آیا ہمین جلوہ خدائی کا

نجابت تخلص شنکر سروپ ابن رام سروپ سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کیا چل سکے گا جادہ الفت مین زاہدا — یہ راہ وہ ہے جسمین ہر اک کا گذر نہین

نجد تخلص مرزا محمد عباس ولد مرزا حیدر لکھنوی شاگرد میر وزیر صاحب دیوان ہین

دیکھا کبھی نہ چشم ترحم سے سوی دل — نکلے نہ اے نگار کبھی آرزوے دل
دیکھا نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر بھی ادھر کو — ہمسے نہ کبھی چار ہوئین یار کی آنکھین
جوہر ترے جانباز کی کھل جائینگے جبدم — کھل جائینگی قاتل تری تلوار کی آنکھین

نجف تخلص میر نجف علی شعرائے قدیم مین ہین

کسطرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانون کو — ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانون کو

نجم تخلص سید اشرف علی بنارسی

سمٹی چادر مہتاب کہدو ماہ کامل سے — نکلتا ہے وہ خورشید قیامت اپنی منزل

نجم تخلص میر نجم الدین ولد میر قمر الدین دہلوی صاحب دیوان ہین

نظرون نظرون مین ہو گیا غائب — ہو گیا طرفہ ماجرا دل کا
نجم کیون اتنی بیقراری ہے — تو ذرا کہنہ تو ماجرا دل کا

تری چشم خمار آلودہ کے مانند اے ساقی
اگرچہ مست ہون لیکن بہت ہشیار پہرتا ہون

یہان جو آیا ہون تو شاید مری موت آئی ہے
تیرے کوچہ مین مگر مجھکو قضا لائی ہے

نجم تخلص محمد رضا خان داروغہ خزانہ و نائب خانسامان بادشاہ لکھنؤ ولد محمد قاسم طباطبائی برادر زادہ مختار الدولہ باشندہ لکھنؤ شاگرد نظام الدین ممنون صاحب دیوان اردو فارسی ہین

اخگر اوڑا رہا ہے جو مثل انار دل
دکھلا رہا ہے ہمکو خزان و بہار دل

ہے بار سے امید عبث نجم دم نزع
لیتا نہین اسوقت مین کوئی خبر دل

نجم تخلص مولوی انعام اللہ شاگرد میر وزیر صبا خلف مولوی ولی اللہ ابن مولوی حبیب اللہ باشندہ لکھنؤ محلہ فرنگی محل

غضب کی بے نیازی ہے نہین کچھ بولتے منہ سے
یہ بت اللہ اکبر کسقدر مغرور ہوتے ہین

نجم تخلص میر نجم الدین علی خان داروغہ ضلع جہانسی خلف حکیم ابو سعید خان

عیسے سے دوا عشق کی ہرگز نہین ہوتی
یہ وہ ہے مرض جب کوئی مرجاے تو جاے

نجم تخلص میر نجم الدین احمد خلف میر عنایت علی متوطن بریلی تحصیلدار فرخ آباد

سنا کہے اور تھکیا دنیا سے وہ آج
گرایا کل جسے تیرے نظر سے

نجم تخلص مولوی نجم الدین احمد خلف مولوی احمد علی باشندہ چریاکوٹ ضلع اعظم گڈھ

شرم سے آتش دوزخ ہوئی پانی پانی
منفعل جرم سے جب نجم گنہگار آیا

نجیب تخلص میر بہادر علی شاگرد فراق

اگر حنا ترے ہاتھون سے خونبہا دل کا
تو لونگا دست نگارین سے خونبہا دل کا

نحیف تخلص حق وردی خان

فرستہ پوچھنے مجھسے جو کچھ مزار مین آئے
تو بولون مین کبھی جب تک نہ نکل مار مین آئے

نحیف تخلص سید برکت علی مراد آبادی

ابھی مین شہر خموشان مین ڈالدون اک شور
خدا جو دے مجھے اکدم کو بھی مزار مین دخل

یہان تلک تو رکھا تیرے عشق نے مجبور
کہ اپنے قابو مین دل ہے نہ اختیار مین دخل

سخیف تخلص نواب مہدی علی خان بہادر خلف نواب حفیظ اللہ خان مرحوم داماد نواب احمد علی خان بہادر والی رام پور لندن کی سیر ہی کی ہے انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

اونکو غفلت مری جانب سے اگر کچھ ہی نہین	بے خبر کیون ہوئے ایسے کہ خبر کچھ ہی نہین

سخیف تخلص محمد عوض علی خلف نصیر احمد شاہ باشندہ فرخ آباد

خفا ہو کے محفل مین آئے ہوئے ہین	غضب کے وہ تیوری چڑھائے ہوئے ہین

ندا تخلص مرزا معین الدین دہلوی خلف مرزا احمد بخش ابن شہزادہ خجستہ بخت شاگرد مرزا کریم الدین رسا

کیا خاک ہو پھر دوستی کی اوس سے توقع	جسمین نہ مروت ہو نہ ہو پاس وفا کا

ندرت تخلص شیخ عابد علی خلف شیخ امانت علی خان باشندہ سکندرہ فرخ آباد

بوگیسوے پر پیچ کی لٹ سنگھا دُ	مدت سے پریشان ہین پریشان بنھا دُ

ندرت تخلص مرزا امثل مرثیہ اور سلام مین امامی تخلص کرتے تھے

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو پیار نہ ہو	کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ندیم تخلص مرزا علی مرثیہ گو باشندہ دہلی معاصر میر تقی

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جیتے ہین	بجاے موبدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

ندیم تخلص سید محمد عسکری متوطن کڑا ضلع الہ آباد شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

زمین قبر سے مجھکو بڑی ندامت ہے	کہ مشت خاک نہین بے فشار کے قابل

ندیم تخلص شیخ علی قلی مرثیہ گوے دہلوی معاصر سودا نواب محمد جعفر خان کے عہد مین مرشد آباد مین وفات پائی

بیقرار عشق کو ہے زندگی نقص کمال	مر چکے سیماب تب سکتے ہین یہ اکسیر ہے

ندیم تخلص سید پیارے صاحب لکھنوی

جلد وہ بجلی کہین اوس رشک قمر کی چمکی	کہ دگرگون نظر آتی ہے جگر کی صورت

ندیم تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا علی نقی بیگ صوبہ دار باشندہ فرخ آباد

شبیر بن سخنی غبر دن سے دہان کرتے ہو تم تو | کرتا ہے بہان شور نمکخوار تمہارا

ندیم تخلص محمد شفیع ولد میر محمد رفیع لکھنوی شاگرد مہدی علیخان قبول

گرداب بلا مین پھنسے دیکھے جو بشر ناف | دریا شکم صاف ہے دریا کا بھنور ناف
یوسف تمہارے سامنے بازار مین جو آئے | دیکھے کبھی نہ اوسکو خریدار آنکھ سے

نزار تخلص سید قاسم علی ولد میر احمد علی شاگرد مصحفی وطن انکا مشہد بزرگوار دن نے انکی پہلے دہلی مین بعد ازان فیض آباد مین سکونت کی تھی انکا مولد و مسکن لکھنؤ ہے

دل دے تو بیٹھے اوس بت بے پیر کو نزار | پھر کیون پکارتے ہو یہ ہر دم کہ ہاے دل

نزار تخلص خواجہ محمد اکرم شاگرد میر تقی میر

کیا کیجیے غرض صبر کا مقدور نہین ہے | اک زخم نہین دل پہ کہ ناسور نہین ہے

نزہت تخلص مولوی برہان الدین باستندہ قصبہ دیوا ضلع الہ آباد

گو تم دم مردن مرے بالین پر آئے | کیا فائدہ کہ اسوقت بھی نہ ڈھانپ کر آئے
اک قامت رعنا کا تصور تھا مجھے صبح | ہنگامہ محشر کے تماشے نظر آئے

نزہت تخلص رفیع الدرجات خلف عبرت رامپوری

لالہ لالہ داغ جگر ہے صحرا صحرا وحشت ہے | شبنم شبنم رقت ہے اور گلشن گلشن کلفت ہے

نزہت تخلص مرزا ارجمند دہلوی نامہ نویس عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر نظام تخلص

چاک کر پھینک دیا بخیہ کا الجھاوا گیا | ایک قصہ تھا گریبان کے سلوانے کا

نزہت تخلص مرزا کرامت اللہ دہلوی برادر زن مرزا جمعیت شاہ ماہر

اوٹھا لون سر پہ اگر ہووے غم خدائی کا | نکر نہین ہے گوارا ستم جدائی کا

نزہت تخلص لالہ رام سروپ ابن لالہ شام لال متوطن کرادلی ضلع مین پوری

مہربان مجھ پر جو وہ خورشید سیما ہو گیا | آج روشن میری قسمت کا ستارا ہو گیا

نساخ تخلص رقم اودان پرشاد نیر ولد عبد الغفور

اشعار دیوان اول

شہید ناز ہون مین دیدۂ آئینہ رویان کا
گمان کیونکر نہ ہو خون پہ میرے چشم حیران کا

کیا ہے نفس امارہ نے گمراہ دل کو اے زاہد
ہوا ہے غول خضر راہبر اپنی بیابان کا

کسی مہرو کی فرقت مین ہوئین جو موجزن یکتیر
بنا ہے کشتی طوفان ہلال اپنی گریبان کا

سراپا زخم ہون تیغ زبان یار سے لیکن
نہین ملتا ہے مثل ذات حق منہ زخم پیکان کا

کیف مے سے جو مست بار مین ڈوری ہین
مجھکو دھوکا دے رہے ہین دام آہو گیرکا

اون نکیلی پتلیون سے ہوگیا سینہ نگار
کیا اثر ہے ڈھال کے پھولون مین تیر کا

جنبش ابرو سے اوسکے لوٹتا ہی مرغ دل
کام وہ صیاد لیتا ہے کمان سے تیر کا

موم دل جو پی سکتا ہے اوسے ہر سنگدل
شمع کا سر کاٹنا اک کھیل ہے گلگیر کا

ٹوٹ جائے رشتۂ جان اوسکا آنا ہو جو بند
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا

کام تیرے پانون کا کب دست مانی کا ہوا
تیرا ہر نقش قدم نقشہ ہے روئے حور کا

پوچھو نہ حال گرمی حسن شباب کا
ہے دوپہر کو گرم مزاج آفتاب کا

اے صنم تیرے سنہرے رنگ کی تعریف ہے
پورون پر مہندی کا چھلا خاتم زر ہوگیا

کرتے ہر جوش جنون مین اپنا داماں ہوگیا
ہنکڑی ہاتھون مین ہر تار گریبان ہوگیا

سر سجدہ گوشۂ محراب ابرو مین جو ہے
ہندو ہی خال صنم شاید مسلمان ہوگیا

سونے کی مول بکتی ہے زنجیر آہنی
آیا ہے اسے پری جو یہ موسم بہار کا

حاصل ہے اشارون مین مرا لطف بیان کا
لیتا ہے وہ لوک مفرد سے کام زبان کا

اوسکی انگیا کی جو چڑیا کا مجھے رہتا ہی دھیان
ہے کف دست حنائی طائر افسوس کا

کم نہین ہے سان کی گردش سے دور چشم مست
ٹکتے ہی آنکھون کے ڈورون پر ہے تیغ تیز کا

کون ماہیت کو سے بت پر فن سمجھا
شیخ سمجھا جو حرم دیر برہمن سمجھا

نغمہ سینے مین نکلتے ہین صدائے رنگین
تیری سہنال پہ ٹک ہے مجھے شہنائی کا

صید لاغر کو نہین تحریر سر رہ کا خیال
چشمۂ زمزم پہ کیا قافلہ ہے حاج کا

اوڑ تے اوڑتے جو خبر سن لے مری نالون کی
اول گلشن مین ہر اک مرغ خوش آواز رہا

گاہ جاڑا گاہ گرمی دن کبھی برسات کا
اک روش کٹتا بت دشوار ہر اوقات کا

آگا جو اوسنے بند کیا سیری جان گئی
ضبطِ نفس نے توڑا ہے رشتہ حیات کا

ہر نگاہ مست ساقی مین ہے کیفیت نئی
ایک سی تاثیر مین ہوتی نہین ہے ہر شراب

جو ذکرِ حق مین ہے امین ہر مرغ گردان سے
کہ آسیا سے ہے بیخوف دانہ تسبیح

منہ دہونے مین کری جو وہ مسواک کیا عجب
عالم کہی کہ بہولی ہے گویا دہن کی شاخ

مارا جو تیر اوسنے دلِ داغدار پر
پیدا ہوئی ہے شیر کی سر پر ہرن کی شاخ

کس بت چین کا کھلا جوڑا کہ خوشبو ہے جہان
مثل نافہ ہو گیا ہے مشک کا باز ارِ بند

کب گوارا کرتی ہین نازک منش سختی کا کام
استخوان کوئی چبا سکتا ہے دندانِ گہر

پا بوس مے ہے جو وہ پامال ہوا ہے
دیتی ہے خبر یار کے پازیب کی جھنکار

ہے غلغلۂ حشر و یا شورِ قیامت
یا اوس بت عیار کی پازیب کی جھنکار

روز و شب کے حال کے پرچے لگا دیتے ہین روز
یار کی ڈیوڑھی کے ہرکارے ہین یہ شمس و قمر

شک نہین پھرتے ہین روز و شب تلاشِ یار مین
جب یہ ثابت ہے کہ سیارے ہین شمس و قمر

اتنے گناہ کرتے ہین بخشا نہین شمار
تنگ آگئی ہین کاتب اعمال دوش سے

پر زہر آبلے کو مرے دل کے دیکھیے
دیکھا نہ ہو اگر گلِ تر آبدار سبز

پروانہ صفت شمع کی ہے گرد ہمیشہ
صورت کی طرح صاف نہین سیرت فانوس

بے اثر وہ ہین کہ بس مجھکو ملا یا خاک مین
دفن گور و نہین کئی جو لکھ کے کتنے بار نقش

ہاتھ اوٹھانے مین جو ہوتا ہے بنگیری کا شک
وصل کا دیتا ہے اب نساخ کو پیغام رقص

اوڑائے اور حسن سبز خوبان کو بہار خط
ہو سرمہ آئینہ رویون کی آنکھون کا غبار خط

اب عاشق و معشوق کے دیکھا اثر عشق
بیتابیِ دل ہوتی ہے یہان ضبط نہان ضبط

تیر ہے جسکی زبان خاموش ہی رہتا ہے وہ
بزم عالم مین نہ ہووے گوش زد تقریر شمع

درد عاشق کا نہ ہو صدمہ کبھی معشوق کا
مر گئے پروانہ کی کرتا نہین شبون چراغ

جو ہین عالی منزلت ہی خود بخود اوذکو فروغ
مہر مہ کا چرخ پر چلتا ہے بے روغن چراغ

وہ لڑائی آنکھ دنسے جو کہ ہو دی سر بکف — چشم قاتل ہے نگاہ تیز سے خنجر بکف
ہے نشہ پہ تیرے مبتلا جوڑی پہ تیری ہی فدا — اے ماہر صبح و مسا ایک اسطرف ایک اوسطرف
تیری روئے صاف سی ہی میری رنگ زرد ہے — چاندنی چاندی کا پتر ہو سونے کا ورق
نہ آتے تم تو کب کی ای مریجان کوچ کر جاتے — دل و دین عقل و ہوش خواب خورتاب و توان اتنا
اوڑے ہوئے سوئے دیوانہ آتی ہین پتھر — بنی ہے فصل بہاران مین مثل برگ سنگ
نہین ہے سختی تنگی دہر سے ایمن — ہوئی ہے گوشہ گزین سنگ مین اگر آب سنگ
مبتلا ہجران مین ہو کر بڑھ گئے غمہای دل — حیف دل افسوس دل احسرتا دل ہای دل
جب سے عشق مین پڑے نساخ کہل گیا — کوئی نہین ہے جان کا دشمن سوا دل
دل کو کچھ غیر خموشی بتان یاد نہین — اسلیئے لب پہ مری نالہ و فریاد نہین
دلبر چھپا کسیکا کوئی چال پہ پسا — تعویذ حب و بغض ہے نقش قدم نہین
گالی مجھے جو دے تو چلے غیر رشک سے — اوس بت کی دشمنی بھی محبت سے کم نہین
اوس بت کے ہجر مین جو ٹپکتے ہین اشک صاف — سنگ چکان ہی کم مری چشمان نم نہین
امید وصل و بیم ہجر مین بس دن گزرتے ہین — عجب کچھ زیست ہے اپنی نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین
بہرتے جواب صاف سے ہین کاسہ سوال — اس عہد کی بخیل بھی حاتم سے کم نہین
ہے وصل مین وہ زلف گرہگیر گلے مین — اب طوق گلے مین ہے نہ زنجیر گلے مین
دانت پنہان ہین لب شیرین مین اے شیرین دہن — کونسا خرما ہے جسمین استخوان ہوتا نہین
دربدر اپنی نگہ پھرتی ہے ماری ماری — بیٹھ رہنا کبھی سائل کے مقدر مین نہین
بوسۂ خال پہ تو دانت نہ پیس اے نساخ — چاہنی دانتون سے لوہے کے چنے کھیل نہین
چشم فتان سے جو ہے دستہ نرگس حیران — مسی لب سے ترے ہو گئی مجلس حیران
سرمہ کی حاجت نہین چشم سیاہ یار کو — کام کیا سنگ فسان سے تیغ جوہر دار کو
بل بے صفائی ہاتھونکی ای دلبر فرنگ — دل ہاتھون ہاتھ لے لیا مجھسے ملا کے ہاتھ
کیونکر زبان سے اوسکی نزاکت کا ہو بیان — مہندی ملے سے لال ہون جس سے لقا کے ہاتھ
ہون میسر مجھے ساقی ازل کی باعث — جام مے شیشہ صراحی خم صہبا بہ لے

وہ میری عشق صادق کے اثر سے میر مقبول ہے
جو مجنون تھا وہ لیلی ہے جو لیلی تھا وہ مجنون ہے

ہوئی کیفیت اشراق حاصل مے کے پینے سے
ہر اک سیکش ترے دور مین ای ساقی فلاطون ہے

جدا معشوق سے عاشق کو کردے
مگر دور فلک شور اذان ہے

لاکھ آرزو کی خون سے ہے ظالم بھرا ہوا
آب بقا کہان تری چاہ ذقن مین ہے

شمع رو اتنک غرور ناز معشوقانہ ہے
رخ پہ خط سبز غزال حسن کا پروانہ ہے

خاک پاتے مری مرقد کا نشان صبر و شکیب
بعد مردن جو تری چاہ چھپائی ہوتی

سر چڑھا ہے اے بت شمشیر زن عاشق کا خون
خلق سمجھی ہے غلط پیشانی پر سیندور ہے

کی بیان حال مین اوسکی فراموشی کی یاد
آتے آتے تا زبان تقریر آدھی رہ گئی

کعبہ بجدا گر ہو ترا سنگ در اے بت
بھولی سی رہی یاد کہ سجدہ نہ کرینگے

چین پر خون دل کو ہے جو در بدر آوارہ ہے
دخت رز کو دور ساغر جنبش گہوارہ ہے

اوسکو بھی میری جدائی سے ہو رنج
جان مشکل سے جدا ہو تن سے

اشعار دیوان دوم

ہوئے جو محو وفا کوئی بدگمان نہ ہوا
ہمارے اونکے محبت کا امتحان نہ ہوا

وہ خال فتنہ ہے جو فتنہ زبان نہ ہوا
وبال جان ہے جو گیسو وبال جان نہ ہوا

یہ اعتماد رہا اونکی بیوفائی پر
کہ وہ عدو سے ملے اور مین بدگمان نہ ہوا

مگر ہے حال دل زار وصل کا مضمون
کہ پیش یار کبھی شرم سے بیان نہ ہوا

منہ پہ آئینہ نے قلعی بھی چڑھائی لیکن
نہ ہوا یار ترے منہ کے برابر نہ ہوا

کٹ گیا سر تو مرے حلق سے نکلی یہ صدا
سر بھی اک بار گران تھا نہ ہوا سر نہ ہوا

دیکھتا ہون نظر یاس سے تو کہتے ہین
کیا کرین یاس ہمارے کوئی خنجر نہ ہوا

غبار خاکسار ان اوڑ کے سوئے حرم جاتا ہے
تعجب کیا فلک پر ہو اگر کوئے زمین پیدا

پردے سے پردہ نشین جو تجھے پردہ نہ ہوا
پردہ چشم کو رشک آیا کہ پردہ نہ ہوا

اے لب یار اسی کا ہے مسیحائی نام
دل بیمار کا تم سے جو مداوا نہ ملا

تجھکو تکلیف عیادت بھی نہ دی رشک مسیح
مر گیا جو ترا بیمار یہ اچھا نہ ہوا

نسترانی کی بھلا تاب کہان سے لاتا
یہ ہوا خوب کہ مین حضرتِ موسیٰ نہ ہوا

کثرتِ عشاق نے پردے مین بٹھلایا تجھے
یہ نکلا ہو نکلا ہجوم اے جان خلقین ہو گیا

ٹانکتا ہے زخم دل اوسکا اداسی دیکھنا
رشتۂ نظارہ گویا تار سوزن ہو گیا

قتل ہونے پر بھی مین ہرگز نہ نکلا قید سے
زخم شمشیر ہلالی طوق گردن ہو گیا

رشک سے کیونکر نہ مر جاؤن کہ رکھا اوسنے
میری جان کو موت رنج مرگ دشمن ہو گیا

یاد مین زلفون کے روشن داغ کیسا ہو گیا
آفتابِ آسمانِ جوشِ سودا ہو گیا

وصل مین جو دست رنگین سے چھپائین جھاتیان
طائر رنگِ حنا انگیا کی چڑیا ہو گیا

خط جو نکلا حلقۂ گیسو ہوا بے نور صاف
دیکھکر رنگِ زمرد مار اندھا ہو گیا

بیٹھے تم پردے مین بے پردہ ہوا ایمان اوشتو
پردۂ افشا مین پنہان روے اخفا ہو گیا

ہنستے ہنستے باغ مین جو گل کے منہ پر منہ رکھا
شوخ اوس گلرو کا منہ غصہ سے کیسا ہو گیا

جھوٹ دعوے اون مسی آلودہ ہونٹھون کے کیا
پھول سب ہنستے ہین منہ سوسن کا کالا ہو گیا

نعش پر بے پردہ آئے اور سب دیکھین اوسے
ہاے جینے سے بھی بدتر اپنا مرنا ہو گیا

کیون جلاتا ہے عدو کو واسطے اے شعلہ رو
دل ہمارا کیا کوئی تعویذ حب کا ہو گیا

جسنے اوس نوخط کو دیکھا محو الفت ہو گیا
خط سبز یار کیا نقشِ محبت ہو گیا

بعد مرنے بھی اثر اللہ ری سوز عشق کا
فاتحہ کو جو گیا وہ شمع تربت ہو گیا

لاگ پر غیرون کی مجھسے دوستی کی یار نے
بغض دشمن کا مرے حق مین محبت ہو گیا

بخت کاشاکی وہ تھا مین سنکے پیغامِ وصال
شکر بھی آیا جو ہونٹھون تک شکایت ہو گیا

ہو گیا دشمن جو کی اوس پر محبت کی نگاہ
دیدۂ الفت نگر چشم عداوت ہو گیا

دورِ فلک ستمگر جب حسب مدعا تھا
آہون مین بھی اثر تھا نالہ بھی تب رسا تھا

کیسے امید الطاف ستم آمیز حوروں سے
وہ عاشق ہون کہ جینا جبکہ مرنے سے سوا تھا

ستم ڈھانے کو میرے پاس بیتابانہ آتی ہین
کمندِ گردنِ خوبان ہے ہر نقش قدم میرا

یار کے ساتھ آتے ہین اغیار بھی
جذب دل کا زور ہم دکھلائین کیا

اک خم دلکو لگا واہ رے نصیب
دشمن بھی رات میری طرح بیقرار تھا

تا شناسا تھا دم مرون اگر وہ ضد پہ آجائے
تو دستِ یار مین نساخ دامانِ قضا ہوتا

آسمان خاک مین ملانے کو
تیرے دل کا غبار ہے گویا

آئے ہین دیکھنے کے بہانے وہ نزع مین
مرنا تو اور جینے سے دشوار ہو گیا

قسمت تو دیکھنا کہ ستانے کے واسطے
اے ہمنشین رقیب بھی ایک آسمان ہوا

ہر ایک میری جان کو آفت ہے اور دم
ناصح ہوا رقیب ہوا آسمان ہوا

نالون سے مرے صور کا دم بند ہو آہ سے
نساخ کبھی حشر بپا ہو نہین سکتا

ہووے گا پردہ فاش دل چاک چاک کا
جلمن سے مشکل اپنی نہ مجھکو دکھائین آپ

رہتا ہون کسکے غم مین ہین کیا بدگمانیان
ناحق کا اہی ہای نہ طوفان اوٹھائین آپ

رحم آگیا ہے حال پہ نساخ کے ضرور
کرتے ہین اوسکے حق مین جو ہر دم دعا بہت

شبِ فراق سے تھی بڑھ کے بیقراری رات
سحر کا خوف رہا وصل مین جو ساری رات

سونے دو ایسا نہ ہو چونکین تو ہو جائین رقیب
خفتگانِ خاک کو نالو جگاتے ہو عبث

وصل مین نساخ تم کیون چھیڑتے ہو ذکر غیر
فتنہ خوابیدہ کو دیکھو جگاتے ہو عبث

نساخ جذبِ شوق کو وعدہ مگر ہے آج
کیون ہر گھڑی نگاہ تری سوی در ہے آج

جانے کا اونکو قصد یہان سے مگر ہے آج
گردش پہر آسمان کے برنگ دگر ہے آج

ہے معترف گناہون کا نساخ اہی کریم
اک دن ادا ہو ہی نہین مجھسے نماز صبح

بیکے مرنیکا یہ غم ہے کہ مجاور بنکے
گور پہ بیٹھ رہے مہر و وفا میرے بعد

مین نے ہر طرح سے کر دیکھا ہے گنڈا تعویذ
نقش باطل ہین یہ سب نقش فتیلا تعویذ

نقش کیا کیسا فتیلا اور کہان کا تعویذ
عشق صادق ہے جو پوچھو تو ہے سچا تعویذ

موت اوسکے منہ مین پانی ہو آتی ہو آگ
کل آپ آئے تھے جسے بیمار دیکھکر

منتظر مین وصل مین اسکا کہ اوٹھ جاہی حجاب
اور اونکو لالۂ مرغ سحر کا انتظار

تیری آتی ہے ان آنکھون مین نہ ٹھہرا انتظار
شعلہ رو کہہ تو سہی سیماب سا پایا انتظار

اوس بت پیمان شکن کی بات یاد آئی دل بیتاب
جان من وعدہ کہان کا اور کیسا انتظار

جان کو نثار کہا ہے لب پہ شوقِ دید مین — کر رہا ہے دیکھئے کار سیحا انتظار
تواضع سے کیا ہے صیدن شہری غزالون نے — قد خم گشتہ کا رتیر کرتا ہے کمان ہوکر
مجھے گمراہی نساخ سے حیرت یہ حیرت ہے — چلا کعبے مرید حضرتِ پیر مغان ہوکر
بلائے تو اشارے سے جو اہی پردہ نشین مجھکو — کرینگی کام تیری اونگلیان گویا زبان ہوکر
ہوا گرم سخن بے خوف اوس سے بزم اعدا مین — رہا محفوظ مین بتیس دانتون عین زبان ہوکر
نہ جائیگا مرا خون رائیگان اے قاتل عالم — گواہی حشر مین دیگا ترا خنجر زبان ہوکر
کرتی ہے جو تسکین دلِ ناساز کی آواز — قانون شفا ہے یہ ترے ساز کی آواز

کوئی پیغام زبانی یہ مگر لایا ہے — پائے قاصد مین ہے جبریل کی پر کی آواز
خود بخود آکے جو کٹواتی ہین عشاق گلے — نقش تسخیر ہے قاتل تری تلوار کی پاس
ساتون یہ دلفریب ہین دل کسکو دیجیے — ابرو مژہ نگاہ جبین زلف خال خط
پتا نہ سوزش پروانہ کا کبھی پائے — چراغ لیکے اگر ڈھونڈتی کو جاے چراغ
یہ مردہ زندہ کرنا نہین ہے کہ سہل ہو — اے حضرتِ مسیح ہے مشکل دوای عشق
نہین ہے اب کوئی مونس اسی سے جی بہلے — نکل نجاے خدایا کہین یہ حسرت دل
ہے بوسۂ لب شیرین بھی کسقدر شیرین — کہ بند ہو گئے اے جان لب شکایت دل

طریق عشق مین ہین خضر راہ اے نساخ — ہمارے قبلہ و کعبہ جناب حضرتِ دل
ہوئی ہین لاکھون ہی انسے کرامتین ظاہر — ہین ایک مرشد کامل جناب حضرتِ دل
اپنے دفین کیا ہی بچھاتے ہین در کو کھولکر — شب کو مثل غیر جب زنجیر کھڑکاتے ہین ہم
آفت ہو تم بلا ہو ستم ہو غضب ہو تم — لیکن کسیکے ہوئی ہو کچھ عجب ہو تم
آتی ہے اونکی جان لبون سے جو پھر گئی — کہنے لگے مرو بھی کہین جان بلب ہو تم
تم سے ہوا نہ درد دلِ زار کا علاج — پھر کونسے مرض کی بتا دو دوا ہو تم
کیسا فلک پہونچے کبھی اونکے کان تک — ہم جانتے ہین نالو بڑے نارسا ہو تم
سودا ہے زلف سر سے نکالین یہ جی مین ہے — کب تک سنا کرین یہ بہلا کیا بلا ہو تم
کام تکرار سے ہے وصل مین کیا — مین تو بس ایک ہی نہین مین نہین

نہ مرے لاکھ بار تو نے کہا — خاک اثر تیرے مر کہین مین نہین
وہ سما جاتے ہین مانند نظر آنکھون مین — کرتے ہین دیکھتے ہی دیکھتے گھر آنکھون مین
اوسکے حسن نکین کا یہ سمایا ہے خیال — خواب کا بھی نہین ہوتا ہے گزر آنکھون مین
مین تو نہین ہون بوالہوس مین تو نہین ہون بیوفا — مین تو نہین ہون کچھ رقیب گھر مین مجھے بلائیے کیون
کیون نہ کرین بہانہ وہ پاس ہمارے آنے مین — یہ تو نہین عدو کا گھر جسکے یہان وہ آئین کیون
شکوہ ہمارا کیون کیا نام ہمارا کیون لیا — ہمسے نہین ہے لاگ اگر غیر دنسے وہ لگائیے کیون
برابر اوسکو شب و روز وصل یار مین ہے — مگر رقیب کے سر پر یہ آسمان نہین
تم سے ڈرتا ہون کہین توبہ نہ آئے نوبت — آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم مجھکو
دم تزئین جو اجوشانے کو — زلفین اوالجھین مرے پشانے کو
آہ سوزان سے دل ہوا ٹھنڈا — ہین دم سرد جی جلانے کو
جل اوٹھے اور آگ دل مین مرے — اشک دوڑے تھے جو بجھانے کو
ہون وہ افتادہ نقش پا کی طرح — سنگ سمجھا ہون سر اوٹھانے کو
نہ بولو منہ سے مگر آنکھو نسے سلام تو لو — تم اپنی چشم سخنگو سے کوئی کام تو لو
جل بجھا خاک ہوا مٹکیا برباد ہوا — شمع نے تو ابھی نہ لی کچھ خبر پروانہ
خاک معشوق کو ہو عاشق دلسوز کا غم — شمع ہنستی تھی کھڑی رات سر پروانہ
اے سکندر کس سے مانگون داد ہاتھون سے تری — کیا بگاڑا ہے حسینون کو بنا کر آئینہ
آئینہ کی اوٹ کرلی میری صورت دیکھکر — وائے ناکامی بنا شد سکندر آئینہ
بزم مین اوسنے اوٹھا کر آئینہ دیکھا جو منہ — ہو گئے حیران جوان و پیر پشت آئینہ
لی نہ اوس آئینہ رو نے وصل مین کروٹ اور — شور دل ہے نالہ شبگیر پشت آئینہ
کیا صفائے سینہ ہے چوٹی نظر آتی ہے صاف — آئینہ مین ہے عیان زنجیر پشت آئینہ
ہجر مین خوب وقت پر پہونچے — اے اجل مرحبا جزاک اللہ
بیباکیون سے آتی ہے صاحب حیا مجھے — تم ہی خدا کی شان کہو بیوفا مجھے
یہ وقت وہ ہے عشق کی مٹی خراب ہے — اب بوالہوس بھی کہنے لگے بیوفا مجھے

مرجاؤن مین تو ترک کرین وہ رقیب کو
بس جانکا زیان ہی مری حق مین سود ہے

کرتے نہین ہین بات شب وصل کیا کہلے
عقدہ دہان یار کا دشمن کا راز ہے

نہین ہو پنجے ہی زلف دراز بھی اوسکو
شب فراق بڑی بد بلا ہے کیا کہیے

برسون سے جان دیتے ہین مرنا ہمین نصیب
حاصل یہی ہے الفت زلف دراز سے

ہے بات ایسی ہی کچھ تو کہ بزم یار مین چپ ہون
عدو سمجھتے ہین منہ مین مری زبان نہین ہے

تدبیر اپنی جان کی اللہ کیا کرین
آتی نہین فراق مین کیا موت مر گئی

کبھی طور پر بچاؤن ارنی کہون نہ ہرگز
مرے دم مین دم کہان ہے کسی تاب نشنوانی

زلفین سنبل نے سنواری مسی سوسن نے ملی
آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے

جمع جو عشاق مین اور پڑھتے ہین ہر دم ورد
نقش پائے یار کیا قبر دل مرحوم ہے

میرے تیرے عشق کی سب مرد و زن مین دھوم ہے
لیلی و شیرین و قیس و کوہکن مین دھوم ہے

گل سے بلبل کو محبت سرو کو قمری سے عشق
فصل گل مین رسم یاری کی چمن مین دھوم ہے

کرتی ہے بپا ہر دم ہر لحظہ نئے فتنے
پیری یہ فلک کی ہے یا رونکی جوانی ہے

بہار آئی ہے اے نساخ جی مین ہے نکل جاؤن
بہ رنگ نالہ زنجیر مین بند سلاسل سے

کسکو منظور ہے دشمن کی دعا کا احسان
میری مشکل نہ خدایا کہین آسان ہووے

بہرا جاتا ہے شورش شوق سے دل
سراپا تمنا ہوا چاہتا ہے

جلاتی ہے مردون کو وہ چشم کافر
فرنگی مسیحا ہوا چاہتا ہے

پھڑکتی ہین نساخ جو اپنی آنکھین
کسی سے اشارا ہوا چاہتا ہے

یون محبت وہ جتاتے ہین مجھے
چشم دشمن سے چھپاتے ہین مجھے

ہوتے ہین پردہ در پردہ راز
بات پردے سے سناتے ہین مجھے

یہ ہوا نقش محبت کا اثر
مثل تعویذ جلاتے ہین مجھے

کہتے ہین عاشق صادق مجھکو
اپنے نزدیک بناتے ہین مجھے

کشمکش مین جو پھنسا زلفون کی سلجھاؤن سے
دل صد چاک اولجھتا ہے ترے شانے سے

خاک اڑودہ لباس اپنا جو دیکھا کی وفا
گرد ہے یا سرمۂ تسخیر پیراہن مین ہے

ہجر مین کیا کیا مجھکو جلایا — سرد ہی دل باد سحری سے
دیوانہ ہون دون جو شبیہ — آگ وہ ہونگے نام پری سے
گاہے جلایا گاہے مارا — خوش نگہی سے بد نظری سے
شانے نے سلجھائین وہ زلفین — اولجھائین آشفتہ سری سے
خاک خبر لے میری وہ غافل — بیخبری ہے بیخبری سے
گھڑی بھر بھی جو بیفکری مین گزرے — خضر بہتری ہے عمر جاودان سے
مدت پہ راز پند و نصیحت کا اب کھلا — ناصح کے گھر چلے نساخ مجھکو رات و
تم دشمن بد مین سے جو پروا نہین کرتے — اچھا نہین کرتے یہ اچھا نہین کرتے
کرتے نہین ہم گل کی روش چاک گریبان — بلبل کی طرح عشق کو رسوا نہین کرتے
کیا جانیے کیا اونکو گمان ہے کہ ہمیشہ — وہ بیخبر آجاتے ہین وعدہ نہین کرتے
شرمانے لگے کیون دل صد چاک سے میرے — چلمن سے کبھی آپ تو پروا نہین کرتے
کیا مین ہی گنہگار ہون آنکھین نہ نکالو — اغیار تمھین بزم مین دیکھا نہین کرتے
گر کیجیے کچھ بولیے کیون وصل مین چپ ہین — کہتے ہین کہ ہم آپ کا کہنا نہین کرتے
بے مہر ہین بیدرد ہین بیرحم ہین نساخ — اصنام ذرا خوف خدا کا نہین کرتے
مجھسے کرتا ہے جو خوش چشم اشارا کوئی — بزم مین ہائے بگڑ جاتا ہے کیسا کوئی
رشک اونکو بھی ہے جو باغ مین دیکھتے ہین یہ حکم — مجھسے گل تک نہ ہنسے بولے نہ غنچا کوئی
پردہ دیدہ و دل مین ہو تمھین جلوہ نما — کیا چھپائین کہ نہین آپ سے پروا کوئی
وصل مجھکو نہ ہوا اور نہ دشمن کو فراق — ہائے نکلی نہ مرے دل کی تمنا کوئی
مشکل آسان جو ہوئی دیکھ کے اونکو دم نزع — بولے وہ ہائے نہ آتی تو نہ مرتا کوئی
ایسی دیکھی ہے نگاہ غلط انداز بہت — چبھ سکتا ہے مرے دل کو بھلا کیا کوئی
ہے عجب دور کہ ہر ناکس و جاہل نساخ — زعم مین اپنے کوئی میر ہے سودا کوئی

نسبت تخلص منشی رگھناتھ پرشاد متوطن شاہ آباد شاگرد مسعود عالم مقصود

استخوان ہر ایک سوز غم سے جلکر رہگیا — شمع کے مانند دل غم سے پگھل کر رہگیا

نسبت تخلص میر احمد علی مرحوم ریختی گوے لکھنوی صاحب دیوان ہین

اے دوگانا وہ اگلی آنکھہ نہین — مجھسے تیری یہ پھر گئی ہے آنکھہ
پل ہر اک شخص سے جو کرتی ہے — کسی بانکے سے کیا لڑی ہے آنکھہ

نسیم تخلص نسیم اللہ باشندہ میرٹھہ شاگرد حافظ قطب الدین بشیر

دم بدم آج دم بسر دم جو بھرتی ہو نسیم — یاد شاید چمن کوچۂ جانان آیا

نسیم تخلص مولوی حکیم نسیم اللہ خلف حکیم محمد علیم اللہ باشندہ کول عدالت کول مین وکالت کرتے تھے

بے سبب ہر کس و ناکس سے لڑا کرتی ہے — اپنی آنکھون کو ذرا ادبت پر فن سمجھا
نسیم اون سے کہتا ہون گر بات کوئی — تو کہتی ہین کیا کچھ سنا چاہتے ہو
گن گن کے روز کرتے ہین وہ عاشقونکو قتل — ہر روز اونکے کوچہ مین روز شمار ہے

نسیم تخلص نواب محمد حسین علی جاگیردار ہرلور متعلق ایسور

عاشق ہون زلف کا مین گنہ کیجیے معاف — گر کچھ خطا کی بات زبان سے نکل گئی

نسیم تخلص گلزار علی

بغیر دن کے ساتھہ اوسکی تو سارہی ہے پاک — اک ہم ہی اے نسیم اوڑانے کو خاک ہین

نسیم تخلص دیا شنکر پنڈت کشمیری ولد گنگا پرشاد باشندہ لکھنؤ صاحب مثنوی گلزار نسیم شاگرد آتش اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے مثنوی انکی نظر سے گذری

ذلت ہے جو پھیلاے بشر مثل بشر ہاتھہ — یارب نہ کبھی ہاتھہ کا ہو دست نگر ہاتھہ
کس سوچ مین ہو نسیم بتو لو — آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

نسیم تخلص مرزا راجہ کدارناتھہ دہلوی پیشکار لفٹنٹ گورنر دربار شاہی بمبیہ راجہ رام ناتھہ بہادر شاگرد رنگین

قتل ہاتھون سے ترے یہ دل رنجور ہوا — دردسر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا
ہے جب سے چھپا ہم سے دلارام ہمارا — پاتا ہے نہین تب سے دل آرام ہمارا

مسی مالیدہ و دندان بار کے بکسر چمکتے ہین — تعجب ہے کہ تارے ابر مین کیونکر چمکتے ہین

نسیم تخلص پنڈت برج نارائن اکبرآبادی

کسی کو دیکھنے منظور ہو جو خار مین روح — تو آکے دیکھے یہان میرے جسم زار مین روح
نسیم جاے اگر باغ مین وہ جان جہان — ہر ایک گل مین پڑی جان ہر ایک خار مین روح

نسیم تخلص اصغر علی خان دہلوی بن نواب آغا علی خان مقیم لکھنؤ شاگرد مومن خان
اشعار انکے اچھے ہوتے ہین لکھنؤ مین انکے شاعری کا بڑا شہرہ ہے دیوان انکا
نظر سے گزرا ۱۲۷۳ بارہ سو بیاسی ہجری مین انتقال کیا

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا — غل نالۂ زنجیر مین ہے صل علے کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر — میرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا
اونھین ہٹ تھی مجھ خواہش راہ جگڑا نہین ہان کا — وہان دان نہین یہان صاف تھا مطلع گریبان کا
حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا — اشارا ہو کے رہجاتا ہے ہم پر مہربانی کا
کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسارون پر — کاش اے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا
تنہ میرا نہ کہلواؤ کہ ہو جائینگے لب بند — دیکھو بھی اچھا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر — ہاے تنہ دیکھے گا اگر وہ مسلمان میرا
کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو — کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہو گا
کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین — کہ بالاے زمین کیا کیا نہ ہو گا
دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے — کیا منہ اب آپ کا ہے جو منہ چھپائے گا
نہ گھورئیے مجھے یوسہ اگر لیا تو لیا — رقیب دل مین سمجھ لو اگر ملال ہوا
افسانے محبت کا جو تھا خوف تو ہر اک — آنکھون مین نہان تھا کوئی دان مین چھپا تھا
جب مین بیتابی سے کہبرایا تشفی اسنے کی — مونس جان حزین شب بھر ترا قرار تھا
بیکسی اپنی وہ رونا تیرا — مجھکو ہنگام سفر یاد آیا
گلے مین بخت کے اونکا بھی کچھ قصہ نکل آیا — ہوئی تھی صلح کس مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا
یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی — پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھا دیا

تمام میرا سنتے ہی شرما گئے
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا

معاذ اللہ گر ہے نوجوانی
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا

وائے قسمت کہہ رہے ہین دیکھ کر
کیلیے تکلیف کی ہے آپ فرمائینگے کیا

ایک بوسہ ہی سہی اچھی طرح لینے دیا
بولے جھنجھلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا

اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہے آج کل
ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا

دشمنی کی مجھ سے میری از دیادِ شوق نے
اضطراب ایسا بڑھا آخر کو پردا ہو گیا

منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
مانند قولِ یار مین بے اعتبار تھا

آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکرِ خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہین آپ

ہوتی ہین جوشِ عشق مین جو جو شکایتین
کہتا ہے ناز سے وہ بتِ سیم تن درشت

کہتے ہین مجھکو دیکھ کے خاموش خیر ہے
کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کیطرح

کسقدر خاطرِ نمدیدہ ہے دشوار پسند
خبر اجل کچھ نہین کرتا ترا ہمار پسند

ہاتھ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
یہ ارادے ایک مشت خاک پر

بوسے گر مجھنے لیے ہین تو دیے بھی تم کو
چھٹ گئے آپ کے احسان سے برابر ہو کر

کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب مرگ
کیا کیا اوٹھائے ہین شبِ غم مین قضا کے ناز

دیکھہ او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم
چارہ گر سے درد نالان درد سے دل دل سے ہم

برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطرِ ناشاد مین

موت کا ہے کو قیامت تک اب آئیگی ہمین
سخت جانی حضرتِ عیسے بنائیگی ہمین

شوقِ شراب و خواہش جامِ و سبو نہین
ہے سب حرام جب سے کہ پہلو مین تو نہین

بوسہ ہم آج مانگتے ہین
کرتے ہین قسمت آزمائی

برہم ہین وہ غیر بے حیا سے
مانگین کچھ اور بھی خدا سے

اچھا اچھا عدو سے ملیے
جاؤ جاؤ اجی بلا سے

ارمان نکل جائین کچھ عاشقِ مضطر کے
آنسو نہ مرے پوچھو رو لینے دو جی بھر کے

کہتا یہ خطرہ کہین پسند نہ ہو ن
گالیان بھی مجھے سنا نہ سکے

جب اور کسی پر کوئی بیداد کروگے
یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

کہا مین نے تنہائی ہے بات سن لو
کہا ہنسکے تم کو تو سودا ہوا ہے

سفر ہو دشوار خواب کب تک بہت بڑی فکر ہے
نسیم جاگو کہ بالکل ہوا اٹھا دبستر کہ رات کم ہے

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بھی
خیر کسی طرح سے شرماؤ بھی

یہان تک تھی حریص نالہ بلبل
نکالی پنجے سے منقار رہ گئے

نسیم تخلص محمد یعقوب ولد حافظ غلام احمد نکہت تخلص خواہرزادۂ عبد الحکیم بسمل شاگرد عبد الکریم سوز

نہ اوٹھاؤ نسیم کو در سے
جانیو خاکسار ہے اپنا

ہوگئے خاک ہم ولے ظالم
دل مین تیرے غبار ہے اب تک

کوئی بنتی ہے اسطرح کہ سدا
اک نہ اک بات پر لڑائی ہے

نشاط تخلص میرن شاہ درویش مقیم دہلی بیس برس ہوئے کہ انتقال کیا

گئے ہو بیٹھنے اوس بیوفا کے پاس بہت
نشاط آپ کو یہ کیا خیال آیا ہے

نشاط تخلص مولوی الہی بخش باشندہ کاندلہ قصبہ نزدیک دہلی مین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علم کی تھی

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارا ہو جائے
آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے

نشاط تخلص البیری سنگھ کایتھہ عرف بسنت سنگھ ولد لالہ سندر داس شاگرد رنگین و انشاء اللہ خان

کوئی تڑپی ہے مار چشم کا اور کوئی قامت کا
ترے کوچے مین ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا

پاؤن تک دسترس کہان ہے نشاط
ہاتھہ سے ہاتھہ لگ نہین جاتا

نقطے کے حلقے کا دیکھکر عالم
ناک مین آرہا ہے میرا دم

آشنائی تجھسے کیا کی مجھسے نادانی ہوئی
دوستی میری ہی آخر دشمن جانی ہوئی

جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے
پری ہے جو ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے

اے بتو ہم نہ پھرے پاس وفا سے اپنے
جو کیا تم نے سو تم پاؤ خدا سے اپنے

نشاط تخلص لالہ اجودھیا پرشاد فرخ آبادی خلف لالہ ایسری پرشاد

قلق و یاس و غم و رنج و الم درد و بلا		اور کیا عشق سے اٹھے ای دل ناشاد آیا

نشتر تخلص میر امداد حسین ولد میر حامد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر اسے مرشدآباد مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

یاد آئی میکشی جو تری ہر نکال مین		بجلی کیطرح ہونے لگا بیقرار دل

نصرت تخلص لالہ گوبند رائے کائتھ شاگرد نصیر

کمر کا خیال اوسکے جب آ گیا		تو سب نے کہا یہ عدم کو چلا

نصرت تخلص غلام نبی خان خلف حکیم مشرف علی خان باشندۂ نصیر دزآباد ضلع آگرہ شاگرد صمد علی حسرت

باد ری پر ہے آج کل نقد بر		ورنہ مین اور کوچہ دلبر کا

نصیر تخلص نصیر الدین غوثی جلیسری

گلبدن پھولونکی چھڑیونسے کرے ہی اہتمام		حالِ فصلِ بہار اب ہوکے آئی ہی نسبت

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چندولال حیدرآباد دکھن کو گئے وہین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندہتے تھے سنگ لاخ اور مشکل زمینون مین اونسے بہتر کہنے والا پیدا ہوا نہین انکا دیوان نظر سے گزرا

پشت لب پر ہے تری یہ خطِ ریحان ایسا		منہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خوان ایسا
سبز بختی کہون کیا اپنی کہ جھٹ جان گئی		بڑھکے افسون جو کہلانے کو مین لایا بیڑا
یون دلِ صد چاک کو منت دیدۂ تر بیچنا		یہ محل پر مردہ ہے اسکو چھڑک کر بیچنا
فلک پہ دیکھہ مری دود آہ کا ٹکڑا		گھٹا ہے شرم سے ابر بہار کا ٹکڑا
دیکھنی جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا		بنگیا آئینہ جوگی منہ کو خاکستر لگا
کیا کہیئے نصیر اپنی قسمت کا لکھا یہ بھی		اوس شوخ سے جو قاصد خط بھی نہ لکھا لایا

ہو جو یہ دل زلف گرہگیر مین الجھا
دیوانۂ قسمت زدہ زنجیر مین الجھا

تیر خاکی ہے نگاہ سرمۂ الوداع اوسکی دیکھ
مرغ دل سہمی ہے کیا ہوگا نشانا تیر کا

قیامت آپ کا قد اوسکے دلپذیر ہوا
چھڑی لے سر پہ بنیوا فقیر ہوا

کمان و تیر نمط مجھکو ربط تھا اوس سے
جب اوسنے آپ کو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا

ٹانکون سے زخم پہلو لگتا ہے کنکھجورا
مت چھیڑ میرے دل کو بیٹھا ہی کنکھجورا

باز آ کہین اب سگ صفتی سے نفس شوم
گھر مین مری رحمت کا فرشتا نہین آتا

شب دیکھہ کہکشان کو جی مین خیال آیا
کیا کانسہ فلک مین افسوس ڈال آیا

جینے کے لیے جنبش لب کا ترے کشتہ
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا

نہ سمجھو کہ آغاز خط عارضی ہے
خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا

ہے ذوق سا قبا بطمے کے نکارکا
پھندا بنا دون کیونکہ نہ بارش کے تار کا

گرفتار تعلق نقطۂ پرکار آسا ہون
مین اپنی چار دیواری سی باہر ہو نہین سکتا

یہ کیا ہی کہکشان اسکو نہین کوئی بتانے کا
نشان ہے پشت شبدیز فلک پر تازیانے کا

آہ کچھہ ہم کو نہ تھی فرصت یکدم کی خبر
اے حباب لب جو تو نے یہ عقدا کھولا

یون اشک زمین پر ہین کہ منزل مین پہنچکر
جون قافلۂ ریگ روان اوٹھہ نہین سکتا

نکلی تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز
فرہاد یہ دشمن ہے تری جان کا لوہا

سچ بتا مجھکو تو سوفار خدنگ قاتل
لہو کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا

ہے عجب جوہر کا عالم اپنی رشک حور کا
سر و مین خوشہ لگا دیکھا نہ تھا انگور کا

چھوڑا نہ تجھے نے رام کیا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی ہوا
ہمسے تو بت کافر بخدا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی ہوا

نہ بہر طواف کعبہ گئی نہ معتکف تمحانہ ہوئے
کیا شیخ و برہمن ہم نے کیا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی ہوا

کھینچ اوسکو نہ لایا جذبۂ دل تاثیر نہ کچھہ نالی کی
مین دونون کا شاکی ہو رہا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا

اوس لب کا لیا بوسہ نہ کبھو ہیہات نہ لپٹا پاؤن سے
دل تجھسے برنگ پان دہنا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا

مجنون تو پھر اجنگل جنگل فرہاد نے چیرا کوہ دلا
مین آہ رہائی دست دیا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا

دست پر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا
پنجۂ مہر کا کیا منہ تھا کہ پنجا کرتا

غمزہ ترے سے مرے اوسنے نہ کی ہم چشمی ۔ ورنہ پانی کو رگ ابر کو پتلا کرتا
کشتۂ ناز کو کرتی ہے تری چشم احیا ۔ یہ فسونگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا
رات اوس بت کا ہوا بوسۂ رخسار نصیب ۔ جھوٹ بولون تو خدا کا نہ ہو دیدار نصیب
قشقہ اوس بت کی جبین پہ جو لف یار و نہین ۔ دیکھلو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت
حسن سے آگاہ اگر مغرور خوبون کو کیا ۔ کارہی دینا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت
گو ہین یار و پیر ہم پر عشق سے خالی نہین ۔ رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت
پائے بوسی پر بنجا اے شمع تو گلگیر کے ۔ عاقبت تاج زر آلودہ یہ لیجا سر سمیت
کب چشم یار سے ہو دل زار کا علاج ۔ بیمار سے ہوا نہین بیمار کا علاج
سرگرم نالہ کو نہ سا گذرا ہے اے نسیم ۔ بھاگی جو آہ سرد پھر اوسکی گلی سے آج
بیٹھا ہے کیا تو منہ کو کئی غنچہ وار بند ۔ اتنا ہنسی مین ہم سے نہ ہو گلعذار بند
چشم خون افشان عاشق قہقہہ ہے رنگ کا ۔ دیکھیے کیونکر رہے گا جیب اور دامان سفید
خال چشم ایک یہ تعویذ نظر ہے تیرا ۔ چشم بد دور لگی کسکی تجھے یار نظر
اوس فسونگر خو کی بزم مین مت کہیل جا نیر ۔ اے شمع لا نہ حرف شرارت زبان پر
ٹوٹا ہے عشق یون تری اس ناتوان پر ۔ گرتا ہے جسطرح سے ہما استخوان پر
اوٹھ کہین بیدار ہو کس بند سوتا ہے نصیر ۔ ہے سفر درپیش غافل فکر زاد راہ کر
چورائی چادر مہتاب شب مسکین نے جیحون پر ۔ کٹورا صبح دوڑانے لگا خورشید گردون پر
نہ سمجھو دانۂ تسبیح مین گولی یہ زنجیری ۔ کمر باندھی ہے زاہد لشکر عصیان کی شحنون پر
ہے آفتاب سے یہ خم چرخ ساقیا ۔ شکل سبوے خانہ خمار سے بھر
کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار رہتا آہ ۔ تم مری قتل کو لائے جو سفر سے تلوار
دم چرانے کا گمان یہ ہے کہ کرتا ہی تیز ۔ میری تربت کی سدا لوح حجر سے تلوار
معجز نما ہے یار کا شبدیز اے فلک ۔ نقشون سے نعل کے ہین زمین پر ہلال اور
اودی ودھی کی نہین ہے یہ ردائے سپہر ۔ سہ جبین رات یہ تارون بھری آئی سپہر
خیال زلف بتان مین نصیر پیٹا کر ۔ گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

یہ غلط ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے
ہے سر دار یہ بھی کردن منصور دراز

ہو چکی باغ مین بہار افسوس
آہ اے بلبلو ہزار افسوس

طوفان ہے اس دیدۂ پر آب کی گردش
پانی بھری ہے دیکھ کے گرداب کی گردش

دل صید ہو گیا تیری پریشان نظری سے
کرتا ہے خطا ہووے اگر تیر کو جنبش

دریادلون کو ہم نے نہ دیکھا کہ جون گہر
ہون بہر آب و دانہ کبھی آشنای حرص

نادان تلاش دانہ نکر مثل آسیا
ایسا نہو کہ نجھکو جہان مین پھرائے حرص

نہ تو مہتاب ہے نہ مہر درخشان عارض
رحل یہ خط ہے ترا جس پہ ہے قرآن عارض

جیسے قرآن پہ ہو سبز غلاف مخمل
یون خط سبز مین ہین تیرے یہ پنہان عارض

ان دو شعر قمزدہ بالا کو صاحب سراپا سخن نے غلطی سے مولوی کرامت علی اظہر شاگرد شاہ نصیر کے نام سے لکھا ہے

آزاد کسطرح سے ہے تو سرو بوستان
کھینچے ہے بینوا تو مرا سر جبین پہ خط

خاک اب پروانۂ دلسوز رکھی تجھسے چشم
تیری آنکھون پر تو چربی چھا گئی اکبار شمع

آسا قتا شتاب تری انتظار مین
پڑھتا ہے میان دعاے قنوت جام آبتک

سرگشتہ گو ہون صورت پرکار پر کہو
باہر رکھا نہ گھر سے کوئی گام اب تلک

صیاد مین وہ صید ہون ہے جسکے حال پر
صد چشم مہر سے نگران دام اب تلک

عاشق سوا ہے کسکو ہوا ے شکست رنگ
دل کی شکستگی ہے بناے شکست رنگ

کرے ہے کشور دیوانگی کو سر رگ سنگ
طناب خیمۂ مجنون بنی ہے ہر رگ سنگ

روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل
اے شمع مکس مہر نبوت ہے داغ دل

بلبل ہزار حیف نہ ہو ہمکنار گل
اور مفت مین نسیم تو لوٹی بہار گل

کب دل ہے پھپولون سے ہمارا ہمہ تن چشم
نظارۂ ساقی کو ہے مینا ہمہ تن چشم

اے تیر فگن ہم ترے ہاتھونکی ہین قربان
تو دی کیطرح ہمکو بنایا ہمہ تن چشم

برقع کو اولٹ منہ سے جو کرتا ہی تو باتین
اب مین ہمہ تن گوش ہون یا ہمہ تن چشم

فساد خون: اسی ہے موتیا بنداد سکو گلشن ہیرہ
صبا کر تو ہوا خواہی سے درمان گل و شبنم

ابھی لڑکا ہے وہ ہے بیخبری کا عالم
دیکھنا ہوگا جوانی مین پری کا عالم

ہوا سے زلف یکسو ہو تو خال رخ دیکھتے ہین
کبھو بدلی گہر آتی ہے کبھو تارے چمکتے ہین

بربادرفتگان محبت کی خاک ہے
اے قیس دشت مین یہ بگولا اوٹھا نہین

سرکشی بیوجہ کچھ کرتی ہین زلفین آپ کی
مجھکو سوجھی ہے کہین اب مار یہ کھا دین نہین

یہ وجہ ہے کہ خط ترے تنہ پر عیان نہین
آتش جو شعلہ زن ہو تو اوٹھا دھوان نہین

دریا مین گہر ہے خضر علیہ السلام کا
عکس خط اوسکا آئینہ کے درمیان نہین

بیٹھا ہون فرش خاک پہ مانند نقش پا
کیونکر اوٹھون جگہہ سے کہ منزل رسیدہ ہون

پایا نصیر گلشن ہستی سے یہ ثمر
بارگنہ سے صورت شاخ خمیدہ ہون

سرمژگان ہی وقت نالہ آنسو کو ترستے ہین
یہ سچ ہے جو گرجتے ہین وہ بادل کم برستے ہین

جنگجو رکھا نہ کر تو تیر سیدھے ہاتھ مین
دست چپ مین رکھہ سپر شمشیر سیدھے ہاتھ مین

کبھو نہ اوس رخ روشن پہ چھایان دیکھین
گھٹائین چاند پہ سو بار چھائیان دیکھین

جو وقت بوسہ کے وہ آگیا دہان منہ مین
تو لوز پستہ بنی ہے میری زبان منہ مین

مرے حضور یہ لوٹی ہین تیری چھاتی پر
جو پہونچی ہاتھہ تو بد لا گلی کے بارسی لون

اوسکے تیرون کی ہین یون شوخ لہو سی پیکان
جیسے فتاخون پہ نظر آئین چمن مین مرجین

دل اپنا کیون نہ ہو بحر جہان مین جون گہر قانع
تلاش آب ہے ہمکو نہ فکر دانہ رکھتے ہین

غنچون پہ اوس پڑ گئی یکدست صبح دم
شبنم کی دیکھکر تری اوس سینہ بند کو

حلقہ یہ تیری چشم پر افسون کا دشت مین
دام بلا ہوا ہے غزال رمیدہ کو

واشد نہین ہے غنچہ تصویر کی طرح
کیا جانے کیا ہوا دل آفت رسیدہ کو

دم غنیمت ہے کوئی دم کی یہ صحبت ہمدم
تجھسے پھر ملنا خدا جانے ہمارا ہو نہ ہو

توہم کو دکھاتا ہے سہ تو کو بعث چرخ
ناخن ہو ترا شیدہ ہو کب عقدہ کشا ہو

اوسنے تو ڈبویا مجھے اور اسنے جلایا
ہو خانہ خراب آنکھہ کا اور دل کا برا ہو

سب سے ملاؤ ابر و ہم سے نفاق رکھو
اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو

آہ شرگان سے نہ کاوش کرو اے دل سرشک
جسکے سایہ مین رہو اوسکا برا چاہتے ہو

دیکھے دل مین کیون جگہہ اس آہ بے تاثیر کو
جسمین پیکان بھی نہ ہو رکھنا ہی کیا اوس تیر کو

مت سنا اے زلف اتنا عاشق دلگیر کو
سرکشی کو چھوڑ کافر مان اپنی پیر کو

آب و دانہ چاہیئے اے رہرو وجون اشک سا
کام منزل تک چلی زاد سفر اتنا تو ہو

کیا بوسہ رخ لون مین کہ بالی کی تری گوج
ہے نیش زنی مین مجھے کژدم سے زیادہ

پامال ہو کے کون سنی سخت گا لیان
رفتار تو یہ کہتی ہے تری گفتگو سو وہ

زندگی مشکل ہے دست اشک سے پانی مجھے
قتل یہ اکدن کرے گا طفل درانی مجھے

کشتی دل غرق ہو جائے نہ کس صورت سے آہ
موج طوفان ہے تمہاری چین پیشانی مجھے

سود بازار محبت یہ نظر آیا مجھے
دل کا جب سودا ہوا تب ہو گیا سودا مجھے

پروانہین پروانہ کے جلنے کی تجھے آہ
اے شمع کوئی خاک لگن تجھے لگا دے

کیونکر نہ یہ فرہاد ہو دلا فگی گردون
مہتاب جوہر شب قدح شیر پلا دے

دل صد چاک عاشق کو بناتا ہے گل باری
جو کھیلے جانپر وہ اوس بت گلفام سے کھیلا

جو گرا قطرۂ خون وہ بھی انا الحق بولا
بعد مردن بھی نہ حق گوئی منصور گئی

وحشت سے مجھے ہاتھ اوٹھانا نہین آتا
پڑتی ہے مرے پاؤن سلاسل کی دن سے

زلف مین دل جو گرفتار نظر آتا ہے
بال بال آہ گنہگار نظر آتا ہے

اے غافلو دم ارہ صفت آئی جا ہی ہے
جینو کہ نخل عمر کو یہ کہا ے جا ے ہے

کشتہ ہون تیغ نگہ کا تیرے اے زہرہ جبین
چاہیئے ہر کفن چادر مہتاب مجھے

کی اوسکی دل مین آہ نے تاثیر عاقبت
اس نخل سوختہ نے دیا ہے ثمر مجھے

افشاے راز دیدہ و دانستہ کر دیا
ہرگز یہ تجھ سے چشم نہ تھی چشم تر مجھے

شرح مطول اوسکی فقط زلف ہی نہین
خط بھی لگے ہے حاشیۂ مختصر مجھے

ہوتا ہے ترے چہرۂ روشن کے مقابل
ہم شہر بدر ماہ کو اے یار کرینگے

یہ درمیان سے اوٹھا دے حجاب کا پردہ
بلا سے تیرے اگر ہم رہے رہے نہ رہے

قبا دیکھی ہے پھلکاری کی شب کس ماہ پاکی
فلک جو کاڑھنے سیکھا ہے بوٹی چاند تارے کی

یہ عالم اوسکے خط سبز نے دکھایا ہے
کہ جسکو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہے

دل کا کیا دل بہلا زلف چلیپا ٹھہرے
کچھ ترے گانٹھ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے

در پردہ آنکھ یار سے لڑتی ہو رات سے
تار نظر کو رشتہ ہے چاک قبات سے

نصیر تخلص میر ناصر علی ولد عبد الغنی لکھنوی شاگرد ناسخ بیشتر فارسی کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

حاشیہ ہے خطِ ریحان سے گلستان پہ رقم
سبزۂ خط سے نہین ہے یہ بہار عارض

جاتی شب وصال ہے چھیڑو نہ ذکر مو
ہے عرض اب بڑھاؤ نہ طول کلام زلف

چشم کسکی ہے جو محوِ عارضِ جانان نہین
کونسا دل ہے کہ بنکل آبنہ حیران نہین

آئین نظر جو رقص مین اوس گلبدن کے پاؤن
حیرت سے شمع سان نہ اوٹھین انجمن کے پاؤن

مردم چشم دلبران ہو سپند
چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ

بولے بالین پہ چشم مار و شن
پھرتی دیکھی جو جان بلب کی آنکھ

نصیر تخلص نصیر الدین خلف بدر الدین نواسہ مستی بخش حقیر باشندۂ دہلی

ڈوبی ہین میری دیدۂ پرنم کے شرم سے
قرمز ہوا فرات ہوا ابر تر ہوا

انہین سے میرے در پے آزار ہے ہیرا
ناصح ہوا رقیب ہوا چارہ گر ہوا

نصیر تخلص ارجن سنگھ ولد بدھ سنگھ دارو غہ توپخانہ راجہ سمبھر شاگرد محمد عسکری اخگر مقیم فرخ آباد

یہ کالی کٹارات اندھیری یہ سیاہی
کیا ہجر مین ترپاتے ہین برسات کی راتین

نصیر تخلص محمد نصیر اوستاد مرزا فریدون قدر بہادر ولد علی اصغر اوستاد مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ خلف محمد عباس اوستاد مرزا غازی الدین حیدر والی لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان صاحب دیوان گزرے

یارب ستم ہمارے جلانے کی یاد دل
جنت نہو نصیب جہنم مین جاے دل

یہ عشق بد بلا ہے نہ سمجھی تھی اے نصیر
اب دل گنوا کے کہتے ہو کیون ہاے ہاے دل

اللہ رے حسن دیکھکے اوس سیمبر کی بو
بجھ بجھ گئی ہے مشعل شمس و قمر کی بو

نصیر تخلص شیخ مقصود احمد خلف مولوی ولایت احمد باشندۂ کاکوری

ترے ستم سے کچھ ایسی ادا نکلتی ہے | کہ خود بخود مرے دل سے دعا نکلتی ہے
تری گلی مین ہے یہ اثر دام لالہ رخان | ہزار گلشنون سے صبا نکلتی ہے

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر اعظم عالمگیر ثانی خلف نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ بادشاہ دہلی اولادمین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کے تھے صاحب دیوان فارسی وارد دکن رہے

آیا نہ کبھی خواب مین بھی وصل میسّر | کیا جانیے کس وقت مری آنکھ لگی تھی

نظام تخلص نظام شاہ رامپوری

وہ ہی سب باتین ہوئین کیون ہم نہ کہتے تھے نظام | ملکے اوس عیار سے بدنام تو ہو جائیگا

نظامی تخلص شیخ نظام الدین برادر کلان شیخ فدا حسین فدا انسے ایک دیوان یادگار

ترے نظارے کو کھولی جو خواب سے آنکھین | تو ہووے نرگس شہلا گلاب سے آنکھین
کچھ آج دل ہے بہت بیقرار پہلو مین | تڑپ رہا ہے جو بے اختیار پہلو مین
جو ایک زخم ہو مرہم لگائے اوس پر | ہزار زخم ہین دل پر ہزار پہلو مین

نظر تخلص مرزا علی ولد مرزا محمد امان دہلوی شاگرد مصحفی اولادمین مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تھی وطن انکا عرب مولد و مسکن لکھنؤ

نصب آئینہ مری قبر پہ کرنا پس مرگ | جانے تا وہ بھی یہ تھا عاشق زار عارض

نظمی تخلص میر خیر الدین باشندۂ علی گنج

دل لگا دہان جہان گزری نہین | کیا کرون کوئی راہبر ہی نہین
رات فرقت کی کب کٹیگی خدا | شب ہجران کی کیا سحر ہی نہین

نظیر تخلص گنپت رائے دہلوی شاگرد نصیر دہلوی

کیا زرد ہوئین عشق کی آزار سے آنکھین | ہمچشم ہین اب نرگس بیمار سے آنکھین

نظیر تخلص نظیر محمد خان خلف محمد فیض خان کوتوال فرخ آباد

باتین کرنے کا وہ موقع جو نہین پاتے ہین | وعدۂ وصل شمارون ہی مین کر جاتے ہین
درد بھی دیگا تو انکار نہین ہے ساقی | ہم بلانوش جو پاتے ہین وہ پی جاتے ہین

نظیر تخلص ولی محمد اکبرآبادی علمی کرتے تھے بیشتر خمسہ و مسدس کہتے تھے کلیات الکا نظر سے گزرا

آغوش تصور مین جب مین نے اوسے سکا — لبہاے نزاکت سے اک شور رہا بس بسکا
تہا ارادہ تری فریاد کرین حاکم سے — وہ بہی کم بخت ترا جانے والا نکلا
تجھے کچہ بہی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا — ہمارا دل بہت ترساتا ری ترسانہ اب ترسا
سبہون کو می ہین خونناب دل پلایا تہا — فلک ہمین پہ تجھے کیا یہ زہر کہانا تہا
خرام ناز سے اوس شوخ نے دانکو جب جھٹکا — تو میری خاک نے کیا کیا ہوا کے ساتھ سر پٹکا
عبث محنت ہے کچہ حاصل نہین تعمیر تراشی سے — یہی مضمون تہا فرہاد کے تیشے کو کسٹ کسٹ کا
دیتے ہون جان حور و ملک جسکی آن پر — کیونکر دماغ اوسکا نہ ہو آسمان پر
جب لے چلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچکر — ویسے مرے صدا یہی نکلی کہ ہاے دل
سرچشمۂ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ — حضرت خضر کہین سے جاکر شراب لاؤ
زلف ہو بر سر احسان تو گرفتار کرے — چشم کی مین عنایت ہو تو بیمار کرے
قہر جہک کی جہمک تس پہ غضب بالا ہے — اب کوئی آن مین سب خلق تہ و بالا ہے

نظیر تخلص ایک شخص بنارسی شاگرد سودا کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

تا ایک نظر دیکہے تجھے اے مہ تابان — رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نعمت تخلص شیخ عبد الحق مرحوم باشندۂ سکندرہ قوم برہمن سے تہے حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی فیض صحبت سے مشرف بہ اسلام ہوے

تڑپے ہے پڑا یہ دل غمگین بغل مین — اب آکہین اے باعث تسکین بغل مین

نعمت تخلص نواب نعمت اللہ خان مرحوم

جاتا ہے بس مین یار کے ایسا شتاب دل — آخر کو کیا کرے گا یہ خانہ خراب دل

نعیم تخلص شیخ محمد نعیم سیاہی پیشہ تھے

عالم سے ہوا غیر مین جس یار کی خاطر — اوسی یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

نعیم تخلص منشی فدا حسین خان باشندۂ کاکوری صیغۂ ہی تخلص کرتے ہین بیشتر کلکتہ

ہین رہتے تھے اِندنون لکھنؤ مین وکالت کرتے ہین اِنسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مستی مین بوسے اوس لبِ لعلین کو لیے — ہیہوشی عین ہوش ہے محبہ بادہ خوار کا
اوڑکر زمین سے سرمۂ چشمِ فلک بنا — رتبہ ہوا بلند یہ اپنے غبار کا
اے پریرو جو تری یاد مین ہو اپنا وصال — خلد مین بات نہ بھولے سے کرین حور ہم
آنہین سکتا زبان پر آہ ہمدم نام وصل — ہجرِ جانان سے یہان تک طاقت دل طاق ہے

نعیم تخلص نعیم اللہ خان دہلوی شاگرد حاتم

خیال کرکے ترے موکمر کو روتا ہون — وہ کیون نہ روئے پڑے جسکی بال آنکھ نہیں

نعیم تخلص میر امجد علی لکھنوی

اپنا رہا یہ ہجر مین عالم تمام شب — ہچکی لگی رہی ہین پیہم تمام شب

نفیس تخلص دلاور خان خلف مہری خان فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

گستے ہین جبین سنگ دربار سے اکثر — اک روز چمک جائیگی تقدیر ہماری

نقی تخلص نقی علی خان عرف پیاری صاحب نبیرۂ سبحان علی خان کمبوہ باشندہ لکھنؤ مقیم کربلا شاگرد فتح الدولہ برق و علی اوسط رشک صاحب دیوان ہین

میرے آنکھون سے نقی گزری ہین کیا کیا آنہین — مجھکو دکھلاتی ہے کیا نرگس شہلا آنہین
کیون تاکتے ہو تم دلِ وحشی خصال کو — اے جان کیا کرگی ہرن کا شکار آنکھہ

نقی تخلص نواب علی نقی خان خلف نواب امام علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد باقر اور اولاد مین شجاع الدولہ کے ہین

بچاے جان ہماری خدا سے ہو یہ دعا — پڑا ہے عشق بتان سے معاملہ دل کا
ہوا بھی اوسکے لیے نوک خار سے ہے زیاد — حباب سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

نقی تخلص سید علی نقی جلالوی شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

سوم کو پھول ہون تربت پہ میری نرگس کے — کہ نکلے آنکھون سے سے میری انتظار مین دم

نکہت تخلص مرزا نیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان اردو و ترجمۂ سکندر نامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو اِنسے یادگار ہین

خط مرا اوڑا اوڑ کے اوسکو مین کبوتر بنگیا
خط کا ہر پرزہ کبوتر کا ہر اک پر بنگیا

دل کو دوبارہ مری کیا کر دیا
تیغ دو دم نے دو دلا کر دیا

نہ لگنا دل گرا دسن زلف سیہ سی تیرہ بختون کا
تو کیون بیٹھے بٹھائے اوسکے پیچھے یہ بلا لگتی

نافہ مین جو ہے مشک تو بے بہرہ ہی ہے
انسان جو وطن مین ہے تو شہرت نہین ہوتی

دمبدم قاتل کا دم بھرتے رہے
جب تلک جیتے رہے مرتے رہے

نکہت تخلص حافظ غلام احمد دہلوی قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

بیداری اور خواب مین یہان جمع ایک ہے
رکھتی ہے تیرہ آنکھون مین کیا کیا اثر شراب

اچھا ہوا کہ آنکھ سے خون ہو کے بہ گیا
مدت سے ایک آفت جان تھی بلا دل

تمکین تخلص حاجی مرزا محمد جان مرثیہ خوان شاگرد علی جان درخشان ولد مرزا محمد حسین
متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم موجی کھولا متعلق کلکتہ کربلا کی زیارت بھی کی ہے یہ
شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

افسوس حوصلے دل پر فن کے رہ گئے
بیٹھے صنم کے پاس تو بت بنکے رہ گئے

اللہ ری خوف روز نقاہت کہ طفل اشک
امید وار گوشۂ دامن کے رہ گئے

مدفن عشاق پر آ ہے وہ محشر خرام
خفتگان خواب غفلت کو جگانے کے لیے

ہزارون طرح کی کیفیتین لبریز ہین دل مین
کہین بہتر ہے یہ کاسہ ہمارا ساغر جم سے

نمود تخلص شاہزادۂ مرزا محمد آسمانقدر خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا محمد جہاندار
شاہ عالم بادشاہ شاگرد ناسخ انکا مولد بنارس مسکن لکھنؤ

یہ کسکی ناوک مژگان ہوئی ہے خار پہلو مین
کہ جای دل ہین پیکان تیر کے دو چار پہلو مین

ہوئے نالو نسے جب فرصت تو شغل آہ کرتا ہے
ہمارا دل نہین رہتا کبھی بیکار پہلو مین

جبھی اے ہمنشین کچھ بادہ خواری کی ہے کیفیت
کہ ساغر ہاتھ مین ہو ساقی سرشار پہلو مین

نمود تخلص میر مہدی ولد میر عباس لکھنوی شاگرد آتش

چاہو جلاؤ چاہو اسی خاک مین ملاؤ
اے جان میرے پاس نہین کچھ سوای دل

نمود تخلص میر محمد حسین خان عرف جمو کے صاحب برادر خورد سید محمد علی خان

رئیس شمس آباد

مقابلہ مین جھمک جاے چشم مہر منیر | اگر وہ چہرۂ انور کو بے نقاب کرے

نواب تخلص قدرت اللہ دہلوی متعلمی کرتے تھے

بنے ہا ہی کہ محشر مین ملے گی دل کی داد | پر یہ حیران ہین کہ کس منہ سے کرین فریاد ہم

نواب تخلص ظہور اللہ خان ولد مولوی دلیل اللہ باشندۂ بداؤن شاگرد بقا اللہ بقا شعر فارسی خوب کہتے تھے حرات نے انکے اہاجی رکیکہ کہی ہے صاحب دیوان گزرے

کیجو نہ اے رقیب تو اوسکی مصاحبت پہ ناز | کچھ دنون بزم یار مین ہمکو بھی اعتبار تھا
اوس ماہ حنائی پر رو کر ہو رکھون سر کو | کس ناز سے وہ ہنسکر کہتا ہے کہ بس سر کو
تھکا ہے منتظرون کا یا پیام یاس لاتا ہے | الٰہی خیر کیجو نامہ بر کچھ سست آتا ہے
ہے گرفتاری سے میرے سارے عالم کو بچاؤ | شور نالہ نے مرے ہر شخص شب سونے دیا
برنگ نقش پا اوس در کی جب مین نے زمین پکڑی | اوٹھا لے کوکسی نے پھر نہ میری آستین پکڑی
الٰہی ناگ لگیو گور مین اوس تیرہ باطن کے | کہ جسنے بے تکلف اوسکی زلف عنبرین پکڑی
ہوا کیا اور اس رشک مسیحا ناشکیبا کو | لگانے کو جو ہر دل غیر نے اوسکی جبین پکڑی
رہی ہے رات تھوڑی دل ہی مضطر دیکھیے کیا ہم | ادھر اندیشۂ دشمن ادھر اوسکی نہین پکڑی
اونہین کیا لطف ہستی ہو جنہون نے نازنینون کے | نہ چشم شوہ زا دیکھی نہ ساق نازنین پکڑی

نواب تخلص میر نصیر الدین عرف میر نواب ولد حکیم میر علی جان ولد حکیم مہتاب خان دہلوی مقیم بنارس شاگرد ناسخ

پیکان ہر ایک غنچہ ہے بن اوسکی آنکھ مین | فشتر ہے باغ مین مجھے نالہ ہزار کا
مجھے جنت مین کب بھایا خرام ناز حور و لقا | وہان بھی دیکھنا چاہینگے اوس مہوش کی چال ٹیڑھی

نواب تخلص نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور

رات آخر ہوئی اور صبح کا تارا نکلا | مدعا دل کا نہ صد حیف ہمارا نکلا

نوازش تخلص نواز ش علی خان لکھنوی اُمّی محض ہین سنہ ۱۲۵۷ اٹھارہ سو

شاگردون مین ہے کلکتہ مین تھے صاحب سراپا سخن نے انکو مرزا مہدی ثاقب کا شاگرد
لکھا ہے انہون نے مجھسے اپنی کو برق کا شاگرد بتلایا تھا واللہ اعلم

زلف کا سر کو مری جس روز سے سودا ہوا | پاؤن پڑ کے لیگئی زنجیر زندان کیطرف
بھول جاتے ہین خدا کو یہ بتونکی یاد مین | آخرت کرتی ہین غارت اہل دنیا ہاتھ سے
گھر بلا ئین لیتے ہین گھر جاتے ہین محرم نکل | اے نوازش اب گنہ ہوتے ہین کیا کیا ہاتھ سے

نوازش تخلص نوازش حسین خان لکھنوی عرف مرزا خانی ولد حسین علی خان
ابن نواب ناصر خان شاگرد میر سوز صاحب دیوان گزرے

ایک عالم کو آزما دیکھا | جسکو دیکھا تو بیوفا دیکھا
حال بدکا شریک دنیا مین | نہ برادر نہ آشنا دیکھا
کیف مین کم بہت نوازش ہے | عشق خوبان مین جو نشا دیکھا
عشق مین ایک خلل سا تھا لگا رہتا ہے | اشک چل نکلی نوازش جو کبھی دل ٹھہرا
زبس کہ رہتا ہے آنے کا اوسکی دھیان لگا | صدائے در پہ ہے در پر وہ اپنا کان لگا
یہ بل کرتا ہے تو نوک مژہ کی آبداری پر | تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پر
وہ گئی دن جو بسر شب ہو ہم آغوشی مین | اب تو کٹتی ہے مری چار پہر آنکھون مین
یہ سانس ہے پیکان ہے نشتر ہے کہ دل ہے | کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھیو بر مین
بن ہاتھ لگے دس کی جا سی نہین ہوتا مین | لاغر اسے کہتے ہین تیار اسے کہتے ہین
حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے | الٰہی کوئی کسیکا امیدوار نہ ہو
کسی تیغ جفائے چرخ سے امید سنی کی | جو ہووے بھی تو ہان شاید وہان زخم خندان ہو
یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھسے خو کرتے | ترے خیال مین پہرون ہی گفتگو کرتے
ایک مین کیا خوب کر دیکھے اوسے حسن آفرین | اپنی صناعی پہ حیران خود وہ صورتگر رہے
ایام وصل مین ہم لپٹے ہین جیسے اوس سے | یون وصلی کی بھی کاغذ چسپان ہم نہونگے
آغاز عشق ہی مین شکوہ بتون کا اے دل | تک صبر کر ابھی تو کیا کیا ستم نہ ہونگے
خدا بچے تو بچے آشنا نہین ملتا | کوئی کسیکا نہین دوست سب کمانی ہے

نور تخلص میر وزیر علی خلف میر بادشاہ ملقبوی شاگرد فتح الدولہ برق صاحب دیوان ہین

بھیجکر خط مین گنہگار سراپا ٹھہرا
سیر نامہ مرے اعمال کا پرچا ٹھہرا

عاشق سے کیا ضرور ہین یہ فتر انیان
موسی نہین مین آپ نہ یہ گفتگو کرین

مانین نہ مانین وصل پہ راضی ہون یا نہون
تقریر جانے کی ہمارے اب دوبدو کرین

حسن و جمال یار سے دل شاد کیجیے
معشوق کیجیے تو پریزاد کیجیے

نور تخلص حکیم نادر حسین ولد مہر اصغر علی جن حکیم عوض علی باشندہ بریلی بسبب منسوب ہونے ساتھہ دختر مشیرہ نواب معتمد الدولہ کے کانپور مین سکونت کی تھی

اللہ رے سوز عشق کہ جب کٹ گیا گلا
رگ رگ سے بدل خون کی نکلا بخار دل

بعد مرون بھی کسی سے نہین نیکی کی امید
خاک ہون مجھکو لگانے کو اجبا آئے

نور آخر کو ہوا آپ کے نالون مین اثر
لو وہ تمہارے ہوئے ہاتھون سے کلیجا آئے

نور تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ معلوم نہوا

آہو یہ تری آنکھین ہین یا نرگس شہلا
یا زہر ہلاہل کے بھرے جام ہین دونون

نور تخلص مولوی محمد نور الحسین منصف در بھنگا ضلع ترہت باشندہ شہر گیا کی شاگرد مولوی اولاد علی کا ہش راقم کے دوستون مین ہین شعر بہت کم کہتے ہین

جن دنون مین مشتعل داغ دل بیتاب تھا
اک چراغ روز سا خورشید عالم تاب تھا

تھا شوق شہادت مجھے وہ برسر کین تھا
خنجر مری قسمت کی برائی سے نہین تھا

سودے مین تری گیسوے مشکین کی سر بسر
ناسور مرے دل کا صنم ناف چین تھا

تربت پہ مرے نور ہے چادر شب مہتاب
روشن ہے کہ قاتل مرا اک ماہ جبین تھا

نور تخلص صمصام حیدر مرحوم برادر عمزاد علیجان منور تخلص ولد منشی حسن علی شاگرد راقم الحروف باشندہ ہوگلی مقیم ٹالیگنج متعلق کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا

جو امداد کہتے ہین دس بیس کو میری ہیلو مین
تو کیا کیا رنگ حربا کی طرح ہر دم بدلتے ہین

روان ہین اشک خونین فرقت مین جب سے
جگر اور دل لہو ہو کر ان آنکھون سے نکلے ہین

نہ پہونچے ہاتھ اپنے وصل میں بھی یار نازک تنکا | اسی حسرت میں مدت سے کف افسوس ملتے ہیں

نور حق تخلص شاہ محمد جمیل دہلوی خلف خواجہ محمد جلیل شاگرد مولوی امام بخش صہبائی کسب باطن مولوی قطب الدین مرحوم خلف مولانا فخر الدین قدس سرہٗ و شاہ آل احمد عرف اچھے میاں و حضرت محمد نصیر محمدی سے کیا تھا

رباعی

دنیا میں ہوا عدم سے آنا اپنا | اور آکے ہوا نہ یہاں ٹھکانا اپنا
نے جانے کی راہ ہے نہ رہنے کی جگہ | دشوار ہوا ہے منہ دکھانا اپنا

نیاز تخلص میر محمد سعید اکبر آبادی معلمی کرتے تھے

کہاں ہے دسترس اپنے جو پہونچے تیرے دامن تک | نہ پہونچے ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنے گریبان تک

نیاز تخلص میر محمد علی مرثیہ گو باشندہ دہلی مقیم حیدر آباد

خواب ان خانہ خراب آنکھوں میں کیونکر موندیا | جنکی بے برسات بھی رہتے ہیں گھر ہوگی ہوئے

نیاز تخلص شاہ نیاز احمد سرہندی ولد حکیم شاہ رحمت اللہ باشندہ بریلی کسب باطن مولانا فخر الدین دہلوی و شاہ عبد العزیز بغدادی سے کیا تھا دہلی میں تربیت پائی تھی سنہ ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری میں ماہ جمادی الثانی میں ستتر برس کی عمر میں وفات پائی دیوان فارسی و اردو انکا نظر سے گزرا

مجھے چین خواب عدم میں نہ تھا نہ زلف یار کا کچھ خیال
یہ جگا کے شور طہور نے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا
وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش سے دامن ناز کے اوسے بھی زمین سے مٹا دیا

یا الٰہی زور ق گردون سنبھال | بیطرح اٹھا ہے یہ طوفان اشک
صبر و قرار و شکیب تاب و توان عقل و دین | سب لے تو لی اپنی راہ رہگئی کیون جان تو
عقل کے مدرسے سے اٹھ عشق کی میکدے میں آ | جام فنا دیجو دی ابتو پیا جو ہو سو ہو

نیاز تخلص عبد الرسول باشندہ جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ

سادہ لوحی دیکھیو میری کہ ڈھونڈھون ہون اوسے
جسکے ہاتھون شیشۂ دل میرا چکنا چور ہے

نیاز تخلص لالہ راجہ رام ابن لالہ جگناتھ باشندۂ بھگونت نگر

بھولکر بھی نہین کرتا وہ کبھی یاد مجھے
کردیا اوسکی فراموشی نے برباد مجھے

نیاز تخلص محمد نیاز علی خلف محمد مبارک علی باشندۂ بھیراون ضلع مراد آباد

سرگرم فغان شب دلِ ناشاد حزین تھا
شعلہ مرے آہون کا جو تھا عرش نشین تھا

برباد ہوکے یار کے دل مین جگہ ملے
آباد کرگئین مری برباد یان مجھے

نیر تخلص مرزا حسن عسکری ولد مظفر علی بیگ عرف آغا جان باشندۂ لکھنؤ شاگرد مرزا خانی نوازش

کس حسن کے ہین اوس بت بیمان شکن کے ہاتھ
ہیرے کی ہے کلائی عقیق یمن کے ہاتھ

نیر رخشان تخلص مخدوم مکرم جناب نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو خلف الرشید نواب احمد بخش خان بہادر مرحوم والی فیروز پور جہرکہ شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان غالب دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین علم تواریخ مین بہت دخل رکھتے ہین ہردو زبان مین اشعار انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین

آنکھون مین دشمنون کے کھٹکتا ہون مثل خار
احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسم زار کا

گرانتا نہین ستم و جور یار کو
شوق زیادہ جو کہ مری جی گران نہین

پیری و مفلسی مین نہ لو نام مے کا اب
لطف ارتکاب مین ہے نہ اجر اجتناب مین

مے کے گرنے کا ہے خیال ہمین
ساقیا لیجیو سنبھال ہمین

شب نہ آئے جو اپنے وعدے پر
گزرے کیا کیا نہ احتمال ہمین

کیا ہو نجے تو فرشتہ کا جسکا گزر نہ ہو
بیت الصنم ہے شیخ خدا کا یہ گھر نہ ہو

رخشان جو آتے آتے ابھی رک گئی ہین اشک
آنکھون مین آگیا کوئی لخت جگر نہ ہو

چاک کیسہ مرا گریبان ہے
دل کا محضر مرا گریبان ہے

بوالہوس اور بھی مرنے کی کرینگے خواہش
لیکے گل قبر پہ رخشان کی نہ آیا کیجے

حرف واو

واجد تخلص واجد علیخان لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

لین ہین بلائین سر سے قدم تک جو یار کی
سہے ہر لکیر نور کی تحریر ہاتھ مین

واحد تخلص شیخ عبد الواحد دہلوی شاگرد آغا جان عیش

بیتاب ہو کے شوق مین سب راز کہدیا
واحد ستم کیا یہ دل بیقرار نے
پوچھتے کیا ہو اسیران قفس کا احوال
بال و پر نکلے نہین تھے کہ گرفتار ہوئے

وارث مرزا وارث علی بیگ فرخ آبادی خلف علی نقی بیگ صوبہ دار

آیا ادھر وہ بت خود کام ہمارا
کس کام کا جذب دل ناکام ہمارا

وارث تخلص شاہ وارث الدین دہلوی اوستاد عالمگیر ثانی خوشنویسی مین بڑا درجہ خطاب پایا تھا درویشانہ اوقات بسر کرتے تھے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

خورشید رو کا سیر ہی جلوہ جہان تہان ہے
ہر ذرہ مین جو دیکھو اوسکی جھلک عیان ہے

وارث تخلص حاجی شاہ محمد وارث الہ آبادی خلیفہ و شاگرد شاہ قطب الدین مصیبت صاحب دیوان گزرے

پڑا ہے سنگدلون سے مقابلہ دل کا
نہ ٹوٹ جاے مین ڈرتا ہون آبلہ دل کا
ہمارے آہ اور نالے فلک پر جا کے پہونچے ہین
اگر ہوتا نہین وہ بیخبر آگاہ کیا کیجے
بتا تو اے مرے ظالم مثال نقش قدم
تری گلی مین کوئی گر کے پھر اوٹھا بھی ہے

وارفتہ تخلص نواب شیر علی خان ولد نواب مرزا منگو بیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر اور اک

موجین لہرانے لگین مارسیہ کے مانند
آپ نے دہوئے جو دریا کے کنارے گیسو
سر عاشق پہ کرینگی یہ بلائین نازل
پاؤن تک آئے ہین بڑھکر جو تمہارے گیسو

واصف تخلص مولوی احمد حسین ولد تاج الدین لکنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص صاحب دیوان ہین

اختر تابان شب بلدا مین آتے ہین نظر | موتیے کے ہار یہ پہنے نہین بالاے زلف

واصف تخلص حسن بخش خان شاگرد اعظم الدولہ صاحب تذکرہ

آتا ہے دل مین چاک گریبان کیجیے | صحرا کی آج چلنے کا سامان کیجیے

واصف تخلص قاضی محمد یعقوب باشندۂ بلیا ضلع غازی پور

گھر چھوڑا خانہ ویران کوچہ گردان کر چکا | لے چلا ہے اودل بیتاب دنادان کہان

واصل تخلص درگا پرشاد خلف لالہ گنگا پرشاد متوطن کول مقیم فتحگڈھ

واصل اب اوسسے کیا ہمین چشم امید ہو | ہر وقت دیکھتے ہین وہ نرچھی نگاہ سے

واصل تخلص محمد واصل

سرگرم ناز کیون نہ ہو وہ رشک آفتاب | عالم مین اوسکے حسن کا بازار گرم ہے

واعظ تخلص شیخ الٰہی بخش باشندۂ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

کب بیان غم سے چشم تر نہ ہوئی | کب عیان سوز دل جگر نہ ہوئی

واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا مقیم دہلی کچھ روز دن فیض آباد مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی

مین تو گیا تھا سونپ کے دل کو صنم کے ہاتھ | اے آہ چڑھ گیا یہ کہان سے جفا کے ہاتھ

صبح پر وصل یار کی ٹھہرے | اے پھر انتظار کی ٹھہرے

عشق مین کیا فضل و ہنر چاہیے | آہ مین تھوڑا سا اثر چاہیے

خوبرو ہو کے با وفا ہووے | مین نہ مانون اگر خدا ہووے

رحم اے زلف سنگدل لطف اے بخت سیاہ | موکشان کھینچے پھرے کب تک پریشانی مجھے

واقف تخلص مرزا قوماش بہادر خلف بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سو لخت جگر ساتھ ہین سو پارۂ دل ہین | اشک آنکھ سے اس شان سے اپنی ہو مہر نکلے

ہر کوچۂ و بازار سے ہو سنگ فشانی | دیوانہ ترا نکلے تو اس دھوم سے نکلے

والہ تخلص مرحمت خان فارسی میں ثاقب تخلص کرتے ہیں وطن اصلی کشمیر مولد دہلی مسکن لکھنؤ

گنے جو بندوں میں اپنے تو ایکبار مجھے | تو خلق میں ہو خدائی کا اعتبار مجھے
ہے عیان جلوۂ ترا انسان کی تصویر سے | صورتِ معنی ہو ظاہر حرف کی تحریر سے

والہ تخلص میر مبارک علی خلف و شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم مرشد آباد علوم ظاہر سے بے بہرہ تھے

ہوئی ہے مشتعل میری دلِ بیتاب میں آخر | نہ دیکھی تھی کبھی اب تلک سیماب میں آتش

والہ تخلص محمد خان ملازم مرزا جہاندار شاہ خلف شاہ عالم بادشاہ

دل پہ میری در امید جو مسدود ہوا | جلوہ گر سامنے آ شاہد مقصود ہوا

والہ تخلص ایک ہندو باشندۂ فیض آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے والہ | مضمون کمر یار کا غفا سے نہیں کم

والی تخلص منشی محمد والی باشندۂ بنڈوہ ضلع بردوان

کیا پوچھتے ہو یار و حال تباہ میرا | بے مہر ہو گیا ہے وہ رشکِ ماہ میرا

وجاہت تخلص احمد علی خان خلف احمد نور خان رامپوری قوم افغان شاگرد محمد حیات خان حیات

ہے وجاہت یہ زیست نقش بر آب | کیا یقین آ گئے نفس باطل کا

وجیہ تخلص میر ضامن علی ابن میر جعفر علی باشندۂ الہ آباد

شکوۂ جفا دن کے نہیں ہرگز روا مجھے | ہر حال میں ضرور ہے تیری رضا مجھے

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین بہادر برادر نواب حسام الدولہ شاگرد مرزا فاخر مکین بیشتر فارسی کہتے تھے

خون دل بسکہ رہا ان کے جمِ چشموں میں | پانی پانی ہوا خجلت سے میں بحتریوں میں
تسکین در و دل کو نہ آج ہو نہ کل ہو | بے یار بیکلی ہے وہ ہے ملے تو کل ہو

وحدت تخلص جمیت رائے کائتھ باشندۂ میرٹھ

ہر دم ہے عندلیب کو اب غم تازہ کی | فصل بہار آتی ہے اوسکو ہوا لگی

وحدت تخلص مولوی محمد علی سابق ڈپٹی مجسٹریٹ میدنی پور ولد قاضی عنایت علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت اندنون شعر گوئی ترک کی ہے راقم کے احباب مین ہین

سرخ اطلس کی ازار آب روان کی انگیا | نصف تن آگ مین ہے نصف بدن پانی مین

وحشت تخلص میر ابو الحسن دہلوی نبیرہ تیر انداز خان شاگرد مرزا سودا

مین نے شروع نزع مین کی تھی تجھے خبر | پہونچا تو اوس گھڑی کہ مرا کام ہو چکا
قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہے چھوڑ دو | خنجر تو ایک دم کے لیے منہ نہ موڑیو
کر دیگا اس دل دیوانہ کی تدبیر آنکھونسے | لگی ہے بہنے موج اشک کی زنجیر آنکھون سے

وحشت تخلص مرزا باقر علی خان خلف حسین علیخان نائب و مختار مہدی علی خان صوبہ دار بریلی باشندہ فتح آباد مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی میر صاحب دیوان گزرے

دیکھکر اوسکو ہوا ہون غش نہ آؤن ہوش مین | ہووے محشر کا اگر شور و فغان بالائے سر

وحشت تخلص میر بہادر علی لکھنوی شاگرد جرأت ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر

کیا جانیے کدھر کو گیا ہو اوداس دل | جو پھر کبھی نہ آن پھرا میرے پاس دل
مانگو بوسہ تو وہ دشنام دے ہے نوشی مین | دیکھیو ہوش ہے کتنا اوسی بیہوشی مین

وحشت تخلص احمد بیگ باشندہ میرٹھ شاگرد صمد علی حسرت

حوصلہ دیکھنا مرے سر کا | سنگ رہ بنگیا ہے دلبر کا

وحشت تخلص یوسف علی باشندہ اولد ن ضلع میرٹھ شاگرد مولی بخش قلق

تیری نگہ سے کب تہ و بالا جہان نہین | [illegible] مین کب زمین نہین کب آسمان نہین

وحشت تخلص مخدوم بخش کانپوری ولد فخر الدین شاگرد احمد علی کامل

تیرے پسند ہو تو پیارے بہار ہے | کھا کھا کے گل بنا کے ہین گلدستہ ساری ہاتھ

وحشت تخلص میر غلام علی خان مرادآبادی ولد میر فرحت اللہ خان داماد مولوی محمد رشید الدین خان دہلوی شاگرد مومن خان بنارس اور دہلی مین

نشو و نما پائی تھی بلند شہر مین سکونت کی تھی شعر انکے خوب ہوتے ہین ۔

بسکہ رنج افزای طبع نازک جانان نہین — آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا
آتیہین حرمت صہبا کی سنا ناہون اوسے — ذکر سن سن کے رقیبون کی مو آشامی کا
سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت — کیا مکدر کہین وہ آئینہ رخسار ہوا
منفعل ضعف جنون سے ہوئی ایسی کہ چوا — طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا
جو نہ جاتا ہو کہین کوچہ جانان کے سوا — ایسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہین
اے دل آسان نہین جو راہ اٹھانی اوسکی — نوجوان یار ہے وہ کچھ فلک پیر نہین
اوڑ بچھا ہے جو یہ شدت سے فلک کی بالکل — رنگ رخ مین مری اسواسطے تغیر نہین
پہری وحشت مری دن پہر کی جو دیکھا اوسنے — گردش مشیم ہوئی گردش دوران مجھکو
گزرا اس اعتماد محبت سے مین خدا — مجھسے چھپائین کاش وہ الفت رقیب کی
گرم غمخانہ ہے اتنا آہ آتشبار سے — بھاگتی ہے دھوپ میری سایہ دیوار سے
بے تکلف آئے وہ بہر تماشا وقت نزع — کام آسان ہوگیا یہان مردن دشوار سے
نالہ سیر اروز و شب سن سن کے عادت ہوگئی — اہل عالم اب نہین مرنیکے بانگ زور سے
کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا — سحر ٹپکے ہے تیری گفتار سے
خط کے آنے سے گئی شرم سخن — آئینہ طوطی ہوا زنگار سے

وحشت تخلص سید حبیب احمد خلف میر شتاق احمد باشندہ دہلی

آخر اپنا بہتک بہتک کے غبار — ایک دن اونکے در پہ آ ہی رہا
خانہ خراب نالہ وزاری سے باز آ — ہر دم کے ہائے ہائے مین ای دل آتا نہین

وحشت تخلص شاہزادہ کبیر الدین دہلوی شاگرد محمد ابراہیم ذوق و مرزا رحیم الدین حیا

وہ بیوفا امید تسلی شب غم — خیال یہ دل مضطر تراکدھر آیا
کونسے فنون مین ہے فتنہ محشر ظالم — سیکڑون فتنے ہین ایسے تری رفتار کے پاس
ناوک غمزہ کا وش بیجا سے کیا حصول — لوگی ستا کی کیا کسی خانہ خراب کو

وحشت تخلص استاد راقم الحروف مولوی حافظ رشید النبی مرحوم خلف الرشید

مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم رفت تخلص اولادمین حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مولد انکا رامپور سکن کلکتہ ہوگلی مین محلہ جلیلہ افتا پر مامور تھے کچھ روز مین حافظ اکرام احمد ضیغم سے اصلاح لی تھی عربی و فارسی اور اردو اشعار نہایت خوب و بغایت مرغوب کہتے تھے مین شباب مین سنہ ۱۲ بارہ سو چوہتر ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخین اونکے وصال کی کہی ہین

تاریخ

مر گئے حیف حضرتِ وحشت | یا خدا ہون وہ داخلِ جنت
گوہرِ درجِ علم و فضل تھے وہ | نیرِ برجِ علم و فضل تھے وہ
عالم با عمل تھے اور کامل | علم مین بے بدل بڑے فاضل
قاضیِ شرع حافظِ قرآن | تھے وہ بے شبہ صاحبِ عرفان
جب کہ اوستاد کا وصال ہوا | مجھکو تاریخ کا خیال ہوا
یہ ندا دی سروش نے ناگاہ | مر گئے آہ ایسے فاضل آہ

۱۲۷۴ ہجری

قطعہ تاریخ کہ بدو بحر رمل و نسخ خواندہ میشود

کیا کہون کیا غم ہوا پائی یہ جسدم خبر | شاعرِ شیرین زبان مر گئے افسوس آہ
فکر تھی تاریخ کی کلک نے مصرع لکھا | وحشت جادو بیان مر گئے افسوس آہ

۱۲ ۷۴ ۵

قطعہ تاریخ

حیف کہ مولانا رشید البنی | راہ رو کشورِ فانی ہوئے
مصرع تاریخ خرد نے کہا | خسروِ اقلیم معانی موئے

۱۲ ۷۴ ۵

اشعار

مہتابی پہ جلوہ ہے جو اوس شکل پری کا | عالم ہے رخِ مہ پہ چراغِ سحری کا
چشم آہو کے انداز قدم کبک دری کا | رخ مہ کا ہے قد سرو کا نقشہ ہے پری کا
عریانی مین کیا نذر کرون دست جنون کو | دامن بھی جو رکھتا ہون تو زخم جگری کا

لب خشک ہین ترآنکھین ہین فرقت مین شب و روز کا — بیان زیرگین ملک ہی خشکی و تری کا
کہانی کی تو مدت سے قسم کھائی ہے ہمدم — یہ غم ہے کہ کہاتا ہون کسی رشک پری کا
تعدد نظر بازی خوبان جہان سے — ہر مسئلہ بیان لوک زبان ہی نظری کا
آنکھون سے دکھا دیتے ہین مفہوم عدم کو — لکھتے ہین جو وصف آپ کی نازک کمری کا
اوس کان ملاحت کی یہ الفت کا اثر ہے — ہے شور جہان مین مری شوریدہ سری کا
پوشاک ہوا کرتی ہے کیون قطع دہان زخم — دخت مین اگر خوف نہین جامہ دری کا
کیجیے موے میان طبع رسا سے پیدا — بال ہو چشم تصور مین بلا سے پیدا
خال اے نور نظر ہین تری چہرے پہ کہان — پر تو مردم انسان ہین صفا سے پیدا
زخم دل پر نمک افشان ہی فراق احباب — شور سر مین ہے مری بانگ درا ہی پیدا
چشم انسان ہے مرا گہر کہ مثال مردم — رو سیاہی مین ہون مین مین ضیا سے پیدا
آب حیوان اسپنے حق مین شربت سم ہو گیا — خنجر سفاک زخم دل کو مرہم ہو گیا
بارش تیر قضا ہے اس تواضع کا اثر — موت ہے شکل کمان دشمن اگر خم ہو گیا
یاد ابرو سے تمہارے کٹ گئے ایام غم — ہجر مین ہر دم ہمین شمشیر کا دم ہو گیا
تنگ رکھتی ہے غضب کنج عدم کی آرزو — مجھکو دخت مین دہان یار عالم ہو گیا
رونق بزم شراب آج وہ جانانہ ہوا — سر جو شیشے کا جھکا سجدہ شکرانہ ہوا
پرتو افگن جو کبھی ساعد جانانہ ہوا — ہر حباب لب جو شاہد پروانہ ہوا
مشتری کون ہوا اوس مہ کا جو بی مہری سے — نقد جان لیکے یہ کہتا ہے کہ بیعانہ ہوا
امی پری تنکے جو وہ میری طرح چنتا ہے — کہربا بھی تری آنکھون پہ ہی دیوانہ ہوا
پاؤن مین سلسلہ زلف پریشان الجھا — اپنے ہی دام مین پابند وہ جانانہ ہوا
صاد چہرے پہ ترے خامۂ قدرت نے لکھا — باعث چشم حسینون مین تو ممتاز رہا
ہوکے برباد غبار تن لاغر اپنا — راکب دوش صبا صورت آواز رہا
آب یاقوت کی ماہی اسے کہیے کہ سدا — آشنائے لب جانان سخن ناز رہا
شعلۂ عشق سے روشن دل مشتاق رہا — سینہ تا مرگ پر از حکمت اشراق رہا

حلقۂ زلف ہے یہان سلسلۂ آزادی
صین تقیید مین یہان عالم اطلاق رہا

روی جانان کے تصور مین رہا سینہ گرم
برگ گل بھی سبب سوزش احراق رہا

حال بیتاب کہان ہی تجھے معلوم نہین ؟
موج زن سینہ مین یہان قلزم اشواق رہا

رشتۂ مہر و وفا بالی بتا کر توڑی
کب تو پابستۂ زنجیر میثاق رہا

خون تھوکتا ہون الفت ابرو یار مین
لکھہ اے طبیب میری دوا مین ہرن کی شاخ

گیسو مین مشک آنکھین چکاری ثمرہ مین تیر
دنبالہ دار سرمہ ہے گویا ہرن کی شاخ

جو کج ہین اونکو ثمرۂ حرمان نصیب ہے
دیکھی ہے کسنے پھولتے پھلتے ہرن کی شاخ

بیٹھے جو ہاتھہ رکھہ کے وہ گلروتہ ذقن
پیدا ہو باغ حسن مین سیب ذقن کی شاخ

پہونچی نہین ہے آہ شرر بار تا فلک
پھوٹی ہے جوش اشک سے چرخ کہن کی شاخ

مانگ مین سیندور ہے اونکے کہان بالا سر
سرخی رنگ کف پا ہے عیان بالا سر

تہا سواد موجوانی مین دہوان بالاے سر
اب سفیدی سے ہے خاکستر عیان بالا سر

شمع کا سر کاٹتے ہین بزم مین گلگیر سے
آفتین کیا کیا نہین لاتی زبان بالا سر

کیا ہی تھی چین برجبین تعویذ لٹکانے مین شب
اونکے بالون مین جو اولجھین چوڑیان بالا سر

نہین باقی کوئی تار گریبان بہی مگر تن پر
کہ جا پڑتا ہے اب دست جنون زخمونکی دہر پر

بجہایا ہے چراغ زندگی تعویذ گیسو نے
بجائے شمع ہووے مار مہرہ اپنی مدفن پر

مسی آلودہ لعل تر پہ گیسو اونکے آپہونچے
یہ افعی چاٹتے ہین اوسکو گلبرگ سوسن پر

قدم باہر نہین رکہتے نگہ آنکھونکے پردے سے
حجاب عشق گھونگٹ ہے کسیکے روی روشن پر

خیال اوس زلف و لب کا نقش ہر بت کی ہوا دیکھہ
شبیہ لیلی و شیرین منقش ہے ہر اک سل پر

غضب وزد حنا کو تم نے ہاتھون پر تھہ باندہا ہے
زبان ہے لال کیونکر مدح خوان کے ایسے عادل پر

تل نہین تل ہے جو ناف بت مغرور کے پاس
حب فلفل ہے عیان چشمہ کافور کے پاس

بار اوس بزم مین وہ پاتے ہین جو مرتے ہین
زندگی مین کوئی ممکن ہے گزر حور کے پاس

کار دل بخیہ و مرہم سے تو اب دور گزرا
زخم ہین زخم پہ ناسور ہین ناسور کے پاس

آتش فندق جانان نے جلایا ہے مجھے
مٹی مہدی کی ہو قبر تن محرور کے پاس

اپنے باعث ہین وہ تلخی کو گوارا کرتے
ورنہ کیا اوس لب شیرین کو دشنام سے کام

پاس ناموس نہین ہے دل وحشی کو کبھی
یہ نگین وہ ہے کہ جسکو نہین کچھ نام سے کام

قاصد وہان گیا تو ہوا مرغ نامہ بر
بال خدنگ سے کہین خالی بدن نہین

سبزہ پیدا ہے تو اب بزم مین جا دیتے ہین
باغ سبز اپنا بلا کردہ دکھا دیتے ہین

چہرہ جانی سے جو برقع کی دکھا دیتے ہین
ماہ کو عقد ثریا وہ بنا دیتے ہین

پرتو حسن سے دکھلاتے ہین اعجاز مسیح
اپنے بالی کی وہ مچھلی کو جلا دیتے ہین

اونکا ادنی یہ شگوفہ ہے کہ گلشن مین نسیم
ہنستے ہنستے گل و بلبل کو لڑا دیتے ہین

ہے ہلال شفقی اپنے گریبان ہین ہلال
اشک خونین مجھے کس رتبہ بڑھا دیتے ہین

سرو بالا نہین بالا یہ بتانا اچھا
خضر سے کیا آپ کڑے ہمکو سنا دیتے ہین

باندھ لیتے ہین جو وہ مزد وفا ہاتھون تھ
دل چرا لینے کی یہ اوسکو سزا دیتے ہین

دونی باتین ہین جو تکرار کی غیر ذکی سبب
کیا ثناۃ مضاعف وہ پڑھا دیتے ہین

کب خیال حلقہ جعد رسا ہوتا نہین
کب دل دیوانہ پابند بلا ہوتا نہین

دل سے کم سودائے چشم فتنہ زا ہوتا نہین
شور محشر کونسی شب یہان بپا ہوتا نہین

یار آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین
ایکدم یہان عالم دل مین خلا ہوتا نہین

آستین نسن ہے چراغ عقل پر باد بہار
ورنہ ہر پیراہن غنچہ قبا ہوتا نہین

سینہ ہے آماج گاہ ناوک مژگان یار
کونسا دل زخمی تیر قضا ہوتا نہین

سادگی یار نے مارا ہے جیسے ہمنشین
دل شہید خنجر ناز و ادا ہوتا نہین

تیوری گل کی عوض آکر چڑھا جاتے ہین وہ
غنچہ دل کنج مرقد مین بھی وا ہوتا نہین

کونسی شب ہے کہ خال مردمک پر مہربان
ثابت و سیارہ گردون فدا ہوتا نہین

لطف و اشفاق و عنایات و کرم تو اکثر
اندنون وہ مائل جور و جفا ہوتا نہین

خط نکلا ہونسے ہوا رخسار پر وہان پایمال
رہگذر مین سبزہ کو نشو و نما ہوتا نہین

ہوکے برباد اب ترقی کی ہوا کہتی ہین ہم
کب غبار جسم یہان وقف صبا ہوتا نہین

یہان تسلسل اشک مین ثابت ہے وہان دامن مین دم
فلسفی کا ابتو ثابت مدعا ہوتا نہین

تیرے کاکل کی ہوا باغ مین ای ترک بند — عوض غنچہ کلاہ خنزری پیدا ہو
فرط صفا سے جسکا ہر اک تل ہی آئینہ — منہ دیکھو اوسکے رخ کے مقابل ہی آئینہ
درکار کب تجھے مہ کامل ہے آئینہ — ہر سمت عکس رخ سے مقابل ہی آئینہ
اے جان تمہارے رخ کے مقابل ہی آئینہ — آئینہ اب دکھانے کے قابل ہی آئینہ
اوجہل جو ایک پل نہین ہوتا ہی ای صنم — شاید تمہارے چہرے پہ مائل ہی آئینہ
تسخیر عکس چہرۂ رشک پری جو کی — جوہر کھلے یہ آج کہ عامل ہے آئینہ
اے جان جان فقیر کی صورت سوال ہے — یعنی صفا کا آپ سے سائل ہے آئینہ
اوس رخ صفا کی جبدم دیکھہ پائی ہی جھلک — آئینہ بن جاتی ہے تصویر پشت آئینہ
کیون نہو آئینہ زانو سے آئینہ کو فوق — گلفشان تو اوسمین یہان تصویر پشت آئینہ
چین آتا ہے نہین بے تکیۂ زانوے یار — کیا نوشتہ ہے مری تحریر پشت آئینہ
دست مشاطہ مین دے آئینہ اپنی ہاتھہ سے — جرم بوسہ پر یہ ہو تعزیر پشت آئینہ
سنبھالے ہین میرے نالون نے سنبھالے — فلک اپنی پشت خمیدہ کو تھامے
مارا پڑا ہون خنجر غفلت شعار سے — ٹانکو دہان زخم کو سونے کے تار سے
ہے خوس گردون مین مہر خاور کہ پای گلگون کا بند ہے — یہ زیر کاکل ہی اوذکی کلی کہ برق خرمن کا بند ہے
نہین ہے مال جمال کامل منوز اوس تن کا ابدال — لب طلب ہان نہ کہولین سائل زکوۃ مال نصاب کا
روان ہے آنکھون سے لجہ خون کہ پانی پانی ہو عیش بحر جنان — سر شک خونین ہے جتنا گلگون کہان یہ سرخی شہاب ہین
دکھا کہ دور شراب اول کیا ہو بطلان دور باطل — ہے جو کہ پیر مغان کو حاصل کہان یہ نکتہ کتاب ہے
منہ سے گل اوسنی جو کی شمع مزار عاشق — خاک پروانہ سے بلبل کی صدا آتی ہے
غرق سونے مین ہے یا سونے مین مستغرق ہے — خواب و بیداری مین غافل کا وطن سونی مین ہے
چشم قاتل جو ہر خنجر پہ رہتی ہے مدام — گردش دور فنا پابستہ ہر آہن مین ہے
رکتے نہین وہ رشک تو ہنگام تکلم — مصری کی ڈلی صاف چبا جاتی ہین کیسے
مشتاق سمجھکر مجھے پردے مین ستم کے — باتین سر محفل وہ سنا جاتے ہین کیسے
بگڑین کیطرح یا کسی دیوانہ کی صورت — بنلا کہ وہان باوجبا جاتے ہین کیسے

حیران ہین اگر آپ تو آئینہ مین دیکھیں
وہ پنجۂ خط عالم وحشت مین دکھا کر

سپندے مین کسی زلف کے آجاتے ہین کیسے
طوطے مرے ہاتھونکے اوڑا جاتے ہین کیسے

وحشتی تخلص میر بخشی مرحوم دہلوی مقیم عظیم آباد

اندنون بیقرار ہے یہ دل
اپنے ملنے سے منع مت کر تو

کیا ہوا کس سے یار ہے یہ دل
اسمین بے اختیار ہے یہ دل

وحید تخلص مولوی محمد عبد الرؤف مترجم سر رشتۂ لیجس لیٹو کونسل ہند ولد منشی احمد علی شاگرد شاہ الفت حسین فریاد باشندۂ کلکتہ بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

بلبل کے لبون پر ہے نہ افسانہ ہوا اوسکا
ہر شے مین اوسی شمع تجلی کا ہے جلوہ
خورشید یہ خورشید ہے یا ماہ یہ ہی ماہ

بو آتی ہے گل سے بھی کہ دیوانہ ہے اوسکا
موسی ہے نہ اک طور پہ پروانہ ہے اوسکا
یا سر پہ رکھا آپ کی ہے تاج زری کا

وحید تخلص میر ہادی خلف میر مہر علی انس مرثیہ گوے لکھنوی

دل تم سے نہ پھیرے گا وحید جگر افگار
یہ عاشق جانباز کا شیوہ نہین ہوتا

وحید تخلص مولوی وحید الدین خلف مولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد بیشتر فارسی کہتے ہین

رہگئی کفنون کے دلمین قتل ہونے کی ہوس
آج ہر شہر کے کوچے نظر آتے ہین اودہا
لڑائی جانے دو بس دور بھی کرو غصہ
لاے گی کسطرح سے کہو بوے پیرہن

وہی ہاتھون مین تجھے اے تیغ زن کیا ہو گیا
کسطرف لگ گئی وحشت تری دیوانے کو
ملو وحید سے بہر خدا سنو تو سہی
اوسکی گلی مین جا کے صبا اور ہو گئی

وحید تخلص منشی سرفراز علی خان ولد سربلند خان باشندۂ سالار تیبو نے جہارا توابع نرسنگہ پور دکھن شاگرد بیرو وزیر صبا مقیم قصبۂ موہان متعلق لکھنؤ انسے غصہ ۱۲۵۸ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

سودا زدہ زلف کا کیا خوب لقب ہے
فرماتے ہین دیوانۂ آشوریدہ سر زلف

جہانے دل مین اگر ہو زش جگر رگ سنگ
تڑپ تڑپ کے نہ ظاہر کرے خبر رگ سنگ

لہو کے نام سے فصاد خاک پتھر ہے
بتون کے عشق مین رگ گ سے بسر رگ سنگ

جنیو اوس بت کافر کا یاد آتا ہے
وحید سنگ جواہر مین دیکھکر رگ سنگ

ناحق اتنا نہ کرو ظلم و ستم بندے پر
اے بتو چاہیے کچھ خوف خدا کا دل مین

ایسی چلے وہ چال کہ بسمل ذبح ہو گیا
گردن پہ میرے چل گئی تلوار بن کے پاؤن

سر اوٹھا آج نمو کرین کھاتا ہے راہ مین
رکھتی نہی کل زمین پہ جو لوگ تنکے پاؤن

وحید تخلص حکیم وحید اللہ خان باشندۂ بدایون ولد حکیم سعید اللہ خان ملازم
راجہ بہرت پور صاحب دیوان ہین

مارڈالے جانے والون کو وہ
دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف

گو تیری طرف سے کوئی باتین ہی سناوے
جنبش نہ کرے پر ترے رنجور کی گردن

شکایت دل نالان کچھ اور کیا کہے
ہوا ہے دشمن جان دوستدار پہلو مین

وزیر تخلص نواب وزیر علیخان متبنای نواب آصف الدولہ بہادر کلکتہ مین
۱۲۳۲ھ بارہ سو بتیس ہجری مین انتقال کیا حال انکا نہایت مشہور ہے حاجت بیان نہین

بعد رنجش کے مزا ملنے سے کچھ حاصل نہین
اگر تمہین الفت نہین اپنا بھی اب وہ دل نہین

وزیر تخلص وزیر علی رام پوری خلف حسن علیخان

دام الفت مین تری پھنسکے بلا دیکھین تو
طایر دل کے تڑپنے کا مزا دیکھین تو

دل مین کالے کی کہلانے کا جو بل کتنی ہے
ہاتھ کافر تری چوٹی کو لگا دیکھین تو

نہ سہی شرط وفا خیر لڑائی ہے سہی
آج وہ آنکھ کو غیرون سے لڑا دیکھین تو

دل کی تسکین کو صورت یہ وزیر اچھی ہے
اوسکی تصویر کو چھاتی سے لگا دیکھین تو

وزیر تخلص سید وزیر علی باشندۂ الہ آباد

قیدی حلقۂ گیسوے پریشان ہو نہین
یاے وحشت کو مری حاجت زنجیر نہین

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیہ شاگرد
امام بخش ناسخ

سلسلہ انکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے اپنے طرز پر شعر اچھا کہتے تھے بائیسویں ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۲۱ بارہ سو ستر ہجری مین فوت کی دیوان انکا نظر سے گزرا

سر مرا کاٹ کے بچتا ئیے گا
کسکی پھر جھوٹی قسم کھا ئیے گا

وائے محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
میری اور سکے درمیان غفلت کا پردا ہو گیا

جسم کیسا یہان لباس جسم آدھا ہو گیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہو گیا

اپنے گناہ آنہین سکتے حساب مین
زاہد کو خوف چاہیئے روز حساب کا

زاہد حرام سے کو نہ کہنا دگرنہ مین
جنت مین جینگے لونگا پیالہ شراب کا

ہوا از بسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر اس گل دیگر شگفت
دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

خواب مین تجھ سے ہمکنار رہا
عین غفلت مین ہوشیار رہا

حسن عارض عارضی تھا کھل گیا
خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا

خط پہ خط لائے جو مرغ نامہ بر
بوسے ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

خط سیہ سے کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا
غمزہ نہ کیجے سیب ذقن بیر ہو گیا

صدمۂ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
اے بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا

چھپ گیا دوستی کے پردے مین
دشمن جان نے کیا حجاب کیا

آج مجھسے بات اگر کرتی نہین
دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب

زبان کو وصل کے شب گفتگو کی کب تھی فرصت
ہجوم بوسہ لب نے نہ دی اک بات کی فرصت

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
کہ خون آلودہ ہے اے اشک تو آج

فرقت دیدار مین جو رات بھر آئی نہ نیند
وصل مین آئے ہوئی آنکھونمین شرمائی ہے نیند

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
تو کیا کہتا ہے کچھ اپنی دوا کر

چلا ہے او دل حیرت طلب کیا شادمان ہو کر
زمین کو ہی جانان نیچ دیگی آسمان ہو کر

اسی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتی تھی
اکیلے پھر رہی ہو یوسف بے کارروان ہو کر

کیا غیرون کو قتل اوسنے موی ہم رشک کے ہاتھ
اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہوکر

بناوٹ نے بگاڑا باتین سنوانین خموشی نے
نہ پوچھو ہنسنے کیا ہی منہ کی کھائی بیزبان ہوکر

وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب اوسنے جیبھی
نکل آئی دہان زخم سے سو کہی زبان ہوکر

لڑکے ہاتھ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا
وصل کی وہ رات یاد آتی ہی اور روتا ہون

گزرا فلک کے پار گیا لامکان تلک
اوتیر آہ بے ادبی اب کہان تلک

وہ پری رو حور سے بہتر کہین ہی اے وزیر
ناز مین انداز مین رفتار مین گفتار مین

اوٹھا اوٹھا کے چوری وہ نگاہ کرتی ہین
ہمارے دل مین وہ در پردہ راہ کرتی ہین

ذرا سے جرم پہ جاتے کنوین فرشتون نے
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین

وزیر آغوش ہیان فرقت مین بھی خالی نہین
نہین ہے یار اگر تو درد ہی مدت سی پہلو مین

آنکھین ہین خونخوار تیری اے مسیح
کیا ہی بے پہ ہنیر یہ بیمار ہین

گوہر اشک سے لبریز ہے سارا دامن
آج کل دامن دولت ہی ہمارا دامن

وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو رہے
پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن

نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
حروف جسمین ہون اللہ کا کلام نہین

الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
روزن مور مری نظرون مین اندار ہین

جا کے ٹھہرے استخوان پر جب لگائی تو نے تیغ
کیون نہ اے قاتل ہما کیجیے تری شمشیر کو

گر اولٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئینہ
سیدہی ہو جائے ابہی تقدیر پشت آئینہ

کیجیے داخل دل بیتاب یاری کے عوض
روز سنیے نالہ شبگیر پشت آئینہ

عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کر دیا
کیجیے اب سیماب کو اکسیر پشت آئینہ

بیجا تلاش دولت دنیا ہی اے وزیر
غیر از کفن نہ پائے گا شاہ و گدا کی ساتھ

چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
موسی کو ید بیضا جلا کے ہاتھ

ہے آرزوے قتل ابھی دم نہ دو مجھے
چھوٹا ہے نیچہ تو لگاؤ بڑا کے ہاتھ

جو کہ طایر تری صدقے مین رہا ہوتا ہے
اے شہ حسن وہ اوڑتی ہے ہما ہوتا ہے

ایک ذرے کو نہین ہوتی ہے جنبش بیحکم
بت جو پہر جاتے ہین اللہ بہرا ہوتا ہے

نگہ وزدیدہ سو ہی غیر یون کرتی ہین وہ انکھین — نہان جسطرح بد پرہیز یان بیمار کرتا ہے
بھروے عوض شراب کی ساغر کو نگ سے — گاڑہی چہنی ہے صافی اب اک سبز رنگ سے
انکھین کہلی ہوئی ہین عجب خواب ناز سے — فتنہ تو سو گیا ہے پر فتنہ باز ہے
کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تھا — بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے
ایک عالم نے جبہہ سائی کی — اے بتو تم نے بہی خدائی کی
نہ گئی زاہدون کے پاس کبہی — دختر رز نے پارسائی کی
ہوئی گر صلح بہی تو بہی رہی جنگ — ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑا کی
پڑا ہے تفرقہ بتا بیون سے — وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے
یوسف جو کہا اونہین تو بولے — کیا آپ نے مول لے لیا ہے
لے دے کہ نہ دے بادہ اطہر تو نہین ہے — کچہ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے
کچہ معجزہ خضر آپ کے لب پر تو نہین ہے — عیسے ہے تو ہوا اپنا پیمبر تو نہین ہے
کہتے ہو مجہے خواب مین معراج ہوئی ہے — جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہے
کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا — منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے
باتین جو چکنی چکنی سنی میرے یار کی — نا ہو تو کیا ہے اوسکا فرشتہ سہیل ہے
قتل بے شمشیر اوظالم کیا — آینہ دکہلا دیا دو ہو گئے
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے — آینہ بہی پر تو سے مرے جبین بجبین ہے

وزیر تخلص میر پرورش علی ابن میر خیر اللہ باشندہ اٹاوہ

بیگنہ عاشقون کو قتل کیا ہے ظالم — حیف ہے خوف خدا تجہکو نہ زنہار آیا

وزیر تخلص وزیر خان خلف عبد الرحمن خان متوطن لنگڈھ

کچہ بہی تو بتا دیجیے تقصیر ہماری — کس بات پہ یہ ہوتی ہے تعزیر ہماری

وزیر تخلص وزیر علی خان عظیم آبادی شاگرد نواب جعفر حسن خان فیض

اس شخص کو موسیقی مین اچہا دخل ہے پر شعر اش تذکرہ کے لیے دیے تہے

سو سواد اوتا زہ ہے ایک ایک گام پر — ہم خال مین ملی تیری طرز خرام پر

عاشق ہوئے ہین ہم ترے ابجان کرینگے
صدمے دکھانا دشمن ایمان نئے نئے

آنسو کبھی گرے ہے کبھی چشم سے لہو
لائے ہین رنگ دیدۂ گریان نئے نئے

ایسی جفا سرشت کی عاشق ہوے وزیر
جنسے کئے ہین قتل کے سامان نئے نئے

وزیر تخلص شیخ وزیر علی ولد معین الدین احمد خطیب باشندہ بلگرام شاگرد و خواہرزادہ احمد علیخان احمد فارسی گو صاحب دیوان فارسی درنجتہ ہین

اپنے کوچے سے بھی آخر کو اوٹھایا اوسنے
آہ نے ہمکو اثر آہ دکھایا اولٹا

ہوا ہے جبسے تم پر مبتلا دل
ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل

کیونکر سمائے اوسمین کسی اور کا خیال
گھر کر گیا ہے وہ بت بے پیر آنکھ مین

وسعت تخلص مستقیم خان افغان باشندہ رامپور شاگرد قدرت اللہ شوق

وائے قسمت ایک گالی کی ہوئین دین جان
وقت گفتن جب زبان برادر کہ گفت آلی

وصال تخلص حکیم نصر اللہ خان دہلوی شاگرد و خلف حکیم ثناء اللہ خان ارف علوم متداولہ اور طب مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

آئینہ گھورنے کو سب سے نرالا نکلا
منہ تو دیکھو یہ بڑا جانے والا نکلا

پیر ینگے منہ نہ ہرگز اوس شوخ کی جاسے
ہوگا یہی نہ آخر مرجائینگے ملاسے

وصف تخلص سید شاہ منور علی

نگہ زلف پر کی فتن یاد آیا
جو دیکھین وہ آنکھین ہرن یاد آیا

وصف تخلص میر محمود علی ولد میر محمد حسین فیض آبادی مقیم کانپور شاگرد میر ذبیحا

کارمانی کیا تصور نے
کھینچی تصویر یار آنکھون مین

وصف تخلص بنی مادھو ابن لالہ مولچند شاگرد مقصود عالم مقصود

ایک شب بھی تو مرے گھر مین نہ آکر رہگیا
داغ یہ دل مین بڑا اے ماہ پیکر رہگیا

وصل تخلص مولوی محمد مظہر خلف قاضی غلام سبحان خان بہادر سابق قاضی القضات عدالت صدر دیوانی کلکتہ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم الحکا وطن پنڈوا مولد و مسکن کلکتہ پہلے اوباش تخلص کرتے تھے ہرزہ زبانی

شعرا اچھا کہتے ہین انکا نام تاریخی سے ہے +

مرض عشق بدن مین عوض جان ہوگا
ملک الموت بھی یہان آکے پشیمان ہوگا

غم نہین گر نہ ہوئی دولت دنیا حاصل
رتبۂ شاہ و گدا خاک مین یکسان ہوگا

ہوگا کونین مین اے وصل یقینگر وہ غنی
دل سے جو معتقد حضرت عثمان ہوگا

غیرون کے حق مین زہر ہون یا شہد یا مل
اپنے تو کام کے وہ لب شکرین نہین

پارہ پارہ ہوا دل سیماب
دیکھا جبوقت بیقرار ہمین

برمین گردہ جانی ہو لطف زندگانی ہو
لطف زندگانی ہو برمین گردہ جانی ہو

سر سے پا تک ہے کامل جانان
آج کل رات دن برابر ہے

لعل و الماس و در و مرجان نثار دیدہ ہے
دیکھئے کیا عین گریہ مین بہار دیدہ ہے

وصل تخلص میر احمد علی ولد میر اصغر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم بنارس شاگرد خواجۂ وزیر وزیر صاحب دیوان ہین

وصل کی شب میرا انگیا پر ہوا گر دسترس
مین یہ سمجھون آگئی سونے کی چڑیا ہاتھ مین

وصل سب جاتی رہی دل کی پریشانی بھی
مثل شانہ ہو جو وہ زلف چلیپا ہاتھ مین

وصل تخلص مرزا اسحاق ولد حاجی ابراہیم خلف آغا قدیر اصفہانی شاگرد شرف الدین ملول باشندۂ لکھنؤ بشیر مرثیہ کہتے تھے

لیا تک جو آغوش مین مین تو بولا
ابی چھوڑ کب تک مسلتا رہے گا

ہاتھ مین ہاتھ لے غیرون کا پڑی پھرتی ہے
ہم جو دامن چھوین تو آپ جھٹکتے جاتے ہین

وصل تخلص حکیم محمد علی خان خلف حکیم نصر اللہ خان وصال باشندۂ دہلی اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے

بوسے تو اپنے لب کے نہین پانچ چار دے
ساتھ اوسکی گالیان بھی اگرچہ ہزار دے

محفل اغیار مین مجھکو بلایا آپ نے
فتنہ کیا بیٹھے بٹھائے یہ اوٹھایا آپ نے

وصل تخلص میر کرار حسین ابن میر رحم علی خوشنویس متوطن جہیرا موضع فرخ آباد

جھکی جاتے دو بس وصل سے بولو جاؤ
رہے الطاف وہی اگلی عنایات رہے

وصی تخلص شاہ وصی احمد پہلواری کے پیرزادے ہین انسے پہلواری مین ملاقات ہوئی تھی

سیر اخون گرچہ پامال ہوا	آستانہ تو ادنکا لال ہوا

وفا تخلص لالہ نول رائے برادر کلان راجہ گلاب رائے دیوان نجیب الدولہ نواب نجیب خان بہادر صاحب دیوان گزرے

کہنے لگا وہ سن کے مرا نالہ و فغان	یا رب جیا کرے گا یہ بیمار کب تلک
بکھرائے کوئی زلف کو اپنی خدا ی وفا	پھر آہ کسطرح ملے میرا سراغ دل

وفا تخلص لالہ شنکر لال الہ آبادی

زر ہے نہ میرے پاس نہ ہے جان و دل بہم	یہان ہے فقط ایجان جہان نام خدا کا
جبتک کہ رہے جان وفا تیرے بدن مین	لازم ہے رہے ورد زبان نام خدا کا

زخا تخلص مرزا عبد العلی خوشنویس شاگرد نصیر وطن انکا کشمیر مولد دہلی معلمی کرتے تھے

وہ لب زخم جگر ہے عاشق دلگیر کا	جسمین ہو انگشت حیرت ہو وہ پیکان تیر کا

وفا تخلص مرزا دارا بخت مرحوم نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان

منہ سے کچھ کہو تم کسواسطے خفا ہو	اس اپنی خستہ دل سے اس اپنی جان سے
مین نے کہا خورد کر مرتا ہون تم نہ جاؤ	اک ناز اور ادا سے کہنے لگے وہ کب سے

وفا تخلص میر حیدر علی مرثیہ خوان باشندہ دہلی مقیم امرتسر

دشمنون سے مل ملکر خاک مین ملاتے ہو	خاک دوستی کا ہو آپ پر گمان اپنا
سینے سے لگے بوسے بھی دے ہمکو وفا ؤ	یہ طور نہین ادس بت بے پیر مین دونو

وفا تخلص محمد علیخان خلف مولوی احمد علیخان خوشنویس مقیم شاہجہان پور

غافل نہین ہون ذکر سے دم بھر مین اے صنم	حق نے زبان دی ہے تری نام کے لیے

ولا تخلص مظہر علی خان دہلوی ولد سلیمان علی خان نواسہ شاگرد نظام الدین ممنون مقیم کلکتہ انکی میانہ چھپی نظر سے گزری

فوج و خشک و لشکر و داغ اور علم ہے آہ کا	دھوم سے آنا ہوا ہے عشق عالیجاہ کا

یوسف کا جو نقشا در و دیوار پہ کھینچا | کیون لوے زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا

ولا تخلص محمد مراد خان ابن منور خان باشندۂ الہ آباد

اب تو خاموش ہے دل ورنہ قیامت ہوتی | آسمان تک جو پہونچتا کبھی نالہ اپنا

ولایت تخلص مرزا ولایت علی طبیب خاص نواب امیر الدولہ بہادر رئیس اعظم

زندگی ہماری ہے بے تیرے صنم | پتھرون سے سر کو ٹکرا لے ہین ہم
بے لباسی ہوگئی اپنا لباس | جامے سے باہر ہوے جاتے ہین ہم

ولایت تخلص ولایت شاہ مقیم کوٹل

نہ تنہا یہ دل بلکہ جان بیچتا ہون | کہ ہستی کی ساری دوکان بیچتا ہون

ولایت تخلص نواب ولایت علیخان لکھنوی ولد نواب احمد علیخان نبیرۂ شجاع الدولہ شاگرد مرزا بافر دک

رہا کر اب ہمین صیاد فصل گل آئی | قفس مین ابتو ہوا تنگ حوصلہ دل کا

ولی تخلص مرزا محمد ولی دہلوی مقیم مرشد آباد برادر زادۂ شاہ اسرار اللہ صاحب سنوا صاحب دیوان گزرے

نیم نگہ نے ترے قتل کیا اک جہان | یار مرے مت کہین پھر کے نظر دیکھنا
بیکسی پر مری کبھی کوئی | تجھ بن اے نالہ نوحہ گر نہ ہوا
تھی آشنا نہ تیغ سے اوسکی کمر ہنوز | ہم تب سے ہاتھ پر لیے پھرتے ہین پر ہنوز
کبھی جو زلف اوٹھا دے تو منہ نظر آوے | اسی امید پہ گزری ہے صبح و شام ہمین
بند قبا چمن مین جو وہ یار وا کرے | لے برگ گل کو ہاتھ مین بنکھا صبا کرے

ولی تخلص شاہ ولی اللہ اولاد مین شاہ وجیہ الدین گجراتی علیہ الرحمۃ کے تھے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین دہلی مین آئے تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا نام ولی محمد لکھا ہے اور انکو موجد ریختہ جانتے ہین لیکن مقتضاے تحقیق یہ ہے کہ انسے زمانے کی آگے بھی دکھن مین شعراے ریختہ گو موجود تھے غرض یہ اپنے وقت کے استاد تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

پھر میری خبر لینے کو صیاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

شغل ہنر ہے عشقبازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا

جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط
کہ یار ساکو ہوئی موج بوریا زنجیر

ہون گرچہ خاکسار ولے ازرہ ادب
دامن کو تیرے ہاتھ لگایا نہین ہنوز

خط کے آنے سے خبردار کیا گلرو کو
نشۂ ہوش ہے اس بادۂ ریحانی مین

اے جان ولے وعدۂ دیدار کو اپنے
ڈرتا ہون مبادا کہ فراموش کرے تو

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
عشق کا اعتبار کھوتی ہے

ترا ئنہ مشرقی حسن انوری جلوہ جمالی ہے
نین جامی جبین فردوسی وابرو ہلالی ہے

اے ولی رہنے کو دنیا مین مقام عاشق
کوچۂ یار ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

ترک کر اے رقیب فرعونی
آہ میری عصاے موسی ہے

مرا دل مجھ سے کرکے بیوفائی
پسندِ خاطرِ خوبان ہوا ہے

اک دل نہین آرزو سے خالی
بر جا ہے محال اگر خلا ہے

ولی تخلص شیخ ولی محمد رفیق و مصاحب نواب بہادر جنگ والی بہادر گڑھ خلف شیخ منگلو کرنیل پلٹن نواب نجابت علی خان بہادر والی جیجھر باشندۂ سیالکوٹ شاگرد نصیر دہلوی

کیونکہ بتلاؤن نشان تجھکو ستمگر اپنا
عالم خانہ بدوشی مین کہان گھر اپنا

رتبہ تھا کیا قمر کا کہ کرتا وہ ہمسری
جب آفتاب رخ کے برابر نہو سکا

ولی تخلص مولوی اموجان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرے مین دیکھا تھا

پردہ جبھی تلک ہے کہ پردے مین ہے وہ شوخ
چہرہ کھلا تو راز چھپایا نہ جاے گا

محشر مین روبرو مرے آکر کھڑا ہوا
جانا کہ اس سے شور مچایا نہ جاے گا

غم مبتون نہین ہے کہ آگے ہی ٹل دون
سینے کا سنگ ہے یہ ہٹایا نہ جائیگا

ولی تخلص علی محمد خان ولد قائم علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد نواب ظفر یا نجان

راغ صاحب دیوان ہین

تابع فرمان ہین جو چاہیے وہ کیجیے
نازبیجا آپ کی اے مہربان بالاے سر

اندوہ و یاس و درد و غم و دوری صنم
کیا کیا مسیر آے ہمین آشناے دل

شکوہ نہین ہے کچھ فلک پیر سے ہمین
دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سواے دل

دلا یہ حال ہے اب کی خدا پرستون کا
جو دل ہے دیر کی جانب تو قبلہ رو ہین

چہار یار پیمبر کو ربع مسکون مین
ہمیشہ ڈھونڈھتی ہین اپنی چار سو آنکھین

محفل مین ہنسکے بولا جو مجھسے وہ شعلہ رو
کیا کیا ہوے رقیب سیہ رو چراغ پا

ثابت ہوا یہ ہمکو رہ عشق سے ولے
پاوینگے حشر تک نہ ہمارے فراغ پا

وہم تخلص میر محمد علی خلف میر محمد تقی خیال صاحب لبستان خیال مقیم لکھنو ملازم سرکار آصف الدولہ بہادر

کو فکر تیرے دل کے تئین سو لگی رہی
پر وہم ہے یہ شرط وہی لو لگی رہی

جا کے اوس سے اتنا اب کوئی
ہے ترے غم مین جان بلب کوئی

حرف ہاے ہوز

ہاتف تخلص مرزا محمد دہلوی معاصر سودا آزاد انہ زیست کرتے تھے

خط آنے پہ یہ حسن نہ یہ ارمان رہیگا
ایسے جو ملجاے احسان رہے گا

میت پوچھ ہمنشین کہ جہان مین کہان ہے
دل جس جگہ کہ لگ گیا اپنا وہان رہے

ہاتفی تخلص مولوی محمد حسن علی خلف شیخ عبد الغفار باشندہ شاہ جہان پور
مقیم فرخ آباد صاحب فرائض ہاتفی و رموز القرآن

دیوانہ بہار چمن مین رہا اسیر
موج نسیم ہے اوسی زنجیر پا ہوے

ہادی تخلص میر جواد علی خان دہلوی عماد الملک مرحوم کے رفیقون مین تھے
سنہ ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

اندیشہ کچھ نہ کر مرے فرہاد و آہ کا
فرہاد رس ہے کون تری دادخواہ کا

کیا ہے کسکی سمجھے یا زلف نے بیمار
کہ پیچ و تاب مین ہے تار تار بستر کا

چمن مین ہادی نازک مزاج جب آیا
لیا جنون نے رگ گل سے کام نشتر کا

کچھ آج شکستہ ہے بہت رنگ رخ گل — صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا
تو نے بھیجا نہ یار اوسکو تغیر حال سے — ورنہ کوچے مین ترے ہادی مکرر ہو گیا
خنداں خنداں جدھر پھرا وہ — گریان گریان اودھر گئے ہم
حیران تو نالے نے جگر آب کیا ہے ہادی — پر خدا جانے کہ اوس دلمین اثر ہے کہ نہین
جی مین حسرت نرہی زخم کی نیری قربان — قتل کے بعد بھی پھر کیجیو تو وار کئی

ہادی تخلص سید محمد مہدی قرابت دار شاہ نور علی مرحوم باشندۂ الہ آباد

ملتی نہین کسیبہ ترے زلف کی جانان — ہے عین خطا کہیئے جو مشک ختنی ہے

ہادی تخلص مرزا غلام فخرالدین بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد آغا جان عیش

آیا نظر وہ ماہ لقا تین دن کے بعد — روشن یہ قصر چشم ہوا تین دن کے بعد

ہادی تخلص مولوی محمد ہادی باشندۂ سنبھل

داغ ہین بیری مین بھی ہادی کو تن پر بیشمار — گرچہ کم آتا ہے پھل نخل کہن کی شاخ مین

ہاشمی تخلص محمد نادر حسین خان خلف شیخ فرخ حسین حرمان تخلص نائب و اوستاد نواب محمد حسین خان رئیس کالپی

اوس سنگدل سے آج ملاتا ہون اپنا دل — شیشہ مرا مقابلہ کرتا ہے سنگ کا
یہ راز عشق چھپے کسطرح کہ ان روز دن — ہمارے بس مین دل خانمان خراب نہین
لولی جو مین نے زلف و رخ یار کی بہار — بگڑی ہے شانہ آپ کو آئینہ آپ کو
واشد مرے دل کی کوئی ممکن ہے صبا سے — کھلتا ہے کہین غنچہ تصویر ہوا سے
اسقدر کنج قفس مجکو خوش آیا ہے کہ اب — دل مرا نام رہائی سے خفا ہوتا ہے

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم لکھنوی شاگرد سودا

مرا سو بار اوس تک نامہ پر آرزو پہونچا — اودھر سے پر جواب صاف پہونچا جب کہ پہونچا
دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سے سنبل کے — مشام آرزو مین تو کسی کاکل کے جو پہونچا
کچھ کفر و دین مین شاید رشتہ ہوا برہمن — تسبیح شیخ کی ہو زنار درمیان ہے
غیرت یہ چاہتی ہے ہم آینہ کو توڑین — پر کیا کرین کہ روے دلدار درمیان ہے

ہاشمی تخلص سید اکبر علی الہ آباد مین مختاری کرتے تھے

جام دے ساقی مجھے صہبائے تند و تیز کا — مست ہون دیکھون تماشا سبز و نوخیز کا

ہاشمی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نشہ نے میکشون کو کیا فلک سر پر اوٹھایا ہے — کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن مین جھوم آیا ہے

ہجر تخلص سید جمیل الدین خلف میر ابرار علی شاگرد ذوق باشندہ ڈاسنہ مقیم دہلی

جو ہم نظم سخن مین اپنے لفظ آہ لکھتے ہین — سر لوح محبت مدبسم اللہ لکھتے ہین
سنے جو سکو دے سر کاکل پیچان ہم کو — خواب کیا کیا نظر آتے ہین پریشان ہمکو

ہجر تخلص مرزا اصغر حسین لکھنوی ولد حکیم مرزا علی نوا سہ آغا مرزا جیلہ دار شاگرد خواجہ وزیر

بیقرار ایسا ہون رکھون تا جانان پر جو ہاتھ — ماہی بے آب ہو مچھلی کا جیسا ہاتھ مین
دست پر نور ایسے اوس مسیحا کی ہین معجز نما — ہو ید بیضا اگر لے سنگ موسی ہاتھ مین
سیر اکرتی ہے اوس مہ رو کی جو تصویر اکھون مین — زیادہ دیدۂ اختر سے ہے تنویر آنکھون مین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی کسب باطن و کسب سخن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہٗ سے کرتے تھے شعر صاف و شیرین کہتے تھے سنہ ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسدم زبان پہ یار ترا نام ہو گیا — کچھ دل کو چین جان کو آرام ہو گیا
ناتوانی کا بھی احسان ہے مری گرد پر — کہ ترے پاؤن سے سر مجھکو اوٹھانے نہ دیا
جاتا رہا ہون آپ ہی مین اپنی باد سے — کیا جانیے کہ کسنے فراموش کر دیا
دیکھہ اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا — بس میری جان دو ہی پیالون مین چھک گیا
اک دن بھی مہربان نہ وہ بیوفا ہوا — اے آہ و نالۂ سحری تمکو کیا ہوا
غلط ہے سبزۂ خط کو جو کہیے باغ لگا — میان یہ چاند سے مکھڑے کو تیرے داغ لگا
کٹتی ہی نہین یہ ہجر کی شب — یارب کیا آج ہو گئی صبح

سینے کی تیر کہلتی ہے اے میری جان بند — آئینہ ساز کر گئے اپنی دکان بند
وہ کیا کرے کہ محبت کا مقتضا ہے یہی — وگرنہ فائدہ اوسکو مرے ستانے سے
طاقت سے کسی شرح محبت کے رقم کی — سن حال مرا بیٹ گئی جاتی ہی قلم کی
صبا کوچے سے اوسکی مت اوٹھانا خاک کو میری — مبادا گرد اوسکی چہرہ گلفام پر بیٹھے
شب ہجران مین ترے صبح کی ہوتی ہوتی — استخوان شمع صفت ہو گئی بہ روتے روتے

ہدایت تخلص ہدایت علی معاصر فرحت اللہ فرحت تخلص

ڈھلی ہے پڑتے ہین باہر ہمارے طفل اشک — رکھون مین کب تلک انکو سنبھال آنکھون مین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ ابن شیخ عبداللہ باشندۂ شاہجہان پور مقیم گنگڈھ

دہکاتے ہین کس بات پہ اے ماہ لقا آپ — کیا جرم ہوا مجھسے جو ہین آج خفا آپ

ہدہد تخلص عبدالرحمن مقیم دہلی شعر انکا قطعۂ زعفران کا خواص رکھتا ہے

رباعی

ہدہد کا مذاق ہے نرالا سب سے — انداز ہے اک نیا نکالا سب سے
سر دفتر لشکر سلیمان ہے یہہ — اوڑتا بھی ہے یہ تو دیکھو بالا سب سے

ہرچند تخلص ہرچند کشور نبیرۂ راجۂ جنگل کشور بادفروش

پردۂ ظلمات دل پر سے وہین سب دھو گئے — شمع رونے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہرچند تخلص ایک شخص صاحب دیوان کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا غالباً نام ہی ہرچند ہو دیوان انکا نظر سے گزرا

برنگ مار جو روے زمین پر سر ٹیکتا ہے — ہوا سنبل کو کیا سودا تری اس زلف پیچان کا
رخ پر نور رشک ماہ کا گر عکس پڑ جائے — برنگ مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا
بولے یون حور و پری دیکھ کے حسن مہ رو — کیا زمین پر کوئی گردون سے فرشتا اوترا
مری طرح سے جو تو بیٹھ جاتی ہے اے گرد — ترے قدم مین کیا طاقت خرام نہین

ہلال تخلص امیر علیخان ولد تراب خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان و مثنوی مقفا و مروف و سراپا ہین

مجھسے الگ جو دھن یہ ہوتا تو خوب تھا
پہلو مین میری قبر کے بنتا مزار دل

دیکھین تجھکو نو مین چشمۂ خورشید آنکھین
صورت خط شعاعی ہون منور پلکین

چلتے ہین خوب وصل مین مجھپر جوانی پری
کیا آگئی ہے پاؤن کی رفتار ہاتھ مین

یہ ہاتھا پائی ہی کہین دیکھی سنی نہین
لاتون کے ساتھ آپ کی چلتی ہین کھنیان

بڑھ بڑھکے کیون وار لگائے مین جی مین ہے
ہاتھونکے بدلے جوم نون اوس تیغزن کی پاؤن

ہما تخلص سید احمد حسین عظیم آبادی شاگرد خواجۂ وزیر مرحوم اچھا کہتے ہین نشستہ بارہ
اٹھی بجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم کے احباب مین ہین

اب مرے اوان لب کی لوٹون جن خط آئی نہین
اے ہما اس لعل کا کالنگہبان ہو گیا

لاکھون ہون ہونگے مین پنجۂ دھن خاک کے تلے
پھولے تو کیا عجب ہے چمن خاک کے تلے

عاشق کی چھوڑ ذکر ہے نہ معشوق کو زمین
تل خاک کے تلے ہے دھن خاک کے تلے

دامن کو جنکے گرد کبھی چھو نہین گئے
کیسے پڑے ہین سیکڑون من خاک کے تلے

ہمت تخلص خوندہ ہمت رامپوری

عجب گردش مین ہی اندنون وقات کٹتی ہے
غنیمت ہی کوئی ساعت جو تیری سات کٹتی ہے

ہمت تخلص سید ہمت علی خلف سید رحمت علی مرحوم باشندۂ بنارس مقیم
کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ

پڑی ہے جا بجا لاشیں شہیدان
ترا کوچہ زمین کربلا ہے

بلائین لیتی ہے زلف دوتا کی
ذرا تقدیر تو دیکھو صبا کی

اوٹھاؤن گا نہ سر قدمون سے تیرے
قسم ہے مجھکو تیرے کفش پا کی

خبر لیتی نہین ہے ہجر مین بھی
قضا نے بھی مگر ہمت قضا کی

ہمت تخلص لالہ اندرمن ابن لالہ سیتارام باشندۂ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود
مین مرون صدمۂ فرقت ہی یہی ہے مشہور
پوچھتی غیر کو ہو میری خبر کچھ ہی نہین

ہمدم تخلص نواب عبداللہ خان ساکن رام پور ولد نواب فتح علیخان رئیس گنجپور
تو گر فتار ہون تجھ بن ہم تجھے یاد نہین
اسلئے لب پہ مرے نالہ و فریاد نہین

کسکو حال دل غمگین مین سناؤن اپنا | قیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

ہمدم تخلص میر محفوظ علی عظیم آبادی مقیم مرشد آباد ولد میر محمد حیات حسرت تخلص شاگرد ظاہر قدرت اللہ قدرت

اپنی اس راستی کا ہون عاشق | ایسے جھوٹی کا اعتبار کیا
نکلتا ہے جی اوسکے نالے پہ یارو | کسی طرح ہمدم تو خاموش ہووے

ہمرنگ تخلص میر عزیز الدین اورنگ آبادی

گر ادھر کو ترا گذارہ ہوا | تو مجھے زندگی دوبارہ ہوا
یار رہتا ہے چشم تر کو دیکھ | گر پہ ٹک اپنے تو اثر کو دیکھ

ہمدم تخلص وارث علیخان خواجہ سرا شاگرد میر نواب مونس باشندہ لکھنؤ

کب تک رہائی دیکھیے زلفون سے پاے دل | کیا پھنس گیا ہے دام مین میرے ٹھکاے دل
الفت نہ کیجو فانہ تسلی نہ دلبری | نادان ہے وہ جو آپ سے صاحب لگاے دل

ہمدم تخلص مرزا مصطفر علی ولد مرزا امام علی باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد میر وزیر علی صبا انسے کلکتہ کے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی شعرا جنہا کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے بھیجے تھے

کنج مرقد مین مجھے کیا خاک نیند آئی بھلا | زیر سر تکیہ نہین بستر نہا گھر دوسرا
ہوئی پیری گئی تاب و توان آہستہ آہستہ | گھٹا گھٹتے گھٹتے کیا نہ گمان آہستہ آہستہ
نشان شیرہ بخشی ہے نمایان اپنے مدفن سے | بنا ہے سایبان قبر پر شمع روشن سے
لکھا خط نے رونق کھوئی اوسکی روی روشن سے | تعجب ہے گھٹا حسن رخ گلرو روغن سے
آتی نہین وہ ہچکیان آتی ہین دم مرگ | مرے نہین وہی ہے یاد کسی کی

جو دیکھے شمع گلگن کے جلوے تو بولے پروانے گرد پھر کے
نقطہ ہین ہیرات بھر کے چلنے دم سحر ہم ہین اور تو ہے
ترے شہیدون مین آملا ہون تو محشر پہ خدا بولون
یہ خاک و خون مین جو لوٹتا ہون کبھی تیمم کبھی وضو ہے

نہ دیر مین جب صنم کو پایا نہ حرم مین بھی تلاش آیا
بڑا محیط کا ہو خدایا کہ ٹھوکرین کھائین در بدر کی

ہزارہا تہمتین دہر دینگے نکاتین سب مری کرینگے
رقیب کان آپ کے بھرینگے نہ سنیئے باتین ادہر ادہر کی

ہنر تخلص مرزا نجبا ورنجبت دہلوی شاگرد مرزا حاجی شہرت تخلص

اے ہنر دیکھا کچھ اپنے درد پنہان کا اثر
پردہ ہے پردے مین اونکو شوق پیدا ہوگیا

ہنر کچھ اب کی نگاہین وہ کر گئین جادو
دگرنہ یون تو ملے آنکھ بارہا مجھسے

ہوس تخلص نواب مرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علیخان بن نواب سالار جنگ باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی انکی اکثر غزلون مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہی صاحب تذکرے سراپا سخن نے جو لکھا ہی کہ انکی ہر غزل مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہے غلط ہی اشعار انکے بحر متقارب و بحر متدارک شانزدہ رکنی مین خوب ہوتی ہین مثنوی لیلی مجنون اور دیوان انکا نظر سے گزرا

نزع مین ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا
آئی ہچکی تو کہا اونسے ہمین یاد کیا

دی درد عشق نے مجھے غم مین بھی اک خوشی
رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا

محفل مین ساتھ لے نہ گیا کیون نشان یار
سینے سے مین نکال کے پیکان جمل ہوا

بلبل نے کڑھایا نہ غم گل نے رولایا
مجھکو تو فقط اوسکے تغافل نے رولایا

بالین پہ دم نزع وہ خود کام نہ آیا
مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا

در دل سے تو کسی کو ہوس آگاہ نکر
شرط الفت تو یہ ہے جان دے اور آہ کر

کہتا ہے دیکھ کوچے مین مجھکو وہ سنگدل
دیوانے سے کرے کوئی کیا پتھر اختلاط

کرو کچھ نکل ایسی جسمین راہ عشق طے ہووے
ہوس گر لاکھ فن کی تم ہوئے استاد کیا حاصل

رنجش کا اونہون نے بھی کیا وقت نکالا
مجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنورتے ہین

کیا کیا نہ رنج ہم پہ تری بن گزر گئی
اب جلد آ کہین کہ بہت دن گزر گئے

غلطی باہم جوانی مین کبھی ہوتی تھی
مطلب اظہار کہا تی مین کبھی ہوتی تھی

مجنون سے ہوس ہوونگے ہم جا کے مقابل
تھوڑی سی تو انائی بھی ہمکو اگر آئی

ہوئے عازم ملک عدم جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی تھی کہ غم سے چھٹے
یہ فراغ الم سے وہان بھی نہ تھا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھٹے
کبھی دیر مین تجھے کسی بت پہ خدا کبھی کعبے مین کرتے تھے جا کے دعا
ترے در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے
یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین کہ فراق کی اب اوسے تاب نہین
ملون اوس سے کہ تا مرا قیس حزین غم ہجر کے درد و الم سے چھٹے

ہوش تخلص غلام مرتضے دہلوی

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن — جان منظور نہین تیری جدائی مجھکو
باغ ہستی کی وہین سو جہہ گئی کیفیت — مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو
زاہد کا دل نہ خاطر سے اتار توڑیے — سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے

ہوش تخلص منور علی دہلوی شاگرد خدا بخش خان منور

صبح ہوتے ہین جانکر عاشق — اپنے قاتل کا دل بڑھانے کو

ہوش تخلص شیخ عزیز الدین فرخ آبادی خلف شیخ فیض الدین محو تخلص

ہے اے ہوش ہر عضو مین جلوہ اوسکا — وہ ہر رگ رگ مین ایسے سمائے ہوئے ہین

ہوش تخلص موتی بہاری لال باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہے کونسا وہ دن کہ نہین لب پہ آہ سرد — اور کونسی وہ شب ہے کہ شور و فغان نہین

ہوشیار تخلص منشی کیول رام قوم کایتھ باشندۂ دہلی صاحب دیوان فارسی گزرے

ملایا خاک مین دکھلا کے تونے قد بالا کو — سہی کو سرو کو شمشاد کو عرعر کو طوبا کو
خراب چشم میگون ہو گیا اب ہے سلام اپنا — صراحی کو پیالے کو سبو کو خم کو مینا کو

ہوید تخلص میر محمد اعظم مرثیہ گو برادر محمد معصوم باشندۂ دہلی معاصر سودا و میر

اوسکے ہاتھون سے ہم اب ربط خا سنتے ہین — اے مرے خون بگرباہی یہ کیا سنتے ہین

ہیہات تخلص میر ہیبت دہلوی کسی محبوب پر عاشق تھے اسی سبب سے رقیبون سے

ہاتھ سے ماری گئے سودا کے معاصر تھے

ایذا اسے کبھی نہ منہ کو موڑا دل نے
شیشہ مری زندگی کا توڑا دل نے
کام اوس بتِ سنگدل سے ڈالا مجھکو
مارا آخر غرض نہ چھوڑا دل نے

حرف یای تحتانی

یاؔ و تخلص میر غلام حسین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قرابت داروں مین تھے کسب باطن مولانا فخرالدین طالب شاہ سے کرتے تھے

ہے کون جو ہو ابروے خمدار کے آگے
رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کی آگے

یاؔ و تخلص لالہ کاشی رام عملہ عدالت شاہجہان پور باشندۂ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

جھپ گئے میرے حال کے اخبار
تجھکو اے بے خبر خبر نہ ہوئی

یاؔ و تخلص امام خان خلف حافظ خان فرخ آبادی

وہ کیون اپنے وعدے پہ آئینگے شب کو
سنا ہے کہ مہندی لگائے ہوئے ہین

یار تخلص میر احمد یار دہلوی خلف شاہ اللہ یار شاگرد میر تقی میر

آفرین اے دست گستاخ محبت آفرین
یہ گریبان ایک مدت سے گلے کا ہار تھا

یاس تخلص حافظ حفیظ الدین باشندۂ دہلی

جب تو نہ ملا تو یاس خستہ
پھر کونسی آرزو کرے گا
بادہ خواری نہ چھوڑ تو اے یاس
یہ بھی اک مشغلہ ہے یاروں کا
بغیچون سے یہ راہ و رسم اور پھر
یاس کہتے ہو پارسا ہین ہم
یاد آتا ہے ہمین اپنا دلِ خون گشتہ
جب کمین بزم مین ہم جام وسبو دیکھتے ہین
کاش ہین پردی کا شکوہ ہے نہ کرتا اوس سے
بیحجابی نے کیا اور ہی بیتاب مجھے
چونک پڑتے ہین عدم سے نہنگان خاک بھی
ہمرہ شور قیامت کیا تری رفتار ہے
جب جنون تھا تو تھے گریبان چاک
عشق ہی اب تو سینہ چاک ہوئے

چاک کیونکر نہ ہووے سو سو بار
اسکے ہر تار مین ہے سو شورش

پھر یہ آخر مرا گریبان ہے
رشک محشر مرا گریبان ہے

یاس تخلص حسن علی خان قرابت دار نواب عقیدت خان شاگرد جعفر علی حسرت مقیم لکھنؤ

جی تلک دے کے خفا وہ تو نہ ہوتا ہرگز
مجھکو یقین ہو چکا تیرا وہ دل رہا نہین

تو نے کیا جانئے کیون یاس کو دلگیر کیا
اتنا نہ ناز کر صنم بندی کا کیا خدا نہین

یاس تخلص حکیم خیر الدین دہلوی شاگرد مومن خان و محمد ابراہیم ذوق

ہون وہ ثابت رہ الفت مین کہ جو نقش قدم
زانوے یاس کہان اور سر دلدار کہان

جب تلک مٹ نہین لیتا نہین اصلا ہلتا
ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچھ بھی سر پاؤن

شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کھانے دو
ربط غیرون سے بڑھانے دو نہ جانے دو

کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو
دل مین سمجھو تو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

عشوہ و ناز و ادا غمزے سے کہتے ہین مجھے
وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہے

ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو
کم ہے ٹھنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہے

دم تو لے تیغ تلے اے طپش دل تھم جا
گردن غیر پہ خنجر کو ہنسی سے رکھا

دیکھ قاتل کا مرے دھیان بٹا جاتا ہے
وان تجھے کھیل ہے یہان کام ہوا جاتا ہے

یاس تخلص تن سکھ رائے ابن رائے لچھمی پرشاد قرابت دار راجہ الفت اللہ شاگرد مقصود عالم مقصود

یار کے آئینۂ رخ کی تجلی دیکھو
صاف شیشے کا گمان ہوتا ہی دیوار و در

یاس تخلص مولوی انور علی باشندۂ قصبۂ آرہ ضلع شاہ آباد مفتی عدالت ضلع مذکور ولد شیخ محمد حیات مرحوم شاگرد غلام علی رائخ اٹھارہ اونیس برس ہوئے کہ انتقال کیا دیوان فارسی وارد دوا نکا نظر سے گزرا

کیونکر کہین مرے تئین رسوا نہ کرینگے
مرغان چمن سب ہی ثنا خوان ہین گل کے

گر دیدہ و دل یہ ہین تو کیا کیا نہ کرینگے
پر یہ نہین معلوم کہ ہر کان ہین گل کے

یاور تخلص میر امام الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون مصوری میں کمال رکھتے تھے

دعا کیجے تو کیا کیجے کہ ہم کو ہمنفس	بات بھی کرنے کا اوسکے سامنے یارا نہیں

یاور تخلص میر مہدی حسن ابن میر امداد حسین باشندۂ نوشہرہ ضلع میں پوری

کسطرح سے بنے گی کہیئے تو	آپ ہر بات میں بگڑتے ہیں

یاور تخلص شیخ امداد علی ولد شیخ ولایت علی باشندۂ بریلی شاگرد محمد بخش شہید وطن الٰہ آباد مولد و مسکن لکھنؤ انسے ایک دیوان یادگار ہے

اس آہ نارسا نے کلیجا پکا دیا	اوس گل کے کان تک نہ گئی نالہائے دل
ہوا ہے دفن دل بیقرار پہلو میں	بنا ہے کشتۂ غم کا مزار پہلو میں
کون ہوتا ہے بُری وقت میں اپنا یاور	مرد وہی ہیں وہ مصیبت میں خبر لیتے ہیں

یحییٰ تخلص منشی یحییٰ خان سورج مل جاٹ کے قلعہ میں رہتے تھے

رقیبوں کی رکھتے ہو تم چاہ دل سے	بھلا یاہمیں واہ جی واہ دل سے

یسٰین تخلص مولوی عبد الستار ولد شاہ عبد القادر باشندۂ سلہٹ شاگرد مولوی رشید البنی مرحوم وحشت عرصہ ہوا کلکتہ سے وطن کو چلے گئے راقم کے احباب میں ہیں

بیقراری دل بیتاب کا لکھوں جو حال	کیوں نہ عالم ہو زمین شعر پر ہو نخال کا
سیلاب اشک تر سے سمندر کا جوش ہو	گر ہو نہاں نظر سے رخ خوبرو فشاں دوست

یعقوب تخلص میر یعقوب علی مقیم دہلی مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے یاروں میں تھے

ہم تو آتے ہیں ترے کوچے میں اے یار کبھو	پر یہ خطرہ ہے کہ چل جائے نہ تلوار کبھو

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان شاگرد مرزا مظہر جانجانان قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں تھے وطن الٰہ سرہند مولد دہلی احمد شاہ بادشاہ کے عہد میں پچیس برس کی عمر میں تہمت زنا پر اپنے والد ماجد کے ہاتھ سے بیگناہ شہید ہوئے اشعار انکے نہایت پُر درد

دیوان ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

آتا کوئی جہان مین کیونکر بے وفا نہ تھا
طرفہ ہے تیرے مجھسے یہ دل آشنا نہ تھا

جو کچھ کہین ہین تجھکو یقین ہے سنر انری
بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تھا

سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا
ہین ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا

مرا دل مر گیا جسدن سے نظارہ ہی باز آیا
یقین پرہیز اگر کرتا نہ یہ بیمار بہتر تھا

شکوہ حسن سے آنسو ہمارے سوکھ جاتے ہین
یقین سورج کے آگے کب اثر رہتا ہی شبنم کا

اسقدر غرق لہو مین یہ دل زار نہ تھا
جب خدا کو تری یاد ن سے سروکار نہ تھا

آنکھ سے نکلے یہ آنسو کا خدا حافظ یقین
گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو ابتر ہو گیا

کہون مین کیونکہ نہ صبح بہار تجھکو کہ آج
جو تو چمن مین نہ تھا گل کے منہ پہ نور نہ تھا

شکوہ جفاے یار سے کرنا وفا نہین
بندون کو اعتراض خدا پر روا نہین

کبھی بھی ہم گئے نہ گیا پر بتون کا عشق
اس درد کی خدا کی بھی گھر مین دوا نہین

سو سو ہی التفات تغافل مین یار کے
بیگانگی سے اوسکی کوئی آشنا نہین

یقین مارا گیا جرم محبت پر زہی طالع
شہادت اسکو کہتے ہین سعادت اسکو کہتے ہین

کوئی دن اور کرنے دو جنون مجھکو بہاران مین
عبث سیتے ہو اوسکو کیا رہا ہی اب گریباں مین

کیا دل ہے اگر جلوہ گہ یار نہ ہووے
ہے طور سے کیا کام جو دیدار نہ ہووے

جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر
کرتے تو کی پر اس نہ آئی وفا مجھے

حق مجھے باطل آشنا نہ کرے
بن بتون سے پھر دن خدا نہ کرے

جسکو منظور ہو مرنا اوسے جینا ہے عذاب
ہے دم پاک مسیحا دم شمشیر مجھے

نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہون
مری فریاد ہے شاید مری فریاد کو پہونچے

پریشان خاک سے اوگتا ہی سنبل اس سے ظاہر ہے
کہلے ہین موے لیلی اب تلک ماتم مین مجنون کے

دعا مستون کی کہتی ہین یقین تاثیر رکھتی ہی
الٰہی سر جتنا ہے جہان مین تاک ہو جاوے

اپنے سجدون کو جلا کر دفع کرتے ہین یقین
ان بتون کی ضد سے ہو جاؤن مسلمان کبھی

یقین تخلص سید محمد حسین دہلوی

پانی ہو آب خضر جو آجاے نام لب | شہر مندہ ہو مسیح سنے گر کلام لب
خط سیہ نہین لب شیرین پہ نمکین | طوطی سبز پر ہے گرفتار دام لب

یقین تخلص میرن صاحب شاگرد اسیر

وصل کی شب رخ جانان پہ نہ کی مین نے نگاہ | تھا یہی ڈر نظر آئی نہ سحر کی صورت

یکتا تخلص خواجۂ معین الدین خان دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

برسات مین کہی ہے کہ یکتا نہ پی شراب | واعظ تجھے کچھ ابر و ہوا پر نظر نہین
وہ کون ہے جو اس دل مضطر مین گھر کرے | کسکی مجال ہے کہ ترے گھر مین گھر کرے

یکتا تخلص نوروز علی ولد امان علیخان غالب تخلص باشندۂ عظیم آباد انمین ایک بڑا عیب ہے کہ دوسرے شاعرونکے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے ہین

ستارے ہین ثابت تری جوتی کے ستارے | روشن ہے مہ و مہر سے گردون کی بڑی آنکھ

یکدل تخلص دلاور خان برادر کہین و شاگرد مصطفے خان یکرنگ باشندۂ دہلی

نہین مطلب مجھے کچھ باغبان سے | مین دیوانہ ہون گل کی رنگ و بو کا

یکرنگ تخلص مصطفے خان دہلوی معاصر شاہ آبرو نبیرۂ خان جہان خان لودی شاگرد مرزا مظہر جانجانان منصب دار شاہی تھے بعضے تذکرہ والون نے انکو خان آرزو کا شاگرد لکھا ہے

مجھکو معلوم یہ ہوا گل سے | پھول جاتے ہین زر سے دولتمند
کیون ہوئی ہو تم کہو دشمن ہمارے اسقدر | دوست کا ہوتا ہے دشمن کوئی پیارے اسقدر
کیا جانیے وصال ترا ہو کسے نصیب | ہم تو ترے فراق مین اے یار مر چلے

یل تخلص عبد القادر دہلوی سارا کلام انکا اسی انداز کا ہے

کہدو رقیب سے کہ وہ باز آئی جنگ سے | ہرگز نہین ہین یار بھی کم اوس نبنگ سے

یمین تخلص حکیم احمد علیخان دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم

شب کہا مین نے بتا اپنے مجھے گھر کا پتا | کان کا بالا بتا کر بس دیا بالا بتا

یوسف تخلص یوسف خان ولد رحمت خان غوری باشندۂ لکھنؤ

شاگرد آتش

رخ قمر سے زیادہ ہین آب و تاب مین باون
ندیکھے چشم فلک نے بھی ایسی خواب مین باون

کاٹا پہاڑ دل مین نہ تسبیح کی گہر کی
پتھر پڑے نصیب پہ اے کوہکن ترے

یوسف تخلص مرزا یوسف بیگ ولد مرزا قاسم بیگ لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

تا روز حشر یہ نہین ممکن کہ صبح ہو
اس درجہ ہے دراز یہ شبہای تار زلف

نہین ہے جب ہوای یوسف وہ رشک صد پہلوز
ہر رنگ مرغ بسمل ہے دل رنجور پہلو مین

بتان سنگدل کی سخت باتین روز سہتے ہین
نہو کسطرح اپنا شیشۂ دل چور پہلو مین

یوسف تخلص سید امجد علیخان ولد میر فیض علیخان شاگرد احمد علی کامل

اے بار تیرے دست حنائی کو دیکھکر
خوبان مصر کاٹتے بے اختیار ہاتھ

یوسف تخلص میر یوسف علی باشندۂ دہلی شاگرد عزت اللہ عشق

نہین ہے غیر کے قصے سے کچھ ہمکو خبر یوسف
زبان پر رات دن اوس حور کا افسانہ رہتا ہے

یوسف تخلص میر یوسف علی شاہ خلف حاجی احمد علی شاہ فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

شراب پینے نے کر دیا ہے یہانتک اوس بت کو بے تکلف
نقاب اوٹھاکر یہ کہہ رہا ہے حجاب ہم لیکے کیا کرینگے

تذکرۃ الشاعرات

اپیل تخلص ہنگن جان

ہے عیش اوسکے جی کو اجی غم بہت ہو یاں — شادی وہان رجائی ہے ماتم بہت ہو یاں

امیر تخلص امیر صاحب طوائف ساکنۂ لکھنؤ ناز و انداز مین طاق عشوہ و ادا مین شہرۂ آفاق ہے راقم الحروف سے اس مجموعہ خوبی سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

جدہر کو دیکھنے سے جان زار جاتی ہے — اوسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے
یہ بغض تھا کہ نہ چھوڑا تمہارے کوچہ مین — صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہے
یہ محو بدرخ گل ہے بلبل شیدا — نہین خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

بنو تخلص اور نام دہلی کی یک زن خانگی کا ہے جسکے عشق مین گلاب سنگھ آشفتہ اپنا گلا کاٹ کے مر گیا اور اوسکے خون کا یہ اثر ہوا کہ بنو بھی اس سانحہ کے بعد کسی سے آشنا نہ ہوئی اور چند روز کے بعد عارضۂ دق اوسکے لاحق ہو گیا اور اوسکو بھی آشفتہ کے پاس بھیجدیا اوسنے آشفتہ کے فراق مین بہت شعر کہے ہین

چھوڑ کر مجکو کہان اے بت گمراہ چلا — تو چلا کیا کہ یہ دل بھی ترے ہمراہ چلا
نہ تو موت آتی ہے نہ زیست کا یارا مجھکو — ہائے آشفتہ ترے مرنے کے مارا مجھکو
موت پر بس نہین چلتا ہے کروں کیا ورنہ — تو نہین ہے تو نہین زیست دوبارا مجھکو
اب کسے چین کہان عیش کدھر بستر خواب — نہین مخمل بھی کم از بستر خارا مجھکو
ہے غضب وہ تو مرے اور جیون مین بنو — موت آجاے تو ہو عمر دوبارا مجھکو
نعش آشفتہ کو بیرحمون نے پھونکا آگ سے — آتش غم ہی جوانا مرگ کی کچھ کم نہ تھی

بیگم تخلص دختر میر محمد تقی ساکنۂ لکھنؤ شاگرد تقی میر

برسون ان جم گیسو مین گرفتار تو رکھا — اب کہتے ہو کیا تم نے مجھے مار تو رکھا
کچھ بے ادبی اور شب وصل نہین کی — ہان یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا

بیگم تخلص تاراہ بیگم

کیون وصل مین جیاتا ہے تو ہمسے یار پیٹ | رکھتا ہے سو بہار کی یہ یک بہار پیٹ

بیگم تخلص رشک محل متوطن پنجاب ممنوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر بہت روز دن تک کلکتہ مین تھین اب لکھنؤ کو چلی گئین گانے مین اچھا دخل رکھتی تھین مشہور ریختی کہتی تھین یہ شعر اس تذکرے کو لیہ بھیجے تھے

ہے منظور باجی ستانا تمھارا | گلہ کرتی ہے جو دوگانا تمھارا
بہیجو نگی سسرال مین تم کو خانم | نہین مجکو دو بھر ہے کھانا تمھارا
مری کنگھی چوٹی کی لیتی خبر ہو | یہ احسان ہے سر پر دوگانا تمھارا
ہوا بال بکا جو مرزا ہمارا | تو پھر سنگ ہے اور ستانا تمھارا
گھر سے گانا کے دوگانا مری مہان گئی | مین یہ الگارون یہ لوٹی کہ مری جان گئی

جان تخلص صاحب جان طوائف ساکنۂ فرخ آباد

جان جاتی ہے دل ترستا ہے | جلد آجاؤ مہینہ برستا ہے
جان و دل بیچتے ہین ہم اپنی | ایک بوسے کو لے ستا ہے

جانی تخلص بیگم جان عرف بہو بیگم بنت نواب فرالدین خان زوجۂ نواب صفدر الدولہ بہادر نقل ہے کہ بیگم صاحبہ بیمار تھین اور ہمدم نام ایک خواجہ سرا ان کے احوال پرسی کو آیا انھون نے فی البدیہہ جواب مین یہ مطلع پڑھکر سنایا۔

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کے | رگ رگ مین نیش غم ہے کہیے کہان کہان کے
دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی | کچھ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہ آیا

جیناب بیگم بنت مرزا بابر منصور محل خاص مرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ

رونے کا اعبث بہانا تھا | مدعا تجکو یہان نہ آنا تھا
یہ کسکی آتش غم نے جگر جلایا ہے | کہ تا فلک مرے شعلہ نے سر اوٹھایا ہے

چندا تخلص مہ لقا طوائف ساکنۂ حیدر آباد شاگرد شیر محمد خان ایران اسپ تازی و نیزہ بازی و تیر اندازی مین مردون کی طرح دخل رکھتی تھی چار پانچ سو سپاہی و شاگرد اسکے نوکر تھے شاعرون کی بہت عزت کرتی تھی

یک لخت پارہ پارہ کر ڈالون آینہ کو | پر کیا کرون کہ نیر اعظم درمیان رہیگا

محجاب تخلص بنی جان ساکنہ بنارس مین سکونت اختیار کی تھی

سنکے نہ لیونگر بھلا منہ سے سدا واہ واہ | نام خدا اے صنم تیری ادا واہ واہ

حور تخلص منا جان طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد محمد رضا طور

جو پہنا پاؤن مین سونیکا توڑا اے پری تو نے | مسلسل پاے دیوانہ ہوا زنجیر ہین سے
بدی کی جسنے ہمسے ہمنے اوسکے ساتھ نیکی کی | ہماری خوبہ ہے ہم دوستی کرتی ہین دشمن سے

دلبر تخلص چھوٹی بیگم ساکنہ حیدرآباد

قسمت مین ہمارے نہ ہوا ہاے صد افسوس | یک روز لپٹ کر شب مہتاب مین سونا
ہے چوکھٹ آپ کی اور سر ہمارا | قیامت تک یہین ٹکرائینگے ہم

دلنشین بیگم مشہور نواب بہوبیہ رضیہ انتظام الدولہ خان خانان بہادر زوجہ آصف الدولہ بہادر

بہا ہے پھوٹ کے آنکھون سے آبلہ دل کا | تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتے ہین | مثال لالہ دل داغدار رکھتے ہین

زہرہ تخلص سنی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن دار الامارت کلکتہ گلرو و گلبدن و گلندام ہے۔ خوشخو و خوش گلو و خوشخرام ہے، سخن سنجی و سخن فہمی و سخن طرازی مین آفت ہے، سخن چینی و سخن سازی و سخن پردازی مین قیامت ہے کبھی کبھی موزونی طبع کے سبب فکر سخن کرتی ہے اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہے

دیکھکر جو رنگ دل ہے عاشق دلگیر کا | سبزۂ رخسار سبزہ ہے مگر شمشیر کا
دل ہمارا اور دکا پتلا بنا اے برہمن | ہے تصوّر دمبدم جو اوس بت بیپیر کا
ہے جو غنا و رقص کا چرچا بسنت مین | ہنڈول کی بہار ہے ہر جا بسنت مین
اب نغمۂ بہار جو ہوتا ہے گوش حور و | جوش جنون ہوا ہے زیادا بسنت مین
کیا کسی ہوش کا زہرہ اوسکو بھی ہو انکار | دیدۂ عاشق کی صورت ہے جو بیدار آنکھ
درد و غم فراق سے شبکو ہوئی جو بیکلی | دلکی کشش کشان کشان اوسکی گلی مین لیچلی

رونے ہین سر پٹکنے ہین زندگی یک عذاب ہے
جب سے ملے وہ جانجان کیون نہو دل کو بیکلی

ہجر مین تیرے کلبدن وقف الم ہے جان من
بستر خار سے فزون مجھکو ہے فرش مخملی

زہرہ تخلص امراو جان عرف چھمن طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس چھوڑے سن مین بڑی طبیعت دار ہے یہ شعر راقم الحروف نے اوسکی زبانی سنے تھے

امتحان ہے اگر مرا منظور
آیئے آزمایئے دل کو

نہوئی شہر و دشت مین تسکین
اب کہان لیکے جایئے دل کو

زینت تخلص اور نام دہلی کی ایک شاہد بازاری کا تھا جو اپنے عاشق مرزا ابراہیم بیگ مقتول کے ساتھ اور راہ وفاداری کے لکھنؤ کو چلی گئی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا تخلص نازک لکھا ہے

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہرو ہے اور ہم ہین

ہے نالہ وزاری کا مرے شور فلک پر
یہ وہ بت مغرور کوئی کان دھرے ہے

سلطان تخلص شاید دختر نواب معتمد الدولہ بہادر کا ہو لیکن حال انکا تحقیق معلوم نہوا صاحب دیوان ہین

قاتل سے کب کہا تھا کہ آنکھین لڑاے دل
آخر نہ میری جان یہ آے بلاے دل

شرم تخلص شمس النسا بیگم بنت حکیم قمر الدین خان بنارسی ساکنہ لکھنؤ شاگرد وزیر دیوان انکا نظر سے گزرا

جیتے جی نہ آیا وہ سے کچھ دھیان ہمارا
مرجانے پہ کیا نکلے گا ارمان ہمارا

گر پڑون یار کے قدمون پہ اگر پی ہی شراب
ہاتھ آیا ہے بہانہ مجھے بیہوشی کا

کوئی نا آشنا نہین ایسا
ملے ہین آپ آشنا کیا خوب

وصل مین شرم و حیا شرم کو مشکل ہے بہت
کثرت شوق سے ہو جاتا ہے دشوار بجا

دشمن ہوا وہ جان کا کی جس سے دوستی
سچ ہے مثل کسیکا کوئی آشنا نہین

سو طرح کی جفا تری اے نازنین سہی
اسپر بھی تجھکو قدر نہین تو نہین سہی

فرمایئے تو آپ کے پہلو مین بیٹھ جایئے
پیارے بجاے تکیہ پہلو ہین سہی

شرم تخلص جوٹی صاحب طوائف باشندۂ لکھنؤ کلکتہ مین بھی آئی تھی
راقم الحروف نے اوسکو دیکھا ہی

مُردے زندے ہو گئے پازیب کی جھنکار سے — ہر قدم پر حشر برپا ہے تری رفتار سے
یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے — کہ خورشید آنکھون کا نارا ہوا ہے
ملے غیر سے یار آنکھون کے آگے — مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

شیرین تخلص بیگا طوائف ساکنۂ لکھنؤ شاگرد میر محمدی سپہر و امداد علی بحر
راقم نے اسکو کلکتہ مین دیکھا ہی صاحب دیوان ہے

باتین وہ دلفریب ادائین وہ دلربا — ایسے پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل
شیرین کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گھڑی — جسکو خدا خراب کرے وہ لگائے دل
عاشق کو دیکھتے ہین عداوت کی آنکھ سے — آگاہ وہ نہین ابھی الفت کی آنکھ سے
شیرین ترے کلام کو پہنچا نہ پائیگا — دیکھے گا جو غزل کو عنایت کی آنکھ سے

صاحب تخلص امۃ الفاطمہ بیگم عرف صاحبی ساکنۂ لکھنؤ دہلی کی سیر بھی کی تھی
مومن خان دہلوی نے مثنوی قول غنین اسیکی تعریف مین کہی ہے

رقیبون کا جلنا کہان دیکھتا تو — سمان یہ مرے گھر مین آیا تو دیکھا
گنہ کیا صنم کے نظارے مین زاہد — یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا
کھولے ہین اوسنے پیرہن یوسفی کی بند — نہ کر رکھے نسیم سے کہدو قبا ہی گل
نظر ہے جانب اغیار دیکھیے کیا ہو — پھری ہے کچھ نگہ یار دیکھیے کیا ہو

صنم تخلص درگا شاہد بازاری اکبرآباد قوم ہنود سے ہے

چھپایا گر رخ پر نور اپنا — جیے گا طالب دیدار کیونکر

آفت تخلص دہلی کے ایک زن پردہ نشین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوسکے لب سے ہے شراب بہتر — حسن ہے آفتاب سے بہتر

ماہ تخلص خاص محل زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندرون ٹیابرج
متعلق کلکتہ مین رہتی ہین شعر اچھا کہتی ہین ستار اچھا بجاتی ہین مثنوی اور

دیوان انکے نظر سے گزرے

گیسوے خمدار اوسکے رخ پہ بل کھانے لگا | سینۂ عشاق پر بس سانپ لہرانے لگا
بیقراری کیا بیان ہو اس دل بیتاب کی | شور و افغان سے ہمارے عرش تھرانے لگا
اوجاڑے میں لٹیے کس کے آشیانے کو | یہی چمن میں ہے اب چار سو فغان و فریاد
اے باغبان چمن میں یہ کہدے پکار کے | لو بلبلو چلو کہ دن آگئے بہار کے
وحشی وہ ہوں کہ قیس نے بھی بس تبرکا | گنڈے بنا کے پہنے گریبان کرتا کے
عالم وہ طلبگار ترے ہونگے اوسیدن | جب تازہ ستم کوئی بھی ایجاد کرینگے

عزیز تخلص عزیز بطوائف ساکنۂ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

جبکہ باغ و بہار دیکھینگے | ایک گل کیا ہزار دیکھینگے
تم نہ دیکھوگے گو ہمیں یکبار | ہم تمھیں لاکھ بار دیکھینگے

عفت تخلص نجم النسا بیگم ساکنۂ لکھنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود تخلص

ہم جو اے جانجہان تجھسے بچھڑ جاتے ہین | صدمے ہوتے ہین فلک پر ہوتی ہین گہرا تین

فرخ تخلص فرخ بخش ساکنۂ کانٹھہ شاہ بازاری سرگرم دلداری تھی

ہمارے قتل کی تدبیر رہے تقصیر ہوتی ہے | نگاہ پاک کی شاہد یہی تاثیر ہوتی ہے

قمر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم بنت مرزا ہمایون بخت ہمشیرہ مرزا محبوب علی قوس تخلص زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ بڑی ذہینہ و طبیعت دار و خوش مزاج و ظریفہ تھین موسقی مین بھی دخل رکھتی تھین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتی تھین سنہ ۱۲۶۱ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین انتقال کیا یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

دل ناشاد کو تمنے نہ کبھی شاد کیا | بھول کر بیٹھے ہین پھر نہ کبھی یاد کیا
مرکے بھی خو نہ گئی بادہ کشی کی زاہد | حشر مین ساقی کوثر کا نہ دامان چھوٹا
روز و شب کرتی ہے بلبل یہ قفس مین فریاد | ہاے کیا فصل بہاری مین گلستان چھوٹا
لگگیا قیس پہ بھی فوق تمہارا وحشی | مرکے بھی دست جنون سے نہ گریبان چھوٹا

دعوی تھا عبث یار مسیحائی کا تم کو — اچھا نہ ہوا ایک بھی بیمار تمہارا
داغ سودا سر پہ ہے پاؤن مین زنجیر کشاغ — ہے پیر و تبہی الفت مین یہ حال آفتاب
گر مقابل ہو تمہاری روی آتشرنگ کے — بدر کی صورت گھٹے ہر دم کمال آفتاب
سوزش داغ دل بیتاب سے پایا فروغ — اے قمر کب تھا بھلا ایسا جلال آفتاب
عشق خط صنم کا تھا اللہ یہ گنہ — بہر عذاب آئے ہین مرقد مین مار سبز
گر آب زندگی کبھی تو برسائے ای فلک — کشت امید وصل ہنوز بیمار سبز
اے میکشو تکلف ساقی تو دیکھنا — شیشے ہین سرخ جام مے خوشگوار سبز
شیدا ہین چشم پرفن آہو شکار کے — گلشن مین کب ہے نرگس بیمار سے غرض
ہون وہ سر گشتہ کہ بعد مرگ ای وحوش خوبان — لوح مرقد کے لیے سنگ فلاخن چاہیے
تیرے جانبازون کو بس کافی ہے شمشیر نگاہ — قتل عاشق کے لیے کیا تیغ آہن چاہیے
گل مود اشگفتہ ہین یہ خیمہ تنکا بار ہی ہے — نسیم آہ کا جھونکا یہان باد بہاری ہے
نہ پوچھو ہمنشین ہمسے شب فرقت کی بیتابی — الم ہے درد و حسرت ہے فغان ہے آہ و زاری ہے
گرے اتنے ستارے کفش ہمہ تیرہ مسہ تابان — روشن کاہ کی ہر ایک فرش زرنگاری ہے

ماہ تخلص منجلی بیگم ساکنہ لکھنؤ

گر مقابل عارض تابان کے یکدم آ گیا — شرم سے بلبل کو پھر ہرگز نہ منہ دکھلائی گل
کاکل مین میرے دل کو گرفتار کر چلے — کالی بلا سے ہائے مجھے مار کر چلے

محبوب تخلص محبوب محل ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندونون ملیا برج متعلق کلکتہ مین رہتی ہین

اوٹھا سکے نہ مصیبت فراق یار مین روح — نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح
جو آ گیا ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم — نکل نہ جائے کہین تیرے انتظار مین روح
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی کر موت آئے — ہمیشہ تڑپے گی تیرے لیے فرار مین روح
ہے آرزو تیرے ہاتھون سے قتل ہون میری — لگی ہوئی ہے تری تیغ آبدار مین روح

مستور تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنؤ

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت | رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسون

مشتری تخلص قمر نجان عرف منجو طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس خوش طبع و خوشنویس و خوشگو ہے راقم الحروف سے اس شوخی مجسم سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

ناحق ہے نازحسن سے یہ بے نیازیان | بندہ نواز آپ کسیکے خدا نہین
اوسوقت آپ میری عیادت کو آئے ہین | جب سن چکے گلے سے اوترتی دوا نہین
ناکسون سے ربط بد وضعونسے صحبت واہ واہ | دیکھلی حضرت سلامت سیر زائی آپ کی
شیخی کی لیا کرین نہ فرشتے | جانے کی دہان مجال بھی ہے
غفلت مین ہم اونکو دیکھتے ہین | ہے خواب بھی کچھ خیال بھی ہے
باتین تو وہ کرتے ہین خوشی کی * | چہرے سے عیان ملال بھی ہے
ہین آپس مین وہم و گمان کیسے کیسے | یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے
سے جنے جور بتان کیسے کیسے | اوٹھائے ہین کوہ گران کیسے کیسے
ملے خاک مین جو رگردون دون سے | مکین کیسے کیسے مکان کیسے کیسے
دلمین سمجھا چشم کا بیمار ہے | جبسے میری ناتوانی دیکھ لی
تیری نظرون مین ہی یکسان نیک و بد | اے مبصر قدردانی دیکھ لی
بمیروت کر دیا اوس ماہ کو | آسمان کی مہربانی دیکھ لی
جیتے رہتے بھی تو مشکل تھی رہائی مجھکو | سستے چھوٹے جو تری بانہہ سے مرکر چھوٹے
اس سے تو وصل کے ارمان مین مرنا بہتر | یا الٰہی نہ کسی سے کوئی ملکر چھوٹے
مار ڈالا مجھے اے مشتری اس مینت نے | زلفین چھوٹین کہ مرے واسطے آزار چھوٹے

علاوہ تخلص ابنی دختر بلاکیر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر کلکتہ ماہر و مشکین موسمن ابرو کمان ابرو خوش گام خوش خرام سمتن نازکبدن قوم انگریز سے ہین موسیقی مین اچھا دخل رکھتی ہین ستار خوب بجاتی ہین کلکتہ مین رہتی ہین کبھی کبھی شعر کہتی ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہین تھوڑے روز ہوئی کہ شرف باسلام ہوگئین

ہوتی نہ بند بھی ہمسایہ کی تا صبح حرام — سینے نالہ جو کسی رات سر شام کیا
آہ و زاری نہین سنتے بخدا رانون کو — اوس صنم کو ملکہ نے ہی مگر رام کیا
ہجر مین دل کو بیقراری ہے — جوش فریاد آہ و زاری ہے
آنکھین پتھرا سے ہو گئین ہین سفید — کسی بت کی جو انتظاری ہے

مشرب تخلص گنا بیگم بنت علی قلی خان شش انگشتی زوجۂ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی متخلص بہ نظام شاگرد میر سوز بعض صاحب تذکرہ نے انکا گنا تخلص اور انکے اوستاد کا نام قمر الدین منت لکھا ہے

ترے منہ کی تجلی دیکھکر کل رات حسرت سے — زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع جلتی تھی
اب خواب مین گر وصل ترا ہو دے تو ہو دے — ظاہر مین تو ملنے کی ہمین آس نہین ہے

مہتاب تخلص اور نام بریلی کی ایک شاہد بازاری کا ہے

دل اوٹھاتا ہے مرا جور و جفا کیا کیا کچھ — آہ کرتا ہے وہ عیار دغا کیا کیا کچھ

ناز تخلص بیان شاہد بازاری فرخ آباد

زہرہ بلائین لینے لگے آسمان پر — توڑا لیا جو ناچ مین اوسنے اوٹھا کے ہاتھ

نزاکت تخلص رمجو طوائف ساکنۂ مارنول دہلی مین رہتی تھی شعر اچھا کہتی تھی نواب مصطفے خان شیفتہ اور میر شیفتہ و فریفتہ تھے

بسکہ رہتا ہے یار آنکھون مین — ہے نظر بیقرار آنکھون مین
محفل گلرخان مین وہ عیار — لیگیا دل ہزار آنکھون مین
سرمۂ خاک پا عنایت ہو — آگیا ہے غبار آنکھون مین
ہون نزاکت ولے کوئی کیا ذکر — دم رخصت تری سنبھال سکے
ہا منصفی او لے بت بیداد گر ایسی — چاہت تری غیرونکو بھی ہو گی مگر ایسی
ہبر بھی دشمن کو جھیجا ہی تھا قاصد — کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

نور ن تخلص و نام نورن میراسن ساکنۂ فرخ آباد کا ہے

مار ڈالا تھا (تجھ) زلف نے کل جسکو گلبدن — باغ جہان سے آج وہ بیمار اوٹھگیا

گلزار ہے صبا ہے دلدار ہے اور مین ہون | ایام جدائی کی تکرار ہے اور مین ہون

قطعہ تاریخ ترتیب این تذکرہ سخن شعرا چکیدہ قلم جواہر رقم حاجی ناظر عبداللہ متخلص بہ آشفتہ شاگرد حافظ اکرام احمد طیغم

طبع مواج حضرت نساخ | ہست دریاے علم وکان سخن
نوک کلکش بجوش فکر رسا | رگ ابر گہر فشان سخن
مے تراود زر شجر قلمش | شیرۂ جان بکام جان سخن
کرد املا چہ تازہ تذکرۂ | بہر ارباب نکتہ دان سخن
یک بہ یک حرف نکتہ سنجانرا | راست سنجیدہ در بیان سخن
زان جگر گوشگان پاک نژاد | ہر یکے فخر خاندان سخن
آمد از لعل و گوہر مضمون | نامہ اش گنج شایگان سخن
از پے فوت روح اہل مذاق | داد ترتیب طرفہ خوان سخن
دل بذکر جمیلش از سر شوق | ہست ناخواندہ میہمان سخن
سال تاریخش نوسن فصلی | گفت آشفتہ گلستان سخن

۱۲۸۱ فصلی

وله

باملای نساخ معجز رقم | چہ روشن سواد آمد این تذکرہ
ز آشفتہ ایدل بتاریخ آن | بگو در نگہ سرمۂ بصیرہ

۱۲۸۱ ہجری

قطعہ تاریخ نگاشتہ حکیم منور حسین متخلص بہ فیض وحکیم صاحب مثنوی سلسبیل وعمدۃ الاعجاز وصاعقہ وجواہر الحکمت وکنایات منوری وصحیفۃ الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندہ امروہہ شاگرد مہدی علی زلی

صد شکر کہ این کتاب نساخ | معمور نظم دلستان شد
بنوشت حکیم مصرعہ سال | این بار کلام شاعران شد

۱۲۸۱ ہجری

از حاجی سعید بخت مجموعہ دار متخلص بہ سعید باشندہ سلہٹ
شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

جناب حضرت نساخ ہین جو جان سخن
جہان مین کہتے ہین سب جن کو رازدان سخن

کیا ہے جمع انہون نے یہ تذکرہ کیا خوب
عجیب دلکش سے بدون ہے داستان سخن

سعید مجکو بھی تاریخ کی جو اُس کے فکر
کہا سروش نے آرائش جہان سخن

۱۲۸۱